سلسلہ انجمن اصلاح العشیرہ نمبر ۵

یٰایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

فوائد بدریہ

تالیف

مولانا محمد صبغۃ اللہ امام العلماء قاضی الملک مفتی بدر الدولہ مرحوم مغفور

بحسن انتظام عالیجناب مولوی حافظ حاجی عبد العظیم صاحب

باہتمام محمد شمس الدین خاں پروپرائٹر

شمس المطابع مشین پریس عثمان گنج حیدرآباد دکن طبع شد

۳۰ آذر ۱۳۴۱ ف

تعداد طبع ۱۰۰۰

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

فوائدِ بدریہ

حضرت رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم کے سیر میں معتبر کتابوں کا اقتباس اور صحیح حالات کا اندراج ایک مقبول عام اور بابرکت کتاب ہونے کے علاوہ کئی مرتبہ مختلف شہروں میں طبع ہوئی ہے۔ بایں اس کی عام خواہش و اشتیاق کے بنا پر مولوی عبدالرؤف صاحب نے مجھ کو مجبور کیا کہ اس عدل پرور و داد گستر مسند آرائے ریاست دکن عاشقِ رسول ؐ ذوالمنن سلطان العلوم حامی شریعت و خادم حرمین الشریفین

نواب میر عثمان علی خاں بہادر آصف جاہ نظام الملک

خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ اللھم متع المسلمین بطول حیاتہ وضاعف ثواب جمیلہ وحسناتہ وامددہ بالعون والاسعاد والتوفیق والارشاد واستعملہ بطاعتک۔ وصانہ عن الاعداء والشرور والفتن یارب العباد کے عہد زریں میں طبع کی جائے۔ بعد طبع بغرض حصول برکات و سعادت دارین محبان رسول کے ملاحظہ کیلئے پیش ہے۔

عبد العظیم

یہ کتاب بھی انجمن اصلاح العشیرہ کے جانب سے شائع ہو رہی ہے۔ "فوایدِ بدریہ" جو اب سے پیشتر کئی مرتبہ مدراس و بمبئی اور بنگلور میں شائع ہو چکی ہے ایک عرصہ سے ناپید ہے۔ احاطہ مدراس میں اب بھی اسکی مانگ ہے۔ علاوہ براں دکنی زبان کی ابتدا و ترقی کے مطالعہ کا عام طور سے جو شوق پیدا ہو گیا ہے اس کے لحاظ سے بھی یہ مناسب معلوم ہوا کہ اس کتاب کی طباعت کا پھر انتظام کیا جاے۔

اس اشاعت کے لئے کئی نسخے فراہم کئے گئے۔ مصنف کا اصلی مبیضہ بھی موجود ہے لیکن افسوس ہے کہ بوسیدگی کے باعث اس سے کام لینا دشوار ہے۔ مجبوراً صحت کے لئے وہ نسخہ پیش نظر رکھا گیا جو خود مصنف کے لئے انکے ہمشیرہ زادے مولوی سید حبیب اللہ خاں مرحوم نے ۱۲۵۷ھ میں نقل کیا تھا بعد میں وہ نسخہ بھی فراہم ہوا جو سب سے اول ۱۲۶۳ھ میں مطبع کشن راج مدراس میں نہایت اہتمام اور صفائی سے طبع ہوا تھا۔ اس میں خود مصنف نے جابجا طباعت کی غلطیوں کی اصلاح کی ہے۔ سارے اسماء و اعلام پر اعراب لگائے ہیں اور بعض اہل قرابت کو اس میں درس بھی دیا ہے۔

بہرحال اس امر کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ مصنف کے طرز انشا و اسلوب بیان اور سب سے بڑھکر زبان کو اپنی اصلی حالت میں پیش کیا جائے مصنف اور کتاب کے متعلق ایک علیحدہ تبصرہ درج ہے۔

محمد غوث (عثمانیہ)

حیدرآباد دکن ۱۲ جمادی الآخر ۱۳۵۵ھ

قاضی بدرالدولہ قاضی الملک مرحوم ؎

قاضی الملک مرحوم کا خاندان بھی ان عربی النسل خاندانوں میں سے ہے جنہوں نے براہ راست عرب سے سواحل ہند میں توطن اختیار کیا اور جنوبی ہند میں اس خاندان کی وجاہت دہلی میں شاہ ولی اللہ مرحوم کے خاندان کی وجاہت سے کم نہیں۔ اس خاندان کو یہ خاص شرف حاصل ہے کہ کم از کم (۱۵) پشت سے مسلسل مذہب کی علمی خدمتوں میں مصروف رہا ہے جس کی مثال بہت کم ملتی ہے۔

خاندان کے جد اعلیٰ مخدوم اسحٰق کے جو کچھ حالات موجود ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ اشاعت اسلام میں انہوں نے حصہ لیا تھا۔ ان کی تیسری پشت میں قاضی احمد تھے جن کی اولاد میں مولانا حبیب اللہ بیجاپوری ایک مشہور عالم اور شاہ صبغۃ اللہ بیجاپوری کے خلیفہ اعظم تھے۔ قاضی احمد کے فرزند قاضی محمود جن کی اولاد میں قاضی بدرالدولہ ہیں گووہ کے قاضی تھے اور ان کے فتووں کا مختصر مجموعہ موجود ہے۔ انکے فرزند قاضی رضی الدین مرتضیٰ نے فن معانی و بیان میں ایک کتاب تحفۃ الحقیر لکھی ہے۔ ان کے پوتے نظام الدین احمد اول کو علم حدیث سے خاص شغف تھا چنانچہ انہوں نے شیخ عوض بن سقاف سے سند حدیث حاصل کی تھی جس کا سلسلہ ہندوستان کے متعارف سلسلوں سے علیحدہ اور اس خاندان میں جاری رہا ہے۔

انکی اولاد میں ایک مولوی محمد حسین قادری امام المدرسین مشہور مدرسہ بیدر کا ایک نامور استاد گزرے ہیں نظام الدین احمد ثانی جو نظام الدین احمد اول کے پوتے ہیں ارکاٹ میں داروغہ عدالت کی خدمت پر مامور تھے۔ انکی تصانیف میں ایک عربی رسالہ انباء الاذکیاء بتحبیب الطیب والنساء الی سید الانبیاء نہایت محققانہ رسالہ ہے۔ انکے پوتے مولوی محمد غوث شرف الملک دیوان ریاست کرناٹک۔ مدراس کے ایک مشہور و ممتاز فرد گزرے ہیں جو بحر العلوم

؎ قاضی الملک مرحوم کے فرزند مولوی حاجی احمد مرحوم نے اپنی خاص دلچسپی سے ایک مفید خاندانی تاریخ ۱۲۸۸ھ میں مرتب کی تھی یہ حالات اس کتاب سے ماخوذ ہیں۔ ۱۲

کے ارشد تلامذہ میں داخل ہیں۔ انکی ایک کتاب نثر المرجان فی رسم خط القران ضخیم جلدوں میں اپنے فن کی بے مثل کتاب ہے[۵۱] مولوی محمد غوث کے دو فرزند تھے۔ بڑے فرزند مولوی عبدالوہاب مدارالامرا دیوان ریاست کرناٹک فن رجال کے آخری مستند مصنف ہیں چھوٹے فرزند مولوی محمد صبغۃ اللہ امام العلما قاضی الملک بدر الدولہ ہیں ۱۲۱۱ھ میں پیدا ہوئے بحر العلوم سے تبرکاً پڑھنا شروع کیا۔ باقی تکمیل تعلیم اپنے پدر بزرگوار کی خدمت میں کی اور دیگر اساتذہ[۵۲] سے بھی استفادہ حاصل کیا۔ اگرچہ معقولات کی بھی تکمیل کی تھی لیکن اصلی ذوق مذہبی علوم سے تھا اور مذہب کی علمی خدمت ہی انکی زندگی کا فرض تھا۔[۵۳] دربار ریاست کرناٹک میں (جو دراصل ایک اسٹیٹ تھی) مفتی اور صدارت اور قضارت کے خدمات پر مامور تھے۔ اور آخری نواب کرناٹک غلام محمد غوث خاں مرحوم کے انتقال کے بعد ۱۲۸۰ھ میں (۷۰) سال کی عمر میں بعد نماز صبح بحالت رکوع اللہ جل شانہٗ کا نام لیتے ہوئے انتقال ہوا اور جامع مسجد مدراس کے مقبرہ میں دفن ہوئے۔

تصانیف عربی۔ فارسی۔ اُردو میں تصانیف بکثرت ہیں۔ اُردو میں جو تصانیف ہیں انکی تفصیل یہ ہے۔ فوائد بدریہ۔ سیر میں ہشت گلزار حضرت صدیق کے حالات میں تفسیر فیض الکریم۔ نثر الجواہر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے حالات میں۔ ریاض النسواں فقہ شافعی میں خزانہ معدلت۔ رسالہ در احکام عدت وفات۔ توشۂ فلاح مناسک حج میں۔ قوت الارواح اسکی شرح سیف المسلمین مناظرہ میں۔ گلزار ہدایت (بدعتوں کے بیان میں) ترجمہ حصن حصین۔

فوائد بدریہ یہ کتاب سیر نبوی میں لکھی گئی ہے جسکو جنوبی ہند میں قبولیت عام حاصل ہوئی اور اسکے کئی اڈیشن مدراس بمبئی وغیرہ میں ابتک طبع ہو چکے ہیں۔ درحقیقت یہ کتاب فن سیر کا نہایت عمدہ خلاصہ ہے اور قدیم اصول کے مطابق عربی مواد موجودہ سے شاید اس سے زیادہ نہیں لکھا جا سکتا تھا۔ آگاہ کی ہشت بہشت ۱۱۸۵ھ میں لکھی گئی۔ فوائد بدریہ تیرہویں صدی ہجری کے وسط میں لکھی گئی ہے۔ فوائد بدریہ کے دیباچہ کا انتخاب اس مقام پر درج کیا جاتا ہے جس سے اندازہ ہوگا کہ قاضی بدرالدولہ مرحوم نے زبان کے صاف کرنے میں کہاں تک مؤثر حصہ لیا ہے جس سے آگاہ کی زبان میں اور قاضی بدرالدولہ کی زبان میں نمایاں فرق پیدا ہوگیا۔

[۵۱] یہ کتاب مجلس اشاعت العلوم حیدرآباد نے شائع کی ہے۔

[۵۲] مولوی علاء الدین مرحوم داماد بحر العلوم [۵۳]

"پھر دل چاہا کہ حسب خواہش اس غریق رحمت کے رسالے کو بسط کروں لیکن دیکھا کہ بازار علم کا بہت کاسد ہو گیا ہے اور علم جاننے والے دنیا سے گزر گئے اب کوئی کتاب زبان عربی یا فارسی میں تصنیف کیجئے تو کچھ فائدہ اسپر مترتب نہیں جنکو ان زبانوں کی معرفت حاصل ہے انکے لئے بہت سے کتب موجود ہیں اور کسی کو خواہشمند بھی نہیں پایا تب زبان ہندی میں یہ کتاب لکھنا شروع کیا تا عوام مومنوں کو اس سے فائدہ حاصل ہووے اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال سے واقف ہو کر انکی پیروی خوبی کیساتھ کریں اور اسکی تالیف کا سبب حقیقت میں نواب مغفور نواب اعظم جاہ تھے تو اللہ تعالی انکی روح کو بھی اسکا اجر پہنچاوے۔"

اس موقع پر آگاہ کی ہشت بہشت کے دیباچہ کا انتخاب بھی پیش کیا جاتا ہے جس سے اندازہ ہوگا کہ زبان کی ترقی کس طرح ہو رہی تھی۔

"راغب تھا سو رحلت کیا حق تعالی اُسپر رحمت کرے اور اُسے اپنی مغفرت سے نوازے اور بہت موانع بھی"
"درپیش ہوئے ہر چند اس اثنا میں بعض دوستاں واسطے دوسرے رسالوں کے بولے پن اتفاق اُنکے"
"بنانے کا نہیں ہوا آخر ابتدا سنہ ایکہزار دوسو اور چھ میں رسالہ من درپن اور رسالہ من جیون بنا سکا"
"اتفاق ہوا ان آٹوں رسائل میں تخمیناً آٹھ ہزار اور چھ سو اور پچاس بیت ہیں اور شرحوں کے سات نو ہزار"
"بیت ہوینگے اور ان سب رسالوں میں شاعری نیں کیا ہوں بلکہ صاف اور سادہ کہا ہوں اور اُردو کے"
"بھاکے میں نہیں کہا کیا واسطے کہ رہنے والے یہاں کے اس بھاکے سے واقف نہیں ہیں اے بھائی یہ"
"رسالے دکھنی زبان میں ہیں کر کو سہل اور سرسری نجان کیا واسطے کہ بڑے معتبر کتب سے تحقیق کر کر لکھا ہوں"
"اگر وہ تمام کتاباں تو دیکھے گا یا کسی سے سنے گا تو تجھے قدر ان رسالونکی معلوم ہوئی گی۔ اے بھائی اگر تجھے"
"ان رسالونمیں کہیں شبہ ہوے تو اپنے وہم و گمان سے اعتراض نہ کر بلکہ اُن سب کتابونمیں کہ ان رسالوں"
"کے اصل اور ماخذ ہیں نظر کر کیا واسطے کہ میں بہت تحقیق و تدقیق کر کر لکھا ہوں۔ ان کتابوں سے بھی مقلدان"
"کے مانند نہیں لیا ہوں بلکہ ان میں جو واضح تھا سو اخذ کیا ہوں۔"

جسطرح آگاہ کی تصانیف پر پون صدی گزر جانیکے بعد انکی زبان نہایت پرانی معلوم ہوتی ہے اسیطرح فوائد بدریہ کی زبان بھی اب پون صدی گزر جانیکے بعد موجودہ اُردو کی معیار فصاحت پر پوری نہیں اُترتی گو

ہماری زبان آیندہ کیسی ہی فصیح کیوں نہ ہو جائے لیکن اس سے ان کی اس کوشش کی کسی طرح بے قدری نہیں کی جاسکتی۔ اور اس زمانہ میں بھی خطبات احمدیہ سے قطع نظر اُردو میں کوئی ایسی کتاب فن سیر میں پائی نہیں جاتی جو فواید بدریہ سے بڑھکر مستند سمجھی جاسکے۔

فواید بدریہ کے دوسرے باب میں جس میں "حضرت کی صورت باجمال اور سیرت باکمال" کا بیان ہے شمائل کا ایسا بے مثل خلاصہ مرتب کیا گیا ہے جس سے زیادہ ممکن نہیں۔ اور اس بات کی نہایت کامیاب کوشش کیگئی ہے کہ عربی الفاظ کیلئے نہایت مناسب اُردو الفاظ لکھے جائیں در حقیقت شمایل کا مقصد اسیوقت حاصل ہوسکتا ہے جبکہ کتاب کو پڑھنے والا اپنی مادری زبان میں مناسب الفاظ سنے۔ نمونہ کے طور پر پیشانی اور بھوں کا بیان لکھا جاتا ہے۔

"علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیشانی مبارک کشادہ تھی اور بھوں دونوں ملے ہوئے تھے۔ اور ہند بن ابی ہالہ سے روایت ہے کہ بھوں کمان دار تھی اور اسکے موے پورے تھے۔ اور دونوں ابرو پیوستہ نہ تھے دونوں کے درمیان ایک رگ تھی غصے کے وقت خون سے بھر جا کے موٹی ہوتی۔ ان دونوں روایت میں اختلاف ہے صحیح بات یہی ہے کہ بھوں ملے ہوئے نہ تھے لیکن موے باریک تھے سو اس سبب کر کوئی روایت کرتا ہے کہ بھوں ملے ہوئے تھے اور کوئی کہتا ہے جدا تھے۔"

ریاض النسواں دوسری مقبول عام تصنیف ریاض النسواں ہے جسمیں ضروری عقاید اور عبادات وغیرہ کے ضروری مسائل حسب فقہ شافعی صاف اور عام فہم زبان میں بیان کئے گئے ہیں اس کتاب نے جسقدر عام نفع پہنچایا ہے اسکا بیان نہیں کیا جاسکتا عموماً ہر شافعی اسکو اپنی زندگی کیلئے لازمی چیز سمجھتا ہے اور فی الواقع اس جامعیت کیساتھ تمام ضروری مسائل بیان کر دئے گئے ہیں کہ اسکے سامنے پھر دوسری کتاب کی حاجت نہیں ہوتی۔

قوت الارواح سب سے ضخیم کتاب قوت الارواح شرح توشۂ فلاح مناسک میں ہے جو بڑے سائز کے (۸۰۰) صفحوں میں ختم ہوئی ہے اور بلاشبہ خاص فن مناسک میں اسقدر ضخیم کتاب عربی زبان میں بھی عام طور

پر متداول نہیں ہوگی۔

گلزار ہدایت میں ان بدعتوں کا ذکر ہے جو عام طور پر مسلمانوں کی سوسائٹی میں سرایت کر گئے ہیں۔ قاضی بدرالدولہ کے زمانہ میں وہ تحریک پھیل چکی تھی جو بدعتوں کی بیخکنی کی وجہ مشہور ہے یہ تحریک اگرچہ بڑی حد تک درست تھی لیکن دیندار خواص علماء کی نظر میں بھی اسمیں غلو از حد تھا۔ بہرحال قاضی بدرالدولہ نے لکھا ہے "بازار علم وفضل کا اس زمانہ میں بہت کاسد ہوا شعلہ جہل و نادانی کا نہایت بھڑکا۔ بدعت کا رواج پھیلا۔ سنت پر چلنے والے کم ہوئے۔ بدعت کو سنت اور ضلالت کو ہدایت ٹھہرانے والے پھیلے بعضے لوگ چند بدعتوں کا سوال کئے۔ یہ عاصی ایک مختصر رسالہ انکی خواہش کے موافق ہندی زبان میں لکھا تا عوام اس سے فائدہ اٹھادیں اور بدعتوں سے بچیں۔"

درحقیقت اس رسالہ میں نہایت معتدل روش اختیار کیگئی ہے واقعی بدعتوں کا بیخوف وخطر سختی کیساتھ اظہار کیا ہے اور سوسائٹی کے عیوب صاف صاف جتادئے ہیں۔ اسکے ساتھ ہی وہ غلو بھی نہیں ہے جس نے جدید تحریک کی راہ میں روڑے اٹکا دیئے۔ نہایت معتدل انداز کے ساتھ ما بہ النزاع مسائل پر قلم فرسائی کی ہے اور اس اعتدال اور جادۂ حقیقت کے ملحوظ رکھنے کا اثر ہے کہ یہ کتاب معیار تمیز بدعت سمجھی جاتی ہے۔

اس مختصر بیان سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اردو زبان نے کہاں تک قاضی بدرالدولہ کی وجہ سے مذہبی تصنیف کے دائرہ میں ترقی حاصل کی ہے۔

عربی فارسی تصانیف اردو تصانیف کیساتھ انکی عربی فارسی تصانیف بھی کچھ کم نہیں ہیں جنمیں سے چند کے نام درج کئے جاتے ہیں۔ ہدایت السالک موطا امام مالک۔ یہ موطا کی شرح ہے۔ رسالہ فی تعلیم النساء الکتابۃ اس رسالہ میں عورتوں کو کتابت سکھلانے کے مسئلہ پر مجتہدانہ بحث کرکے جواز ثابت کیا ہے۔ رسالہ فی صداق فاطمۃ الزہراء اسمیں حضرت فاطمہ زہرا کے مہر کا تعین کیا گیا ہے۔ رسالہ فی تعین صلاۃ الوسطے اسمیں صلوٰۃ وسطے کی بحث ہے۔ رسالہ فی صوم ستہ فی شوال۔ ذیل علی القول المسدد فی الذب عن مسند الامام احمد۔ فارسی میں چند تصانیف یہ ہیں۔ داستان غم جسمیں حضرت امام حسین کا مفصل تذکرہ ہے۔ رسالہ شروط اقتدا۔ رسالہ در بحث اجتہاد۔ رسالہ بحث

رویت ہلال۔ آپ نے حرمین شریفین کا مختصر اور مفید روزنامچہ بھی مرتب کیا ہے۔

تصانیف کے علاوہ وقتاً فوقتاً جو فتوے وغیرہ تحریر کئے جاتے تھے انکا ایک ضخیم مجموعہ موجود ہے جسکو انکے فرزند مولوی احمد مرحوم نے جمع کر کے فتاوی صبغیہ نام رکھا ہے۔

ان سب تصانیف و تحریرات کے علاوہ درس و تدریس کا سلسلہ بھی ہمیشہ آخری عمر تک جاری تھا اور انکے فیض تعلیم کی بدولت بیسیوں علماء پیدا ہوئے اور اسوقت تک اسکا سلسلہ جاری ہے اور ان ہی کوششوں کا اثر ہے کہ انکا نام مدراس میں زندہ جاوید ہو گیا۔ اور ان تمام علمی خدمات پر کافی غور کرنیکے بعد یہ کہنا خلاف حقیقت نہیں ہوگا۔ کہ ہندوستان کے آخری دور میں مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ کے بعد قاضی بدر الدولہ کا نام لیا جا سکتا ہے جنہوں نے علوم مذہبی اور خاصکر فن حدیث کی ایسی مقبول خدمتیں انجام دیں۔

سوشل اصلاح علمی خدمات کے ساتھ ہی سوشل اصلاح میں انکی یادگار رسوم شادی کی اصلاح ہے جسمیں تمام غیر ضروری اور مضر تمول و اخلاق رسوم خارج کر کے صرف ضروری مراسم نکاح باقی رکھے گئے۔ اس اصلاح کی ضرورت اور طریقہ اصلاح ایک مضمون میں بیان کیگئی ہے جسکا "ضابطہ نکاح" نام رکھا گیا ہے۔

اگرچہ اسوقت بھی ان قدیم مضر اخلاق و تمول رسوم کی گھٹا قوم پر سے دور نہیں ہوئی ہے لیکن عموماً سمجھدار افراد اسکی ضرورت تسلیم کرنے اور ایک حد تک اسپر عمل پیرا بھی ہونے لگے ہیں۔

طبی خدمات قاضی بدر الدولہ صرف ایک عالم نہیں تھے بلکہ حاذق طبیب بھی۔ انکا مطب بطور پیشہ کے نہ تھا بلکہ ہمدردی کے لحاظ سے اور انکے مطب کی خصوصیت یہ تھی کہ برخلاف عام اطبا کے جو مغربی طب سے ناواقف اور انکے ادویہ کے استعمال سے عاری تھے وہ نئی ادویہ کے داخل مطب کرنے میں آزاد تھے۔ وبائی امراض معدہ مثلاً ہیضہ میں انہوں نے غوتا غمسا (پیوڑی) کا استعمال جاری کیا جو معدہ کی سمی عفونتوں کو خارج کرنے میں بے مثل دوا ہے نہایت غور و تلاش کے بعد اور جسقدر مریضوں پر اسکا استعمال کرایا گیا انمیں سے قریب قریب اکثر شفایاب ہوتے تھے۔ افسوس ہے کہ یاران وطن کی مردگی اس درجہ پہونچگئی تھی کہ اس عمدہ کام کو ترقی دینا تو کجا انسے اتنا بھی نہو سکا کہ اس ایک دوا کے استعمال کو بھی جاری رکھ سکیں اور اسکا نتیجہ ہے کہ آج کوئی اسکا استعمال نہیں کراتا۔ بہرحال کہا جا سکتا ہے کہ طب یونانی د

لہ روزانہ صرف چار مریضوں کو رجوع کرتے تھے تاکہ واقعی انہاک سے علاج ہو سکے۔

انگریزی کے ملانے اور عام طور سے طب کو ترقی دینے کا جو کام ایک عرصہ کے بعد دہلی میں شروع کیا گیا وہ کم از کم اس سے نصف
صدی پیشتر مدراس میں شروع کر دیا گیا تہا۔

ریاضیات و ہیئت مولوی محمد غوث شرف الملک مرحوم کو فن ہیئت سے خاص دلچسپی اور شغف تہا ستاروں کی معرفت انکو پوری
حاصل تہی ایک مختصر رسالہ سواطع الانوار فی معرفۃ اوقات الصلوٰۃ والاسحار نہایت مفید لکھا ہے۔ جدید ہیئت کے
مسائل سے جو اسوقت نئے نئے ہندوستان میں پہنچ رہے تھے واقفیت حاصل کرنے کی پوری جستجو رکھتے تھے اس شغف کا اثر
انکے دونوں فرزندوں میں بہی آیا تہا۔ قاضی بدر الدولہ مرحوم کو بہی علم ہیئت کے اس حصہ سے جسکی مسلمانوں کو خاص
ضرورت لاحق ہوتی ہے یعنے معرفت سمت قبلہ معرفت اوقات صلوٰۃ طلوع و غروب فن اصطرلاب وغیرہ میں پورا
کمال حاصل تہا اور عملی طور پر آلات فن سے انکے نتائج استعمال نے بیش بہا فایدے پہونچائے ہیں۔

اولاد علمی و عملی باقیات الصالحات کے علاوہ اولاد کے لحاظ سے بہی انکی باقیات صالحات کچھ کم قابل اعتنا نہیں ہیں جنہوں نے اس خاندان کے اس
شرف کو جو دو پشت سے حاصل ہے برقرار رکہنے میں پورا حصہ لیا بڑے فرزند مولوی محمد عبداللہ صدارت خان بہادر عالم متبحر اور طالبان علم کو مستفید
کرتے تھے باقی فرزندوں میں سے مولوی مفتی محمد سعید خانصاحب مرحوم اور مولوی حسین عطاء اللہ صاحب مرحوم سے حیدر آباد پورے طور سے
واقف ہے مفتی محمد سعید خانصاحب کا علوم ظاہر و باطن میں کمال، مذہبی شغف اور تقدس نے انکا نام زندہ جاوید بنا دیا ہے
اور سرکار عالی نے انکے انتقال کیوقت تسلیم کیا کہ عہدۂ افتا کو انکی ذات سے اعزاز حاصل تہا۔ مولوی حسین عطاء اللہ صاحب
مرحوم کو انتقال کئے ہوئے ایک ہی سال کا عرصہ گزرا ہے علوم ہیئت سے انکو بہی خاص دلچسپی تہی اور میدان سیاست کے تیرہ و تار
گرد و غبار میں انکی بے غل و غش متدین پالیسی انکو سچا صاحبدل ثابت کرتی ہے۔ اصلی صاحبدل وہی ہے جو دنیا کے
دھندوں میں پہنسے رہنے کے باوجود اپنے نیک اوصاف کی روشنی دوسروں کیلئے نمونہ بنا کر چھوڑ جاتے۔

دو فرزندوں، مولوی حاجی محمود صاحب اور شمس العلما مولوی قاضی عبید اللہ صاحب سے مدراس میں اس خاندان کی وہ
روشنی جو کئی صدیوں سے مسلسل چلی آ رہی ہے اب بہی برقرار ہے۔ خدا کرے کہ اس خاندان کی آیندہ نسلوں کو بہی زمانہ کی
دیگر گوں رفتار کیساتھ مذہبی اور علمی فواید کا چراغ دنیا میں روشن کرنے اور شش ہا پشت کے شرفا اور اصلی عزت کے
برقرار رکھنے کی توفیق عطا ہو اور ابا ہمیشہ کیلئے بہا ٹو بنائیں [۵۲]

تکیہ بر جائے بزرگاں نتواں زد بگزاف
مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی
محمد مرتضی مرحوم

---

۵۱ نہ صرف فرزندوں بلکہ لڑکیوں پر بہی یہ صادق آیا ہے۔ ۵۲ ان دونوں بزرگوں کا بہی اب انتقال ہو چکا ہے البتہ قاضی
صاحب کے چہوٹے فرزند مولوی ابو محمد خلیل اللہ صاحب وظیفہ یاب مددگار معتمد مالگزاری روایات خاندانی کی
اب مجسم مثال ہیں ادام اللہ ظلہ

فہرست مضامین فوائد مدیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید و وجہ تصنیف کتاب

سب تعریف اللہ ہی کو ہے جو صاحب ہے تمام عالم کا اور درود و سلام محمد پر جو سردار ہیں
تمام پیغمبرونکے اور انکی آل پر جو وسیلے ہیں عاصیونکی نجات کے اور انکے اصحاب پر جو تارے
ہیں برج ہدایت کے۔ بعد حمد و صلوٰۃ کے کہتا ہے بندۂ گنہگار صبغۃ اللہ بن محمد غوث کان اللہ
لہما و لاسلافہما کہ نواب عالیجناب فلک رکاب عدل پرور داد گستر مسند آرائے ریاست و کامرانی
حامل لوائے عظمت و جہانبانی خلاصۂ خاندان انوریہ زبدۂ سلسلۂ فاروقیہ حاتم زماں روائے غربا و
مسکیناں عمدۂ دولت و دنیا و دین مدار ملک و ملت و مسلمین فخر امرا تاج رؤسا نواب محمد منور خاں
اعظم جاہ سقی اللہ ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ اس عاصی کو زبانِ فیضِ ترجمان سے ارشاد فرمائے کہ ایک
کتاب سیر و احوال میں اشرف موجودات خلاصۂ کائنات سید انبیا سرور اصفیا شفیع المذنبین رحمۃ
للعالمین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فارسی زبان میں ترجمہ کرے اور اس مہم کے تئیں جلد
انصرام کو پہنچانے واسطے مبالغہ کئے۔ پھر یہ عاصی ایک رسالہ مختصر فارسی زبان میں تالیف کیا از بسکہ
نواب صاحب مغفور نے کمال محبت و عقیدت رسول مختار صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جناب میں
رکھتے تھے نہایت اشتیاق سے ہر جزو جو تیار ہوا کرتا تو اس کو حرز جان سمجھ کے مطالعہ فرماتے اور
اسکو اپنے وظایف کے ساتھ رکھ کے ہر روز اسکو بطریق ورد کے پڑھا کرتے۔ کتاب جب اختتام
کو پہنچی تو مختصر رہنے کے سبب سے خواہشمند ہوئے کہ اسمیں اور بھی مطالب اور معجزے داخل
کر کے بطور بسط کے لکھنا اور از راہِ کمال عنایت و شفقت کے جو حال پر اس عاصی کے رکھتے تھے

بہت سے مرثیت کے کلمے فرمائے۔ عاصی اس کتاب کو مبسوط لکھنے کے درپے تھا کہ اس عرصہ میں وہ یگانہ آفاق دارِ فانی سے ملکِ جاودانی کی طرف کوچ کئے۔ اونکی رحلت سے سبھونکی نظروں میں جہان تاریک ہوگئی اور راحت جاچکی۔ پھر عاصی کا وہ ارادہ بھی ملتوی رہگیا لیکن چونکہ اللہ سبحانہ اپنے فضل وعنایت سے اس خداوندِ نعمت کے فرزندِ جگر بند یعنی آفتاب فلکِ عزت و جلال مطلع بدر اقبال مدارِ ملک وملت مرکز دائرہ دولت وعزت نواب والا جاہ محمد غوث خاں بہادر دام اقبالہ ومجدہ کو ایام طفلی میں مسند موروثی پر بٹھایا اور اس دُرِ یتیم کے تئیں ریاست اور حکمرانی کے سر کا طرہ کیا۔ دل کا پھول جو پژمردہ ہوا تھا نئے سر سے کھلا اور باغ خوشی وخرمی کا سرسبز ہوا۔ اللہ تعالی اس رئیس نامدار کو بحر جود وکرم کی اور منبع احسان وحسن شیم کا گردانے اور نصفت وعدالت کی توفیق دیکر اپنی راہ مستقیم دکھاوے! ور جہان کو اسکے سایہ میں سکھ چین سے رکھے آمین۔

پھر دل چاہا کہ حسب خواہش اس غریقِ رحمت کے رسالے کو بسط کروں لیکن دیکھا کہ بازار علم کا بہت کاسد ہوگیا ہے اور علم کے جاننے والے دنیا سے گذر گئے۔ اب کوئی کتاب زبانِ عربی یا فارسی میں تصنیف کئے تو کچھ فائدہ اس پر مترتب نہیں جن کو ان زبانوں کی معرفت حاصل ہی انکے لئے بہت سے کتب موجود ہیں اور کسی کو خواہشمند بھی نہیں پایا تب زبانِ ہندی میں یہ کتاب لکھنا شروع کیا تا عوام مومنوں کو اس سے فائدہ حاصل ہووے اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال سے واقف ہو کر انکی پیروی خوبی کے ساتھ کریں اور اسکی تالیف کا سبب حقیقت میں نواب مغفور تھے تو اللہ تعالی انکی روح کو بھی اسکا اجر پہنچاوے۔ پھر معتبر کتابوں سے مثل عیون الاثر تالیف ابن سید الناس کی اور زاد المعاد تصنیف شیخ ابن القیم کی اور فتح الباری تصنیف حافظ العصر شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی کی اور خصائص الکبریٰ تالیف خاتمۃ المحدثین شیخ جلال الدین سیوطی کی اور مواہب اللدنیہ تالیف شیخ قسطلانی کی اور مدارج النبوۃ تالیف شیخ عبدالحق دہلوی کی اور اس کے سوائے اور بھی معتبر کتابوں سے اسکو جمع کیا اور اس کا نام **فوائد بدریہ** رکھا اور اسکے مطالب کو چار باب میں حصر کیا۔ پہلا باب بیان میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

ماخذ کتاب

تقسیم کتاب

پیدائش سے وفات تک۔ دوسرا باب حضرت کی صورتِ باجمال اور سیرتِ باکمال کے بیان میں۔ تیسرا باب حضرت کی نبوت کے دلائل اور معجزات میں۔ چوتھا باب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آداب اور حقوق وغیرہ میں جو امت پر لازم ہیں۔

پہلا باب بیان میں حضرت کی پیدائش سے وفات تک

تحقیق نور محمدی

اس باب میں دو فصل ہیں۔ پہلا فصل حضرت کے ابتدا خلقت سے ہجرت تک۔

خلقت عالم

صحیح احادیثوں میں آیا ہے اول جو اللہ سبحانہ پیدا کیا سو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور تھا۔ پھر اسی نور سے لوح اور قلم اور عرش اور کرسی اور بہشت اور دوزخ اور فرشتے اور جن اور انسان اور آسمان اور زمین اور سائر مخلوقات پیدا کیا۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور پیدا کئے بعد اول قلم کو پیدا کیا پھر لوح کو۔ صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے اللہ تعالی خلق کے تقدیروں کو آسمان و زمین کی پیدائش کے پچاس ہزار برس آگے لکھ چکا اور عرش اس کا اس وقت پانی پر تھا۔ از انجملہ ام الکتاب یعنے لوح محفوظ میں جو لکھا سو یہ تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیا ہے۔ خاتم الانبیا کا معنی سب پیغمبروں کا مُہر ہے سو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب پیغمبروں کے مہر ہیں انکے بعد کوئی پیغمبر نہیں۔ اور مسند میں امام احمد کے عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم فرمائے میں اللہ تعالی کے یہاں خاتم النبیین تھا اور آدم ہنوز اپنی مٹی میں پڑا ہوا تھا یعنی اسکے جسد میں روح نہیں بھرے تھے اور امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کہے جب اللہ تعالی بنی آدم کے صلبوں سے انکی اولاد نکالا اور ان سے اقرار کروایا کہ انکے جانوں پر کیا میں نہیں ہوں تمہارا رب تو سب بولے البتہ ہم قایل ہیں۔ اور ان سبھوں میں اول جو اقرار کئے سو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ روایت ہے کہ اللہ تعالی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو حکم کیا کہ دوسرے انبیا کے نوروں کو دیکھے تو حضرت کا نور اُن کو ڈھانپ لیا تب سب کہے اے رب یہ کس کا نور ہے جو ہم کو گھیر لیا

اللہ تعالیٰ کہا یہ نور محمد بن عبد اللہ کا ہے اگر تم اس پر ایمان لاؤ گے تو میں تم کو پیغمبری دیوں گا۔ سب کہے ہم اس پر اور اسکی پیغمبری پر ایمان لائے اور اس آیت میں اسیطرف اشارہ ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْہَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰہِدِیْنَ یعنی جب اللہ تعالیٰ نے لیا اقرار پیغمبروں کا کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا کتاب اور حکمت پھر آوے تم پاس ایک رسول کہ سچ بتاوے تمھارے پاس والے کو تو اس پر ایمان لاؤ گے اور اسکی مدد کرو گے فرمایا کہ تم نے اقرار کیا اور اس شرط پر لیا میرا ذمہ۔ بولے ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو اب شاہد رہو اور میں بھی تمھارے ساتھ شاہد ہوں۔

خلقت آدم علیہ السلام

اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے میں اللہ تعالیٰ کے یہاں نور تھا آدم پیدا ہونے کے چودہ ہزار برس کے قبل انتہی۔ اور اللہ تعالیٰ جب آدم کو پیدا کیا انکی کنیت ابو محمد رکھا۔ آدم علیہ السلام پوچھے اے پروردگار میری کنیت ابو محمد کر کر کسواسطے رکھا اللہ تعالیٰ فرمایا اے آدم تو اپنا سر اٹھا کے دیکھ سو دیکھے ایک نور عرش کے سراپردے میں ہے آدم کہے اے رب یہ کیا نور ہے۔ اللہ تعالیٰ کہا یہ نور ایک پیغمبر کا ہے تیری اولاد میں اس کا نام محمد اگر وہ نہ ہوتا تو میں نہ تجھے پیدا کرتا اور نہ آسمان کو اور نہ زمین کو پھر اللہ سبحانہ اس نور کو آدم کی پشت میں رکھا اور وہ نور آدم علیہ السلام کی پیشانی پر چمکتا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ ملائکہ کو حکم کیا آدم کو تحیت کا سجدہ کرو سو سب فرشتے حکم بجالائے مگر ابلیس سجدہ نہ کیا سو اللہ تعالیٰ اس کو رسوا کر کر دور کیا اور اللہ تعالیٰ آدم کو بہشت میں داخل کیا۔ آدم علیہ السلام کو خواہش ہوئی کہ اپنا کوئی رفیق ہو۔ سو اللہ تعالیٰ آدم کے سوتے پر انکی بائیں پسلی سے حوا کو پیدا کیا۔ آدم نیند سے

خلقت بی بی حوا

ہوشیار ہوئے اور حوا کو دیکھکر چاہے اس پر ہاتھ دراز کرنا تو فرشتے کہے ہاں خبردار۔ آدم علیہ السلام کہے کس لئے تم مجھے منع کرتے ہو اللہ تعالیٰ تو اس کو میرے ہی واسطے پیدا کیا۔ فرشتے کہے تو اس کا مہر ادا نہ کرے تک اس سے قربت نہ کرنا۔ آدم علیہ السلام کہے مہر کیا ہے کہے

اللہ کے حبیب محمد بن عبداللہ پر بیس بار درود بھیجنا۔ غرض اللہ تعالیٰ ان دونوں پر بہشت کے میوے سب حلال کیا مگر تاکید کیا گیہوں کے جھاڑ پاس مت جاؤ۔ پھر بہشت میں خوشی سے پھرنے لگے۔ ابلیس کو انھوں کا حال دیکھ کے حسد ہوا سو مکر و فریب سے بہشت میں داخل ہوا اور ایک کونے میں بیٹھ کے بِلانا شروع کیا۔ آدم اور حوا اس کا رونا بِلانا سن کے پوچھے تو کیا واسطے روتا ہے۔ کہا میں تمھارے لئے روتا ہوں کہ تم مرجاؤگے اور یہ سب نعمتیں تم سے چھوٹ جائینگے مگر ایک درخت بتاتا ہوں اگر اسکو کھا دینگے تو ہمیشہ جیتے رہیں گے اور جھوٹے قسماں کھانے لگا کہ میں تمھارے بھلے کے واسطے کہتا ہوں۔ غرض بھونڈ بھانڈ کے اول حوا کو کھلایا۔ حوا آپ کھاکے آدم کو بھی کھلائے۔ سو اللہ تعالیٰ غصہ ہوکے کہا اتنے نعمتیں تم کو کفایت نہیں کرتے تھے سو اس جھاڑ کا دانہ کھائے۔ آدم کہے سچ ہے لیکن مجھے گمان نہ تھا کہ تیرے نام سے کوئی جھوٹھ قسم کھاوے۔ اللہ تعالیٰ کہا میری عزت اور جلال کی سوں تجھے زمین پر اُتاروں گا اور تجھے عیش حاصل نہ ہوگا مگر محنت سے' اور حوا کو کہا تجھے حمل نہ ٹھہرے گا مگر سختی سے اور نہ جنے گی مگر سختی سے غرض دونوں کو بہشت سے باہر کیا۔ آدم سراندیپ میں پڑے اور حوا جدّے میں۔ آدم علیہ السلام پشیمانی سے تین سو برس تک روتے تھے۔ اُنکے اشک نہیں سُکے۔ بعد اللہ تعالیٰ آدم کو چند کلموں کا الہام کیا اس کے کہنے سے انکی تقصیر معاف ہوئی۔ بیہقی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمائے آدم تقصیر کئے بعد کہے اے پروردگار میں تجھ سے سوال کرتا ہوں محمد کے واسطے تو میری تقصیر معاف کر۔ اللہ تعالیٰ فرمایا آدم میں محمد کو تو پیدا نہیں کیا سو تو اُس کو کیا جانا۔ آدم کہے اے رب جب تو مجھے اپنی قدرت سے پیدا کیا اور اپنا رُوح میرے میں پھونکا میں سر اٹھاکے دیکھا تو عرش کے پایوں پر لکھا ہوا ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں جانا تو اپنے نام پاس نہیں لکھا مگر اس کو جو دوست ترین خلق ہے تیرے پاس۔ اللہ تعالیٰ فرمایا اے آدم تو سچ بولا محمد میرے پاس بہت دوست ہے اب تو اُسکے وسیلے سے سوال کیا تو تیری تقصیر میں معاف کیا اگر محمد نہ ہوتا تو میں تجھے نہ پیدا کرتا۔ پھر اللہ تعالیٰ

حضرت آدم و حوا کا بہشت سے نکالے جانا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی تقصیر عفو

اولاد حضرت آدم علیہ السلام

آدم اور حوا کی تقصیر معاف کرکر عرفات کے جنگل میں ملایا۔ حوا کو آدم سے بیس بار حمل ہوا سو اس میں بچے چالیس ہوئے اور شیث کو تنہا جنی۔ شیث آدم علیہ السلام کے وصی اور ولیعہد ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور آدم سے شیث کی طرف نقل کیا۔ آدم شیث کو وصیت کئے کہ اس نور کو بجز پاک عورت کے کہیں نہ رکھے اور شیث اپنے فرزند انوش کو بھی اس بات کی وصیت کئے۔ اسی طور سے یہ وصیت جاری تھی یہاں تک کہ اللہ تعالی اس نور کو عبد المطلب میں اور انکے بعد ان کے فرزند عبد اللہ میں لایا اور اس نسب شریف کو اللہ تعالی جاہلیت کے حرام کرنے سے محفوظ رکھا۔ طبرانی حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے آدم سے لے میری ماں مجھے جنی تک سب نکاح سے پیدا ہوئے اور حرام سے کوئی پیدا نہ ہوا۔ اور مسلم نے واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے اللہ تعالی اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں کنانہ کو اور کنانہ کی اولاد میں قریش کو اور قریش کی اولاد میں بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھے پسند کیا۔ نسب کا سلسلہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ہے۔ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ یہاں تک سلسلہ مضبوط ہے اسکے بعد اسمٰعیل علیہ السلام تک کے سلسلہ میں اختلاف ہے۔ غرض اسمٰعیل کے فرزند جو قیدار تھے انکی اولاد میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جب نزار پیدا ہوا تو اس کا باپ دیکھا کہ اسکی پیشانی پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور چمک رہا ہے بہت خوش ہو کے فقرا کو کھانا کھلایا اور مضر بہت خوش آواز تھا اسی نے اونٹوں کو چلاتے وقت راگ گانا نکالا اور مومن تھا ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر اور الیاس کے پیٹ سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج کا تلبیہ بولتے تھے سو آواز آتا تھا اور کعبے کو ہدی بھیجنا اسی نے شروع کیا اور مدرکہ کا نام عامر تھا یا عمر تھا۔ ایک روز خرگوش کے پیچھے دوڑ کے اسکو پکڑا سو اس کا باپ اسکو مدرکہ کر لقب کیا اور فہر کا لقب قریش کر کر بعضے تاریخ والوں نے لکھا ہے انکے قول سے فہر

سلسلہ نسب نبوی و حالات آبا و اجداد

کی اولاد میں جو ہو سو اسکو قریشی نہ کہیں گے کنانی بولیں گے۔ اکثر تاریخ والے اور اہل سیر کہتے ہیں قریش لقب نضر کا ہے نضر کی اولاد میں جو ہو سو اس کو قریشی کہیں گے اور مُرّہ قریش کو جمعہ کے روز جمع کر کر خطبہ پڑھتا تھا اور انکو پند و نصیحت کرتا اور اپنی اولاد میں پیغمبر آخرالزماں ہو گا کر کر خبر دیتا اور اسکی پیروی کر دو کر کر تاکید کرتا اور عبدالمطلب کا نام شیبۃ الحمد تھا اسکو عبدالمطلب اسلئے کہتے ہیں کہ ان نے اپنی والدہ کے ساتھ جا کے مدینے میں چند روز اپنے ماموں پاس رہا انکا باپ ہاشم اپنے مرتے وقت اپنے بھائی مطّلب کو کہا تیرا عبد یعنی غلام یثرب میں ہے اُس کو اپنے پاس لے آ۔ سو شیبۃ الحمد کو عبدالمطلب کہنے لگے۔ بعضے کہتے ہیں مطلب مدینے کو جا کے اسکو ساتھ لے آیا اسکو لباس درست نہ تھا سو راہ میں کوئی پوچھتا یہ کون لڑکا ہے تو کہتا ھو عبدی یعنی وہ میرا غلام ہے۔ جب مکّے میں لایا تب اسکو لباس فاخرہ پہنا کے ظاہر کیا کہ یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے لیکن اول جو کہا تھا وہی لقب اس پر جاری ہو گیا مطلب کے وفات کے بعد کعبے کی حجابت اور سقایت عبدالمطلب پر قرار پائی اور اس کا نام اطراف و اکناف میں مشہور ہوا اور قریش سب اس کے مطیع و منقاد تھے بہت تعظیم و توقیر کیا کرتے تھے اور اسکو اپنا مقتدا سمجھتے تھے اسکے بدن سے مشک کی بو آیا کرتی تھی اور اس کی پیشانی پر نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا چمکتا تھا۔ قریش کو جب کوئی مہم درپیش ہوتی تو عبدالمطلب کو شبیر پہاڑ پر لیجا کے اللہ کے یہاں اسکو وسیلہ گردانتے اللہ تعالیٰ اس نور کی برکت سے وہ مہم آسان کرتا اور اسی کے وقت ابرہہ یمن کا حاکم حبش کے بادشاہ نجاشی کی طرف سے کعبے کو خراب کرنے آیا اسکے آنے کا باعث یہ ہوا کہ ابرہہ دیکھا حج کے موسم میں بہت لوگ کعبے کی زیارت واسطے آتے ہیں۔ اسنے نصرانی تھا سو ضد سے ایک گرجا صنعا میں بنایا اس کے در و دیوار میں سونا روپا لگایا اور موتی جواہر کا اس کو جڑاؤ کروایا اور جبر سے لوگوں کو اس گھر کی زیارت واسطے بلوایا۔ مکے کے لوگوں سے ایک شخص وہاں جا کے دیول کی خدمت شروع کیا اور اپنا اعتبار انھوں میں بڑھایا۔ آخر ایک روز قابو پا کے اسمیں پاخانہ پھرا اور اسکے دیواروں کو نجاست لگا کے خراب کیا اور آپ وہانسے بھاگ گیا۔ ابرہہ کو

اس حرکت سے بہت غصہ آیا حبشیوں کی فوج لیکے کعبے کو توڑنے نکلا۔ اسکے ساتھ ایک سفید ہاتھی
تھا اس کا نام محمود اور بھی بہت سے ہاتھیاں تھے چنانچہ بعضے کہتے ہیں آٹھ تھے اور بعضے کہتے ہیں
بارہ اور بعضے کہتے ہیں بارہ ہزار اور راہ میں عرب کے چند حاکماں اسکے مقابلے کو آئے سو اُن کو
شکست دیا اور مکے کے نزدیک جا اُترا اور قریش کے تمام بکریوں اور اونٹوں کو لوٹ لیا اس میں
عبدالمطلب کے بھی چارسو اونٹ پکڑے گئے تب عبدالمطلب قریش کو لیکے ثبیر پہاڑ پر گئے اُنکی
پیشانی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کا دائرہ چاند کے مثال چمکا اور اس کا شعاع بیت اللہ
پر چراغ سا پڑنے لگا۔ عبدالمطلب یہ دیکھکر کہے اے قریش اب چلو یہ نور میرے سے جب پڑتا ہے
تو ہم کو فتح ہوتی ہے۔ پھر سب وہاں سے پھرے اور عبدالمطلب کو ابرہہ کے بعضے عمدگوں سے
معرفت تھی سو انکے واسطے سے ابرہہ کی ملاقات کئے۔ ابرہہ دیکھکر انکی بہت تعظیم و توقیر کیا
عبدالمطلب اپنے اونٹوں کو اس سے مانگے۔ ابرہہ کہا تجھ سے بہت تعجب ہے کہ تمھارا عبادتگاہ
جس سے تم کو عزت ہے اُسکے ویران کرنے آیا ہوں سو تو اسکے لئے کچھ نہ کہا اور اپنے اونٹوں کو
مانگتا ہے۔ عبدالمطلب جواب دئے میں اونٹوں کا مالک ہوں اس لئے اپنے اونٹ مانگتا ہوں
اُس گھر کا مالک خداوند تعالی ہے وہی اپنے گھر کی محافظت کریگا۔ تب ابرہہ نے انکے اونٹونکو
دلوا دیا۔ کہتے ہیں عبدالمطلب جب ابرہہ کے پاس گئے اس کا سفید ہاتھی انکو دیکھتے ہی سجدہ کیا
حالانکہ وہ ہاتھی دوسرے ہاتھیوں کے سا ابرہہ کو سلام بھی کبھی نہ کیا تھا غرض عبدالمطلب اپنے
اونٹوں کو لیکے مکے کو آئے۔ دوسرے دن ابرہہ فوج لیکے مکے کی طرف چلا جب حرم کے پاس
پہونچا وہ ہاتھی بیٹھ گیا بہت سی آنکس مار کے اٹھانا چاہے پر نہیں اٹھا جب یمن کا قصد کرتے
ہی ہاتھی اٹھکے چلدیا اس عرصہ میں اللہ تعالی ایک پرندونکی جماعت دریا طرف سے بھیجا سو
ہر ایک پرندے پاس تین تین پتھر تھے مسور کی دال کے دانہ برابر دو پتھر انکے دونوں پنجوں میں
اور ایک پتھر انکی چونچ میں اور ان پتھروں کو لشکر والوں پر ڈالنے لگے۔ جس پر وہ پتھر پڑتا تو وہ
مرجاتا پھر تو تمام لشکر تلف ہو گیا مگر ایک شخص بچکے حبش کو بھاگا تو ایک پرندہ اسکے سر پر لگا تھا۔

ان نے اپنے بادشاہ کو یہ قصہ بیان کرتے ہی اس پر پتھر ڈال کے ہلاک کیا اور ابرہہ کو آزار ہو کے اسکے انگلیاں جھڑ جھڑ کے مرگیا۔ اسکے بعد عبدالمطلب ایک خواب دیکھے اس سے گھبرا کر قریش کے کاہنوں کو خواب بیان کئے کاہن بولے اگر تیرا یہ خواب راست ہو تو تیرے پشت میں ایک شخص ہوگا اُسپر آسمان و زمین کے لوگ ایمان لاویں گے اور وہ شخص معروف و مشہور ہوگا۔ پھر انھوں نے فاطمہ کو جو بیٹی عمرو بن عایذ بن عمران بن مخزوم کی تھی نکاح کئے ان سے عبداللہ ذبیح والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہوئے۔ صحیح قول یہ ہے کہ یہ خواب پیش از اصحاب فیل کے قصہ کے ہوا ہے۔ اور عبداللہ کو ذبیح اس لئے کہتے ہیں کہ عبدالمطلب ان کو ذبح کرنا چاہے تھے اور اس کا سبب یہ تھا کہ جب ابراہیم علیہ السلام کعبے کو بنائے اس کا متولی اسمٰعیل علیہ السلام کو کئے انکے بعد انکے بڑے فرزند قیدار قایم مقام ہوئے اور انھیں کے اولاد میں تولیت کعبہ کی چلی آتی تھی چندروز کے بعد اسمٰعیلؑ کی اولاد میں اور انکے نانیال کے لوگ بنی جرہم میں مناقشہ پڑا آخر مصالحت کئے اور بنی جرہم کعبے پر مسلط ہوئے۔ چند مدت کے بعد عمرو بن حارث جو بنی جرہم کا حاکم تھا سو بہت ظلم اختیار کیا مسافر کو ایذا دیا اور مکے کو آتی سو نذر نیاز اپنے تصرف میں لانا شروع کیا۔ عرب کے دوسرے قوم والے متفق ہو کے اس سے جنگ کو چلے عمرو نے جنگ کی مقاومت نہ لاکے یمن طرف بھاگا اور بنی اسمٰعیل کے حسد سے حجر اسود کو اور سونیکے دو ہرن کے تئیں جو اسفندیار بادشاہ کعبے کو نذر بھیجا تھا اور چند ہتیار وغیرہ کو جو کعبے میں تھیں زمزم کے کنوئیں میں ڈال کے ایسا موچ دیا کہ کچھ اس کا نشان باقی نہ رہا۔ تب پھر بنی اسمٰعیل اپنی خدمت پر مامور ہوئے مگر زمزم کا کنواں اس روز سے چھُپ گیا۔ جب حکومت کعبے کی عبدالمطلب کو ہوئی ایک روز خواب میں دیکھے کہ ایک شخص کہتا ہے کہ برّہ کو کھود پوچھے برّہ کیا ہے کہ اس میں خواب سے چونک پڑے۔ دوسرے روز بھی خواب میں کوئی کہا کہ مصونہ کو کھود پوچھے مصونہ کیا ہے کہ پھر ویسے ہی آنکھیں کھل گئیں۔ تیسرے روز بھی خواب میں کسی نے کہا کہ زمزم کھود کہے زمزم کیا ہے بولا کنواں ہے جس کا انتہا نہیں لگتا اور پانی نہیں سوکھتا اور وہ سرخ بتوں کے نزدیک خون اور پوٹھے کے درمیان جہاں کوا چونٹیوں کی بل کھودے گا وہاں ہے عبدالمطلب خواب سے بیدار

عبداللہ کا ذبیح

ذکر زمزم کے کھودنے کا

سے جو صبح

ہوکر مسجد حرام میں منتظر نشانیوں کے بیٹھے قضارا بازار میں ایک گائے کاٹی ہوئی اٹھکے بھاگی اور کعبہ کے نزدیک جا کھڑی رہی تو اس کو وہاں ہی پچھاڑکے کاٹے اور گوشت لیگئے پوٹھا جو وہاں پڑا تھا اسکے پاس کوا آکے بیٹھا اور ٹھکور کے چیونٹیوں کی بل نکالا عبدالمطلب وہاں کھودنا شروع کئے قریش پوچھے یہ کیا کھودتے ہو بولے زمزم کھودتا ہوں تھوڑا کھودے بعد کنوئیں کی نشانیاں نمود ہوے قریش کہنے لگے اس کنوئیں میں ہمارا بھی حصہ ہے۔ عبدالمطلب کہے تم کو کچھ تعلق نہیں مجھکو اس کے کھودنے کا سپنا ہوا ہے۔ غرض بایکدیگر مناقشہ کرکر یہ ٹھہرائے شام کے ملک میں بنی سعد بن ہذیم کی کاہنہ پاس جاکے انصاف چکانا۔ پھر عبدالمطلب اور انکے بھائی بند اور قریش کے ہر قبیلہ سے تھوڑے تھوڑے لوگ شام کی طرف نکلے۔ حجاز اور شام کے مابین جہاں ایک بڑا جنگل تھا وہاں پہنچے۔ عبدالمطلب کے پاس کا پانی سر گیا سو قوم سے پانی مانگے تو وے کہے کہ ہم کو بھی احتیاج ہو گی اور کچھ نہ دئے۔ عبدالمطلب کہے اگر اب ہم سب پیاس سے مرجاویں تو گاڑنے والا کون ہے بہتر ہے کہ ہر ہر آدمی ایک ایک گڑھا کھود لینا جو مرے سو اسکو اس گڑھے میں دفن کردینا سب کے بعد کا ایک شخص ضایع ہونا بہتر ہے سب ضایع ہونے سے۔ انکے حکم کے موافق سب گڑھے تیار کئے۔ پھر عبدالمطلب کہے اس طرح بیٹھنا گویا ہاتھ سے موت کو بلانا ہے بہتر یہ ہے پانی ڈھونڈھتے چلنا جب اونٹوں کو تیار کرکر اٹھے تب عبدالمطلب کے اونٹ کے پاؤں کے نیچے سے میٹھے پانی کا چشمہ جاری ہوا تو سب پانی پئے اور برتنوں میں بھر لئے اور مخالفوں کو بھی بلوا کے پانی پلائے۔ پھر تو سب کہے اے عبدالمطلب اب ہم کو تمھارے ساتھ کچھ خصومت باقی نہیں جس نے تم کو اس بن پانی زمین میں پانی دیا زمزم بھی تمھیں کو دیا ہے اور سب وہاں سے پھر کے مکّے کو آئے اور عبدالمطلب کنوئیں کو پورا کھودے تو جتنے چیزیں کہ اس میں ڈالے گئے تھیں سو سب نکلیں اس وقت عبدالمطلب کو اعانت کے واسطے ایک فرزند حارث نام کے سوائے دوسرا نہ تھا سو اس وقت منت مانے اگر اللہ تعالی مجھے دس فرزند دیگا اور وہ دس بھی جوان ہوکے میرے معین و مددگار ہونگے تو میں ایک فرزند کو اللہ کی راہ میں ذبح کرونگا۔ جب عبدالمطلب کو دس فرزند ہوکے

جوان ہوئے تب ایک شب کعبہ کے پاس سوتے ہوئے خواب دیکھے کہ کوئی کہتا ہے اے عبدالمطلب تیری منّت ادا کر تو نیند سے چونک کر اندیشمند ہوئے اور ایک بکرا ذبح کر کے فقرا کو تقسیم کئے پھر خواب دیکھے کہ کہتا ہے اس سے بڑے کو ذبح کر تب اٹھکے گائے کاٹے پھر خواب دیکھے کہ اس سے بڑے کو کاٹ تو اونٹ کاٹے پھر خواب دیکھے کہ اس سے بڑے کو کاٹ، پوچھے اس سے بڑا کون ہے کہا تیرا فرزند جو تو منت کیا تھا۔ عبدالمطلب بہت غمگین ہو کے اپنے فرزندوں کو جمع کئے اور یہ کیفیت ان کو کہے، سب فرزنداں کہے تم مختار ہو جسکو چاہو اسکو ذبح کرو ہم راضی ہیں۔ عبدالمطلب خوش ہو کے قرعہ ڈالے، قرعہ عبداللہ کے نام پڑا تین بار قرعہ ڈالے تو انکے ہی نام پر پڑا۔ عبداللہ بہت خوبصورت اور بڑے شجیع اور باپ کے بہت پیارے تھے باپ عبدالمطلب ان کا ہاتھ پکڑ چھری لے ذبح کرنے قربانگاہ کو چلے۔ قریش اور بنی مخزوم جو عبداللہ کی ماں کے قرابت والے تھے سو مانع ہوئے اور کہے کہ حجاز میں ایک کاہنہ ہے سب کاہنوں سے عقل و فراست زیادہ رکھتی ہے سو اسکے یہاں جاکے تجویز کرنا۔ غرض جاکے اسکو اس معاملے سے اطلاع کئے وہ کہی کہ صباں آؤ میں جن سے پوچھ کے جواب دونگی دوسرے روز گئے تو کہی کہ تمھارے یہاں آدمی کا خونبہا کتنے اونٹ دیتے ہیں بولے دس اونٹ کہی دس اونٹ کو اور اسکو مقابلہ کر کر قرعہ ڈالو اگر قرعہ اونٹوں کے نام سے نکلے تو بہتر انکو ذبح کرو، اگر اس فرزند کے نام سے نکلے تو پھر دس اونٹ افزائش کرو ایسا ہی اونٹوں کو افزایش کرتے جاؤ۔ جبکہ قرعہ اونٹوں کے نام سے پڑے تو جانو اللہ تعالیٰ اونٹوں کے فدیہ سے راضی ہوا۔ پھر لوگ مکے کو مراجعت کئے اور دس اونٹ کو عبداللہ کے مقابلہ میں کر کر قرعہ ڈالے۔ قرعہ عبداللہ کے نام سے پڑا۔ پھر دس اونٹ اضافہ کئے تو بھی قرعہ عبداللہ کے نام سے پڑا۔ غرض جب پورے سو اونٹ ہوئے قرعہ اونٹوں کے نام سے پڑا۔ عبدالمطلب کو شبہ ہوا سو مکرر قرعہ ڈالے تو انھیں اونٹوں کے نام پر پڑا تب سو اونٹ کو قربان کئے اور آدمی کا خونبہا اس روز سے سو اونٹ مقرر کئے۔ اسلام کا جب دورہ آیا تو انھی سو اونٹ کو بحال رکھا اور اس روز سے عبداللہ کا لقب ذبیح ہوا۔ اسی جہت سے رسولِ خدا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابن الذبیحین کہتے ہیں۔ یعنی فرزند دو ذبیح کا ایک ذبیح اسمٰعیل علیہ السلام
دوسرے ذبیح عبد اللہ۔ مشہور یہی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے تئیں انکے بڑے فرزند اسمٰعیل
کو قربانی کرنے کا حکم ہوا تھا مگر یہود کہتے ہیں کہ ذبیح اسحٰق علیہ السلام تھے اور ہمارے بعض علماء
بھی ایسا ہی کہتے ہیں لیکن یہ قول ضعیف ہے اور ابن القیم اپنی کتاب زاد المعاد میں اس قول
کو دس وجہ سے رد کئے ہیں۔ غرض جبکہ عبد اللہ کا حسن وجمال مشہور تھا اور اس قصے سے بھی
ان کا نام زیادہ چمکا قریش کے رند عورتاں انکے عاشق جمال اور طالب وصال ہوکر اُن کی آمد
ورفت کی راہ میں کھڑے رہ کر انکو اپنی طرف بلائیں لیکن اللہ تعالی ان کو اپنے پردہ عصمت و
عفت میں محفوظ رکھا اور اہل کتاب کو چند علامتوں سے ظاہر ہوا تھا کہ نبی آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ
والسلام عبد اللہ کے صلب سے ظاہر ہوگا سو اس سے کمال عداوت رکھا کرتے اور اس کے
ہلاک کے درپے ہوتے چنانچہ ایک روز عبد اللہ شکار کو گئے تھے تو شام کے یہودیوں کی ایک
جماعت تلواراں لئے ہوئے اونکے مارنے کا قصد کئے یکایک غیب سے چند سوار ظاہر ہوکے
یہودیوں کو دفع کئے۔ وہب بن مناف بھی اس روز حاضر تھا سو یہ دیکھکے اپنی لڑکی بی بی آمنہ
کو اسکے نکاح میں دینا مصمم کر کے بعضے دوستوں کی معرفت سے عبد المطلب کو ترغیب دئے
عبد المطلب کو بھی خواہش تھی کہ کوئی عورت حسب و نسب میں ممتاز اور عصمت و عفت میں
بیمثال ہو نکاح کیا چاہئے دیکھے کہ وہب کی لڑکی بی بی آمنہ میں وے سب صفات موجود ہیں
ان سے بیاہ کئے۔ روایت ہے کہ ایک عورت بنی خثعم کی کہانت کے علم میں خوب مہارت
رکھتی تھی اور بڑی مالدار تھی عبد اللہ کو دیکھ کے کہی تجھے سو اونٹ دیتی ہوں آج کی ایک شب میرے
پاس آجا۔ عبد اللہ اس عورت سے احرام کا حیلہ کر کر نکلے اور گھر میں جاکے آمنہ پاس سوئے سو
نورِ محمدی ان سے نکلکر آمنہ میں آیا اور آمنہ حاملہ ہوئے۔ دوسرے روز عبد اللہ اس عورت کے
یہاں گئے تو اس نے دیکھی کہ وہ نور عبد اللہ کی پیشانی پر نہیں پوچھی کیا تو دوسری عورت پاس گیا
تھا کہے میری بی بی آمنہ پاس گیا تھا وہ عورت کہی تیری پیشانی پہ جو نور تھا سو مجھے ہونا کر چاہی

حالات عبد اللہ

[illegible]

بیان حمل و ولادت حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا

تھی پر وہ دوسرے کی نصیب میں ہوا اب تیرے سے کچھ کام نہیں اور عبداللہ کی عمر نکاح کے
وقت تیس برس کی تھی اور آمنہ کا نکاح ذی الحجہ کے مہینے ایام تشریق کے وسط میں ہوا اور جمعہ
کی شب رجب کے مہینے میں حمل ٹھہرا۔ اور عبداللہ تجارت واسطے گئے سو راہ میں بیمار ہوئے اور
مدینے میں اپنے ماموں بنی عدی بن النجار کے پاس ایک مہینہ رہ کے انتقال کئے۔ احادیث
میں آیا ہے کہ جس شب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حمل ٹھہرا اللہ تعالیٰ ندا کیا کہ عالم کو
قدس کے نوروں سے منور کرو اور بہشت کے دروازے کھولو اور خوشبویوں سے ملک ملکوت معطر
کرو اور آسمانوں میں اور زمین میں بشارت دیا کہ محمد کا نور آج کی رات آمنہ کے رحم میں قرار پایا
اور اس شب کی صبح کو روئے زمین کے بتاں اوندھے پڑ گئے اور تمام سلاطینوں کے تخت الٹ گئے
اور شیاطین آسمان پر چڑھنے سے موقوف ہوئے اور مشرق کے پرندے مغرب کے پرندوں کو اس
بات کی بشارت دے اور قریش کے تمام جانوراں اس شب کو پکار اٹھے کہ رسول اللہ کا حمل ہوا وہ
چراغ ہے اہل دنیا کا اور امام ہے ان کا اور اس ایام میں قحط تھا سو جاتا رہا اور روئے زمین کے
درختاں باردار ہوئے اور بی بی آمنہ کو ایک شخص خواب میں آکر کہا تو حاملہ ہوئی بہترین عالم کو
اور حمل کے مہینوں میں آسمان و زمین میں آواز ہوتی تھی کہ خوش ہوجیو ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا ظاہر ہونا یمن و برکت کے ساتھ قریب ہے اور حمل کے نو مہینوں تک بی بی آمنہ کو درد
وغیرہ شکایتیں جو حاملہ کو ہوتے ہیں سو کچھ عارض نہ ہوئے۔ حمل کے بعد دو مہینوں کے عبداللہ کا
وفات ہوا تو فرشتے عرض کئے اے ہمارے صاحب اے ہمارے آلہ تیرا یہ نبی یتیم ہوا اللہ تعالیٰ
کہا میں اس کا والی ہوں اور نگہبان سو تم اسکی پیدائش کو یمن و برکت جانو۔ بی بی آمنہ کہتے ہیں
جب حمل چھ مہینوں کا ہوا ایک شخص خواب میں کہا اے آمنہ تو سید العالمین کو حاملہ ہوئی ہے جب
جنیگی تو اس کا نام محمد کر کر رکھ۔ جب درد زہ شروع ہوا کسی کو خبر نہ ہوئی عبدالمطلب کعبہ کے طواف
کو گئے تھے اور میں گھر میں اکیلی تھی سو مجھے ایک بڑا آواز کوئی چیز زمین پر گرنے کا آیا اور اس سے
مجھے خوف ہوا دیکھتی ہوں کہ ایک سفید پرندے کا پر میرے دل پو پھیرے گیا اور سب اندیشے

میرے دل سے جاتے رہے اور درد موقوف ہو گیا اور مجھے تشنگی بشدت تھی دیکھتی ہوں کہ ایک شخص پانی دودھ سے بھی زیادہ سفید لیکے آیا میں اس کو لیکے پی ایک نور بہت بلند میرےسے روشن ہوا اور چند عورتاں اونچے اونچے عبد مناف کے بیٹیوں کے مانند مجھے گھیرے ہوئے ہیں۔ مجھے تعجب ہوا کہ انھوں کو میری کیفیت کس طرح معلوم ہوئی وہ بیبیاں مجھے کہے ہم آسیہ فرعون کی عورت اور مریم عمران کی بیٹی ہیں اور یہ حوراں ہیں اور میں لحظہ بلحظہ زمین پر کوئی چیز گرنے کا آواز سنتی تھی۔ اس عرصہ میں دیباج کا کپڑا سفید رنگ آسمان وزمین کے درمیان بچھایے اور ایک شخص کہا وہ پیدا ہوگا تو لوگوں کی آنکھ سے لیلیو اور چند مرد ہاتھوں میں روپے کے آفتابے لیکر ہوا میں کھڑے ہیں اور پرندوں کی ایک ٹکڑی جنکی چونچ زمرد کی اور پکھوٹے یاقوت کے تھے میرے گود کو ڈھانپ لئے اور اللہ تعالیٰ میری آنکھ روشن کیا اور میں زمین کے تمام مشارق اور مغارب کو دیکھی اور تین جھنڈے ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں اور ایک کعبے کی سطح پر کھڑے کئے ہیں پھر مجھے درد زہ ہوا سو محمد کو جنی اللھم صل وسلم علیہ جب انکو دیکھی تو سجدے میں ہیں اور کلمے کی انگلیاں دونوں ہاتھوں کے آسمان طرف اٹھائے ہیں گویا کوئی شخص زاری اور عاجزی کرتا ہے بعد دیکھی کہ ایک ابر کا سفید ٹکڑا آکے انکو ڈھانپ لیا اور میری نظر سے غائب ہوگئے اور اس میں سے آواز آیا کہ اسکو پھراو مشارق او مغارب میں اور لیجاؤ دریاؤں میں تا اس کا نام ونشان جانیں اور اسکی صورت اور اوصاف معلوم کریں اور سمجھیں اس کے ناموں سے ایک نام ماحی ہے یعنی مٹانیوالا سو اس نے شرک کی نشانیوں کو مٹائے گا۔ تھوڑے وقت کے بعد وہ ابر کا ٹکڑا جاتا رہا اور محمد کو دیکھی صلی اللہ علیہ وسلم کہ ایک صوف کے کپڑے میں لپیٹے گئے ہیں اور ان کے نیچے ایک سبز چھالی ہے اور ہاتھ میں موتی کی تین کنجیاں ہیں اور ایک شخص کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لئے کنجیاں نصرت کی اور کنجیاں بارے کی اور کنجیاں نبوت کی۔ اسکے بعد ابر کا ایک دوسرا ٹکڑا آیا اس میں آواز گھوڑوں کی ہنہناہٹ کا اور پکھوتوں کی سنناہٹ کا اور آدمیوں کی بات کا آتا تھا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا اور

تولد مبارک

ایک شخص کہا محمد کو تمام روے زمین پر پھراو اور جتنے ذی روح ہیں جنات انسانات فرشتے
پرندے درندے سبھوں پر ظاہر کرو اور انکو وہ خلق آدمؑ کا اور معرفت شیث کی اور شجاعت نوح
کی اور خلت ابراہیم کی اور زبان اسمٰعیل کی اور رضامندی اسحقؑ کی اور فصاحت صالحؑ کی اور
حکمت لوطؑ کی اور بشارت یعقوبؑ کی اور جمال یوسفؑ کا اور شدت موسیٰؑ کی اور صبر ایوب
کا اور طاعت یونسؑ کی اور جہاد یوشع کا اور آواز داؤد کا اور حب دانیال کا اور وقار الیاس
کا اور عصمت یحییٰ کی اور زہد عیسیٰ کا اور اس کو غوطہ دیو پیغمبرونکی اخلاق میں پھر وہ ابر جاتا رہا اور
دیکھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ ایک حریر کا لپیٹا ہوا کپڑا پکڑے ہیں اور اس سے پانی ٹپکتا ہے
اور ایک شخص کہتا ہے کہ واہ واہ محمد تمام دنیا کا قابض ہوا اور اہل دنیا سے کوئی مخلوق باقی نہ رہا
سب کے سب اسکے قبضۂ اختیار میں آئے پھر میں انکو دیکھی تو گویا چودھویں رات کا چاند ہے
اور ان سے مشک کی بو آتی ہے اور تین شخص کو دیکھی ایک کے ہاتھ میں روپے کا آفتابہ ہے اور
ایک کے ہاتھ میں زمرد کا سبز طشت اور ایک کے ہاتھ میں حریر کا سفید کپڑا پھر محمد کو اس آفتابے
سے اوس طشت میں سات بار دھویا اور مہر نکالکے دونوں شانوں کے درمیان مہر کیا اور اس
حریر میں لپیٹا اور اٹھا کے ایک ساعت اپنے پنکھوں میں رکھ کر پھر میرے حوالہ کیا۔ اور عبدالمطلب
سے منقول ہے کہ کہے میں محمد کی ولادت کی شب کعبے کے پاس تھا جب آدھی رات ہوئی
دیکھا کہ کعبہ مقام ابراہیم طرف جھک کے سجدے میں گیا ہے اور اس سے یہ آواز آیا کہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ
اَللّٰہُ اَکْبَرُ رَبُّ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفٰی اب مجھے پروردگار بتوں کی اور مشرکوں کی نجاست سے پاک کیا
اور غیب سے آواز آیا کعبے کی قسم کہ کعبے کو پسند کیا اور اسکو قبلہ بنایا اور اس کو مسکن مبارک کیا اور
کعبے کے گرد جو بتاں تھے سو ٹوٹ گئے اور ہبل کر کر جو بڑا بت تھا اوندھا گر گیا اور ایک آواز آیا
کہ محمد کو آمنہ جنی اور اس پر ابر رحمت اترا اور ابن عباس وغیرہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ کہے
جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے گھر تمام روشن ہو گیا اور ایک نور چمکا اور آمنہ کو شام کی حویلیاں
نظر آئے اور اکثر اہل سیر اس بات پر ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مختون اور ناف کٹی ہوئی پیدا ہوئے

تمت ... [illegible]

اور بیہقی روایت کیا ہے کہ حسان بن ثابت کہے کہ میری عمر سات آٹھ برس کی تھی ایک روز صبح
کو ایک یہودی پکارا کہ اے یہود آؤ تو تب سب جمع ہو کے پوچھے کیوں پکارتا ہے تو کہا احمدؐ
پیدا ہوئے سو اس کا ستارہ آج شب کو نکلا اور عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کبھی ایک
یہودی مکے میں رہتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے سو صبح کو کہا اے قریش تمہارے
یہاں شب کو کوئی لڑکا پیدا ہوا ہے لوگ کہے معلوم نہیں کہا دریافت کرو کیونکہ آج شب کو اس
امت کا نبی پیدا ہوا اور اس کے دونوں شانوں میں نشانی ہے لوگ دریافت کر کر کہے کہ
عبدالمطلب کے فرزند عبداللہ کو لڑکا پیدا ہوا ہے پھر وہ یہودی لوگوں کے ساتھ آکے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور غش کھا کے گر پڑا اور بولا نبوت بنی اسرائیل سے گئی اے قریش اس
لڑکے کو ایسی سطوت ہوگی کہ تم سب پر غالب ہوگا اور مشرق سے مغرب تک اس کا اشتہار ہوگا۔
اور بھی ثابت ہوا کہ جس شب کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے کسریٰ کی حویلیوں کو زلزلہ ہوا
اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے اور ساوے کا تالاب خشک ہو گیا اور سماوے کی ندی ہزار سال
سے سوکھی تھی سو جاری ہوئی اور فارس کا آتشکدہ جسکی آگ ہزار سال سے سلگی تھی سو بجھ گئی۔ بیہقی
روایت کئے ہیں کہ جب کسریٰ کی حویلیوں کو زلزلہ ہو کے اس کے چودہ کنگرے گر گئے کسریٰ کو
بہت ہول ہوا پر دل کو مضبوط کر کر ظاہر نہ کیا آخر صبر نہ ہو سکا پھر اپنا تاج پہنا اور تخت پر بیٹھ کے
ارکانِ دولت سے اپنا احوال ظاہر کیا۔ اس عرصہ میں آتشکدہ بجھا سو سن کے بہت ہی مغموم ہوا
اور اس کے یہاں کا موبدان یعنی قاضی القضات خواب دیکھا سو کسریٰ سے عرض کیا کہ بڑے
سرکش اونٹاں عربی گھوڑوں کو کھینچتے ہیں اور دجلے سے پار ہو کے ملکوں میں پھیل گئے ہیں بادشاہ پوچھا
اے موبدان اس خواب کی تعبیر کیا ہے موبدان کہا عرب کے ملک طرف سے ایک حادثہ ہوگا کہ
اس سے عجم کو ہزیمت ہوگی۔ کسریٰ نے نعمان بن منذر کو جو عرب کا حاکم تھا لکھا کہ کسی دانا شخص کو میرے
پاس بھیج تا میں جو سوال کروں سو اس کا جواب دیسکے نعمان نے عبدالمسیح بن عمرو بن حسان غسانی

کسریٰ کا مضمون سے سوال و جواب

کو بھیجا کسریٰ اس کو اپنی سرگذشت بیان کیا عبدالمسیح کہا اس کا علم میرا ماموں جس کا نام سطیح ہے اور
علم کہانت میں بے نظیر اور شام کے سرزمین میں رہتا ہے سو اس کو ہوگا۔ کہتے ہیں کہ سطیح کی عجیب و
غریب شکل تھی اسکے بدن میں ہڈی نہ تھی مگر سر کی ہڈی تھی اس کو اٹھنے بیٹھنے کی طاقت نہ تھی اور ہاتھوں
کی انگلیاں گوشت کے لنڈے تھے اسکو کہیں لیجانا چاہے تو کپڑے کو لپیٹے سر کا لپیٹ کر لیجاتے
اور اس کا سر سینے پر تھا اور گردن نہ تھی چھے سو برس کی عمر ہوئی تھی کچھ کیفیت پوچھے تو اول اسکو خوب
ہلاتے تب ہوشیار ہو کے خبر دیتا قصہ کوتاہ عبدالمسیح کسریٰ کے حکم سے سطیح پاس گیا سطیح بیمار اور سکرات
میں تھا عبدالمسیح اس کو سلام کیا سطیح سر اٹھا کے کہا عبدالمسیح اونٹ پر سوار ہو کے سطیح پاس دوڑتا آیا اور سطیح
مرنے کو پہنچا تجھے بنی ساسان کا بادشاہ حویلیاں گرے اور آتش بجھی سو دریافت کرنے اور موبدان
کے خواب کی تعبیر جو سرکش اونٹاں گھوڑوں کو کھینچے اور دجلہ پر کے شہروں میں منتشر ہوئے سو پوچھنے
بھیجا ہے اے عبدالمسیح جب تلاوت بہت ہوگی اور چھڑی والا ظاہر ہوگا اور سماوے کی ندی بہیگی
اور ساوے کا تالاب سوکھیگا اور فارس کا آتشکدہ بجھے گا تو سطیح کے لئے شام کا ملک شام نہیں اور
دنیا میں اسکو بسنا نہیں اور بنی ساسان کے راجے اور رانیاں کنگروں کے شمار پر ہونگے اور جو ہونا ہے
سو ہوگا۔ یہ کہکر سطیح جان دیا اور عبدالمسیح کسریٰ پاس حاضر ہو کے یہ کیفیت بیان کیا کسریٰ کہا ہمارے
چودہ آدمی بادشاہ ہوئے تک بہت عرصہ ہے اور بہت کام ہونا ہے سو چار برس کے عرصہ
میں انھوں کے یہاں دس شخص تخت نشین ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں سعد بن
ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر فارس کا ملک فتح ہوا اور یزدجرد فارس کا بادشاہ ہزیمت کھا کے
خراسان طرف بھاگا اور چند مرتبہ لشکر جمع کر کے جنگ کیا آخر ۳۱ سنہ اکتیس ہجری خلافت عثمان رضی اللہ
عنہ میں مارا گیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کونسے سال ہوئی سو اسمیں اختلاف ہے مگر مشہور
یہ ہے کہ ابرہہ کی فوج غارت ہوئی سو پچاس روز کے بعد ربیع الاول کی بارھویں دوشنبے کے روز
پیش از طلوع آفتاب پیدا ہوئے۔ کہتے ہیں کہ نیسان کا مہینہ تھا اور آفتاب حمل کے برج کے بیسویں
درجے میں تھا اور غفر ستارہ طالع تھا۔ کہتے ہیں وہ اپریل کا مہینہ تھا سنہ ۵۷۱ پانسو اکہتر عیسوی میں اور

عبد المسیح علی جمل مشیح جاء الی سطیح وقد اوفی علی الضریح بعثک ملک بنی ساسان لارتجاس الایوان وخمود النیران ورؤیا الموبذان رای ابلا صعابا تقود خیلا عرابا قد قطعت دجلة وانتشرت فی بلادها یا عبد المسیح اذا کثرت التلاوة وظهر صاحب الهراوة وفاض وادی السماوة وغاضت بحیرة ساوة وخمدت نار فارس فلیس الشام لسطیح شاما یملک منهم ملوک وملکات علی عدد الشرفات وکل ما هو آت آت

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے بعد ثویبہ نے ابی لہب کی باندی دودھ پلائی۔ روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ثویبہ نے ابولہب کو خوشخبری سنائی ابولہب خوشی سے اسکو آزاد کیا اور دودھ پلانے واسطے اس کو مقرر کیا پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعویٰ نبوت کا کئے ابولہب حضرت کا سخت دشمن ہوا آخر کافر ہی موا اور عباس رضی اللہ عنہ ابولہب کو موے بعد ایکبار خواب میں دیکھے کہ نپٹ بدحال ہے پوچھے تیرا کیا حال ہے کہا میں آتش میں جل رہا ہوں مگر دوشنبے کی شب کو عذاب میں تخفیف ہوتی ہے اور ان دونوں انگلیوں کے درمیان سے میں پانی چاٹتا ہوں اس لئے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے خوش ہوکے ثویبہ کو آزاد کیا اور دودھ پلانے مقرر کیا۔ اے مومنو ابولہب کافر جسکی مذمت میں تبت کا سورہ اترا ہے اس کے عذاب میں جب تخفیف ہوتی ہے تو مسلمان جو حضرت کے امتی ہیں حضرت کی پیدائش کی خوشی کریں تو ان پر کسقدر اللہ تعالیٰ کی عنایت ہوگی سو اس پر قیاس کر لیجئے اور عادت ایسی چلی آئی ہے کہ مسلمانان مولد کے مہینے میں کھانا پکاتے اور غربا کو کھلاتے ہیں اور مسکین محتاج کو حضرت کے نام سے خیرات کرتے اور خوشی مناتے اور حضرت کی ولادت کا بیان پڑھتے اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دیوے لیکن ضرور ہے کہ بدبدعتوں اور گناہ کے کاموں سے جو عوام الناس ان دنوں میں نکالے ہیں باز رہیں جیسا ڈھول بجانا راگ گانا بلاضرورت چراغاں روشن کرنا وغیرہ کیونکہ ان کاموں سے ثواب تو کہاں بلکہ گناہگار بنجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانونکو نیک توفیق دیوے اور بدعتوں سے بچاوے۔ القصہ حضرت سات روز اپنی والدہ کا اور چند روز ثویبہ کا دودھ پیے بعد حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا حضرت کو دودھ پلانے مقرر ہوئے۔ ابن اسحق اور بیہقی وغیرہما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت کا احوال جو روایت کئے ہیں سو ان کا خلاصہ لکھتا ہوں سنئے بنی سعد بن بکر کے قبیلے والی حارث کی بیٹی حلیمہ چند عورتوں کے ساتھ مکے میں دودھ پلانے آئی ان ایام میں بنی سعد کی زمین میں قحط تھا اور حلیمہ کے ساتھ انکے شوہر حارث بن عبد العزیٰ اور ایک لڑکا تھا اور سواری کو ایک اونٹ اور گدھی تھی اور دودھ نہ ہونیکے باعث وہ لڑکا تمام

ولادت کی خوشی کا جواز

رضاعت کا احوال

شب سونے نہیں دیتا تھا تمام عورتاں لوگوں کے بچوں کو دودھ پلانے لئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتیم ہیں سن کر کوئی عورت حضرت کو دودھ پلانے قبول نہ کی مگر حلیمہ اپنے شوہر سے کہے کہ سب عورتاں بچوں کو لیجاتے ہیں اور ہیں خالی جانا بہت بدمعلوم ہوتا ہے بہتر ہے کہ اس ہی یتیم لڑکے کو لینا۔ غرض حلیمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے دیکھے کہ سفید صوف میں لپٹے ہوئے ہیں اور نیچے سبز بچھالی ہے اور بدن سے مشک کی بو آتی ہے۔ حلیمہ دیکھ کے بہت خوش ہوئے اور اپنا ہاتھ حضرتؐ کے سینے پر رکھے حضرت آنکھ کھول کے دیکھے اور تبسم کئے۔ اس وقت حضرتؐ کی آنکھ سے ایسا ایک نور نکلا کہ آسمان تک پہنچا پھر حضرتؐ کو گود میں لیکے دودھ پلائے سو حضرتؐ ایک طرف کا دودھ پی کے دوسری طرف منھ نہ لگائے۔ حلیمہؓ سے منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی عادت تھی کہ ایک طرف کا دودھ پیتے اور دوسری طرف کا اپنے دودھ بھائی کے واسطے چھوڑ دیتے۔ القصہ حلیمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لیکے اپنے منزل گاہ کو آئے انکے شوہر بھی رسول اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کے بہت خوش ہوئے اور خدا کو شکر کا سجدہ بجا لائے اور اپنی اونٹنی پاس جاکے دیکھے تو کاسے دودھ سے بھرے ہیں دودھ نچوڑ کے سب فراغت سے پیے۔ حلیمہ کے شوہر یہ دیکھکے کہے اے حلیمہ تو بہت مبارک لڑکا لی جو ہم رات کو فراغت سے آرام کئے پھر چند روز مکے میں رہے۔ ایکبار شب کو حلیمہ دیکھے کہ ایک نوران کو گھیر لیا ہے اور ایک شخص سبز پوشاک پہن کے انکے سرھانے کھڑا ہے۔ حلیمہ اپنے شوہر کو بیدار کئے کہ دیکھ یہ کون کھڑا ہے انکے شوہر کہے اے حلیمہ خاموش رہ اور یہ باتیں ظاہر مت کر جس دن سے یہ لڑکا پیدا ہوا ہے یہود کو کھانا پینا خوش نہیں آتا۔ غرض جب حضرتؐ کو لیکے اپنے گاؤں کی طرف چلے تو ان کی گدھی سب کے جانوروں سے آگے رہتی انکے ساتھ کے لوگ کہتے حلیمہ کیا یہ وہی گدھی ہے حلیمہ جواب دیتے ہاں وہی ہے تو سب متحیر ہوتے۔ جب بنی سعد کی زمین پر پہنچے تو حالانکہ وہاں جانوروں کے واسطے کچھ چارا نہ تھا لیکن حلیمہ کے بکریاں چرکے آئے تو پیٹ بھرا رہتا اور دوسروں کے جانوراں بھوکے آتے لوگ چرویوں کو کہتے حلیمہ کے جانور جہاں چرتے ہیں وہاں ہی چرا دو سے کہتے کہ ہم

وہاں ہی چراتے ہیں پر اون کے جانوروں کا پیٹ بھرتا ہے اور دوسروں کے جانوروں کو کچھ نہیں۔ اسی طور پر دو برس بہت فراغت سے گزرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت جلد بڑھتے دو برس کے ہوئے تو چار برس کے نظر آنے لگے۔ اور پہلے جو بات کئے سو یہ فرمائے اللہ اکبر اللہ اکبر الحمد للہ رب العلمین و سبحان اللہ بکرۃ و اصیلا اور حلیمہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کپڑوں میں پیشاب پاخانہ نہ کئے اور ایک وقت معین پر قضاء حاجت فرماتے اور کسی وقت شرمگاہ ظاہر ہوتی تو پکارتے اور میں جلد جاکے ڈھانپتی۔ اگر میں ڈھانپنے میں تاخیر کرتی تو غیب سے ڈھانپے جاتی۔ اور جب چلنے لگے تو بچوں کو کھیلنے سے منع فرماتے اور آپ بھی نہ کھیلتے اور فرماتے ہم کو کھیلنے پیدا نہیں کئے ہیں۔ اور بھی روایت ہے کہ ہر روز دو سفید جانور آتے اور حضرت کے گریبان میں جاکے غیب ہوتے اور پھر نہ نکلتے اور حضرت کے مزاج میں رونا اور بد خلقی نہ تھی جیسا دوسرے بچے کرتے ہیں اور ہاتھ جس چیز پر رکھتے تو بسم اللہ کہتے۔ حلیمہ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دور جانے نہیں دیتی ایک روز میں غافل تھی اور میری لڑکی شیما کے ساتھ حضرت دور گئے سو میں ڈھونڈھنے نکلی تو راہ میں مجھے ملے میں شیما کو کہی تو دھوپ میں اتنی دور کیا واسطے لیگئی شیما کہی اسکو دھوپ نہیں لگی جہاں کہیں پھرتا تھا وہاں اس پر ابر سایہ کرتا تھا۔ اور ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حلیمہ کو کہے کہ مجھے میرے بھائیوں کے ساتھ چراگاہ کو کیوں نہیں بھیجتے تا میں بھی چراؤں پھر حلیمہ حضرت کے سر کے بالوں کو کنگی کرکے آنکھوں میں سرمہ لگاکے پاک کپڑے پہناکے گلے میں دفع نظر کیلئے جزع یمانی کا ہار ڈالے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس ہار کو توڑکے پھینکدے اور فرمائے میرا پروردگار میرا نگہبان ہے اور اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ چرانے کو گئے دوپہر کے وقت حلیمہ کا لڑکا ضمرہ روتا ہوا آکے کہا محمد پاس جلد جاؤ کیونکہ ہم کھڑے تھے یکایک ایک شخص آکے اسکو ہمارے بیچ میں سے اٹھالیگیا اور پہاڑ پر جاکے اسکو سلایا اور اس کا پیٹ چیرا تو تب حلیمہ اور انکے شوہر ملکے دوڑ گئے دیکھے تو حضرت پہاڑ پر بیٹھے ہیں اور آسمان طرف دیکھ رہے ہیں پھر ان دونوں کو دیکھ کے تبسم کئے اور فرمائے دو شخص آئے

حالات طفلی

شق صدر مبارک

اور میرا پیٹ چیرے اور اس میں سے کچھ نکال پھینکدئے پھر جیسا تھا ویساہی کئے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ تین شخص آئے ایک کے ہاتھ میں روپئے کا آفتابہ تھا ایک کے ہاتھ میں زمرد کا طشت برف سے بھرا ہوا تھا اور مجھے لیکے پہاڑ پہ گئے اور آہستہ لٹائے اور میرا پیٹ سینے سے ناف تک چیرے تو میں دیکھا کرتا تھا اس سے مجھے کچھ درد نہ ہوا اور ایک شخص پیٹ میں ہاتھ ڈالکے آنتیں نکالا اور اس برف سے اس کو دھویا پھر دوسرا آکے کہا اللہ تعالی جو فرمایا تھا سو تو بجا لایا اب تو سرک جا اور اننے آکے اپنا ہاتھ میرے پیٹ میں ڈالکے میرا دل نکالا اور اسکو چیر کے اس میں سے ایک سیاہ نقطہ لہو سے بھرا ہوا دور کیا اور کہا اے حبیب اللہ تیرے میں یہ حصہ شیطان کا تھا سو اسکو دور کئے ہیں اور اسکے پاس کچھ چیز تھی سو اس سے دل کو بھر دیا اور اسکے ٹھکانے پر اسکو رکھدیا اور نور کے مہر سے اسکو مہر کیا اب تک میں اسکی خنکی اپنے رگوں میں اور مفصلوں میں پاتا ہوں تیسرا شخص آکے اسکو کہا اللہ تعالی تم کو جو کہا تھا سو تم کرچکے اور اپنا ہاتھ میرے سینے پر پھرایا سو وہ زخم مل گیا اور کہا اسکو اسکے امت کے دس آدمیوں کے ساتھ تولو سو میں بڑھ گیا اننے کہا چھوڑ دیو اگر تمام امت کے ساتھ تولوگے تو وہ بڑھ جائے گا۔ پھر مجھے اٹھاکے کھڑے کئے اور میرے سر کو بوسہ دئے اور کہے لے حبیب اللہ مت ڈر اگر تیرے ساتھ جو خوبیاں کرنا چاہتے سو جانتا تو تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔ پھر وے سب اُڑتے آسمان پر چلا گئے۔ حلیمہ حضرت کو لیکے بنی سعد کے منازل کو آئے لوگ کہے اسکو کاہن پاس لیجاؤ تا کچھ دوا دیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مجھے کچھ آزار نہیں میرا جی بھلا چنگا ہے۔ لوگ کہے اسکو شیطان کا سایہ ہوا ہے۔ غرض حلیمہ نے کاہن پاس لیگئے اور ماجرا بیان کئے کاہن کہا تم خاموش رہو میں اس لڑکے کا احوال اسکی زبانی سنتا ہوں کیونکہ وہ اپنے حال سے خوب واقف ہے اور حضرت سے کیفیت پوچھا حضرت سب بیان کئے کاہن اچھل کے کھڑے ہوا اور پکارکے کہا اے عرب تمھارے برائی کے دن قریب پہنچے اس لڑکے کو مارو اور اسکے ساتھ مجھے بھی مارو اگر اسکو چھوڑ دوگے اور وہ بڑا ہوگا تم کو احمق ٹھہرائیگا اور تمھارے دینوں کو جھوٹ کریگا اور تم کو ایک رب طرف جس کو تم جانتے نہیں بلائیگا۔ حلیمہ یہ بات سن کے لڑکے کو اس پاس سے کھینچ لئے اور کہے

موا تو بڑا احمق اور دیوانہ ہے اگر تو ایسا کہے گا سو معلوم ہوتا تو میں اسکو تیرے پاس نہ لاتی ہم محمدؐ کو نہ مارینگے اور تو اپنے مارے جانے کسی کو بلوالے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا کے لے آئے۔

اور حلیمہ سے روایت ہے کہ اس روز سے میں حضرت کو جس مکان میں لیجاتی وہاں اُن سے مشک کی بو آتی تھی۔ پھر لوگ حلیمہ کو کہنے لگے اس لڑکے کو اسکے لوگوں پاس دینا بہتر ہے مبادا اس کو کچھ آفت نہ پہونچے۔ پھر حلیمہ حضرت کو لیکے مکے کے قریب پہنچے اور ایک مکان پر بٹھا کے قضا حاجت کو گئے جب فراغت پا کے آئے تو حضرت کو نہ پائے حلیمہ گھبراہٹ سے ادھر اُدھر دیکھے تو کہیں نہ پائے آخر نا امید ہو کے اپنے ہاتھ سر پر رکھ کے پکارنے لگے کہ وَا مُحَمَّدَاہ وَا وَلَدَاہ یکایک ایک بوڑھا ہاتھ میں عصا لیکے حلیمہ پاس آیا اور کہا اے سعدیہ تجھے کیا ہوا جو ایسا پکارتی ہے حلیمہ کہے عبدالمطلب کا فرزند محمد جس کو میں ایک مدت دودھ پلاکے اسکے باپ پاس دینے لیجاتی تھی سو گم ہو گیا ہے انہنے کہا تو رومت میں تجھے ایک شخص کے پاس لیجاتا ہوں اگر وہ چاہے تو تجھے اسکو دیگا حلیمہ بولے میں تیرے صدقے وہ کون ہے سو بتلا ان نے کہا یہاں ایک بت ہے جس کا نام ہبل اور بہت عالی قدر بلند مرتبت ہے وہ تیرا فرزند کہاں ہے سو جانتا ہے۔ حلیمہ بولے اَیو تو سنا نہیں وہ لڑکا پیدا ہونے سے سب بتاں اوندھے ہو گئے پھر حلیمہ کو وہ شخص نزد ہبل پاس لیگیا اور اسکے گرد صدقے ہوا اور ان کا قصہ اسکو کہا ہبل اوندھا گر پڑا اور دوسرے بتاں وہاں کے سرنگوں ہوئے اور ان کے اندر سے آواز آیا کہ اے بوڑھے تو ہمارے نزدیک سے جا اور اس لڑکے کا نام یہاں مت لے کیونکہ تمام بتاں اور بت پرستاں اسکے ہاتھ سے ہلاک ہووینگے سو اس کا خدا اسکا نگہبان ہے اسکو ہلاک نہ کریگا حلیمہ وہاں سے نکل کے عبدالمطلب پاس آئے۔ عبدالمطلب ان کو دیکھکے کہے اے حلیمہ کیوں تو بہت غمگین ہے اور تیرے ساتھ محمد نہیں۔ حلیمہ کہے اے ابو الحارث میں محمد کو خوب طرح سے لے آتی تھی سو مکے کے قریب ایک جگہ بٹھا کے قضاء حاجت واسطے گئی تو محمد وہاں سے گم ہو گیا ہر چند میں تلاش کی پر نہ پائی۔ عبدالمطلب صفا پر چڑھ کے پکارے اے غالب کی اولاد جلد آؤ۔ سب قوم جمع ہوئی عبدالمطلب کہے میرا لڑکا محمد گم ہو گیا ہے تو سب ڈھونڈنے لگے آخر نہ پائے

حضرت کا راہ میں گم ہوجانا

عبدالمطلب کعبے کا طواف کر کر اللہ تعالیٰ سے مناجات کرنے لگے ہاتف سے آواز آیا لوگو غمگین مت ہو
محمد کا خدا ہے اسکو نہ چھوڑیگا۔ عبدالمطلب کہے بھلا کہہ محمد کہاں ہے آواز آیا تہامہ کے بیابان میں
جھاڑ کے نیچے بیٹھا ہے۔ عبدالمطلب تہامہ کے بیابان کو گئے اثناء راہ میں ورقہ بن نوفل ملے انھوں
بھی ساتھ ہوئے۔ جب تہامہ کے بیابان میں آئے دیکھے موز کے درخت کے نیچے بیٹھ کے اسکے پتوں
کو چنتے ہیں عبدالمطلب دیکھ کے پوچھے تو کون ہے حضرت فرمائے میں محمد ہوں فرزند عبداللہ بن
عبدالمطلب کا۔ پھر عبدالمطلب کہے میں تیرا دادا ہوں اور اپنے اونٹ پر بٹھا کے مکے کو لے آئے اور
بہت سے اونٹاں اور سونا تصدق کئے اور حلیمہ کو بہت سا انعام دیکے روانہ کئے۔ دوسری ایک
روایت میں آیا ہے حلیمہ لے آتے وقت وادی سر کو پہنچے تو وہاں حبشیوں کی ایک جماعت انکے
ہمراہ ہوئی وے لوگ حضرت کو گھور گھور کے دیکھنے لگے پھر مہر نبوت کو دیکھے اور آنکھوں کی سرخی کو
دیکھ کے پوچھے آیا اسکی آنکھوں کو کچھ آزار ہے تو حلیمہ کہے کچھ آزار نہیں لیکن یہ سرخی اسکی آنکھ سے
جاتی نہیں۔ وے کہے اللہ کی سوگند یہ نبی ہے پھر وے لوگ چلے گئے اور حلیمہ حضرت کو والدہ پاس
مکے میں لائے۔ ازبسکہ حلیمہ کو حضرت کے قدم کی برکت سے بہت خیر و برکت تھی۔ آمنہ سے کہے
اس لڑکے کو مکے کی ہوا موافق نہ ہوگی چند روز میرے ملک میں رکھتی ہوں پھر آمنہ اجازت دئے انھوں
حضرت کو لیکے اپنے منزل کو آئے ایک روز ذوالمجاز نام ایک بازار تھا اور وہاں ایک نجومی رہتا تھا
لوگ بچوں کو اس پاس لیجاتے حلیمہ بھی حضرت کو اسکے پاس لیگئے جب حضرت کو دیکھا اور آنکھوں کی
سرخی کو نظر کیا اور مہر نبوت کو نگاہ کیا سو پکار اٹھا اے عرب اس لڑکے کو قتل کرو کیونکہ وہ اگر بڑا ہوگا تو
تمھارے دین والوں کو قتل کرے گا اور بتوں کو توڑے گا اور تم سب پر غالب آئیگا حلیمہ لڑکے کو اس
کے پاس سے چھین لے آئے پھر بعد کسی کو بتاتے نہیں تھے۔ ایکبار ایک نجومی آیا قوم کے بچوں کو اسکے
پاس لیگئے اور حلیمہ حضرتؐ کو نہ لیگئے لیکن کچھ کام میں مشغول ہوئے کہ اس عرصہ میں حضرت منڈوے کے
باہر نکلے نجومی دیکھ کے حضرتؐ کو بلوایا حضرتؐ اسکے پاس تشریف نہ لیگئے پھر نجومی بہت چاہا حضرتؐ
کو بتانا مگر حلیمہ نے نہ بتائے آخر نجومی کہا یہ لڑکا نبی ہے اور بعضے روایات میں آیا ہے کہ حضرتؐ کے

جنت الاسلام حیدری

سینے کو شق کر گئے سو حلیمہ دوسرے بار لیگئی بعد ہوا تھا پھر حلیمہ اندیشے سے حضرت کو انکے والدہ
کے پاس لا کے دے تو عبد اللہ کی باندی ام ایمن حضرت کی خدمت کرتی تھی۔ روایت ہے ام ایمن
سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھوک پیاس کی شکایت نہیں کئے صبح ہوتی تو زمزم کا ایک
پیالہ پیتے پھر شب تک کچھ نہ کھاتے اور اکثر صبح کو کھانا کھاؤ کہے تو فرماتے مجھے کھانے کی اشتہا نہیں

آمنہ کی حضرت کو مدینے لیجانا اور آمنہ کا انتقال

جب عمر شریف حضرت کی چھے برس کو پہنچی آمنہ حضرت کو لیکے اپنے قرابت والوں کو دیکھنے مدینے
کو گئے اور بنی نجار جو قرابت والے تھے انھوں کے یہاں ایک مہینہ رہے اور ام ایمن بھی حضرت
کی خدمت میں تھی جب وہاں سے نکل کے مدینے کے قریب ایک موضع جو ابوا نام تھا پہنچے تو
آمنہ کا انتقال ہوا۔ روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
مدینے طرف ہجرت فرمائے تو لڑکائی کا جو احوال گذرا تھا سو بیان فرماتے اور نابغہ کے گھر کو دیکھ کے
فرمائے میری والدہ مجھے لیکے یہاں اتری تھی اور میں بنی عدی بن النجار کے کنویں میں پیرنا اچھا سیکھا
روایت ہے ام ایمن رضی اللہ عنہا سے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لیکے انکے والدہ مدینے میں
اترے یہود حضرت کو دیکھ کے کہے یہ لڑکا اس امت کا نبی ہے اور یہ شہر اسکی ہجرتگاہ ہے۔

حضرت کے والدین کی نجات

فائدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کی نجات میں اختلاف ہے۔ بعضے علما کہے ہیں انھوں کو
نجات نہیں اور بعضے توقف کئے ہیں یعنے نجات ہے یا نہیں سو ہم کہہ نہیں سکتے۔ محققین کا مذہب
یہ ہے کہ وہ ناجی ہیں۔ پھر انکی نجات کس باعث سے ہے سو اسمیں تین قول ہیں ایک تو یہ ہے
کہ اللہ تعالی ان دونوں کو زندہ کیا سو حضرت پر ایمان لائے چنانچہ اس مضمون میں چند احادیث
وارد ہیں اگرچہ وہ احادیث ضعیف ہیں پر سب طریقوں کو جمع کرکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ
اسکو اصل ہے۔ دوسرا قول انھوں اہل فترت میں ہیں جو قبل بعثت کے موئے ویسے لوگوں کو اشاعرہ
پاس نجات ہے اس پر دلیل اللہ تعالی کا قول ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا
یعنی ہم کچھ بلا نہیں ڈالتے جب تک نہ بھیجیں کوئی رسول تیسرا قول یہ کہ والدین اور اجداد حضرت کے
مومن تھے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہیں میں پاک پشتوں سے پاک رحم والیوں میں آیا تھا

اور کافر تو نجس ہے چاہئے کہ حضرت کے آبا میں کوئی کافر نہو نا اگر اعتراض کریں کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد آذر کافر تھے چنانچہ قرآن میں مذکور ہے سو اس کا جواب دیتے ہیں کہ وہ ان کا باپ نتھا بلکہ چچا تھا چچا کو باپ کہنا عرب کا دستور ہے اور حافظ جلال الدین سیوطی نے تینوں دلیلوں کو خوب کھول کے اپنے رسالوں میں لکھے ہیں اور اس بیان میں چھے رسالے تصنیف کئے ہیں اللہ تعالٰی انکو جزائے خیر دیوے۔ غرض آمنہ کے وفات کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو انکے دادا عبد المطلب پالتے تھے اور اپنے فرزندوں سے ان کو زیادہ چاہتے اور زیادہ تعظیم کرتے تھے اور عبد المطلب واسطے مسند بچھائے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آکے اس پر تشریف رکھتے لوگ اگر منع کریں تو عبد المطلب کہتے میرے لڑکے کو چھوڑ دیو کیونکہ وہ آپ کو بزرگ سمجھتا ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ ایسے بڑے مرتبہ والا ہوگا کہ عرب میں کوئی ویسا نہ ہوا تھا اور نہ ہوگا اور قیافے والے عبد المطلب کو کہتے تھے کہ اس لڑکے کی بہت محافظت کر کیونکہ ہم ابراہیم کے قدم سے جو مقام ابراہیم میں ہے کسی کے قدم کو مشابہ نہیں دیکھتے مگر اسکے قدم کو اور عبد المطلب ام ایمن کو کہتے اے برکہ تو اس لڑکے سے غافل نہو کیونکہ اہل کتاب کہتے ہیں کہ وہ اس امت کا نبی ہے اور ایکبار عرب کے ملک میں قحط ہوا سو عبد المطلب ہاتف کے اشارے سے ابو قبیس پہاڑ پر گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کاندھے پر بٹھا کے مینھ مانگے سو اللہ تعالی مینھ برسایا اور قحط دفع کیا۔ جب عمر شریف حضرت کی آٹھ برس کی ہوئی عبد المطلب کا وفات ہوا اور انکی عمر ایک سو دس برس کی تھی مرتے وقت اپنے فرزند ابو طالب کو جو حضرت کے سگے چچا تھے عبد اللہ ہیں اور ان میں بہت الفت تھی کفیل حضرت کا کئے تو ابو طالب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت محافظت کرتے اور حضرت آئے بغیر کھانا نہ کھاتے اور اپنے سے جدا نہیں کرتے اور ایک بار عرب کے ملک میں قحط ہوا قریش ابو طالب سے مینھ کی التجا کئے ابو طالب مینھ مانگنے نکلے انکے گرد قریش کے لڑکے تھے اور ان میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آفتاب کے سا چمک رہے تھے۔ ابو طالب حضرت کی پشت کعبے طرف کر کر مینھ مانگنے واسطے اشارہ کئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آسمان طرف اپنی انگلی سے اشارہ کئے تو آسمان پر کچھ ابر نہ تھا سو

عبد المطلب کی حضرت سے بیحد محبت

عبد المطلب کی وفات اور ابو طالب کی کفالت

یکایک ابر کی ٹکڑیاں جمع ہوکے اسقدر مینھ برسا کہ ندیاں نالے بھر گئے اور ابوطالب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں ایک قصیدہ کہے چنانچہ اس میں کی ایک بیت یہ ہے۔ **بیت**

وَاَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہٖ ؎ ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِلْاَرَامِلِ یعنی گورے رنگ والا مینھ مانگنے جاتا ہے اسکی ذات سے جو فریادرس ہے یتیموں کا اور پناہ بیواؤں کی۔ جب عمر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارہ برس کی ہوئی ابوطالب حضرت کو لیکے شام طرف تجارت کو نکلے بصری کے قریب جب پہنچے وہاں ایک راہب تھا جس کا نام بحیرا اور زہد و تقوی سے ممتاز و موصوف اور نصاریٰ کے علما میں مشہور اور معروف تھا اور شہر کے باہر ایک گرجے میں رہتا تھا ؎ قریش کا قافلہ جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ابر کا ٹکڑا ان پر سایہ کیا ہے جب حضرت درخت پاس تشریف لیگئے تو وہ ابر کا ٹکڑا حضرت پر سایہ کیا ہے۔ بحیرا یہ دیکھ کے متعجب ہوا اور قافلے والوں کو ضیافت کی دعوت دے بلایا۔ جب حضرت تشریف لائے تو ابر سایہ کیا ہوا تھا بحیرا حضرت کو دیکھ کے کہا یہ رسول ہے رب العالمین کا اس کو بھیجے گا اللہ تعالی رحمۃ اللعالمین۔ قریش کے بوڑھے اسکو پوچھے کہ تو کیسا سمجھا تو کہا جب تم سب گھاٹ پر چڑھے ان نے کسی درخت پر یا پتھر پر نہیں گزرا جو وے اسکو سجدہ نہیں کئے اور یہ چیزیں بجز نبی کے دوسرے کو سجدہ نہیں کرتے اور دیکھو ابر کا ٹکڑا اسپر سایہ کیا ہے اور اسکی نبوت کی علامت ایک مہر ہے اسکے شانہ پر اور حضرت کو تکنے لگا اور مہر نبوت کو دیکھا اور ابوطالب کو قسمیں دیا کہ تم اسکو لیکے آگے مت بڑھو کیونکہ رومیاں اگر اسکو دیکھیں تو قتل کرینگے یہی گفتگو تھی کہ نو شخص روم سے آئے بحیرا ان سے پوچھا تم کس واسطے آئے وے کہے پادریاں کہے ہیں کہ اس مہینے میں نبی نکلنے والا ہے سو ہر طرف لوگ کو روانہ کئے اور ہم کو اس طرف بھیجوائے بحیرا کہا اللہ تعالی جس چیز کا ارادہ کرے تو کون اسکو پھیر سکتا ہے اور حضرت کی نبوت بدلائل ان پاس ثابت کیا اور بولا توریت انجیل زبور میں ایک نبی کا آنا ضروری ہے کر کر جو ہے سو وہ یہی نبی ہے اور انکو پھیر دیا اور ابوطالب کو جتا دیا کہ اس لڑکے کو یہود و نصاریٰ سے محافظت کرو کیونکہ یہ لڑکا پیغمبر آخرالزماں ہوگا اور اس کا دین تمام دینوں کو منسوخ کریگا اور اسکو شام کے ملک طرف مت لیجاؤ یہود اسکے بہت دشمن ہیں

ابوطالب کے ساتھ شام کا سفر اور بحیرا راہب کا احوال

پھر ابوطالب اپنا اسباب بصری میں فروخت کرکے مکہ کو آئے۔ جب سن شریف رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی پچیس سال کی ہوئی تجارت واسطے شام طرف روانہ ہوے سبب روانگی کا یہ ہوا کہ خویلد
کی بیٹی خدیجہ چاہی کہ کسی امین پاس اپنا مال تجارت واسطے دیوے اور قریش میں کوئی امانتدار
زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ تھا اور سب حضرت کو محمد الامین کہا کرتے۔ خدیجہ نے حضرت
سے منت کرنے لگی کہ تم میرا مال تجارت واسطے لیجاؤ منافع حاصل ہووے تو تم اس سے جسقدر
چاہتے ہو سو لیو۔ حضرت قبول فرماکے شام طرف روانہ ہوئے۔ خدیجہ اپنا ایک غلام جس کا نام میسرہ
اور اپنا ایک قرابتی جس کا نام خزیمہ تھا حضرت کی خدمت واسطے ہمراہ کئے جب بصری کو پہنچے ایک
گرجے کے قریب درخت کے نیچے بیٹھے وہ درخت خشک اور بے برگ تھا پھر حضرت بیٹھنے کے
سبز اور باردار ہوگیا۔ اس گرجے میں ایک راہب تھا اس کا نام نسطورا یہ حال مشاہدہ کرکے
حضرت پاس آیا اور کہا اس درخت کے نیچا بیٹھا سو نبی ہے اور حضرت کو لات وعزی کی قسم
دیکے پوچھا تیرا نام کیا ہے حضرت خفا ہوکے فرمائے میرے پاس مت آ کہ ان بتوں کا نام لینا مجھے
خوش نہیں لگتا اور حضرت کی آنکھوں کی سرخی کو دیکھ کے میسرہ سے پوچھا کیا یہ سرخی کچھ مرض کے سبب
ہے میسرہ کہا نہیں بلکہ اس کے پیدایش سے ہے پھر نسطورا کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی سو اس میں
دیکھتا تھا اور کہتا تھا قسم ہے اسکی جو عیسے پر انجیل نازل کیا کہ یہ وہی نبی ہے۔ القصہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم تجارت کی جنس سب بصری میں فروخت کئے تو اس میں بہت سا نفع حاصل ہوا جب مکے
میں آئے خدیجہ دوپہر کے وقت اپنے بالاخانہ پر عورتوں کے ساتھ بیٹھے تھے سو دیکھے کہ حضرت
تشریف لاتے ہیں اور حضرت کے سر مبارک پر دو پرندے سایہ کئے ہیں اور میسرہ بھی حضرت کے
خرق عادات اور کرامات جو راہ میں مشاہدہ کیا تھا سو خدیجہ کو ظاہر کیا پھر بی بی خدیجہ کو آرزو ہوئی
کہ اس شمع شبستان رسالت سے اپنا گھر روشن ہووے اور وہ عزت و شرف کا آفتاب اپنے منزل
کو بیت الشرف بناوے اور وہ بی بی بہت ہوشیار تھی اور قریش میں حسب و نسب اس کا مشہور تھا
اور مال و متاع بھی بہت سا رکھتی تھی اور قریش کے اکثر اشراف اور مالدار لوگ اسکو نکاح کرنیواسطے

پیام کئے تو کسی کو قبول نہیں کرتی تھی سو کسی عورت کو حضرت کی مرضی دریافت کرنے بھیجی وہ عورت آکے حضرت سے استمزاج کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے میں شادی واسطے کچھ ساز و سامان نہیں رکھتا ہوں وہ عورت کہی اگر کوئی اشراف کی لڑکی مال و جمال میں ممتاز رہے اور شادی کا سب سامان اپنی طرف سے مہیا کر دیوے تو آپ کو قبول ہے حضرت فرمائے ویسی کون ہے وہ عورت کہی خدیجہ خویلد کی بیٹی ہے اگر آپکی مرضی مبارک ہو تو میں اسکی نسبت مقرر کرواتی ہوں حضرت اسکو اجازت دئے اُسنے آکے یہ خوشخبری بی بی خدیجہ کو پہنچائی۔ خدیجہ اسکو بہت غنیمت جانکے اپنے والیوں کو اطلاع کئے پھر قریش کے تمام اشراف جمع ہوئے اور ابو طالب خطبہ پڑھے اور خدیجہ کا چچا عمرو بیٹا اسد کا نکاح کر دیا اور مہر میں بیس اونٹ باندھے اس وقت عمر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پچیس برس کی تھی اور خدیجہ کی عمر چالیس برس کی۔ جب عمر شریف پینتیس ۳۵ برس کی ہوئی

قریش کعبے کی مرمت کی

قریش کعبے کو جو ضایع ہوا تھا نئے سرے سے بنائے اور تمام عمدہ لوگ قریش کے اسکے پتھرونکو اٹھاتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اٹھانے میں شریک ہوئے۔ قریش اپنے عادت کے موافق کام کے وقت جیسا لنگ کاندھے پر ڈالتے تھے ویسا حضرت کو بھی عباس شفقت کی راہ سے کہے کہ تم بھی لنگ نکالو۔ حضرت لنگ نکالنے کا ارادہ کئے کہ اس میں بیہوش ہو کے گر گئے جب ہوش میں آئے کہنے لگے لنگ دیو لنگ دیو اور فرمائے اپنے کو غیب سے ندا ہوا کہ تیری شرمگاہ ڈھانپ پھر اسکے بعد کبھی شرمگاہ حضرت کی ظاہر نہ ہوئی۔ جب کعبہ تیار ہوا حجر اسود رکھنے واسطے قریش جھگڑا شروع کئے۔ ہر شخص چاہتا تھا کہ آپ ہی رکھے اور قریب تھا کہ آپس میں تلوار چلے آخر سب مقرر کئے کہ حرم کے دروازے سے جو پہلے آتا ہے سو اسکو حکم کرنا۔ پھر پہلے جو آئے سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ سب دیکھکے کہنے لگے امین آیا اور حضرت کے حکم پر راضی ہوئے حضرت اپنی چادر بچھاکے حجر اسود کو اس پر رکھکے فرمائے کہ ہر قبیلے سے ایک شخص آنا اور اس چادر کا پلو پکڑکے اٹھانا۔ پھر سب ویسا ہی پکڑکے لے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اسکو اٹھاکے مقام پر لگا دئے۔ جب ایام نبوت کے قریب پہونچے حضرت کو لوگوں سے گوشہ اختیار کرنا خوش آیا سو حرا کے پہاڑ پر جو جبل نور کر کے اب

مشہور ہے جاکے عبادتِ الٰہی میں مشغول ہوتے اور اپنے ساتھ توشہ لیجاکے اکثر وہاں رہتے اور خواباں بہت ہی بہتر اور راست حضرت کو پڑنے لگے۔ جب عمر شریف چالیس برس کی ہوئی آٹھویں کو ربیع الاول کی دوشنبے کے روز حضرت پاس فرشتہ یعنی جبرئیل علیہ السلام آئے اور حضرت کو رسالت کی خوشخبری دئے اور پڑھو کر کہے۔ حضرت فرمائے میں پڑھنے نہیں جانتا۔ جبرئیل حضرت کو پکڑکے دابے اور کہے پڑھ۔ حضرت فرمائے میں پڑھنے نہیں جانتا۔ پھر اول سے زیادہ قوت سے دابے اور چھوڑکے کہے پڑھ۔ حضرت فرمائے میں پڑھنے نہیں جانتا۔ پھر اور قوت سے دابے اور کہے اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ یعنی پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے بنایا آدمی لہو کی پھٹکی سے پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے علم سکھایا قلم سے سکھایا آدمی کو جو نہیں جانتا تھا۔ بعضے روایات میں آیا ہے جبرئیل علیہ السلام ایک کتاب نکالے جو بہشت کے حریر پر لکھی ہوئی تھی اور اس میں موتی اور یاقوت کا کام کیا ہوا تھا اور حضرت کو کہے پڑھ سو حضرت فرمائے میں پڑھنے نہیں جانتا پھر جبرئیل حضرت کو دابے اور پڑھائے۔ غرض جبرائیل پڑھاکے گئے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے اٹھ کے اپنے دولتسرا کا قصد کئے تو راہ میں کسی جھاڑ یا پتھر پر گزرے تو وہ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کہتا تھا اور حضرت کا دل ہیبت سے دھڑکتا تھا اور محل میں آکے بی بی خدیجہ کو کہے کہ زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ یعنی مجھ پر کپڑا اڑھاؤ تو حضرت پر کپڑے اڑھائے جب تسکین ہوئی بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اپنا احوال بیان فرماکے کہے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ میرے جان پر کیا آفت آتی ہے۔ بی بی خدیجہ کہے اندیشہ مت کرو اللہ تعالیٰ تم کو آفت میں نہ ڈالے گا اور اللہ تعالیٰ تمھارے ساتھ بجز نیکی کے اور کچھ نہ کریگا کیونکہ تم صلہ رحم کرتے ہو اور عیال کا بار اٹھاتے ہو اور کسب کرتے ہو اور مہمانوں کی ضیافت کرتے ہو اور حق کے کاموں پر لوگوں کی اعانت کرتے ہو اور یتیم کو جگہ دیتے ہو اور راست بات کہتے ہو اور امانت میں خیانت نہیں کرتے ہو اور عاجزوں کی دستگیری کرتے ہو اور فقیروں کے ساتھ نیکی اور لوگوں کے ساتھ خوش خلقی کرتے ہو۔ پھر بی بی خدیجہ حضرت کو اپنے چچیرے بھائی وَرَقہ بن نوفل پاس لیگئے۔ ورقہ جاہلیت کے رسوم

ترک کر کر دین نصرانی میں آیا تھا اور انجیل پڑھا کرتا تھا اور اسکو عربی میں ترجمہ کیا تھا اور بہت بوڑھا تھا سو اس کو کہے تیرے بھتیجے کا احوال سن۔ ورقہ حضرت سے احوال دریافت کیا حضرت اپنا ماجرا بیان فرمائے ورقہ بولا یہ وہ ناموس ہے جو موسیٰ پر نازل ہوئی اور عیسیٰ جو ایک نبی آویگا کر کر بشارت دئے تھے سو وہ یہی ہے۔ کاش میں زندہ رہتا اس وقت جو تیری قوم تجھے نکال دیگی تو تیری بڑی تائید کرتا۔ حضرت پوچھے کیا وے مجھے نکال دینگے ورقہ کہا کوئی نہ لایا وہ جو تو لایا مگر لوگ اسکے دشمن ہوئے اور ایذا پہونچائے یعنی سنت الٰہی جاری ہے کہ جو پیغمبر ہوتا ہے تو اسکو قوم ایذا دیتے ہیں پھر چند روز کے بعد ورقہ انتقال پایا اور وحی آنے میں فترت یعنی تاخیر ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس بات کا غم ہوا یہاں تک کہ کئی بار پہاڑ پر گئے اور ارادہ کئے کہ اپنے تئیں وہاں سے گرا کر ہلاک کریں لیکن جب وہ ارادہ کرتے تو جبرئیل ظاہر ہو کے کہتے یا محمد تو سچ اللہ کا رسول ہے پھر حضرت کا دل تسکین پاتا اور الٹے آتے۔ ابن اسحٰق کہتا ہے کہ فترت وحی تین سال تک تھی اسکے بعد مدام وحی آنا شروع ہوا۔ روایت کئے ہیں بخاری جابر رضی اللہ عنہ سے کہ بعد فترت کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز جاتے تھے کہ آسمان طرف سے آواز آیا حضرت سر اٹھا کے دیکھے تو وہی فرشتہ جو حرا میں آیا تھا آسمان و زمین کے درمیان کرسی پر معلق بیٹھا ہے۔ حضرت گھبراہٹ سے گھر میں تشریف لائے اور فرمائے زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ تو حضرت پر چادر اڑھائے پھر یہ آیتیں اترے یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِیَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ یعنی اے لحاف میں لپٹے کھڑا ہو پھر ڈر سنا اور اپنے رب کی بڑائی بول اور اپنے کپڑے پاک کر اور کھتری کو چھوڑ دے۔ اس کے بعد وحی پے درپے آنا شروع ہوا اور اللہ تعالیٰ حضرت پر نماز فرض کیا صبح کو دو رکعت شام کو دو رکعت پھر جبرئیل بہت ہی خوش صورت سے آکے حضرت کو کہے یا محمد اللہ تعالیٰ تجھے سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ تو ہمارا رسول ہے جن و انس طرف سو انکو دعوت کرتا مانے کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے۔ پھر جبرئیل اپنا پاؤں زمین پر مارے وہاں سے پانی کا چشمہ جاری ہوا جبرئیل اس سے وضو کر کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو سکھائے اور نماز پڑھ کے حضرت کو نماز کی تعلیم کئے اور اول حضرت

نماز اور وضو کی فرضیت

پر ایمان لائے سو بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا تھے انکے بعد علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ جو ہنوز بالغ نہیں ہوئے
تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پرورش پاتے تھے انکے بعد زید بن حارثہ جو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے متبنیٰ فرزند تھے ایمان لائے۔ انکے بعد ابوبکر صدیقؓ اور ان کا غلام بلالؓ اور حضرت
صدیق رضی اللہ عنہ اپنا اسلام آشکارا کئے اور لوگوں کو اسلام طرف دعوت کرنے لگے چنانچہ انہی
کی ترغیب سے عثمان بن عفان اور زبیر بن العوام اور عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص
اور طلحہ بن عبیداللہ اسلام لائے انھوں کے بعد عبداللہ بن مسعود اور ابوعبیدہ بن الجراح اور
ارقم بن ابی الارقم اور ابوسلمہ بن عبدالاسد اور عثمان بن مظعون اور انکے دو بھائی قدامہ اور عبداللہ
بن مظعون اور عبیدہ بن الحارث اور سعید بن زید اور فاطمہ بنت الخطاب اور چند شخص غرض
تین سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخفی دعوت کرتے تھے بعد یہ آیت نازل ہوئی فَاصْدَعْ
بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ یعنی پھر کھول کر سنادے جو تجھ کو حکم ہوا اور دھیان کر شرک
والوں کا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علانیہ دعوت شروع کئے اور قریش حضرت سے متعرض نہیں
ہوتے تھے۔ چوتھے سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم بتوں کی مذمت اور انکی عبادت کرنیوالوں کی حماقت
بیان فرمانے لگے۔ قریش یہ سن کے حضرت سے مخالفت شروع کئے اور ایذا کے درپے ہوئے اور
مسلمانوں کو ایذا دینا شروع کئے اور ابوطالب حضرت کی حمایت میں آئے تو بنی ہاشم میں اور قریش
میں عداوت ہوگئی اور بنی ہاشم اور بنی مطلب سارے حضرت کی تائید میں تھے مگر ابولہب حضرت
کا چچا دشمنوں کے ساتھ موافقت کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ پاس جاکے کہتے کہ
اے لوگو اللہ کی عبادت کرو اور اس کا شریک نہ ٹھہراؤ تو ابولہب حضرت کے پیچھے پکارتا کہ اے
لوگو یہ تم کو اپنے آبا کا دین چھوڑوکر کہتا ہے سو اسکے نزدیک مت آئیو اور حضرت کو بعضے تو مجنون
اور بعضے کاہن اور بعضے جادوگر ٹھہرائے۔ جب حج کا موسم قریب آیا تب قریش جمع ہوکے مشورت
کئے کہ اب عرب کے قبائل اطراف سے جمع ہونگے اور اس شخص کا چرچا لوگوں میں ہوگا تو البتہ
لوگ اس پاس آوینگے اور اس کا کلام سنکر البتہ معتقد ہونگے چاہئے سب اتفاق سے اسپر ایک

اول ایمان لانیوالے

تبلیغ پوشیدہ

سال نبوت اسلام کا علانیہ شروع ہونا اور کفار کی زیادہ ایذا رسانی

عیب لگا دیں تا کوئی اس کے نزدیک نہ پھٹکیں تو بعضے کہے اسکو کاہن ہے بولنا۔ ولید بن مغیرہ جو
سب سے بڑی سن والا اور بہت عاقل تھا سو بولا ہم بہت کاہنوں کو دیکھے ہیں مگر اس کا کلام
کاہنوں کے سجع وغیرہ سے کچھ نسبت نہیں رکھتا اگر لوگ سنے تو تم کو جھوٹے ٹھہراوینگے اور بعضے کہے
اسکو دیوانہ بولنا ولید کہا ہم جانتے ہیں کہ وہ دیوانہ نہیں اس کا حال دریافت کرے تو جنون کے
سا کچھ نہیں پایا جاتا ہے اور بعضے کہے اسکو شاعر کہنا ولید بولا ہم کو شعر کے بہت اقسام معلوم ہیں
لیکن اس کا کلام شعر سے کچھ مناسبت نہیں رکھتا اور بعضے کہے اسکو ساحر کہنا ولید بولا ہاں اسکی
پاکی و نظافت سحر سے باہر ہے اور وہ جو کلام لاتا ہے سو اس میں ایک حلاوت اور رونق ہے
اور اس کلام کو دلوں میں ایسی بڑی تاثیر ہے کہ باپ بیٹے میں اور بھائی بھائی میں اور عورت مرد
میں جدائی ڈالتا ہے اس لئے اسکو ساحر کہیں تو ممکن ہے پھر تو سب اکھٹے ہو کر تمام قبیلوں میں
مشہور کئے کہ وہ ساحر ہے۔ غرض کفار حضرت کے اور مسلمانوں کے درپے ہوئے چنانچہ ایک بار
عقبہ بن ابی معیط لعنۃ اللہ علیہ حضرت کے گلے میں کپڑا ڈالکے گلا دابا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آکے
اسکو دفع کئے اور ایکبار اونٹ کا پوٹھا لاکے حضرت سجدے میں جاتے ہی پیٹھ پر رکھدئے اور
فقرا ضعفا جو ایمان لائے تھے انکو لوہے کے بکتر پہناکے دھوپ میں ڈالتے اور بلالؓ کو دھوپ
میں ڈالکر گرم پتھر انکے سینے پر رکھتے اور انکو جانور کے پوست میں ڈال اوپر سے کوٹتے اور بلالؓ
اَحَدٌ اَحَدٌ یعنی اللہ ایک ہی ہے کر کر پکارتے اور عمّار اور انکے باپ یاسر اور انکی ماں سمیّہ
کو اقسام کا عذاب دیتے یہانتک کہ سمیّہ اور یاسر کو جان سے مارے اور اسی سال کفار حضرت
سے شق القمر کا معجزہ طلب کئے سو حضرت اپنی انگلی سے اسکی طرف اشارہ کئے تو چاند دو ٹکڑے ہوگیا
یہ معجزہ اور اسکے سوائے دوسرے معجزے معجزوں کے بیان میں انشاء اللہ ہم ذکر کرینگے۔ پانچویں
سال بعثت کے ایذا از حد زائد ہوئی اسلئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو حکم کئے کہ حبش طرف
ہجرت کریں۔ بموجب حکم کے رجب کے مہینے میں گیارہ بارہ مرد اور چار پانچ عورت حبش طرف
روانہ ہوئے سب سے اول عثمان بن عفان اپنی بی بی رقیہ کو لیکے روانہ ہوئے حبش کا بادشاہ مسلمانو

شق القمر کا معجزہ

بعثت کا پانچواں سال حبش طرف پہلی ہجرت مسلمانوں کی

کی بہت عزت کیا۔ چند روز کے بعد حبش میں مشہور ہوا کہ مسلمانوں میں اور کفار قریش میں صلح ہوا ہے
یہ کیفیت سن کے حبش سے پھر مکے کو آئے تو دیکھے کہ وہ خبر غلط تھی پھر دوسرے بار حبش کو ہجرت
کئے تو اور بھی بہت سے مسلمان ہجرت کئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کو ہجرت کئے
تک جو مسلمان مکے میں ایذا دیکھتا تو حبش طرف نکل جاتا۔ چھٹویں سال بعثت کے حضرت حمزہ
رضی اللہ عنہ چچا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان لائے انکی قوت و شجاعت مشہور تھی اس لئے
قریش کو بہت ہی ہیبت ہوئی چنانچہ ابوجہل لعین کے سر پر کمان سے مارکے اس کا سر پھوڑے
بعد تین روز کے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اسلام لائے انکے اسلام لانے سے چالیس مسلمان
پورے ہوئے اور عمر رضی اللہ عنہ کفر کی حالت میں بھی کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ ایذا
نہیں پہنچائے۔ ایک روز ابوجہل کہا اے قریش محمد تمہارے خداؤں کو بد بولتا ہے اور تمکو احمق
بنایا ہے اور ہمارے بزرگوں کو دوزخ میں جاوینگے کہہ رہا ہے جو شخص محمد کو مارے تو میں اسکو
سو اونٹ اور ہزار اوقیہ دیونگا۔ یہ سن کے عمر تلوار لیکے چلدئے۔ ایک شخص بنی زہرہ کے قبیلے والا
راہ میں ملکے بولا اے عمر تو کہاں جاتا ہے۔ عمر بولے میں محمد کو مارنے جاتا ہوں وہ کہا پھر بنی ہاشم
اور بنی زہرہ کے ہاتھ سے کیسا بچے گا۔ عمر کہے تو بھی شاید صابی[1] ہوا ہے اور اپنا دین چھوڑ دیا ہے
وہ شخص کہا تیرے بہنوئی اور بہن بھی صابی ہوئے اور تیرے دین کو ترک کئے۔ عمر غصے ہو اپنی
بہن کے یہاں چلدیے۔ راہ میں ایک گائے ذبح کرتے تھے سو اسکو دیکھنے واسطے کھڑے ہوئے تو اسکے
پیٹ میں سے یہ آواز آیا کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہو کہکے جو کہتا ہے سو بہتر
بات ہے۔ عمر وہاں سے ایک بکریوں کے منڈے پر گزرے ہاتف سے آواز آیا کہ جسیم لوگو تم
حقیقت العقل کیا واسطے ہوئے احکام کو بتوں طرف کیوں نسبت کرتے ہو میں دیکھتا ہوں تو تم جانور
ہیں کیا میں روبرو دیکھتا ہوں سو تم نہیں دیکھتے۔ دیکھو نور چمک رہا ہے اور تاریکی کو دور کر رہا ہے
کیا بڑا پیشوا ہے جو کفر کے بعد اسلام اور صلۂ رحم کو لایا۔ عمر کہے واللہ یہ مجھ ہی کو ارادہ کیا پھر صفار کر کر

---

[1] اپنا دین چھوڑ کے دوسرے دین میں جو ملا اس کو صابی کہتے ہیں۔ ۱۲

ایک بت تھا سو وہاں گئے اس کے پیٹ میں سے آواز آیا شعر تُرِكَ الضِّمَارُ وَكَانَ يُعْبَدُ وَحْدَهُ ؎ بَعْدَ الصَّلٰوةِ مَعَ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ یعنی متروک ہوا ضمار جو وہی معبود بنا تھا بعد از نماز پڑھنے کے نبی محمدؐ کے ساتھ اِنَّ الَّذِي وَرِثَ النُّبُوَّةَ وَالْهُدٰى ؎ بَعْدَ ابْنِ مَرْيَمَ مِنْ قُرَيْشٍ مُهْتَدٍ یعنی مقرر وہ جو وارث ہوا نبوت اور ہدایت کا مریم کے بیٹے کے بعد قریش سے ہدایت دینے والا ہے سَيَقُولُ مَنْ عَبَدَ الضِّمَارَ وَمِثْلَهُ ؎ لَيْتَ الضِّمَارَ وَمِثْلَهُ لَمْ يُعْبَدِ اب کہیگا وہ جو عبادت کرتا تھا ضمار اور اوسکے امثال کو کاش ضمار اور اسکے مثل عبادت نہ کئے جاتے فَاصْبِرْ اَبَا حَفْصٍ فَاِنَّكَ اٰمِنٌ ؎ يَاْتِيكَ عِزٌّ غَيْرُ عِزِّ بَنِي عَدِيٍّ سو تو صبر کر اے ابوحفص[1] کیونکہ تو ایمان لانے والا ہے ملیگی تجھکو عزت بنی عدی کے عزت کے سوا۔ لَا تَعْجَلَنْ فَاَنْتَ نَاصِرُ دِينِهِ ؎ حَقًّا يَقِينًا بِاللِّسَانِ وَبِالْيَدِ ؎ تو جلدی مت کر کیونکہ تو اسکے دین کو مدد کرنیوالا ہے بیشک یقیناً زبان سے اور ہاتھ سے۔ عمر یہ سُن کے کہے واللہ میرا ہی ارادہ کیا ہے پھر اپنی بہن کے یہاں آئے اسکے گھر میں خباب بن الارت رضی اللہ عنہ طٰہٰ کا سورہ پڑھتے تھے سو عمر کا آواز سن کے چھپ گئے عمر گھر میں آکر کہے یہاں کچھ آواز آتا تھا سو کیا تھا کہے ہم باتاں کر رہے تھے عمر کہے شاید تم صابی ہوئے ان کے بہنوئی سعید بن زید کہے اے عمر اگر تیرے دین کے سوائے حق اور ہیں ہو تو عمر خفا ہو کے ان کو مارے عمر کی بہن چھڑانے کو آئے تو انکو بھی مارے ان کا سر پھوٹ کے خون جاری ہوا انھوں روتے لگے اور خفگی سے کہے ہاں ہم مسلمان ہوئے اب تو کیا کرتا ہے سو کر پھر عمر کا غصہ کچھ تسکین پایا پلنگ پر جاکے بیٹھے دیکھے وہاں ایک جزء دھرا ہوا ہے اسکو لیکے دیکھنا چاہے اُنکے بہن کہے تو کافر اور ناپاک ہے اس کتاب کو نہ چھینا مگر پاک آدمی پھر عمر وضو کرکے آئے اس میں طٰہٰ کا سورہ لکھا ہوا تھا سو پڑھنے لگے جب اس آیۃ کو پہنچے اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ یعنی مقرر میں اللہ ہوں کسی کی بندگی نہیں سوائے

---

[1] ابوحفص کنیت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی۔ ۱۲

میرے سو میری بندگی کر اور نماز کھڑے کر میرے یاد کو تب عمر کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ کسی کی
بندگی نہیں سوائے اللہ کے اور گواہی دیتا ہوں محمد بندے ہیں اس کے اور رسول۔ بعد کہے
محمد کہاں ہیں سو مجھے بتاؤ خباب جو پوشیدہ تھے سو نکلے کہے اے عمر میں تجھے بشارت دیتا ہوں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پنجشنبے کے شب کو دعا مانگے کہ یا اللہ دین کو قوت دے عمر بن الخطاب
سے یا ابوجہل بن ہشام سے سو میں سمجھتا ہوں کہ وہ دعا تیرے حق میں مقبول ہوئی پھر عمر کو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کئے عمر اپنا ایمان ظاہر کئے اور مسلماناں خوشی سے تکبیر کہے۔ عمر وہاں
سے نکل کے لوگوں کو کہنے لگے کہ میں مسلمان ہوا تو لوگ ان کو مارنے لگے انھوں بھی لوگوں کو مارتے
تھے آخر سب پر عمر غالب آئے اور لوگ اُن کا خیال چھوڑے۔ ساتویں سال قریش دیکھے
کہ حمزہ اور عمر اسلام لانے سے دین کو قوت ہوئی سو حضرت کو قتل کرنا چاہے ابوطالب کا
ایک شعب یعنی درّا تھا اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لیجا چھوڑے اور تمام بنی ہاشم
و بنی مطلب کو وہاں جمع کئے۔ کفار قریش یہ دیکھ کے آپس میں ایک عہدنامہ لکھے کہ بنی ہاشم
اور بنی مطلب میں کوئی نکاح نہ کرنا اور انکے ساتھ خرید وفروخت وغیرہ نہ کرنا اور ان سے
مصالحت نہ کرنا جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے حوالے نہ کریں۔ اور محرم کے
غرہ کو یہ عہدنامہ لکھ کے کعبے میں لٹکا دئے تو دو برس تک نہایت انھوں پر تکلیف تھی
اور ان کو کوئی چیز میسر نہیں ہوتی تھی مگر چوری چھپی سے۔ دسویں سال قرابت دار بنی ہاشم
اور بنی مطلب کے انکی تنگی دیکھ کے چاہے کہ وہ عہدنامہ توڑیں پر مفسداں اسکو نہ توڑینگے کرکر
اصرار کرنے لگے غرض ان میں نزاع ہوا ابوطالب کہے محمد مجھے خبر دیا ہے کہ اللہ کے حکم سے
اس عہدنامہ میں جو ظلم کے اور قطع رحم کے باتاں تھے سو اسکو دیمک کھا گئی ہے اور اللہ و
رسول کے نام کو چھوڑ دی۔ اگر محمد اس بات میں جھوٹا ہے تو اس کو جو چاہے سو کرو اگر سچا ہے تو
اس عہدنامہ کو توڑ ڈالو۔ پھر اس عہدنامہ کو آکے دیکھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا فرمائے تھے
ویسا ہی دیمک چر گئی تھی قریش شرمندے ہوئے پاس بھی ابوجہل اور اسکے تابعدار عہدنا

بعثت کے ساتویں سال رسول صلعم شعب میں گئے اور قریش نے بنی ہاشم سے قطع تعلق کیا

بعثت کے دسویں سال قریش کا عہدنامہ شکستہ ہوا

نہ توڑنا کر کر بہت سی سعی کئے لیکن دوسرے جماعتاں ہتیار باندھ کے بنو ہاشم و بنو مطلب کو شعب سے نکالے آسکے چند روز کے بعد ابوطالب کا وفات اور تین روز کے پیچھے بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وفات ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں کی وفات سے بڑا غم ہوا۔ پھر بعد تھوڑے دنوں کے بی بی سودہ زمعہ کی بیٹی کو اور بی بی عائشہ ابی بکر صدیق کی بیٹی کو نکاح کئے۔ بعد تین مہینے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زید بن حارثہ کو ہمراہ لیکے طائف کو تشریف لیگئے اور ایک مہینہ وہاں رہ کے ثقیف کے قبیلے کو اسلام کی دعوت کئے وہ ایمان نہ لائے اور ان کے نادان پتھرے مار کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پانوں کو زخمی کئے تو حضرت وہاں سے نکلے اور راہ میں بطن نخلہ کر کر ایک جگہ تھی سو وہاں اترے تو نصیبین کے جن آ کے ایمان لائے۔ **گیارھویں سال** حج کے ایام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عقبے کے پاس کھڑے ہو کے لوگوں کو دعوت کرتے تھے تو چند شخص خزرج کے قبیلے والے مدینے کے باشندے حضرت پاس آئے حضرت ان کو دعوت کئے اور قرآن پڑھکے سنائے اور فرمائے اللہ مجھے رسالت دیکے بھیجا ہے۔ اگر میری اطاعت کروگے تو تم کو دنیا و آخرت کی سعادت حاصل ہوگی وہ لوگ مدینے کے یہود سے سنا کرتے تھے کہ نبی آخر الزماں کی بعثت کا زمانہ قریب ہے سو حضرت کا جمال باکمال مشاہدہ کر کر اور قرآن کا طور بشر کے کلام کے سا نہیں ہے سمجھ کر باکدیگر مشورت کئے اور کہے اللہ کی سوگند یہ وہی پیغمبر ہے جو یہود کہا کرتے تھے بہتر ہے کہ ہم جلد ایمان لانا تا دوسرے ہم پر سبقت نہ کریں سو ایمان سے مشرف ہو کے حضرت کی بیعت کئے اور دے یے چھ شخص تھے [1]اسعد بن زرارہ اور [2]عوف بن الحارث اور [3]رافع بن مالک اور [4]قطبہ بن عامر اور [5]عقبہ بن عامر اور [6]جابر بن عبداللہ بن رباب اس بیعت کو بیعت عقبہ اولی کہتے ہیں یعنے عقبے کی پہلی بیعت۔ **بارھویں سال** ربیع الاول کے مہینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت بیت اللہ پاس آرام کرتے تھے جبرئیل آئے اور حضرت کو ہشیار کر کر شکم چیرے اور دل نکال کر دھوے اور

ابوطالب اور بی بی خدیجہ کا وفات

طائف کا سفر

بعثت کا گیارھواں سال بیعت عقبۂ اولی

بعثت کا بارھواں سال معراج

ایمان و حکمت سے بھر دئے پھر اسکے مکان پر رکھ کے شکم کو درست کئے اور ایک سفید جانور خچر سے
کوتاہ اور گدھے سے بلند اور ایک قدم میں نظر کی دوڑ کی مسافت طے کرنے والا جس کو براق کہتے
ہیں لا کے حضرت کو اس پر بٹھا کے بیت المقدس کو لیگئے اور جس حلقے سے کہ انبیا براق کو باندھا
کرتے تھے وہیں باندھے اور مسجد میں جا کے دو رکعت نماز پڑھے۔ بعد جبرئیل دو ظرف حاضر کئے
ایک میں شراب تھی اور ایک میں دودھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دودھ کا برتن لیلئے تو جبرئیل
کہے تم فطرت یعنی دین کو اختیار کئے اگر شراب لیتے تو تمھاری امت گمراہ ہوتی بعد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلی آسمان طرف لے گئے اور دروازہ کھلانا چاہے۔ دربان پوچھا تو کون ہے
کہے جبرئیل ہوں پوچھا تیرے ساتھ کون ہے کہے محمد ہے پوچھا کیا انکو بلائے ہیں کہے ہاں
تب دروازہ کھولا۔ دیکھے کہ وہاں آدم علیہ السلام ہیں جبرئیل کہے یہ تمھارا باپ آدم ہے انکے
سلام کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کئے آدم سلام کا جواب دئے اور مرحبا کہے اور دعائیں
دئے پھر دوسرے آسمان پر لیگئے وہاں کے دربان بھی ویسا ہی سوال و جواب کئے اور ہر آسمان
پر جاتے تو دربانوں سے ویسا ہی سوال و جواب ہوتا تھا اور ہر آسمان پر وہاں کے مقیم پیغمبر سے
ملکے سلام کرتے تو وہ جواب سلام کا دیتے اور مرحبا کہتے اور دعا کرتے تھے چنانچہ دوسری آسمان
پر عیسیٰ مریم کے فرزند اور یحییٰ زکریا کے فرزند علیہم السلام اور سے دونوں خلیرے بھائیاں ہوتا ہے اور
تیسری آسمان پر یوسف علیہ السلام اور شطر حسن یعنے آدھا حسن عطا کئے گئے تھے اور چوتھی آسمان پر
ادریس علیہ السلام اور پانچویں آسمان پر ہارون علیہ السلام اور چھٹویں آسمان پر موسیٰ علیہ السلام
جب موسیٰ علیہ السلام حضرت کو دیکھے تو روئے ندا آئی اے موسیٰ کیا واسطے روتا ہے کہے اے
رب اس لڑکے کو تو میرے بعد بھیجا سو میری امت سے اسکی امت کے لوگ زیادہ بہشت میں
جاویں گے اور ساتویں آسمان پر ابراہیم علیہ السلام اپنی پیٹھ بیت المعمور کو لگائے بیٹھے تھے
بیت المعمور ایک مسجد ہے جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے عبادت واسطے جاتے ہیں اور نکلے بعد
پھر وے نہیں جاتے پھر وہاں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف لیگئے وہ بیر کا

درخت ہے اس کے پتے ہاتھی کے کان کے مانند ہیں اور اس کے پھل ہجر کے قلے کے برابر اور وہاں سے چار ندیاں نکلے ہیں دو بہشت کو جاتے ہیں اور دو دنیا میں بہتے ایک تو نیل دوسری فرات اور وہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو امر الٰہی سے وہ چیز ڈھانپ لی کہ اس کا بیان نہیں ہو سکتا اور جبرئیل کا مقام اسی جائے پر تمام ہوا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مقام پر پہنچے جو وہاں قلموں سے لکھنے کا آواز آتا تھا اور اللہ تعالیٰ حضرت سے جو جو باتاں وحی کرنا تھا سو کیا اور حضرت پر اور انکی امت پر پچاس نماز رات دن میں فرض کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے پھر کے جب موسیٰ علیہ السلام پاس پہنچے موسیٰؑ حضرتؐ سے سوال کئے کہ اللہ تعالیٰ تمھاری امت پر کیا فرض کیا حضرت فرمائے رات دن میں پچاس نماز۔ موسیٰ علیہ السلام کہے اللہ تعالیٰ پاس جا کے تخفیف چاہو تمھاری امت اتنے نمازونکی طاقت نہ رکھے گی اور میں بنی اسرائیل سے بہت تجربہ حاصل کیا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الٹے گئے اور اللہ تعالیٰ سے تخفیف چاہے تو پانچ نماز کم کیا جب موسیٰ پاس آئے تو کہے اور تخفیف چاہو پھر حضرت جا کے تخفیف چاہے تو پھر پانچ نماز کم کیا پھر موسیٰؑ پاس آئے تو موسیٰ کہے اور تخفیف چاہو غرض موسیٰؑ پاس بار بار آتے اور انکے کہے موافق تخفیف چاہتے تھے یہاں تک کہ پانچ نماز باقی رہ گئے اور اللہ تعالیٰ فرمایا یا محمد ہر روز رات دن میں پانچ نماز ہیں ہر نماز کو دس نماز کا ثواب ہے پس ثواب کی رو سے پچاس نماز ہوئے پھر جب موسیٰؑ پاس آئے تو موسیٰ علیہ السلام کہے اور تخفیف چاہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے میں بہت بار جا کے تخفیف چاہا اب مجھے جانے کو شرم آتی ہے میں ان نمازوں پر راضی ہوں اور ان کو قبول کیا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہہ کے چلے تو منادی آواز دیا میرے فرض کو جاری کر چکا اور میرے بندوں پر تخفیف کیا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم دولتسرا میں تشریف لائے اور صبح ہوئی حضرت بہت متفکر ہوئے کہ یہ کیفیت لوگوں کو کہوں تو اسکو جھٹلا لینگے اور کنارے جا کے مغموم بیٹھ رہے اس میں ابوجہل آیا اور مسخری سے پوچھا کیا

بیان نمازوں کا فرض ہونا

کچھ تازی خبر ہے سو حضرت یہ قصہ بیان کئے وہ مردود بولا شب کو بیت المقدس تک جا کے
پھر اب یہاں موجود ہے تب حضرت فرمائے ہاں وہ بولا تیری قوم کو بلاتا ہوں انکے روبرو
تو یہ قصہ کہے گا۔ حضرت فرمائے البتہ کہوں گا اس شقی نے پکارا کہ اے کعب بن لوی کی اولاد
جلد آؤ سو سب جمع ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے روبرو وہ کیفیت بیان فرمائے کوئی
تو ہتھیلی سے تھالیاں بجانے لگا اور کسی نے تعجب سے سر پر ہاتھ رکھا اور بعضے بولے وہاں
کی مسجد کا نقشہ بیان کر اور اس کو دروازے کتنے ہیں سو کہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو گئے
سو وقت دروازے وغیرہ سوجھنا اور مسجد کا نقشہ دیکھنا اتفاق نہ ہوا تھا متحیر ہوئے اس میں
جبرئیل علیہ السلام مسجد اقصیٰ کو حضرت کے روبرو لا کے رکھدئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو دیکھتے
تھے اور نقشہ بیان فرماتے تھے۔ لوگ جو دیکھے سو کہے واللہ نقشہ پورا بیان کیا ہے اور بعضے
کافراں کہے ہمارا قافلہ کہاں تھا سو بیان کر حضرت فرمائے وہ قافلہ فلانے مقام میں تھا اور
اناج لے آتے ہیں اور ان کے ساتھ ایک اونٹ پر دو خرجی ہیں ایک سفید ایک سیاہ
اور میں جب قافلے کے برابر پہنچا اونٹاں مجھے دیکھ کے چمکے اور حلقہ بن گئے اور وہ اونٹ گر گیا
اور ایک اونٹ گم ہوا تھا سو فلانا شخص لایا وہ قافلہ فلانے روز آوے گا اور میں قافلہ کے لوگوں کو
سلام کیا سو وے کہنے لگے یہ آواز محمد کا ہے پھر قریش اس قافلے کے منتظر تھے کہ وہ قافلہ پہنچا اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جیسا فرمائے تھے قافلے کے لوگ ویسا ہی خبر دئے اور جب کیفیت معراج کی
ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی انھوں بولے محمد جو کہے سو سچ کہے۔ اسہی روز سے انکا لقب
صدیق ہوا۔ اور اسی سال ماہ ذی الحجہ میں مدینے سے بارہ شخص آئے سو ان میں پانچ شخص
سال گذشتہ کے آئے ہوئے تھے چنانچہ ابو امامہ اسعد بن زرارہ اور عوف بن حارث جس کو
عوف بن عفرا بھی کہتے ہیں اور رافع بن مالک اور قطبہ بن عامر بن حدیدہ اور عقبہ بن عامر
بن نابی اور نئے سات شخص معاذ بن عفرا اور ذکوان بن عبد قیس اور عبادہ بن صامت اور
ابو عبد الرحمٰن بن یزید ثعلبہ اور عباس بن عبادہ بن نضلہ اور ابو الہیثم بن التیہان اور عویم بن

بیعت عقبہ

ساعدہ اور حضرت کی بیعت کئے اور مدینے کو روانہ ہوئے اور اس بیعت کو بیعت عقبۂ ثانیہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کی تعلیم کو مصعب بن عمیر کے تئیں روانہ کئے انھوں نے مدینے کو پہنچ کے چالیس آدمی کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھے اور مدینے والوں کو اسلام طرف دعوت کرنے لگے۔ ایک روز اسعد بن زرارہ مصعب کو اپنے ساتھ لیکے بنی عبد الاشہل کے ایک باغ میں جاکے بیٹھے اور تلاوت قرآن شروع کئے سعد بن معاذ جو اوس کے قبیلے کے سردار تھے اور ہنوز ایمان سے مشرف نہ ہوئے تھے اپنے بھتیجے اسید بن حضیر کو کہے یہ شخص ہمارے باغ میں آکے لوگوں کو بگاڑتا ہے تو جاکے منع کر میر اخلیر ا بھائی اسعد بن زرارہ اس کے ساتھ ہونیکے باعث میں منع نہیں کرسکتا۔ اسید اپنا حربہ لیکے گئے اور مصعب کو غصہ کرنے لگے مصعب کہے تم ذرا بیٹھ کے میری بات سنو اگر بہتر ہے تو قبول کرو نہیں تو مجھے منع کرو۔ اسید کہے تو راہ کی بات بولا پھر اپنا حربہ گاڑکے بیٹھے مصعب قرآن کے آیتاں پڑھکے سنائے اسید کہے یہ بہت نیک بات ہے۔ پھر اسلام لاکے اپنی قوم پاس آئے اور سعد بن معاذ کو کہے میں جاکے اس شخص کا احوال دریافت کیا وہ کچھ خراب بات نہیں کہتا ہے ہاں میں اسکو منع کیا ہوں لیکن بنی حارثہ اسعد بن زرارہ کو مارنا چاہتے ہیں۔ سعد غصہ سے حربہ لیکے چلے اور انکے پاس جاکے غصہ کرنے لگے مصعب کہے میں جو کہتا ہوں سو اسکو انصاف سے سنو اگر پسند خاطر ہو تو قبول کرو نہیں تو تم کو جو مناسب معلوم ہوتا ہے سو کرو سعد کہے تو حق بولا پھر اپنا حربہ گاڑکے بیٹھے اور مصعب شروع کئے۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ حٰمٓ ۚ وَالۡكِتٰبِ الۡمُبِيۡنِ ۚ اِنَّا جَعَلۡنٰهُ قُرۡءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ۚ وَاِنَّهٗ فِىۡۤ اُمِّ الۡكِتٰبِ لَدَيۡنَا لَعَلِىٌّ حَكِيۡمٌ ؕ اَفَنَضۡرِبُ عَنۡكُمُ الذِّكۡرَ صَفۡحًا اَنۡ كُنۡتُمۡ قَوۡمًا مُّسۡرِفِيۡنَ ۚ وَكَمۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ نَّبِىٍّ فِى الۡاَوَّلِيۡنَ۔ یعنی قسم ہے اس واضح کتاب کی کہ ہم نے رکھا اسکو قرآن عربی زبان کا شاید تم بوجھو اور یہ بڑی کتاب میں ہم پاس ہے او نچا محکم کیا پھیر دینگے ہم تمھارے طرف سے نصیحت موڑکر اس سے کہ تم ہو لوگ حق پر نہیں رہتے اور بہت بھیجے ہیں ہم نے نبی پہلوں

مدینے میں اشاعت اسلام

سعد بن معاذ کا اسلام

میں۔ پھر سعد یہہ سنتے ہی ایمان لائے اور اپنی قوم پاس آکے کہے اے بنی عبد الاشہل میں تمھارے بیچ کیسا ہوں کہے تم ہمارے سردار ہو اور بڑے عقلمند اور ہشیار۔ سعد کہے تمھارے مردوں اور عورتوں سے بات کرنا مجھ پر حرام ہے جب تک تم اللہ پر اور اوس کے رسول پر ایمان نہ لاؤگے۔ پھر مغرب نہیں ہوئی تک بنی عبد الاشہل کے سب مرد و زن اسلام سے مشرف ہوئے مگر ایک شخص عمرو بن ثابت بن وقش اس وقت ایمان نہ لایا مگر احد کے جنگ کے روز ایمان لاکے شہید ہوئے پھر مصعب اسعد بن زرارہ کے یہاں رہتے اور اسلام کی دعوت کرتے تھے اکثر لوگ مدینے کے جنھوں کو اوس اور خزرج کہتے ہیں ایمان سے مشرف ہوئے اور کوئی گھر خالی نہ رہا جس میں چند مرد و عورت مسلمان نہ ہو۔ روایت کئے ہیں بخاری اپنی تاریخ کی کتاب میں کہ سعد بن معاذ اسلام لانیکے چند روز کے آگے مکے میں ہاتف سے آواز آیا **شعر** فَاِنْ یُسْلِمِ السَّعْدَ اَنِ یُصْبِحْ مُحَمَّدٌ ؛ بِمَكَّةَ لَا یَخْشٰی خِلَافَ مُخَالِفٍ یعنی اگر اسلام لاویں دونوں سعد تو رہے گا محمد مکے میں بے اندیشہ کسی دشمن کی دشمنی سے لوگ سمجھے شاید دو سعد سے قبیلہ سعد ہزیم کا جو قضاعہ میں تھا اور قبیلہ سعد بن زید مناۃ کا جو تمیم میں تھا سو مراد ہے پھر ہاتف پکارا فَیَا سَعْدُ سَعْدَ الْاَوْسِ کُنْ اَنْتَ نَاصِرًا ؛ وَیَا سَعْدُ سَعْدَ الْخَزْرَجِیْنَ الْغَطَارِفِ یعنے اے سعد اوس کے اور اے سعد جو تم خزرجوں کے ہو تم مددگار اَجِیْبَا اِلٰی دَاعِ الْهُدٰی وَتَمَنَّیَا ؛ عَلَی اللّٰهِ فِی الْفِرْدَوْسِ مُنْیَةَ عَارِفٍ قبول کرو تم ہدایت طرف بلانے والے کو اور چاہو اللہ سے بہشت کی نعمتوں کو جیسا جاننے والا چاہتا ہے

تیرھویں سال ماہ ذیحجہ میں مدینے کے ستر آدمی سے زیادہ حج کو آئے اور مصعب بھی اونکے ہمراہ تھے اور تشریق کے راتوں میں پہاڑ کے درے میں عقبے کے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرنا مقرر ہوا پھر اس شب کو تمام مدینے والے جمع ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا عباس کو ہمراہ لیکے وہاں تشریف لیگئے اور عباس ان ایام میں ایمان سے مشرف نہیں ہوئے تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت مضبوط کرنے آئے تھے

تیرھویں سال نبوت کے بیعت عقبۂ ثانیہ

پھر عباس مدینے والوں کو کہے اے اوس و خزرج محمد ہمارے قبیلے میں جو ہے سو تم کو معلوم ہے
اور ہم آج تک اس کی تائید کرتے آئے وہ اپنے شہر میں اپنی قوم میں عزت سے ہے اب
وہ چہتا ہے تمھارے ساتھ رہے ہر چند ہم اسکو منع کئے کہ تمھارے ساتھی نہو پر وہ باز نہ آیا اگر
تمکو اسکے ساتھ وفاداری اور موافقت کرنا مصمم اور مستحکم ہے اور تمکو اپنی ذات سے اعتماد ہے کہ جو
جو وعدے کرینگے سو وفا کرینگے تو بہتر ہے نہیں تو ابھی کہدیویں تا آخر کو پشیمان نہوویں اور ہم کو
اپنا دشمن نہ کرلیں۔ انصار کہے تم جو بولے سو معلوم ہوا اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے
سے جو عہد لینا منظور ہے سو لیوے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند آیت قرآن شریف
کے تلاوت کئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت کئے اور اسلام لانے پر ترغیب دئے بعد
فرمائے میں تم سے عہد لیتا ہوں کہ تم جیسا اپنی عورت بچوں کی محافظت کرتے ہیں ویسا ہی
میری محافظت کرنا براء بن معرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک پکڑکر عرض
کئے یا رسول اللہ ہمارے آبا و اجداد سے سپاہ گری چلی آتی ہے اور ہمارے جنگاں شہرۂ آفاق
ہیں۔ ہم آپکی محافظت ویسا ہی کرینگے اس میں ابوالہیثم بن التیہان کہے یا رسول اللہ ہمارے
اور یہود میں دوستی و مصالحت ہے اب ہم کو تو ان سے قطع دوستی اور مخالفت کرنا ضرور
ہوگا پھر شاید آپ فتح و نصرت پائے بعد ہمکو چھوڑکے اپنی قوم پاس جاوینگے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم تبسم کرکے فرمائے میں تمھارا ہوں اور تم میرے ہو۔ جان کے ساتھ جان اور تن کے
ساتھ تن ہے زندگی تمھارے ساتھ ہے اور موت بھی تمھارے ساتھ تم سے جو جنگ کریں
تو اس کے ساتھ جنگ کروں اور جو صلح کریں تو اسکے ساتھ صلح کروں۔ القصہ انصار سب
بیعت کئے اس بیعت کو بیعت عقبۂ ثالثہ کہتے ہیں اور حضرت انھوں میں سے بارہ شخص کو
قوم کا سردار بنائے جب بیعت تمام ہوئی اور انصار مدینے کو روانہ ہوئے کفار ان کے ہاتھ
چاہنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو فرمائے میں تمھاری ہجرتگاہ کو خواب میں
دیکھا ہوں کہ خرمے کا بن ہے مجھے گمان ہوا کہ وہ یمامہ ہے یا ہجر یکایک دیکھا تو وہ یثرب ہے

مدینے کی ہجرت

یہ سن کے اکثر لوگ جو مکے میں تصدیع پاتے تھے یثرب کو یعنے مدینے کو ہجرت کیُے۔ کہتے ہیں
اول جو ہجرت کیُے سوا بو سلمہ بن عبد الاسد جو حبش کو جاکے مکے کو آئے تھے انکے بعد عامر بن ربیعہ
اور انکی عورت لیلیٰ بعد عبد اللہ بن جحش حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھپیرے بھائی اپنے
تمام لوگوں سمیت پھر تو لوگوں کے ٹکڑیوں کے ٹکڑیاں جانے لگے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ
بیس شخص کے ساتھ ہجرت کیئے۔ کہتے ہیں کہ لوگ مکے سے جو نکلتے تھے تو مخفی نکلتے۔ جب عمر
رضی اللہ عنہ جانا چاہے تلوار باندھ کر اور ہاتھ میں تیر کمان لیکر کعبے کا سات بار طواف کیُے اور
مقام ابراہیمؑ پاس دو رکعت نماز پڑھے اور کہے کیا بد لوگ ہیں جو پتھروں کو اپنا خدا سمجھتے ہیں
اور کعبے کے گرد کفار بیٹھے تھے سو انکو کہے کہ جو چاہتا ہے کہ اپنا لڑکا یتیم اور اپنی عورت رانڈ
ہو سو میرے مقابلہ میں آوے کسی کو جرات نہ ہوئی کہ انکو کچھ کہیں بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
بھی ہجرت کیلئے مستعد ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تو جلدی مت کر امید ہے
کہ مجھے بھی ہجرت کا حکم ہوگا اور تو میرا رفیق رہے گا۔ القصہ قریش جان لیئے کہ مسلمانوں کو روز
بروز ترقی ہے اور امن کے واسطے انکو ایک ٹھکان بھی ٹھہرا شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بھی جاویں گے اس لئے کچھ تجویز کے درپے ہوئے۔ چنانچہ قصی بن کلاب کے گھر میں جس کو
دار الندوہ کہتے اور مشورت کے واسطے وہاں جمع ہوا کرتے تھے رہتے۔ ابلیس بھی اپنے تئیں
بہت ہی بڑے بزرگ کی صورت بناکے آیا اور دروازے پہ کھڑے ہوا لوگ کہے تو کون بزرگ
ہے بولا میں نجد کا شیخ ہوں سنا کہ تم مشورت کرتے ہو سو میں بھی آیا ہوں تا تمھاری مشورت
سنوں بعضے کہے محمد کو بیڑیاں ڈال کے قید کرنا تا اسی قید میں مر جاوے جیسے سابق میں چند
شاعروں کو ایساہی کیُے تھے۔ شیخ نجدی کہا یہ تجویز مناسب نہیں کیونکہ تم اسکو کتنا ہی مخفی قید
کرینگے تو اس کے دوستاں اس کا سراغ لگا کے شبخون پڑ کے اسکو چھڑا لیجاوینگے۔ ایک شخص
کہا اسکو ہمارے شہر کے باہر کردینا وہاں کچھ ہی ہو ہم کو کام نہیں۔ شیخ نجدی بولا یہ بھی پکی بات
نہیں کیونکہ تم کو تو محمد کی خوش تقریر اور شیریں سخنی اور اوسکی تاثیر معلوم ہے جب کبھی عرب کے

حضرت عمرؓ کی ہجرت

مشرکین کی مشورت

قبیلوں میں جائے اُن سے کلام کرے گا اور وے اسکے تابع ہو جاوینگے تو ان کو لیکے تمھارے
سے لڑیگا اور تم پر غالب آکے جو چاہے سو کر گزریگا ابو جہل کہا میں ایک تجویز کیا ہوں کہ ہر قبیلے
سے ایک ایک چالاک جوان کو جو سب میں عزیز رہے جمع کرنا اور انھوں کے ہاتھوں میں بہتر
تلوار دینا اور وہ سب اتفاق سے محمد کو قتل کرنا اور مارنے میں سبھوں کا ایک ہی ہاتھ رہنا اس
صورت میں محمد کا خون سب قبیلوں پر ہوتا ہے پس عبد مناف کا قبیلہ تمام قبیلوں کے ساتھ
مقابلہ کرنا ممکن نہیں اسکے قرابتی لاچار ہوکے اس کا خونبہا چاہینگے تو ہم سب اس کی دیت
دیوینگے۔ شیخ نجدی کہا یہ تجویز بہت مناسب ہے پھر تو لوگ وہاں سے نکل کے جمع ہو کر آنیکا
ارادہ کئے جبرئیل علیہ السلام آکے حضرت کو کہے آج کی شب تم اپنے بچھونے پر مت سو جب
شب ہوئی کفار قریش حضرت کے دروازے پر جمع ہوئے اور حضرت کے سونے کا انتظار
کرنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کو کہے تو میری چادر اوڑھ کے
میرے بچھونے پر سو اور ڈر مت تجھے ان سے کچھ ایذا نہ پہنچے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایک مشت مٹی لیکے اون کے سروں پر پھینکے اور یٰس کا سورہ فَھُم لَا یُبْصِرُوْنَ تک پڑھتے
ہوے دولتسرا سے نکلے تو کفار حضرت کو نہیں دیکھے ایک شخص جو انھوں کے ساتھ نہیں تھا
سو آیا اور کہا تم یہاں کیا واسطے بیٹھے ہو محمد تو تمھارے سروں پر مٹی ڈال کے چلا گیا تب سروں
پر ہاتھ پھیر اکے دیکھے تو مٹی ہے گھر میں جھانکنے لگے اور علی مرتضٰی کو بچھونے پر دیکھ کے کہے کہ
محمد بچھونے پر سوتا ہے صبح کو دیکھتے ہیں تو وہ علی ہے ان سے پوچھے محمد کہاں ہے وہ کہے مجھے
معلوم نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اذن دیا کہ مدینے کو ہجرت کرا اور ابوبکر کو
رفاقت میں رکھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کو اس بات سے اطلاع کئے
اور لوگوں کی امانتاں وغیرہ جو آپ پاس تھے سو اسکو ادا کرو کر کر فرمائے اور دوپہر کے وقت
دھوپ سخت پڑتی تھی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کو چادر سر پر اوڑھکے تشریف لے گئے
اور فرمائے یہاں کوئی لوگ ہو تو ان کو نکال دیو۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ عرض کئے یہاں

رسول اللہ کی ہجرت

غیر نہیں تمھارے ہی لوگ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مجھے ہجرت کرنے کا حکم ہوا ہے
ابو بکر عرض کیے ہیں آپ کی رفاقت میں رہوں گا حضرت فرمائے بہتر ہے پھر ابو بکر دو اونٹ
چار سو درم کو خرید کر کر چار مہینوں سے انکو چارا ڈال کے پالتے تھے سو حاضر کیے اور کہے یا رسول اللہ
ان میں سے آپ ایک کو قبول کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے میں اسکو قیمت سے
لیونگا اور نو سو درم کو ایک ناقہ جس کا نام قصوا تھا خرید کیے اور بنی دیل کے ایک شخص جسکا
نام عبد اللہ بن اریقط اور اپنی قوم کے دین پر اور بڑا امانتدار تھا اور راہوں کی خوب شناخت
رکھتا تھا نوکر رکھ کے اسکو تاکید کیے کہ تین روز کے بعد اونٹوں کو ثور کے پہاڑ پر جانہ کریں پھر
ابو بکر کے گھر کے لوگ جلد اجلدی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم واسطے توشہ تیار کرکے دیے اور توشہ
باندھنے ابی بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی بی بی اسما اپنی دامنی آدھی پھاڑ کے دیے اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ثور کے پہاڑ میں ایک غار تھا سو اس میں چھپے
پنجشنبے کے روز ربیع الاول کے غرہ کو نکلے اور ابی بکر کے فرزند عبد اللہ کو جو جوان اور ہشیار
تھے تاکید کیے کہ مکے میں دن کیوقت رہ کے شب کو آکے قریش کے اخبار لو لاکریں اور ابو بکر رضی اللہ
عنہ پاس پانچ ہزار درم تھے سو اوس کو ساتھ لیے اثنا راہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے قدم مبارک پتھر اور کانٹوں سے زخمی ہوئے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت کو اپنے
کاندھے پر بٹھاکے غار پر لیجا کے چھوڑے اور اول آپ غار میں جاکے اسکو جھاڑے اور
ایک بیش قیمت چادر اوڑھے تھے سو پھاڑ کے غار میں کے سوراخوں کو بند کیے تو ایک سوراخ
کو کپڑا بس نہ آیا سو اس کو اپنی ایڑی لگا کے مضبوط کر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اندر
بلائے حضرت اندر جاکے ابی بکر کی مانڈھی پر سر رکھ کے سوئے ۔ اس سوراخ میں سانپ تھا
سو ابو بکر کو کاٹا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوشیار ہونیکے خوف سے حرکت نہ کیے
آخر آنکھوں سے اشک جاری ہوکر چہرۂ مبارک پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹپکے حضرت
ہوشیار ہوکے پوچھے تو عرض کیے یا رسول اللہ میرے ماں باپ تم پر سے فدا مجھے سانپ کاٹا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا لعاب اسکو لگائے سو زہر اتر گیا اور اس غار پر ایک جھاڑ کیکر کا اوگا اور
مکڑی اس کے منہ پر جالا بنی اور جنگلی کبوتر آکے انڈے ڈالا اور قریش حضرت کو ڈھونڈھنے لگے
تو ایک قیافے والا پاؤں کے نشان پر ثور کے پہاڑ تک پتہ نکالا وہاں سے نشان گم ہوگیا
سو کفار غار کے پاس پہنچے بعضے چاہے کہ غار میں دیکھیں امیہ بن خلف بولا وہاں نہ ہونگے
کیونکہ یہ جالا محمد کی پیدایش کے قبل کا معلوم ہوتا ہے اگر غار میں جاتے تو جالا ٹوٹ جاتا
اور انڈے پھوٹتے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں کو غار پاس دیکھ کے گھبرائے اور کہے یا
رسول اللہ اگر میں مارے جاؤں تو کیا مضایقہ کہ ایک شخص مارے گیا اگر آپ مارے جائیں گے
تو امت ہلاک ہوگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تو غم نہ کھا اللہ ہمارے ساتھ ہے۔
پھر اللہ تعالیٰ ان پر اپنی تسکین اتارا اور کفار حضرت کو وہاں نہیں سمجھ کے پھر گئے۔ اور حضرت
اس غار میں جمعہ شنبہ یکشنبہ تین روز رہے۔ عبداللہ بن ابی بکر شب کو غار پاس آکے رہتے
اور سحر کے وقت مکہ کو جاتے اور مکے کی کیفیت آکے بولتے اور عامر بن فہیرہ ابی بکر
کے غلام بکریاں چراتے اور شب کو دودھ لاکے پلاتے تیسرے روز وعدے کے موافق عبداللہ
بن الاریقط اونٹوں کو حاضر کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق اور عامر بن
فہیرہ رضی اللہ عنہما اس رہ بتانے والے کے ساتھ دوشنبے کی شب کو وہاں سے چلے۔
اتنے دریا کے ساحل طرف کا رستہ لیے چلا تمام روز اور تمام شب اور دوسرے روز آفتاب گرم
ہوئے تک چلتے تھے بعد ایک مقام پر اترے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم آرام فرمانے ایک پتھر کے سایہ کے نیچے جھاڑ جھوڑ کے بچھونا کیے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اس پر آرام کیے بعد ایک چرویہ بکریوں کو لایا سو اسکے پاس سے دودھ مول لیے
اور ٹھنڈا ہونے اس میں پانی ڈالے اور حضرت کے روبرو حاضر کیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
دودھ پیے پھر کوچ کرکر قدید پاس پہنچے ایک عورت جس کا نام ام معبد تھا سو اس کے ڈیرے
میں اترے اور دودھ یا گوشت مول لینا چاہے وہ عورت کہی قحط ہونے سے اپنے یہاں

کچھ نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھے کہ خیمے کے کونے میں ایک بکری ہے ام معبد سے پوچھے یہ بکری کیسی ہے بولی یہ لاغری کے باعث چرنے نجا سکے رہگئی ہے حضرت فرمائے اگر تو اجازت دیوے تو میں اس کا دودھ نچوڑوں گا بولی میں صدقے اس میں دودھ کہاں ہے اگر ہو تو نچوڑو حضرت بکری منگواکے اس کا پانوں پکڑے اور اللہ کا نام لیکے اس کے کاس کو ہاتھ لگائے اور ایک بڑا برتن منگواکے بہت سا دودھ نچوڑے اور تمام خیمے والونکو پلائے بعد اپنے ہمراہیوں کو پلائے سب کے بعد آپ پئے پھر دوسرے بار نچوڑے تو خیمے کے تمام باسن بھر دئے اور وہاں سے روانہ ہوئے بعد ام معبد کا شوہر ابو معبد اپنے دبلے بکریوں کو ہکالتا ہوا آیا اور باسنوں میں دودھ بھرا ہوا دیکھ کے بہت متعجب ہوا اور کہا یہ دودھ کہاں سے آیا گھر میں کوئی دودھ والی بکری تو نہیں ام معبد کہی ایک شخص مبارک قدم کا آیا اور اسکا چہرہ ایسا اور اسکے شمایل ایسے تھے سو ان نے اس بکری سے دودھ نچوڑا ابو معبد کہا یہ قریش کا صاحب ہے جو اسکو ڈھونڈھتے ہیں اگر میں ہوتا تو اسکے تابع ہوتا۔ کہتے ہیں کہ پھر ام معبد اور اس کا شوہر دونوں مدینے کو ہجرت کئے اور اسلام سے مشرف ہوئے اور وہ بکری اٹھارہ برس تک دودھ دیتی رہی اور عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جو بڑا قحط ہوا تھا اور اس سال کو عام الرمادہ کہتے ہیں سو صبح و شام اس بکری کا دودھ نچوڑ کر پیا کرتے تھے۔ روایت ہے اسمار رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے بعد کتنے روز تک کچھ کیفیت معلوم نہ ہوئی بعد ایک روز ہاتف سے آواز آیا شعر جَزَی اللّٰہُ رَبُّ النَّاسِ خَیْرَ جَزَائِہٖ ٭ رَفِیْقَیْنِ حَلَّا خَیْمَتَیْ اُمِّ مَعْبَدِ یعنی جزا دیوے اللہ پروردگار لوگوں کا اپنی نیک جزا دونوں رفیق کو جو اترے خیمہ میں ام معبد کے۔ ھُمَا نَزَلَا بِالْبِرِّ ثُمَّ تَرَحَّلَا ٭ فَاَفْلَحَ مَنْ اَمْسٰی رَفِیْقَ مُحَمَّدِ وے دونوں اترے خوبی کے ساتھ پھر روانہ ہوئے سو مراد کو پہنچا ہوا رفیق محمد کا فَیَالَ قُصَیٍّ مَا زَوَی اللّٰہُ عَنْکُمُ ٭ بِہٖ مِنْ فَعَالٍ لَا تُحَاذٰی وَ سُؤْدَدِ پھرا ے قصی کی اولاد کیا دور کیا اللہ سبب انکے نکلنے کے تمہارے سے کاماں اور سرداریاں

جو بدل نہیں رکھتے تھے یعنی بنی کعب مقام فتاتھم ۔ ومقعدھا للمؤمنین بمرصد
سو مبارکباد دیا جاوے بنی کعب کو رہنے سے اپنی قوم کی جوان عورت کے اور اُس کے بیٹھنے
سے مومنوں کے تاک میں سلوا اختکم عن شاتھا وانائھا ۔ فانکم ان تسألوا الشاۃ
تشھد یعنی پوچھو تمھاری بہن سے اسکی بکری اور برتن کے حال سے پھر بیشک اگر تم
پوچھوگے بکری سے تو گواہی دیگی دعاھا بشاۃ حائل فتحلبت ۔ لہ بصریح ضرۃ
الشاۃ مزبد منگوایا اس سے بات بکری سو دیئے کا س بکری کے تھیل دودھ کف بھرا ہوا
فغادرھا رھنا لدیھا بحالب ۔ یردھا فی مصدر ثم مورد یعنی پھر چھوڑ دے
اس بکری کو اسی کے پاس اسی حال سے جو آنے جانیوالے کیلئے دودھ نچوڑتی رہے۔ بی بی
اسماء کہے یہ آواز آنے سے معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے طرف روانہ ہوئے اور
کفار قریش اشتہار دئے کہ جو کوئی محمدؐ کو اسیر کر کے آوے یا اسکو قتل کرے تو اُس کو سو
اونٹ دینگے سو سراقہ بن مالک بن جعشم اپنی قوم بنی مدلج میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص آ کے
کہا میں دریا کے ساحل پر چند لوگ کو جاتے دیکھا میرا گمان ہے کہ وہ محمدؐ ہی تھا سراقہ کہتا
ہے کہ میں دل میں سمجھا کہ وہ محمدؐ ہی ہے مگر یہ بات لوگوں کو معلوم ہو تو بہت سے لوگ اسکو
لے آنے جاوینگے سمجھ اونٹوں کی لالچ سے اس شخص کو کہدیا کہ وہ محمدؐ نہیں ملکہ وے فلاں فلاں تھے
جو ہمارے روبرو سے گئے پھر سراقہ مجلس میں تھوڑا بیٹھ کے اٹھا اور گھر میں جا کے باندی کو کہا
میرا گھوڑا لیجا کے فلانی ٹیک کے تلے کھڑا کر اور آپ نیزہ لیکے گھر کے اوپر سے اتر کر نیزہ دبایا
ہوا ٹیک پاس جا گھوڑے پر چڑھ دوڑتا ہوا نکلا اور راہ میں حضرت کو ملایا اور اتنا قریب ہوا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑھنے کا آواز سننے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر کے نہیں دیکھتے
تھے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اکثر پھر پھر کے دیکھ رہے تھے سو سراقہ کو دیکھ کے عرض کئے
یارسول اللہ ہم کو پکڑنے لوگ آ چکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ڈرمت اللہ ہمارے
ساتھ ہے جب بہت ہی قریب پہنچا یہانتک کہ اسکے اور حضرتؐ کے درمیان دو تین نیزوں کا

سراقہ کا احوال

فاصلہ رہا حضرت دعا کئے کہ اَللّٰھُمَّ اکْفِنَاہُ بِمَاشِئْتَ یعنی یا اللہ تو ہم کو اس سے کفایت
ہو جیسا تو چاہتا ہے تو گھوڑے کے سامنے کے دونوں پاؤں زمین میں دھس گئے اور
ان نے گھوڑے پر سے گر گیا پھر اُٹھ کے گھوڑے کو ڈانٹ کے نکالا پھر سوار ہو کے حضرت کا
قصد کیا گھوڑے کے چاروں پانوں زمین میں دھس گئے سُراقہ فریاد کیا اور حضرت سے
امان مانگنے لگا اور کہا میں سمجھا ہوں کہ تمھاری دعا سے یہ ہوا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
توقف فرمائے اور سراقہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سراقہ کہتا ہے تب میں دل میں
سمجھا کہ عنقریب حضرت کا امر ظاہر ہوگا اور عرض کیا آپ کو جو لاوے سو اسکو سو اونٹ دینا
کر کر قریش مقرر کئے ہیں اور قریش جو جو تجویز کئے تھے سو بیان کیا اور اپنے پاس کا توشہ اسباب
لیو کر کر باعث ہوا۔ حضرت فرمائے کچھ درکار نہیں مگر یہ ہماری خبر کسی سے مت ظاہر کر۔ سراقہ
عرض کیا مجھے ایک امن کا کاغذ لکھدیو حضرت عامر بن فہیرہ کو حکم کئے تو ادھوڑی پر امن نامہ
لکھ کے عنایت کئے اور وہاں سے روانہ ہوئے۔ سراقہ صبح کو جاتے وقت حضرت کے مخالفو
سے تھا سو تین پہر کو پھر کے آتے وقت دوستوں میں ہو گیا اور راہ میں جس کو ملا تو اس سے
کہتا تھا میں محمد کو ڈھونڈھ چکا اور اب تم جانا کچھ احتیاج نہیں اور جانے والوں کو پھرالیجاتا
تھا۔ اسی قصہ میں سراقہ ابوجہل سے جس کی کنیت ابوالحکم تھی مخاطب ہو کے کہتا ہے شعر
اَبَاحَکَمٍ وَاللّٰہِ لَوْکُنْتَ شَاھِدًا ؛ لِاَمْرِجَوَادِیْ اِذْ تَسِیْخُ قَوَائِمُہٗ یعنی اے
اباحکم اللہ کی سوگند اگر تو دیکھا ہوتا حال میرے گھوڑے کا جب دھس گئے زمین میں اسکے
پاؤں۔ عَلِمْتَ وَلَمْ تَشْکُکْ بِاَنَّ مُحَمَّدًا ؛ رَسُوْلٌ بِبُرْھَانٍ فَمَنْ ذَا یُقَاوِمُہٗ تو
جانتا اور شک نہ کرتا کہ مقرر محمد رسول ہے دلیل کے ساتھ سو کون اس کا مقابلہ کرے۔ اور
سراقہ مکہ فتح ہوئے بعد اپنی قوم کو ہمراہ لے آکے مسلمان ہوئے۔ القصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مکے سے نکلے سو خبر مدینے والوں کو معلوم ہوئی تو ہر روز مسلماناں صبح کو نکلکے حرہ کہ کر ایک مقام
ہے سو وہاں منتظر کھڑے ہوتے اور آفتاب گرم ہوئے بعد اپنے گھروں کو پھرتے۔ ایک روز

بہت دیر تک انتظار کر کر پھرے تب ایک یہودی اپنے کچھ کام واسطے ٹیلے پر سوار ہوا تھا سو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں بے اختیار ہو کے پکار اٹھا اے بنی قیلہ تم جسکی انتظار کیا کرتے تھے سو آتا ہے یہ سن کے بنی قیلہ یعنی اوس و خزرج ہتیار لئے ہوئے حضرت کی خدمت میں پہنچے اور حضرت کے ہمراہ رکاب ہوئے اور حضرت قبا میں بنی عمرو بن عوف پاس کلثوم بن الہدم کے گھر میں اترے اور مدینے کے بڑے اور بچے سب رسول اللہ آئے کر کر خوشی کرتے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں دوشنبے کے روز ربیع الاول کی بارھویں کو داخل ہوئے۔

رسول اللہ کی آمد

فصل دوسرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت سے وفات تک کا بیان

ہجرت کے معنی لغت میں وطن چھوڑنا ہے سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا وطن مکہ چھوڑ کے مدینے کو تشریف لے گئے سو اسکو ہجرت کہتے ہیں۔ بعضے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کو پہنچے بعد تاریخ لکھنا ربیع الاول کے مہینے سے شروع کئے لیکن مشہور یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے خلافت میں سنہ مقرر ہوا اور ہجرت کے باعث اسلام کو ترقی ہوئی کر کر سنہ کو ہجرت سے شروع کئے اگرچہ ہجرت ربیع الاول کے مہینے میں ہوئی پر عرب محرم کو شروع سال لیتے تھے اور مدینے کی روانگی کا تہیہ بھی تدہی سے تھا اس لئے سال ہجری محرم سے مقرر کئے **پہلا سال ہجری**۔ اس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبا میں مسجد بنائے اور جماعت سے علانیہ نماز پڑھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے سے نکلے بعد علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت کے تمام امانتاں وغیرہ ادا کر کر ہجرت کئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے بعد تیسرے روز مدینے کو پہنچے اور قبا میں اترے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبا میں چودہ روز رہ کے پھر جمعہ کے روز دن چڑھے بعد وہاں سے نکلے اور راہ میں رانوا کر کر ایک مقام تھا اور اسمیں بنی سالم بن عوف رہتے تھے سو وہاں نماز جمعہ پڑھ کے پھر سوار ہوئے اور مدینے طرف روانہ

سنہ ہجری کا مقرر ہونا

پہلا سال ہجری

ہوئے پھر انصار کے ہر ہر قبیلے والے اپنے گھروں میں اترنے کی خواہش کرنے لگے حضرت فرمائے
اپنی اونٹنی خدا کی طرف سے مامور ہوئی ہے اس کی راہ چھوڑ دیو جہاں بیٹھے گی وہی مقام ہے
اور حضرت بھی اس کی مہار چھوڑ دئے اور چلنے واسطے حرکت بھی نہیں دیتے تھے وہ اونٹنی سیدھے
بائیں طرف دیکھ رہی تھی۔ آخر مالک بن نجار کے گھروں کے مقابل آکے مسجد کے دروازے پر
بیٹھ گئی اس وقت وہاں مسجد نہ تھی ایک مربد یعنی خرما جمع کرنے کا موضع تھا ملک سے دو یتیم لڑکے
سہل اور سہیل نام رافع کے فرزندوں کے۔ پھر اونٹنی اس مقام سے اٹھ کے تھوڑے دور تک
جا جہاں اول بیٹھی تھی تہاں آکے بیٹھی اور اپنی گردن زمین پر رکھ کے آواز کی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے یہی مقام ہے اور اس پر سے اتر پڑے وہاں ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ
کا گھر بہت قریب تھا حضرت اپنا اسباب ان کے گھر میں بھیجکے آپ بھی انہی کے یہاں رہے
ابو ایوب چاہے کہ حضرت بالاخانے پر تشریف رکھے لیکن حضرت نیچے کے درجے میں اترے
بعد ایک دو روز کے ابو ایوب بہت باعث ہو کے عرض کئے آپ بالاخانے پر تشریف رکھنا
کیونکہ آپ پر ملائکہ اور وحی اترتی ہے اور مجھے اوپر رہنے سے نیند خوش نہیں آتی پھر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اوپر تشریف فرمائے۔ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مربد کو ابی بکر صدیق
رضی اللہ عنہ کے پیسوں سے دس دینار دیکے خرید فرمائے وہاں خرمے کے چند درخت اور
مشرکوں کے قبور تھے اور جا بجا گڑے بھی سو قبروں کو کھود کے پھکوا دئے اور زمین ہموار کر کے
خشت تیار کئے اور سارے اصحاب اسکے بنا کرنے میں کام کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
آپ بھی خشت سب کے ساتھ اٹھاتے تھے دیوار تیار ہوئی بعد خرمے کے درختوں کو کاٹ کے
ستون کئے اور شاخ اور پتوں سے چھت بنائے اور قبلہ بیت المقدس طرف کئے مسجد کا پایہ
تین گز کا اور بلندی سات گز کی تھی اور مسجد کے بازو سے بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے
ایک گھر اور بی بی سودہ رضی اللہ عنہا کے واسطے ایک گھر تیار کئے اور مسجد میں مسکینوں کو رہنے
ایک صفہ بنائے وہاں کے رہنے والوں کو اہل صفہ کہتے ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مدینے میں تشریف لائے بعد اپنے لوگوں کو لے آنے اپنے متبنی زید بن حارثہ کو اور اپنے غلام ابورافع کو مکے کے تئیں روانہ کئے سو وے جاکے حضرت کے دونوں صاحبزادیاں فاطمہ زہرا اور ام کلثوم اور حضرت کا محل بی بی سودہ زمعہ کی بیٹی اور زید کے فرزند اسامہ کو اور ام ایمن کو لے آئے اور عبداللہ بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما اپنے لوگوں کو بھی انھوں کے ساتھ ہی لے آئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابی ایوب کے گھر سے نکل کے اپنے دولت سرا میں تشریف لیگئے ابی ایوب کے گھر میں جملہ سات مہینے رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی سال یہود سے عہد و پیمان لئے کہ مسلمانوں کے ساتھ آشنائی دوستی رکھنا اور مخالفوں سے ساخت نہ کرنا اور یوسف علیہ السلام کی اولاد سے عبداللہ بن سلام کر کر ایک یہودی حضرت سے ملاقات کرکے چند چیزوں کا سوال کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جواب دئے تو وہ سن کر ایمان لائے اور کہے یا رسول اللہ یہود بڑی جھوٹی قوم ہے میں ایمان لایا سو سنیں تو جھوٹ کہیں گے۔ آپ میرا اسلام ظاہر ہونیکے پیش از انسے پوچھا کہ میں کیسا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہود کو بلوکے وعظ و نصیحت کئے اور اسلام لاؤ کر کر ارشاد فرمائے یہود کہے تم رسول ہو سو ہم نہیں جانتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے عبداللہ بن سلام تمھارے میں کیسا ہے کہے بڑا عالم ہے اور بڑے عالم کا بیٹا اور ہمارا پیشوا ہے اور پیشوا کا بیٹا۔ حضرت فرمائے اگر عبداللہ بن سلام ایمان لاوے تو تم بھی ایمان لاؤگے کہے خدا کی پناہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین بار فرمائے تو ایسا ہی جواب دئے پھر عبداللہ بن سلام کو جو چھپ کے بیٹھے تھے بلوائے۔ عبداللہ بن سلام آکے کلمہ شہادتین پڑھے اور یہود سے کہے کہ تم یقین جانتے ہو محمد اللہ کا رسول ہے تم خدا سے ڈرو اور محمد پر ایمان لاؤ یہود کہنے لگے عبداللہ بن سلام ہمارے میں بڑا جاہل ہے اور بڑے جاہل کا بیٹا اور ہمارے میں بڑا خراب آدمی ہے خراب آدمی کا بیٹا۔ اور اسی سال نماز کے واسطے اذان دینا مقرر پایا۔ حقیقت اسکی یہ ہے کہ پہلے لوگ نماز کو شمار سے آتے تھے تو لوگوں کو وقت معلوم نہ ہو نیکے

یہود سے عہد کرنا
عبداللہ بن سلام کا اسلام

اذان مقرر کرنا

باعث وقت پر پہنچتے نہ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے پوچھے وقت معلوم ہونے کیا کرنا۔ بعضے کہے نصاریٰ کے سرکا ناقوس بجانا۔ بعضے بولے نرسنگا پھونکنا یہود کے مانند۔ بعضے کہے آتش روشن کرنا لیکن ان سبھوں میں کفار سے مشابہت ہوتی ہے کر کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پسند نہ فرمائے سو ایک صحابی جن کا نام عبداللہ بن زید بن ثعلبہ خواب میں دیکھے کہ ایک شخص ناقوس لیجاتا ہے اسکو کہے یہ ناقوس مجھے بیچ ان نے پوچھا تو اس کو لیکے کیا کریگا کہے نماز کے وقت ہم اسکو بجایا کرینگے وہ کہا نماز کے واسطے اس سے بہتر ایک چیز تجھے سکھاتا ہوں اور اذان سکھایا اور اقامت بھی سکھایا۔ عبداللہ خواب سے ہوشیار ہو کے حضور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوئے اور یہ خواب بیان کئے۔ حضرت فرمائے یہ خواب حق ہے اور بلال کا آواز بہت بلند ہے تم بلال کے ساتھ کھڑے ہو کے اسکو ان الفاظ کی تلقین کرو تو بلال اذان دئے۔ اور اسی سال سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اسلام سے مشرف ہوئے حقیقت ان کی یہ ہے کہ انکی عمر دو سو پچاس کی ہوئی تھی اور اپنے ملک سے دین کی تلاش میں نکلے تھے اور نصاریٰ کے علما پاس نصرانی دین قبول کئے تھے تو انکی زبانی معلوم کئے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا قریب ہے اور مولد حضرت کا مکہ اور ہجرت گاہ مدینہ ہے سو دریافت میں نکلے تھے بعضے حرامیاں ان کو پکڑ کے مدینے کے یہود پاس بیچے تو مدینے میں رہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے سو سُن کے حضرت پاس آئے اور ایک طبق میں خرما ڈال کے حضرت کے روبرو رکھے۔ حضرت پوچھے یہ کیا ہے بولے صدقہ ہے۔ حضرت فرمائے اٹھالے کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔ سلمان اسکو لے گئے اور دوسرے روز پھر طبق میں خرما لاکے حضرت کے روبرو رکھے۔ حضرت پوچھے یہ کیا ہے سلمان کہے یہ ہدیہ ہے آپ کے لئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو حکم فرمائے کہ اسکو کھائیے اور سلمان حضرت کی پشت مبارک پر مہر نبوت تھا سو دیکھ کے اسلام لائے۔ حضرت انکو یہود پاس سے مول لیکر آزاد کئے۔ اور اسی سال ربیع الآخر کی بارھویں کو سہ شنبہ کے روز ظہر اور عصر اور عشا کی نماز چار چار رکعت فرض

ہوئی۔ اور اسی سال رجب کے مہینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین اور انصار میں بھائی پنے کی دوستی لگائے سو مہاجرین کے پینتالیس آدمی تھے اور انصار کے پینتالیس آدمی تھے پھر یہ لوگ باہکدیگر بھائیوں کے سا الفت و دوستی رکھا کرتے تھے اور اس وقت میراث وارثوں کو بانٹنے کا حکم نہیں ہوا تھا سو اسی دوستی سے مرے پر وارث ہوتے تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے بعد وہاں کے اکثر لوگ ایمان لائے اور چند لوگ کافر ہی رہ گئے اور چند شخص ظاہر میں ایمان لا کے باطن میں منافق بن یہود کے ساتھ مل کے مسلمانوں کی ایذا کے درپے ہوئے اور یہود کو یقین تھا کہ محمد اللہ کا رسول ہے پر بدبختی سے ایمان نہ لائے۔ چنانچہ حیی اور یاسر فرزندان اخطب یہودی کے جو قوم کے سردار تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کے اپنے گھروں کو گئے اور نہایت متفکر و مغموم بیٹھے۔ یاسر نے حیی کو پوچھا کہ یہ شخص پیغمبر آخرالزماں ہے کہ جسکی تعریف ہم توریت میں دیکھے ہیں۔ حیی بولا اللہ کی قسم وہی ہے۔ پوچھا کیا تجھکو یقین ہے۔ بولا واللہ وہی ہے پوچھا اب تیرے دل میں کیا ارادہ ہے بولا جب تک کہ میں زندہ رہوں اسکی عداوت میں قصور نہ کروں۔ اور اسی سال کفار سے جہاد کرنے کا حکم ہوا پھر رمضان کے مہینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو تیس آدمی کا سردار کر کر اور سفید نشان دیکر قریش کے ایک قافلہ کو غارت کرنے کہ جس میں تین سو آدمی تھے اور ان کا بڑا ابوجہل تھا روانہ کیے پھر صحابہ دریا کے کنارے ان سے مقابل ہو جنگ کے تہیہ میں تھے کہ مجدی بن عمرو جہنی دونوں جماعتوں کے درمیان آ کے جنگ نہ ہونے دیا تو صحابہ جنگ نہ کر کے مدینے کو آ گئے اور شوال کے مہینے میں عبیدہ بن حارث کے ہمراہ ساٹھ آدمی کر کے اور مسطح بن اثاثہ کے ہاتھ میں سفید نشان دیکر رابغ کی طرف کفار کے دو سو آدمی کے قافلہ کو غارت کرنے کہ جس کا سردار ابوسفیان تھا روانہ کیے لیکن وہ قافلہ بڑھ گیا اور جنگ کا اتفاق نہ ہوا۔ اور اسی شوال میں بی بی عائشہ کا زفاف ہوا انکی عمر اس وقت نو برس کی تھی۔ بی بی عائشہ کہتی ہیں کہ گلے سے

مہاجرین اور انصار میں دوستی لگانا اور یہود کی دشمنی

جہاد کا حکم

حضرت حمزہ کا سریہ

عبیدہ بن حارث کا سریہ

بی بی عائشہ کا زفاف

آئے بعد ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ خبیب بن یساف کے گھر میں جو سنح میں تھا رہتے تھے
اتفاقاً میں تپ زدہ ہو کے اچھی ہوئی بعد میرے سر کے بال جھڑ جا کے چھوٹے چھوٹے بال
نکلے تھے اور میں ایک روز جھولا باندھ کے لڑکیوں کے ساتھ جھولتی تھی میری والدہ آکے جلد
مجھے کنگھی کئے اور مانگ نکالے اور منھ دھوئے اور جلد گھر کو لیگئے اور دروازے پر جا کے تھوڑا
توقف کئے تو چلنے سے دم جو آتا تھا سو تسکین پایا پھر گھر میں لیگئے دیکھی تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور انصار کے مرداں عورتاں جمع ہیں والدہ مجھے لیجاکے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے گود میں بٹھائے اور لوگ مبارکبادی دینے لگے پھر لوگ نکل گئے اور
حضرت میرے سے ملے اور سعد بن عبادہ کے یہاں سے ایک قدح دودھ کا آیا تھا سو اسکو
ولیمہ یعنی شادی کا کھانا کئے۔ اور ذیقعدہ کے مہینے میں سعد بن ابی وقاص کے ہمراہ بیس
آدمی کر کر اور سفید نشان مقداد بن عمر کے ہاتھ میں دیکر خرار کو روانہ کئے تا قریش کے قافلہ کو
غارت کریں سو پانچویں روز وہاں پہونچے پر کفار انھوں کے آنیکے قبل وہاں سے جا چکے
تھے۔ **دوسرا سال ہجری**۔ اس سال محرم میں بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح علی مرتضےٰ
رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا۔ اور صفر کے مہینے میں ودّان کا غزوہ ہوا اسکو ابوا بھی کہتے ہیں۔ یہ پہلا
غزوہ ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تشریف لیگئے۔ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نشان حضرت حمزہ کے ہاتھ میں دیکر اور مدینے میں سعد بن عبادہ کو نائب کر کر ساٹھ آدمی
کے ساتھ نکلے مگر اتفاق جنگ کا نہ ہوا اور بنی ضمرہ صلح کئے اس شرط سے کہ حضرت سے جنگ
نہ کرینگے اور مخالفوں کی اعانت میں نہ رہیں گے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پندرھویں روز مدینے
کو تشریف لائے اور ربیع الاول میں بُواط کا غزوہ ہوا وہ ایک موضع ہے رضوی کی جانب میں
سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں سائب بن عثمان کو نائب کر کر دو سو آدمی سے قریش
کے قافلے کو جس کا سردار امیہ بن خلف تھا غارت کرنے نکلے لیکن جنگ کا اتفاق نہ ہوا
اور جمادی الاولیٰ میں عشیرہ کا غزوہ ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں ابو سلمہ بن

عبدالاسد کو نائب کر کر اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں نشان دیکر ڈیڑھ سو آدمی سے اور ایک قول سے دو سو آدمی کے ساتھ روانہ ہوئے تا قریش کے قافلہ کے آڑواڑ ہو ویں لیکن پیش از پہونچنے کے قریش کا قافلہ شام طرف روانہ ہوا اور اسی قافلہ کو شام سے پھرتے آتے وقت متعرض ہونے نکلے سو جنگ بدر ہوا انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب اس کا بیان آویگا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں بنی مدلج سے صلح کئے اور مدینے کو تشریف لائے اور دس دن وہاں نہیں رہے کہ کرز بن جابر فہری مدینے کے اونٹوں کو لوٹ لیگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زید بن حارثہ کو مدینے میں نائب کر کر اور علی مرتضیٰ کے ہاتھ میں نشان دیکر روانہ ہوئے اور بدر کے قریب سفوان وادی تک پہونچے لیکن کرز بن جابر دستیاب نہ ہوا پھر کے مدینے کو آئے۔ اور جمادی الاخری میں قبلہ کعبہ طرف مقرر ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکے میں تشریف رکھتے تھے کعبے کی ایسی جہت میں کھڑے ہوتے کہ مواجہ بیت المقدس اور کعبے کا حاصل ہوتا۔ مدینے کو تشریف لائے بعد وہ صورت نہ بن سکی۔ بیت المقدس طرف متوجہ ہوتے اور قبلہ کعبے کے طرف ہونا کر کر بہت آرزو کرتے اور وحی نازل ہونے آسمان طرف اکثر دیکھتے سو مدینے کو آئے بعد سولھویں مہینے میں یہ آیت نازل ہوئی قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ یعنی ہم دیکھے ہیں پھر پھر جانا تیرا منھ آسمان میں سو البتہ پھیرینگے تجھکو جس قبلہ کی طرف تو راضی ہے۔ اب پھیر منھ اپنا مسجد الحرام کی طرف اور جس جگہ تم ہوا کرو پھیرو منھ اسی کیطرف اور یہ آیت نازل ہوئی سو روز سے نماز میں منھ کعبے طرف کرنا مقرر ہوا اور رجب کے مہینے میں عبداللہ بن جحش کو کو آٹھ آدمی کے ساتھ روانہ کئے اور خط لکھدئے اور فرمائے کہ یہاں سے دو منزل جاکے اس خط کو کھول اور اس میں جدھر جانا لکھا ہے اُدھر جا اگر لوگ جانے راضی نہووین تو جبر مت کر۔ عبداللہ بن جحش بموجب حکم کے دو منزل جاکے اس خط کو کھولے تو اس میں یہہ

قبلے کی طرف نماز پڑھنا

عبداللہ بن جحش کا کام پر

لکھا تھا کہ موضع نخلہ جو مکے اور طایف کے درمیان ہے سو اس میں قریش کے قافلہ کے منتظر رہو اور انکی کیفیت ہم کو اطلاع کرو۔ خط کا مضمون دیکھ کے سب راضی سے چلے۔ جب بحران کو پہنچے سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان کی سواری میں ایک اونٹ تھا سو گم ہو گیا تو سردار سے رخصت لیکے اونٹ کی تلاش میں رہے دوسرے لوگ رجب کی اٹھائیسویں کو اس مقام پر پہونچے تو وہاں قریش کا ایک قافلہ جاتا دیکھے۔ مسلمانان بایکدیگر مشورت کئے کہ اگر ہم ان سے جنگ کریں تو شہر حرام کی حرمت ٹوٹتی ہے۔ اگر جنگ نہ کریں تو قافلہ ہاتھ سے جاتا رہتا ہے۔ آخر واقد بن عبد اللہ تیر چلائے تو قافلہ کا بڑا عمرو بن الحضرمی کو جا لگی اور وہ مارا گیا اور دو شخص عثمان بن عبد اللہ اور حکم بن کیسان اسیر ہوئے اور باقی کفار بھاگ گئے۔ مسلمانان قافلہ کا اسباب لے لئے اس وقت غنیمت کو بانٹنے کا حکم نہیں آیا تھا پر عبد اللہ بن جحش اپنی رائے سے غنیمت کا خمس یعنی پانچواں حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے رکھکے باقی غنیمت اپنے ساتھ کے لوگوں کو تقسیم کئے جب مدینے کو پہنچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر ملامت کئے اور فرمائے میں تم کو جنگ کا حکم نہیں دیا تھا اور خمس کو اور قیدیوں کو قبول نہیں کئے اور دوسرے مسلمانان بھی ان پر طعن و ملامت کرنے لگے اور سریہ والوں پر اس حرکت سے بہت ملال ہوا اور اندیشہ مند ہوئے کہ اللہ تعالی اس فعل پر کیا عذاب نازل کرتا ہے اور قریش بھی طعن شروع کئے کہ محمد اور اسکے لوگ حرام مہینے میں خونریزی کئے اور مال لوٹے اور لوگوں کو اسیر کئے۔ مکے کے مسلمانان جواب دینے لگے کہ وہ حرام مہینے میں نہ کئے بلکہ وہ شعبان کا مہینہ تھا تب اللہ تعالی یہ آیت نازل کیا یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ یعنی تجھ سے پوچھتے ہیں حرام کے مہینے کو اس میں لڑائی کرنی تو کہہ اس میں لڑائی بڑا گناہ ہے اور روکنا اللہ کی راہ سے اور اسکو نہ ماننا اور مسجد الحرام سے روکنا اور نکال دینا اسکے لوگوں کو وہاں سے اس سے

زیادہ گناہ ہے اللہ کے یہاں اور دین سے بچلانا مار ڈالنے سے زیادہ مسلمانوں کو اس آیت
کے نازل ہونے سے خوشی ہوئی اور غنیمت اور قیدیوں کو قبول کئے پھر قریش اپنے قیدیوں
کو چھڑانا چاہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہمارے یہاں کے دو شخص ہنوز نہیں
آئے ہیں وے آئے تک ہم ان قیدیوں کو نہ چھوڑینگے اگر تم ان کو قتل کروگے تو ہم بھی انکے
بدلے ان کو قتل کرینگے۔ بعد سعد اور عتبہ خیریت سے آئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
دونوں اسیروں کو چھوڑ دئے۔ ایک قیدی حکم بن کیسان اسلام لاکے حضرت کی خدمت میں
رہا اور بیر معونہ کے جنگ میں شہید ہوا دوسرا قیدی عثمان بن عبداللہ مکے کو جاکے کفر پر موا۔
اور شعبان میں حکم ہوا کہ رمضان کا روزہ رکھنا تم پر فرض ہوا ہے تو سب رمضان کا چاند دیکھ کے
روزہ رہے۔ اور رمضان کی سترھویں کو جمعہ کے روز بدر کا جنگ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ ابوسفیان شام کے ملک کو تجارت کیلئے گیا تھا سو آتا ہے اور اسکے
ساتھ قریش کا مال و متاع بہت سا ہے قافلے کے ستر آدمی ہیں اور اسباب کے ہزار اونٹ
ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو فرمائے اس قافلہ کا قصد کریں تو شاید اللہ تعالے
تم کو غنیمت دے گا اور مدینے میں ابو لبابہ انصاری کو نائب کر کر اور مہاجرین کا نشان علے
مرتضیٰ کرم اللہ وجہ کے ہاتھ میں اور انصار کا نشان حباب بن المنذر کو دیکے چنداول پر قیس بن
صعصعہ مازنی کو اور برنغار پر زبیر کو اور جو رنغار پر مقداد کو مقرر فرما کر رمضان کی بارھویں کو شنبہ کے
روز مدینے سے نکلے اور کفار کے قافلے میں تھوڑے لوگ رہنے سے جنگ کی نوبت نہ ہوگی سمجھ
کر اکثر لوگ جنگ کا سامان پورا نہ کئے اور ہمراہ حضرت کے ستر اونٹ اور تین گھوڑے تھے مدینہ
سے ایک میل پر آکے ابی عتبہ کے کنوے پاس لشکر کی موجودات لئے تو تین سو تیرہ آدمی تھے
اور تھوڑے لوگوں کو کم عمر ہونیکے باعث پھیر دئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کی
تیاری کرتے ہیں سو سنکر ابوسفیان بہت ہراساں ہوا اور ضمضم بن عمرو غفاری کو اجرت دیکے
مکے کو روانہ کیا تا قریش کو اطلاع کرے کہ محمد تمھارے قافلہ کا متعرض ہونیوالا ہے تم ہماری

رمضان کے روزے فرض ہونا۔ بدر کا غزوہ

جلد کمک کرو اور حضرت بدر کو پہنچنے کے آگے ابوسفیان جا چکا اور ضمضم مکے کو پہنچ کے اونٹ کے
کان کاٹا اور اس کی پالان پھرایا اور اپنی قمیض پھاڑ کے پکارا کہ اے قریش تمھارا اسباب
جو ابوسفیان کے ساتھ تھا سو اسکو محمد غارت کرنے والا تھا شاید ابتک غارت کر چکا ہوگا
تم جلد اپنے قافلے کی کمک کرو تو قریش جنگ کا ساز و سامان مہیا کر کے جلدی سے روانہ
ہوئے۔ جنکو طاقت نہ تھی سو اپنے عوض کسی کو مزدوری دیکے بھجوایا اور قریش کے عمدہ لوگ
تمام جنگ کو نکلے مگر ابولہب اپنے عوض عاص بن ہشام بن المغیرہ کو جو ابولہب کے چار ہزار
درم دینا تھا سو معاف کر کر روانہ کیا جملہ نوسو پچاس آدمی تھے سو ان میں ایک سو سوار
گھوڑوں کے اور سات سو اونٹ کے اور امیہ بن خلف جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ
سے سنا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہم اسکو قتل کریں گے تب امیہ کہا تھا
کہ محمد جھوٹ بات نہیں کہتا ہے سو اسی اندیشے سے جنگ کو نکلنے ابا کیا۔ ابوجہل کہا تو اس
بیابان کا سردار ہے تو نہ آوے تو اکثر لوگ رہجاوینگے اگر مرضی نہ آنے پر ہو تو ایک دو منزل
آکے الٹ جا آخر اس کا اصرار دیکھ کے عقبہ بن ابی معیط عود سوز میں آتش اور عود ڈالکے
امیہ کے روبرو جو مسجد الحرام میں اپنی قوم پاس بیٹھا تھا لا رکھا اور کہا اے اباعلی تو عورت ہی
بخور لیتا بیٹھ۔ امیہ عقبہ کو گالیاں دیکے جنگ کو نکلا۔ امیہ کی عورت اسکو نکلتا دیکھ کے کہی کیا
تو سعد بولا سو بات بھول گیا تو امیہ کہا میں ایک دو منزل جا کے الٹ آتا ہوں اور ہر منزل
میں پھرنے کا ارادہ کرتا تو اسکو بھونڈ بھانڈ کے دوسری منزل لیجاتے غرض اسکو کشاں کشاں
لیگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب روحا کو پہنچے خبر آئی کہ قریش بڑی جمعیت سے کمک
واسطے نکلے ہیں۔ حضرت صحابہ سے مشورت کئے کہ ہم قریش کے قافلہ کے متعرض ہوویں یا
کمک آنے والوں کا مقابلہ کریں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑا ہو حضرت کو خوش آنے
والی بات عرض کئے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ بھی ویسا ہی کہے پھر مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ اٹھ کے
عرض کئے یا رسول اللہ آپ کو اللہ تعالےٰ کدھر جانے کا امر کیا ہے ادھر چلنا ہم آپکے ہمراہ

صحابہ سے مشورت

ہیں واللہ ہم موسیٰ کی قوم کے سری کا نہ کہیں گے اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ یعنی تو جا اور تیرا رب پھر دونوں لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں بلکہ ہم کہتے ہیں اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا مَعَكُمَا مُقَاتِلُوْنَ یعنی تو جا اور تیرا رب پھر دونوں لڑو ہم بھی تمھارے ساتھ ہو کے لڑتے ہیں۔ یا رسول اللہ اگر آپ حبش کی دار السلطنت کو جسے برک الغماد کہتے ہیں چلے تو ہم ہمراہ ہیں حضرت ان کے حق میں دعا دیکے پھر فرمائے اے لوگو تم کیا مشورت دیتے ہو اس فرمانے سے حضرت کو انصار کی مرضی دریافت کرنا منظور تھا کیونکہ بیعت کے وقت کفار سے جنگ کرنیکا عہد نہ ہوا تھا بلکہ یہ تھا کہ مدینے کو آئے بعد اپنی زن و فرزند کو جیسا محافظت کرتے ہیں ویسا ہی حضرت کی محافظت کرنا پھر سعد بن معاذ انصار کے سردار عرض کئے یا رسول اللہ شاید آپ ہماری مرضی دریافت کرتے ہو سو ہم آپ پر ایمان لائے اور رسالت کی تصدیق کئے اور جو جو لائے سو اسکو حق جانے اور آپ کی اطاعت کرنے پر عہد کئے جدھر ارادہ ہے اُدھر چلنا ہم آپکے ہمراہ ہیں قسم ہے اسکی جو آپ کو رسول برحق کیا اگر آپ دریا میں کودے تو ہم بھی کودینگے ہمارے کوئی شخص پسپا نہ ہوگا دشمن سے مقابلہ کرنے میں ہم کو کچھ اندیشہ نہیں جنگ میں ہم بڑے صابر ہیں اور مقابلہ میں مردانہ اللہ تعالیٰ کی برکت پر روانہ ہونا ہم کو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے ایسا دکھاوے گا جو آپکی آنکھ ٹھنڈی ہو حضرت یہ سن کے خوش ہوئے اور فرمائے قریش کی دونوں جماعتوں سے ایک کا وعدہ مجھ سے اللہ تعالیٰ کرچکا ہے واللہ انکے مردے پڑنے کی جگہ میں دیکھ رہا ہوں پھر وہاں سے کوچ کر کے نکلے اور بدر جو ایک قریہ مدینے سے چار منزل پر تھا وہاں پہنچے تو قریش بھی وہاں تک آچکے تھے۔ جب قریش مکے سے نکلے تو پہلی منزل میں ابوجہل لوگوں کیواسطے دس اونٹ نحر کیا دوسرے روز عسفان میں صفوان بن امیہ نو ۹ اونٹ نحر کیا تیسرے روز قدید میں سہیل بن عمرو دس اونٹ نحر کیا۔ قدید سے ایک طرف دریائی راستہ چلے سو راہ بھول کے ایک روز مقام کئے تو اس روز شیبہ بن ربیعہ نو اونٹ کاٹا۔ پھر پانچویں روز جحفے کو پہنچے تو عتبہ بن ربیعہ دس

اونٹ نحر کیا۔ چھٹویں روز ابوا کو پھنچے تو مقیس جھنی نوں اونٹ نحر کیا ساتویں منزل میں عباس
دس اونٹ نحر کئے آٹھویں منزل میں حارث بن عامر بن نوفل نوں اونٹ نحر کیا نویں روز
بدر کو پھنچے تو ابو البختری دس اونٹ نحر کیا اور دوسرے روز مقیس جمحی نوں اونٹ نحر کیا تیسرے
روز جنگ شروع ہوا تو ساتھ کے توشے کھائے اور ابو سفیان بدر کے قریب پہنچ کے راہ چھوڑ
ساحل کی راہ لے قریش پاس قاصد روانہ کیا کہ ہمارا قافلہ بچ گیا ہے تم تو ہمارے قافلے واسطے
نکلے تھے اب الٹ جائے۔ ابو جہل کہا ہم بدر کو پہنچ کے تین روز وہاں رہیں گے اور اونٹاں
نحر کرینگے اور شراب پی گا بجا وہاں سے نکلیں گے تا تمام عرب کے قبیلوں پر ہماری ہیبت
پڑے۔ بنی زہرہ کہے ہم قافلے کی محافظت کو آئے تھے اب وہاں جانا صرف اوقات ضایع
کرنا ہے اور تمام بنی زہرہ الٹ گئے اور ابی طالب کے فرزند طالب اور دوسرے میں قضیہ ہو گیا تو
قریش کہے واللہ بنی ہاشم تم اگرچہ ہمارے ساتھ ہیں پر دل تمھارا محمد کے ساتھ ہے۔ طالب
خفا ہو زہریوں کے ساتھ ملکے کو الٹ گیا۔ اور قریش بدر میں پرے کے نا کے پر ریگ تو دے
اور نالے کے نیچے اترے اور مسلماناں ورے کے نا کے پر جو ریتی کی زمین تھی آترے تو آدمی
اور جانور کے پاؤں زمین میں دھستے تھے اور کفار سبقت کر کے بدر میں ایک کنواں تھا سو
اسکو اپنے علاقے کر لئے اور مسلمانوں کو پانی نہ تھا سو شیطان بعضوں کے دلوں میں یہ وسوسہ
ڈالا کہ ہم کہتے ہیں کہ ہم حق پر ہیں اور ہمارے ساتھ رسول اللہ ہیں دیکھو مشرکاں پانی پر غالب
آگئے اور ہم پیاسے اور محدث اور جنب ہیں اور ہمارے دشمناں انتظار کر رہے ہیں جب ہم
تشنگی سے بے طاقت ہو جاویں تو جیسا چاہیں ویسا ہم پر حکم کریں۔ تب اللہ تعالیٰ مینھ برسایا
نالے میں پانی بہنے لگا مسلماناں پانی پئے اور وضو بنائے اور غسل کئے اور جانوروں کو پانی
پلائے مشکوں کو بھر لئے اور زمین ریگ کی سخت ہو گئی دلوں سے وسوسہ جاتا رہا اور قریش اترے
سو زمین پانی پڑنے سے کیچڑ ہوا پاؤں پھسنے لگے۔ اور حباب بن المنذر رضی اللہ عنہ عرض کئے
یا رسول اللہ اس مقام پر جو اترے ہیں سو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے یا اپنی رائے سے اور جنگ

کے داؤگھاؤ سے حضرت فرمائے یہ امر الٰہی نہیں میں اپنی رائے سے اترا ہوں حباب عرض کئے یا رسول اللہ یہ موقع مناسب نہیں یہاں سے بڑھ کے کنویں کے قریب اترنا اور ایک گڑھا کھود کے اسکو مینڈ باندھنا تا تمام پانی کنویں کا ہم کو ملے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تو بہت مناسب تجویز کیا اور وہاں سے کوچ کرکر پانی کے قریب اترے اور گڑھا کھودے تو سب پانی اس میں آیا اور سعد بن معاذ حضرت کو تشریف رکھنے ایک منڈوا باندھ کے دئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کو پہنچے سو روز شام کے وقت علی مرتضیٰ اور زبیر بن العوام اور سعد بن ابی وقاص اور ان کے سوائے چند شخص کو کیفیت دریافت کرنے روانہ کئے تو قریش کے دو سقّے اسلم اور یسار گرفتار ہوئے سو ان کو حضرت پاس حاضر کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں مشغول تھے۔ صحابہ ان سے کیفیت دریافت کرنے لگے وہ بولے ہم قریش کے سقے ہیں صحابہ ان کی بات راست نہ سمجھ کے کہنے لگے راست کہو کہ تم ابوسفیان کے سقے ہووے کہے نہیں پھر انکو مارنے لگے تو بولے کہ ہاں ہم ابوسفیان کے سقے ہیں پھر پوچھے تم کس کے سقے ہو کہے قریش کے پھر انکو مارنے لگے۔ غرض ان سے پوچھتے تم کس کے سقے ہو اگر قریش کے ہیں کہے تو انکو مارتے اور ابوسفیان کے ہیں کہے تو چھوڑ دیتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کے فرمائے کہ وے سچ کہیں تو تم ان کو مارتے ہو اور جھوٹھ کہیں تو ہاتھ رکھتے ہو سچ ہے کہ وے قریش کے سقے ہیں اور ان سے پوچھے کہ قریش کہاں ہیں بولے اس ٹیک کے نیچے ہیں پوچھے وہ کتنے لوگ ہیں کہے ہم کو شمار معلوم نہیں مگر جماعت بڑی ہے حضرت پوچھے روز کتنے اونٹ نحر کرتے ہیں کہے ایک روز نوں اونٹ ایک روز دس اونٹ حضرت فرمائے نوں سو اور ہزار کے مابین ہیں پوچھے عمدہ لوگ کون کون ہیں کہے عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ابوالبختری بن ہشام اور حکیم بن حزام اور نوفل بن خویلد اور حارث بن عامر بن نوفل اور طعیمہ بن عدی بن نوفل اور نضر بن حارث اور زمعہ بن الاسود اور ابوجہل بن ہشام اور امیہ بن خلف اور نبیہ بن حجاج اور منبہ بن حجاج اور سہیل بن عمرو

اور عمر بن عبد ود یہ سن کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مکہ اپنے جگر کے ٹکڑے تمہاری طرف پھینکا ہے۔ اور قریش صبح کو نکلے سو دیکھ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یا اللہ قریش اپنے غرور و تکبر سے تیری دشمنی اور تیرے رسول کی تکذیب کرتے نکلے ہیں اب تو نصرت دینے کا جو وعدہ کیا ہے سو اس کو پورا کر۔ اُدھر قریش عمیر بن وہب جمحی کو مسلمان کسقدر ہیں سو دریافت کرنے بھیجے۔ عمیر گھوڑے پر سوار ہو کے مسلمانوں کے لشکر کے گرد پھرا اور قریش کو جا کہا کہ تین سو آدمی سے کچھ کم و زاید ہونگے لیکن پھر جا دیکھتا ہوں کہ کمین میں بھی کچھ فوج ہے یا نہیں اور اطراف و نواحی سب دیکھکے جا بولا کہ اسکے سوائے کچھ فوج نہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ بلا موت کو اٹھائی ہے اور یثرب کے اونٹوں پر زہر قاتل سوار ہے اور اُن قوم کو ان کے تلواروں کے سوائے کچھ پناہ و قوت نہیں ہے۔ ان کا ایک ایک آدمی ہمارے ایک دو شخص کو مارے سوائے نہ مریگا پھر اتنے لوگ مارے گئے بعد جینے سے کیا پھل پاؤگے آپ اسکی تجویز کیجئے حکیم بن حزام یہ سن کے عتبہ بن ربعیہ پاس آکے بولا اے ابو الولید تو قریش کا سردار اور بزرگ ہے اور جنگ کرنے سے کچھ حاصل نہیں اگر تو قوم کو جنگ نکرنے دیکے پھیر لیجاویگا تو ابد تک تیرا نام نیکی سے یاد کرینگے تب عتبہ کھڑے ہو کے خطبہ پڑھا اور بولا اے قریش اس جنگ میں تم کو کیا فائدہ ہے اگر تم محمد کو اور اسکے ساتھ والوں کو مارے تو اپنے ہی بھائی بند کو مارے اور ایک دوسرے کا منھ دیکھنا بد جائیگا کیونکہ کسی کا بھتیجا ماریجائیگا کسی کا بھانجا کسی کا بیٹا کسی کا قرابتی پس ہم الٹ جانا اور محمد کو چھوڑ دینا تا دوسرے عربوں کے ساتھ مقابلہ ہو جاوے اگر محمد مارے پڑے تو تمھارا مقصود حاصل اگر غالب آجاوے تو اسکی عزت تم سبھوں کی عزت ہے۔ پھر حکیم نے ابوجہل پاس جاکے اسکو بھی ویساہی کہا اور عتبہ کے خطبہ پڑھنے اور نصیحت سے بھی اطلاع کیا۔ ابوجہل غصے سے بولا محمد کو اور اوسکے لوگوں کو دیکھکے عتبہ کا پھیپھا پھول گیا ہے یعنی وہ نامردی لیا ہے اور ہم یہاں سے نہ پھرینگے جب تک اللہ ہمارے اور محمد کے درمیان حکم نہ کرے لیکن عتبہ دیکھا کہ محمد اور اسکے ساتھ والے اونٹوں کو کھاتے ہیں اور اُن کے ساتھ عتبہ کا

بیٹا بھی تو ہے سو تم کو اس بات سے ڈراتا ہے۔ اور عامر بن الحضرمی کو کہلا بھیجا کہ عتبہ تیرا حلیف لوگوں کو پھیرنا چاہتا ہے اور تجھکو اپنے بھائی عمرو مارے جانے کا بدلا لینا ضرور ہے تب عامر برہنہ ہو کے پکارا واعمراہٗ واعمراہٗ کفار کو اسکے پکارنے سے حمیت دامنگیر ہوئی اور جنگ واسطے مستعد ہو گئے اور عتبہ ابوجہل کا کلام سن کے غصہ ہوا اور بولا کس کا پھیپسا پھلا ہے سو پیلی چوتڑ والے کو اب معلوم ہو جائے گا۔ ابوجہل کو پیلی چوتڑ والا اس لئے بولا اسکی چوتڑ کوڑ کے باعث سفید تھی سو اس کو زعفران سے رنگا کرتا تھا۔ غرض عتبہ پہننے واسطے خود منگوایا اس کا سر بہت بڑا ہونے کے باعث لشکر میں کسی کا خود اس کے سر کے برابر نہ ہوا۔ آخر سر پر بُردیمانی لپیٹ کے میدان میں نکلا۔ اس کے ساتھ اس کا بھائی شیبہ اور اس کا بیٹا ولید بھی نکلے اور کہنے لگے کون آتا ہے سو آوے پھر مسلمانوں کے بہادروں میں سے عوف بن عفرا اور معوذ بن عفرا اور عبداللہ بن رواحہ انکے مقابلہ میں آئے وے پوچھے تم کون لوگ ہو کہے ہم انصار ہیں بولے ہم کو تمھارے سے مقابلہ نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکار کے کہی اے محمد ہمارے سے مقابلہ کرنے ہماری قوم کے برابر کے لوگوں کو بھیج۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبیدہ بن حارث اور حمزہ اور علی مرتضی رضی اللہ عنہم کو حکم فرمائے کہ تم جاؤ جب یہ بزرگاں گئے تو انھوں پوچھے تم کون ہو کہے فلانے فلانے بولے ہاں برابر کے بھائیاں ہیں پھر عبیدہ عتبہ کے اور حمزہ شیبہ کے اور علی ولید کے مقابلہ میں آئے۔ حمزہ اور علی شیبہ کا اور ولید کا کام تمام کئے اور عبیدہ اور عتبہ دونوں کا ہاتھ چلا سو دونوں زخمی ہو گرے اس میں حمزہ اور علی دوڑ کے عتبہ کا کام تمام کر ڈالے اور عبیدہ کو اٹھا کے اپنے لشکر میں لالئے۔ پھر دونوں لشکر باہم قریب ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو تاکید فرمائے تھے کہ میں حکم کئے تک کفار پر حملہ مت کرو اگر وے تم سے نزدیک ہوں تو تیراں مار کے ہٹا دیجو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کی کثرت دیکھ کے منڈوے میں تشریف لیگئے۔ حضرت کے ہمراہ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوائے کوئی نہ تھا۔ حضرت قبلے طرف متوجہ ہو کے ہاتھاں اٹھا دعا مانگنے لگے اور فرمائے یا اللہ اگر یہ ٹکڑی مسلمان کی ماری جاوے

آغاز جنگ

دعاء رسول اللہ صلعم

تو پھر زمین پر تیری عبادت کدھی نہ ہو گی یا اللہ تو اپنا وعدہ پورا کر اور مجھے رسوا مت کر اور یہاں
تک دعا مانگی کہ حضرت کے کاندھے پر سے چادر گر پڑی۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ چادر اٹھا کے حضرت
کے کاندھوں پر ڈالے اور کہے یا رسول اللہ اب دعا بس کرو یقین ہے کہ اللہ تعالی جو آپ سے
وعدہ کیا ہے سو اس کو پورا کرے گا۔ اس عرصے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند کا کچھ جھپک
آ کے بیدار ہوئے تو تبسم کرتے چونکے اور فرمائے اے ابو بکر خوش ہو اللہ کے یہاں سے نصرت
آئی یہ دیکھ جبرئیل آیا ہے اور اس کے دانتوں پر غبار ہے اور اللہ تعالی یہ آیت نازل کیا اِذ
تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ یعنی جب
تم لگے فریاد کرنے اپنے رب سے تو پہنچا تمھارے پکار کو کہ میں مدد بھیجوں گا تمھاری ہزار فرشتے
لگاتار آنیوالے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منڈوے سے یہ آیت پڑھتے ہوئے نکلے سَيُهْزَمُ
الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ یعنی اب شکست کھاوے گا میل اور بھاگیں گے پیٹھ دے کر اور
جبرئیل علیہ السلام ہزار فرشتے آدمیوں کی صورت سے ابلق گھوڑوں پر سوار سر کو سفید شالاں
باندھے ہوئے لیکے نمود ہوئے بعد پھر اللہ تعالی جو کمک بھیجا تو میکائیل ہزار فرشتے لیکے آئے اور
اسرافیل ہزار فرشتے بعد اس کے پھر دو ہزار فرشتے آئے سو کل پانچ ہزار فرشتے تھے لیکن اول کے
ہزار فرشتے ہی جنگ کیے اور قریش جب مکے سے نکلے تو ان میں اور بنی بکر میں مخالفت رہنے
کے سبب سے قریش کو اندیشہ ہوا کہ بنی بکر شاید ہماری پیٹھ سے کہیں آ جاوے۔ تب ابلیس بنی کنانہ
کا سردار سراقہ بن مالک بن جعشم کی صورت لیکے آیا اور بولا میں تمھارے ساتھ ہوں تم بنی بکر
و کنانہ سے کچھ اندیشہ نہ کرو اور شیطانوں کی فوج سمیت جھنڈا لیا ہوا منزل بمنزل آتا تھا اور
جنگ کے روز ایک شخص کا ہاتھ پکڑ کے کہتا تھا آج تم پر کوئی غالب نہ ہو گا کہ میں تمھارا رفیق ہوں
جب جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا ہاتھ چھڑا کے اپنی ایڑیوں پر الٹے پانوں پھرا وہ شخص کہنے لگا اے سراقہ
کہاں جاتا ہے بولا میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے میں ڈرتا ہوں اللہ سے اللہ کا عذاب سخت
ہے اور مسلمانوں میں عمر کا مولا مہجع تیر لگ کے شہید ہوئے تھے اور حارثہ بن سراقہ حوض میں

پانی پیتے ہوئے تیر کھا جام شہادت پیے تھے ۔ ایسے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا کے لوگوں کو حکم فرمائے کہ اب جنگ شروع کرو اور ان کو ترغیب دینے لگے ۔ عمیر بن الحمام ہاتھ میں خرما لئے کھاتے تھے سو پھینک دیکے تلوار کھینچے اور کافروں میں دھس کے انکو مار کے شہید ہوئے اور عوف بن عفرا بھی بہت سے کافروں کو مار کے آخر شہید ہوئے اور امیہ بن خلف میں اور عبد الرحمن بن عوف میں بڑی دوستی تھی سو عبد الرحمن چاہے کہ امیہ کو بچاوے لیکن بلال مکے میں اس کے ہاتھ سے بہت ایذا پائے تھے سو پکارنے لگے امیہ بن خلف کفر کا سر بچے تو میں نہیں بچتا تو مسلمانان تلواراں لیکے حملہ کئے اور امیہ کو قتل کئے اور عبد الرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ اپنے دونوں بازو پر انصار سے دو لڑکے جوان معوذ اور معاذ عفرا کے بیٹے کھڑے تھے سو ان میں سے ایک پوچھا ابوجہل کون ہے میں اسکو کہا تو کس لئے دریافت کرتا ہے کہا میں سنا ہوں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جناب میں بڑی بے ادبی کرتا ہے ۔ اگر میں اس کو پاؤں تو اس کے سامنے سے نہ ٹلوں جب تک کہ وہ یا میں نہ مروں اور دوسرا لڑکا بھی ویسا ہی پوچھا تھوڑے وقت کے بعد میں ابوجہل کو دیکھا کہ لوگوں میں پھر رہا ہے تو ان دونوں لڑکوں کو بتلا دیا کہ ابوجہل یہی ہے تب وے دونوں شاہین شکار پر ٹوٹے سری کا اس پر حملہ کئے اور اسکو گھایل کرکے خاک پر گرا دئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آکے عرض کئے ہم ابوجہل کو مار ڈالے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن مسعودؓ کو فرمائے کہ ابوجہل کا کیا حال ہے سو دیکھ آئیو ۔ عبد اللہ بن مسعود جاکے دیکھے تو اس کا جان حلق میں پھنس رہا ہے ۔ عبد اللہ بن مسعود جو مکے میں اس کے ہاتھ سے بڑی ایذا دیکھے تھے سو اسکو کہے کیا اللہ تعالے تجھے رسوا نہیں کیا بولا کیا ہوا کہ ایک آدمی کو مار ڈالے اور تو کچھ زیادہ نہ ہوا لیکن مجھے بڑا افسوس ہے کہ ان کنبیوں کے ہاتھ سے میں مارا گیا ۔ کاش دوسرا کوئی مارا ہوتا ۔ ابن مسعود اس لعین کی چھاتی پر چڑھ کے سر کاٹ ڈالے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو لا رکھے حضرت اللہ کا شکر کئے اور فرمائے اس امت کا فرعون تھا سو ہوا ۔ اور ابوجہل کا بیٹا عکر

نے معاذ بن عفرا کے ہاتھ پر تلوار کا ایک ہاتھ جھاڑا کہ ان کا ہاتھ کٹ کے تسمہ باقی رہ گیا بعد
حضور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گئے حضرت ان کے ہاتھ پر اپنا لعاب مقدس لگا دیا
توان کا ہاتھ اچھا ہو گیا پھر جنگ میں شریک ہو گئے اور لڑائی میں عکاشہ کی تلوار ٹوٹ گئی تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ایک لکڑی دے سو وہ تلوار ہو گئی پھر عکاشہ جیتے تک اسی تلوار سے
جنگ کرتے تھے اور ملائکہ جو حاضر ہوئے تھے سوان کو آدمیوں کے قتل کا ڈھب معلوم نہ تھا
اس لئے اللہ تعالے اس آیت سے ان کو تعلیم کیا فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا
مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ یعنی پھر تم مارو ان کے گردنوں کے اوپر اور کاٹو ان کے پور پور۔ پھر فرشتے
جس کو مارتے تھے انکی گردنوں پر اور ساندھوں پر فقط سیاہ داغ رہتا تھا اور صحابہ کفار پر وار
کرتے تھے تو پیش از انکی تلوار لگنے کے فرشتے کی مار سے اکثر کفار مر کے گر پڑتے تھے۔ اور ایک
مسلمان ایک کافر کو مارنے پیچھے دوڑتا تھا یکایک آواز آیا اَقْدِمْ حَیْزُوْم یعنے اے حیزوم
تو بڑھ پھر ایک کوڑا مارنے کا آواز آیا تو وہ کافر مر کے گر پڑا اور اس کا منھ اور ناک کوڑے کے
مار سے پھٹا وہاں کا رنگ سیاہ ہو گیا تھا جب جنگ گرم ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک
مشت کنکر اٹھا کے قریش طرف پھینکے اور کہے شَاهَتِ الْوُجُوْهُ یعنی منھ برے ہوا اور صحابہ
کو حکم کئے کہ ان پر حملہ کرو تو کفار کو ہزیمت ہوئی ستر شخص مارے گئے اور ستر شخص بند میں آئے اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو تاکید فرمائے تھے کہ تم بنی ہاشم کو قتل مت کرو کیونکہ وے جبر
سے آئے ہیں سو عباس اور ابی طالب کے فرزند عقیل اور حارث بن عبد المطلب کے فرزند نوفل
بھی بند میں آئے اور عباس کو ابو الیسر اسیر کئے تھے لوگ عباس سے پوچھے تم کو ابو الیسر ایسا
دبلا آدمی کیسا اسیر کیا اگر تم چاہتے تو اسکو ایک ہاتھ میں اٹھا لیتے کہے کیا کروں میں اور وہ
ملتے ہی وہ میری آنکھوں میں خندمہ پہاڑ کے برابر آنے لگا اور مجھے پکڑ لیا اور قیدیوں کو باندھ
کے لانے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مقرر کئے تو عباس کو بہت جکڑ کے باندھے تھے سو شب کو انکے
کراہنے کا آواز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کو نیند نہ آئی اور انصار یہ سن کے انکو کھول دئے

پھر فتح کے بعد حضرت حکم کئے کہ کافروں کے مُردوں کو بدر کے کنوئیں میں ڈالو تو سب کو کھینچ کے اجاڑ کنوئیں میں ڈالدئے مگر امیہ بن خلف پھول گیا تھا اسکو اس میں نہ ڈال کے مٹّی میں داب دئے اور مسلمانوں سے چودہ شخص شہید ہوئے ان میں مہاجرین چھ تھے اور انصار آٹھ۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کے لوگوں کو خوش خبری سنانے عبداللہ بن رواحہ اور زید بن حارثہ کو روانہ کئے مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی بی بی رقیہ کا وفات ہوا تھا سو لوگ ان کے دفن سے فراغت پا پھرے تھے کہ زید مدینے میں پہنچ کے فتح کی خبر دئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے بعد تین روز تک بدر میں مقام کر مدینے طرف پھرے اور بندیوانوں کو اور غنیمت کو ہمراہ لے لئے مگر وادی صفرا میں پہنچ کے نضر بن الحارث قیدی کو اور عرق الظبیہ میں پہنچ کے عقبہ بن ابی معیط قیدی کو قتل کئے باقی دوسرے اسیروں کو مدینہ میں لے آئے اور صحابہ سے مشورت کئے کہ ان اسیروں کو کیا کیا چاہیے۔ عمر رضی اللہ عنہ کہے کہ ان سبھوں کو قتل کرنا اور ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہے انھوں سے پیسے لیکے چھوڑ دینا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیسے لیکے چھوڑ دئے تو یہ آیت عتاب کی اتری لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَا اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ یعنی اگر نہ ہوتی ایک بات کہ لکھ چکا اللہ آگے تو تم کو آپڑتا اس لینے میں بڑا عذاب۔ اور عباس سے سونے کے سوا اوقیے فدیہ لئے عباس کہے میں مسلمان تھا لیکن قریش جبر سے مجھے لے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اگر تم سچ کہتے ہو تو تم کو اللہ جزا دے گا لیکن ظاہر میں تو تم ہم پر آئے تھے اور عباس اپنے ساتھ سونے کے سوا اوقیے لائے تھے سو جنگ میں ان پاس سے چھین لئے تھے تو عباس چاہے کہ ان پیسوں کو بھی فدیہ میں شمار کرنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہمارے دشمنوں کی اعانت کیواسطے پیسے لائے سو اسکو ہم اس میں نہ گنیں گے۔ عباس کہے کیا میرے سے اتنے پیسے لیکے مجھے قریش پاس بھیک مانگنے لگاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کہ جنگ کو آتے وقت جو سونا امّ الفضل کے حوالے کئے تھے سو کیا ہوا۔ عباس کہے تم کو وہ پیسے ہیں سو کیسا

بی بی رقیہ کا انتقال

نضر کی انتہا میں امداد قیدیوں کا معاملہ

معلوم ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مجھے اللہ تعالیٰ خبر دیا۔ عباس کہے میں گواہی دیتا ہوں کہ تم صادق ہو کیونکہ یہ پیسے جو میں دیا سو کسی کو اس پر اطلاع نہ تھی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور تم اس کے رسول ہو۔ غرض عباس دل سے مسلمان تھے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مکے میں رہ کے اخبار لکھنے کی تاکید فرمائے تھے سو مکے میں رہا کرتے تھے اور سہیل بن عمر جو قریش کا خطیب تھا وہ بھی قیدیوں میں تھا اس سے بھی پیسے لیکے چھوڑ دیے عمر عرض کئے یا رسول اللہ سہیل خطبہ پڑھکے آپ پر لوگوں کو طیش کراتا ہے حکم ہو تو میں اسکے دانت اکھاڑتا ہوں تا پھر کدھی خطبہ نہ پڑھے۔ حضرت فرمائے میں مثلہ نہ کرونگا کہیں اللہ تعالیٰ مجھے بھی مثلہ نہ کرے اور مجھے امید ہے کہ ایک روز وہ کھڑے ہو کے خطبہ پڑھے گا تو پھر تم اس کی مذمت کدھی نہ کروگے۔ اور اس روز کا بیان گیارھویں سال ہجری میں آئیگا۔ غرض جب کفار مارے گئے سو خبر مکے کو پہنچی تو مکے میں عورات ایک مہینے تک نوحہ کرتے رہے اور ابوسفیان بن حارث جب مکے کو پہنچا ابولہب آکے پوچھا کیا خبر ہے بولا ہم ان سے مقابلہ کئے تو وے ہمارے مالک ہوے سر کا ہم کو چاہے تو مارتے تھے چاہے تو پکڑ لیتے تھے اللہ کی قسم لوگوں کا کچھ قصور نہیں پر گورے گورے آدمیاں ابلق گھوڑوں پر بیٹھ کے آسمان زمین کے بیچ میں الگ کھڑے تھے سو یہ سب کیا کرتے تھے اور ان کا کوئی مقابلہ کر نہیں سکتا تھا۔ عباس کے گھر والے دل سے سب مسلمان تھے سو عبّاس کا غلام ابورافع کہا واللہ وہ فرشتے تھے۔ ابولہب یہ سنتے ہی غصے سے ابورافع کو طمانچہ مارا۔ عبّاس کی عورت ام الفضل غصے میں آکے موسل اٹھاکے ابولہب کے سر پر مارے اور کہے کیا اس کا صاحب نہیں کرکر تو اس کو بے زور سمجھا اور ابولہب اسکے بعد ایک ہفتہ نہیں جیا کہ اسکو برا پھوڑا ہوا تو اس پھوڑے کی بو جسے لگے تو اسکو بھی وہی پھوڑا ہوتا کرکے عربوں کا اعتقاد تھا سو اسکے بچے وغیرہ سب کے سب اسکے نزدیک سے دور ہو گئے اور وہ موا تو تین روز تک میت پڑی رہی آخر گڑھا کھود کے دور دور سے اسکو لکڑیوں سے اس میں ڈھکیلے اور دور دور سے پتھر پھینک کے گڑھا موچے۔ اور رمضان کی پچیسویں کو عصما بنت مروان کے قتل کو جو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتی تھی سو عمیر بن عدی کو روانہ کئے تو وہ صاحب جا کے شب کیوقت اسکو قتل کئے اور اسی مہینے کے آخر کو زکوٰۃ فطرہ دینا مقرر ہوا اور عید الفطر کی نماز پڑھنا مقرر ہوا اور شوال کے مہینے میں ابو عفک یہودی جو حضرت کا دشمن تھا اسکو قتل کرنے سالم بن عمیر کو روانہ کئے تو وہ صاحب جا کے اسکو قتل کئے اور اسی مہینے میں بعضوں کے قول سے قرقرۃ الکدر کا غزوہ ہوا۔ وہ ایک موضع ہے مدینے کے نزدیک۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے آئے بعد مدینے میں سات روز رہ کے سباع بن عرفطہ کو وہاں کا نائب کر کر اور علی مرتضیٰ کے ہاتھ میں نشان مرحمت فرما کر بنی سلیم کے واسطے روانہ ہوئے وہ قوم حضرت کے آنے پر اطلاع پا کر بھاگ گئے سو ان کے پانسو اونٹ کی غنیمت ملی اور یسار چرواہا گرفتار ہو گیا اور حضرت اس مقام میں تین روز رہ کے پھر مدینے کو تشریف لیگئے۔ اور اسی مہینے کے پندرھویں کو بنی قینقاع کر کر جو یہود تھے ان کا غزوہ ہوا۔ وے لوگ سابق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مصالحت کئے تھے۔ جنگ بدر کے بعد ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو نصیحت کئے اور ایمان لانے پر ترغیب دئے تو وے لوگ کہے تم قریش پر غالب آنے سے مغرور مت ہو انکو جنگ کرنے کا سلیقہ نہ تھا اگر ہم سے مقابلہ ہو تو معلوم کروگے کہ مرد کون ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہہ سن کے اغماض کئے۔ اتفاقاً ایک عورت مسلمانوں کی بنی قینقاع کے بازار میں جا کے سنار کے یہاں کچھ زیور تیار کرواتی بیٹھی۔ یہودیاں چاہے کہ اس کا منھ دیکھے پردے عورت منھ نہ دکھائی سنار آہستہ اٹھ کے اسکا تہبند پیٹھ پر باندھ دیا۔ وہ عورت اٹھی تو ننگی نظر آئی۔ یہود ہنسنے لگے اور وہ لگی رونے۔ ایک مسلمان وہاں تھا سو سنار کو جان سے مار ڈالا اور یہودیاں اس مسلمان کو قتل کئے تو یہود و مسلمان میں جنگ کا نقشہ ٹھہرا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں ابولبابہ بن عبد المنذر کو نائب کر کر اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں نشان دیکر ان سے لڑنے نکلے یہودیاں خوف سے قلعے میں جا کے دروازے بند کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلعے کا محاصرہ کئے پندرہ روز تک محاصرہ تھا بعد اللہ تعالے انکے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈالنے

قرقرۃ الکدر کا غزوہ

بنی قینقاع کا غزوہ

سے وہ عاجز ہوکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کئے آپ جیسا فرماتے ہیں
ویسا ہم کو قبول ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب کو قتل کرنا چاہے تب عبداللہ بن اُبَیّ بن
سلول جو یہود کا دوست تھا سو سفارش کرنے لگا حضرت ان کا اسباب اور ہتیار چھین لیکے
انکو زن و فرزند سمیت شہر سے بدر کئے۔ اور اسی سال ذی الحجہ میں غزوۂ سویق ہوا سبب اس کا
یہ ہے کہ بدر کے جنگ کے بعد ابوسفیان قسم کیا تھا کہ جب تک محمدؐ سے بدلا نہ لیوے آپ عورت
پاس نہ جاوے اور سر کے بالوں کو تیل نہ لگاوے اسلئے دو سو آدمی کے ساتھ آکے مدینے سے
تین کوس پر عریض پاس اترا اور خرمے کے چند درخت جلا دیا اور ایک انصاری کو قتل کیا اور
اپنی قسم ادا ہوئی کر کر روانہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے آنے پر اطلاع پاکے مدینے میں
بشیر بن عبدالمنذر کو نائب کر کر دو سو آدمی کے ساتھ اس کا پیچھا کئے۔ کفار کو حضرت کے نکلنے
سے ہیبت ہوئی سو بوجہ کم ہونیکے واسطے سَتّو کے توشہ دان ڈال کے بھاگ گئے تو وہ سَتّو
مسلمانوں کے خرچ میں آیا۔ اسی لئے اس غزوہ کا نام غزوۃ السویق کرکے مشہور ہوا کہ عربی میں ستو
کو سویق کہتے ہیں پھر حضرت ان کا تھوڑے دور تک پیچھا کرکر پانچویں روز مدینے میں داخل ہوے
اور اسی مہینے میں عیدالاضحیٰ کی نماز اور قربانی مقرر ہوئی۔ اور علی مرتضیٰ حضرت بی بی فاطمہ سے ملے

تیسرا سال ہجری۔ ربیع الاول کے مہینے میں محمد بن مسلمہ کے ساتھ چند آدمی دیکے کعب بن
اشرف یہودی کو قتل کرنے روانہ کئے۔ وہ یہودی بدر کا جنگ ہوئے بعد مکے کو جاکے وہاں کے
لوگوں کو حضرت سے جنگ کرنے پر ترغیب دینا اور مسلمانوں کی عورتوں کے حق میں بیتاں بنانا ہجو
کرنا شروع کیا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کعب بن اشرف کو کون ماریگا۔ محمد بن مسلمہ
کہے میں مارتا ہوں لیکن اس سے کچھ بناکے کہنا ضرور ہوگا اسکی اجازت دینا۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے جو دل میں آتا ہے سو کہو پھر محمد بن مسلمہ اور ابونائلہ اور عباد بن بشر اور حارث
بن اوس اور ابوعبس بن جبیر ملکے روانہ ہوئے اور اسکے یہاں جاکے اخلاص سے باتاں کرنے
لگے باتوں باتوں میں اسسے کہے کہ محمدؐ کے آنیسے ہمارے شہر میں بڑی بلا ہوئی کہ تمام عرب سے

ہم کو عداوت ہو گئی۔ اطراف سے اناج وغیرہ آنا موقوف ہوا لوگوں کا قوت چلنا دشوار ہے کعب
یہ سن کے کہا میں تم کو اول ہی جتا دیا تھا پر تم نہ مانے یہ تو کیا آئندہ اس سے زیادہ تم ملول ہوگے
پھر یہ لوگ کہے کہ ہم کو کچھ اناج ضرور ہے قرض دے کہا قرض دیتا ہوں لیکن کچھ چیز گرو رکھو
کہے کیا رکھنا بولا تمھارے بچوں کو گرو دیو کہے بچوں کو گرو میں دان بہت عیب ہے کہ لوگ کہینگے
تم وہی ہیں جو من دو من اناج کے لئے گرو دی پڑے تھے۔ بولا تمھارے عورتوں کو گرو رکھو کہے
تو بہت حسین ہے تیرے پاس عورتوں کو کیسا رکھنا یہ بہت فضیحتی کی بات ہے لیکن ہم ہتیار گرو
رکھتے ہیں کہا بہتر ہے۔ پھر یہ صاحباں شب کو ہتیار لیکے اسکے یہاں گئے اور گھر پہ جا کے پکارے
اٹھکے آنیکا قصد کیا اس کی عورت کہی اتنی شب کو کہاں جاتا ہے کہا وہ میرا دودھ بھائی ابونائلہ
اور فلانے فلانے شخص ہیں۔ عورت کہی تو مت جا کہ انکے آواز سے لہو ٹپک رہا ہے کہا کرم کرنے
والے کو نیزے سے مارنے بلائیں تو قبول کرنا ہے پھر اٹھنے باہر آکر باتاں کرنے لگا۔ اسمیں ابونائلہ
کہے واہ تیرے پاس کیا خوشبوئی ہے کہا میری عورت کو عطر بنانے آتا ہے سو انئے بنائی ہے
کہے مجھے سونگنے دے کہا کیا مضایقہ سونگو سونگے۔ پھر ذرا ٹھہر کے کہے کہ پھر سونگا چاہتا ہوں
تو انئے سر جھکایا بالوں کو اسکے مضبوط پکڑ کے لوگوں کو اشارہ کئے تو تلواراں کھینچ کے اسپر ہاتاں
چلائے اور اس کا سر کاٹ لئے اور حضور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لا رکھے۔ یہ پہلا سر
ہے جو اہل اسلام کے ہاتھ سے کٹ کے حضور میں آیا۔ اور اس پر تلواراں چلاتے وقت آپس میں سے
کسی کی تلوار حارث بن اوس کو لگی تو وہ چلنے سے عاجز ہوئے سو ان کو اٹھا کے لے آئے۔

غطفان کا غزوہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکے زخم پر پھونکے تو وہ زخم درست ہو گیا۔ اور اسی مہینے میں غطفان
کا غزوہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچی کہ ثعلبہ اور محارب کی قوم ذی امر میں جمع ہوتے
ہیں تب حضرت مدینے میں عثمان رضی اللہ عنہ کو نائب کر کر چار سو پچاس آدمی سے بارھویں
کو نکلے۔ جب اس مقام پر پہنچے کفار حضرت کے آنے پر مطلع ہو کے بھاگ گئے پہاڑوں میں چھپ گئے
پھر وہاں مینھ برسا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کپڑے نکالکے سوکھنے ڈالے اور آپ جھاڑ کے

سایہ میں آرام کئے۔ ایک شخص کافروں سے دعثور نام تلوار کھینچ کے حضرت کے سرانے آیا اور بولا
تجھے آج کون بچائے گا حضرت فرمائے اللہ بچائیگا سو جبرئیل علیہ السلام اسکے سینے پر مارے تلوار
اسکے ہاتھ سے گرگئی۔ حضرت وہ تلوار اٹھا لیکے فرمائے تجھے اب کون بچائے گا اس نے کہا کوئی
بچانے والا نہیں تو حضرت اسکی تقصیر معاف کئے اور ان نے اسلام لایا اور حضرت بارہ روز
کے بعد مدینے میں داخل ہوئے اور جنگ نہ ہوا۔ اور اسی مہینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی صاحبزادی بی بی ام کلثوم کا نکاح عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ اور ربیع الآخر میں نجران کا
کا غزوہ ہوا۔ اسکو بنی سلیم کا غزوہ بھی کہتے ہیں۔ حضرت کو خبر پہنچی کہ نجران کے قریب فرع میں بنی سلیم
جمع ہوتے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں ابن ام مکتوم کو نائب مقرر فرما کے
تین سو آدمی کو لیکے نکلے۔ حضرت کے نکلنے کی خبریں سنکے کفار بھاگ گئے جنگ نہوا حضرت
دسویں روز مدینے میں تشریف لائے۔ اور جمادی الآخرہ میں زید بن حارثہ کا سریہ روانہ کئے
کیونکہ قریش بدر کا جنگ ہوئے بعد مارے اندیشے کے شام کو اس راہ سے جانا موقوف کرکر
عراق طرف سے جانا اختیار کئے۔ سو تجارت کو جاکے آتے ہیں کرکر خبر پہنچی تب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم زید کو سو آدمی کے ساتھ روانہ کئے سو قردہ میں پہنچ کے قافلہ پر گرے۔ کفار اسباب چھوڑ کے
بھاگے تو وہ اسباب مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ روپئے کے باسنوں کا وزن تیس ہزار درم تھا۔
مدینے کو لاکے سب اسباب کی قیمت کئے اور خمس بیس ہزار درم نکالے باقی جنگ کو گئے سو
لوگوں میں تقسیم کئے۔ اور شعبان میں حضرت عمرؓ کی بیٹی بی بی حفصہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نکاح کئے۔ اور رمضان کی پندرھویں کو امام حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ اور شوال میں احد
کا غزوہ ہوا۔ بدر کے جنگ میں قریش کی ہزیمت ہوئی اور ان کے اکثر عمدہ لوگ مارے گئے سو
ابوجہل کا بیٹا عکرمہ اور ربیعہ کا بیٹا عبداللہ اور ان کے سوائے دوسرے لوگ جمع ہوکے تجویز
کئے کہ محمد سے جنگ کیا چاہئے اور ابوسفیان کے ساتھ تجارت کا مال جو محافظت سے آیا تھا سو
اس میں سے کچھ لشکر کے اخراجات کیواسطے دینا تب سب اتفاق کرکر اپنا مال اصل لئے اور

بی بی ام کلثوم کا نکاح

نجران کا غزوہ

زید بن حارثہ کا سریہ

بی بی حفصہ کا نکاح

حسن کی ولادت

احد کا غزوہ

منافع جنگ کے سازوسامان کیواسطے دیئے۔ تجارت کے ہزار اونٹ تھے اور مال پچاس ہزار دینار کا تھا اور دینار کو دینار نفع آیا تھا غرض قریش اور بنی کنانہ اور تہامہ کے اکثر لوگ مستعد ہوکے تین ہزار جنگی آدمی نکلے۔ اُن میں سات سو بکتر پوش اور دوسو سوار اور تین ہزار اونٹ اور پندرہ عورت تھے۔ اور حضرت عباسؓ یہ اخبار لکھ کے جلد مدینے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس روانہ کئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو جنگ کی تیاری کا حکم فرمائے پھر کافر کی فوج مدینے کے قریب عینین پہاڑ پاس آکے اتری سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شوال کی دسویں کو جمعہ کے دن لوگوں کو فرمائے میں خواب دیکھا ہوں کہ گایاں ذبح ہوتے ہیں اور ایک بکرے کو مارا ہوں اور میری تلوار ذوالفقار کا دانت جھڑا ہے اور میں اپنا ہاتھ مضبوط بکتر میں ڈالا ہوں سو گایاں ذبح ہونے کی تعبیر میری طرف کے چند لوگ شہید ہوگے اور تلوار کا دانت جھڑنا سو میری قرابت والا کوئی شخص شہید ہوگا اور بکرے کو مارنا سو مخالفوں کا کوئی بڑا لڑویہ مارے جائیگا اور ہاتھ مضبوط بکتر میں ڈالنا سو مدینہ ہے کہ ہم شہر میں رہنا۔ جب دشمناں شہر کے اندر داخل ہوویں تو گھروں پر سے ان کو تیرو پتھر سے مارنا۔ عبداللہ بن ابی بن سلول جو منافقوں کا پیشوا تھا یہی بات پسند کیا لیکن صحابہ میں چند جوانمرد جو بدر میں حاضر نہیں ہوئے تھے سو اپنی جوانمردی معلوم ہونا کرکے عرض کرنے لگے کہ ہم شہر میں رہیں تو کافراں کہیں گے کہ ہم سے ڈرکے میدان میں نہ آئے بہتر ہے کہ میدان میں نکل کے مقابلہ کرنا اور حضرت کے نکلنے پر بہت باعث ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز سے فراغت پاکے لوگوں کو نصیحت کئے اور جنگ کے وقت صبر کرنا اور بہت سی کوشش کرنا کرکے تاکید کئے اور یہ بھی فرمادئے کہ اگر تم صبر کروگے تو تم کو فتح ہوگی اور جنگ کو نکلنے کے واسطے تیار رہو اور آپ عصر کی نماز جماعت سے پڑھ کے محل میں تشریف فرمائے پھر لوگ نکلنے کی خوشی کرنے لگے۔ سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر لوگوں کو کہے کہ تم نکلنے واسطے جو ضد ہوئے سو بہت بیجا کئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جیسی مرضی تھی ویسا ہی کرنا۔ غرض لوگ منتظر تھے کہ اس عرصے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکتر پہنکے تلوار باندھ کے نکلے۔ لوگ نادم ہوکے عرض

کئے یا رسول اللہ ہم کو آپ کی مخالفت کرنا کسی وقت میں روا نہیں حضور کی مرضی مبارک جیسی ہے ویسا ہی کرنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کہ نبی کو نہیں پہنچتا کہ پہنے سو کبتر کو پھر نکالے جب تک کہ اللہ تعالی اسکے اور دشمن کے بیچ فیصلہ نکرے۔ پھر مہاجرین کا نشان مصعب بن عمیر کے ہاتھ میں اور اوس کا نشان اسید بن حضیر کے حوالے اور خزرج کا نشان حباب بن منذر پاس دئے اور مدینے میں ابن ام مکتوم کو نائب کئے اور ایک ہزار کی جمعیت سے نکلے شوط کو جب پہنچے عبد اللہ بن ابی بن سلول جو بڑا منافق تھا کہا میری بات نہ سُنے ہم مفت میں جان کیا واسطے دیں اور اپنے تین سو تابعدار کو لیکے پھر گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سحر کے وقت احد پہاڑ کے دامن میں جا اترے اور صبح کی نماز جماعت سے ادا کر کر بکتر پر دوسرا بکتر پہنے اور سر پر خود رکھے اور عبد اللہ بن جبیر کے ہمراہ پچاس تیر انداز دیکے پہاڑ کی جانب میں ایک موقع پر کھڑا کر کے فرمائے تم کو میں جب تک نہ بلواؤں تم یہاں سے مت سرکو اگرچہ ہم سب مارے جاویں یا ہم کو جانور لیکے پرواز کریں یا ہم غالب ہو کے دشمنوں کو کھندل دیں۔ بعد صفاں آراستہ کر کر مقابلہ میں آئے اور کفار عینین پہاڑ کے پاس مدینے کے مقابل اترے تھے سو نشان طلحہ بن ابی طلحہ کے حوالے کئے اور برنغار پر خالد بن ولید کو اور جونغار پر عکرمہ بن ابی جہل کو متعین کر مقابلہ میں کھڑا رہے کفار کی طرف سے اول جنگ شروع کیا سو ابو عامر اوس کے قبیلے والا تھا جو پیش از بعثت کے عبادت بہت کرتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں کر کے کہا کرتا اور بعد حضرت پر ایمان نہ لاکے قریش کی رفاقت اختیار کیا تھا اور حضرت اس کو فاسق کہا کرتے۔ سو اوس کے پچاس غلام لیکے مکے کو گیا اور قریش کو جنگ کرنے پر ترغیب دیا اور اُن سے وعدہ کیا کہ میری قوم سے جب ملاقات کروں تو اُن سبھوں کو میری طرف پھیر لوں جب صفاں کھڑے سو دیکھا تو پکارا اے اوسیو میں ابو عامر ہوں اوسیاں کہے اے فاسق اللہ تیری آنکھ ٹھنڈی نہ کرے یہ سن کے کہا میرے بعد میری قوم بگڑ گئی اور وہ اسکے ساتھ کے غلاماں تیروں سے اور پتھروں سے مسلمانوں کو مارنے لگے۔ مسلمان بھی اسکو تیرں لگے مارنے۔ ابو عامر جنگ

کی تاب نہ لا کے بھاگا۔ ہند عتبہ کی بیٹی اور دوسرے عورتاں دف بجا کے دلیر ہونے کے بیتاں
پڑھنے لگے۔ پھر جنگ گرم ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں ایک تلوار تھی
سو فرمائے اس تلوار کو لیکے کون اس کا حق ادا کرے گا۔ کئی شخص اسکو لینا چاہے پر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انکے حوالے نہیں فرمائے۔ بعد سماک بن خرشہ جو ابو دجانہ کرکے مشہور تھے عرض
کئے یا رسول اللہ اس تلوار کا حق کیا ادا کرنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے دشمنوں کے
مقابل سیدھے اتنا جنگ کرنا کہ وہ خم جاوے۔ انھوں نے عرض کئے یا رسول اللہ میں اس کا حق ادا
کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلوار کو انکے حوالے کئے۔ وہ بڑے جوانمرد تھے۔ ایک سرخ
پیٹھا نکال کے اپنے سر پر باندھے یہ دیکھ کے انصار کہنے لگے ابو دجانہ موت کیواسطے مستعد ہوا ہے
پھر یہ صاحب کافروں کے مقابل ہو کے لڑنے لگے۔ قریش کا نشان بردار طلحہ بن ابی طلحہ پکارا میرے
سے کون مقابلہ کرتا ہے۔ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نکل کے اسکو قتل کئے اور حضرت خواب میں ٹگر
بکری کو مارے تھے سو اس سے یہی شخص مراد تھا۔ پھر کافروں کا نشان اس کا بھائی عثمان لیا۔
حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اسکو تلوار کا ایک ہاتھ لگائے سو اس کا ہاتھ اور بازو اور پسلیاں کٹ کے
پھیپھسا نظر آنے لگا اور نشان ابو سعد بن ابی طلحہ لیا اسکو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تیر مار کے
قتل کئے۔ مسافع بن طلحہ نشان لیا تو اسکو تیر مار کے عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ قتل کئے۔ پھر حارث
بن طلحہ نشان لیا تو اس کو بھی عاصم قتل کئے بعد کلاب بن طلحہ لیا تو اسکو زبیر رضی اللہ عنہ قتل کئے
پھر جلاس بن طلحہ لیا اسکو طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ قتل کئے پھر ارطاۃ بن شرحبیل لیا اسکو حضرت
حمزہ رضی اللہ عنہ قتل کئے پھر شرحبیل بن ابی قارظ لیا اسکو کسی نے مارا پھر صواب کرکر ایک غلام
تھا سو لیا تو اسکو قزمان قتل کیا۔ کافروں میں بڑا ایک شجیع تھا سو ابو دجانہ کے مقابلہ میں آیا ابو دجانہ
اسکو قتل کئے اور حنظلہ رضی اللہ عنہ ابو سفیان کے مقابلے میں آئے شداد بن اوس کمین سے آکے
ان کو شہید کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے حنظلہ کو فرشتے غسل دیتے ہیں انکی عورت سے
ان کا احوال دریافت کئے تو کہے وہ جنب تھا جنگ ہوتا ہے سو سن کے غسل نہ کرکے جلدی سے

آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اسی واسطے فرشتے اسکو غسل دیتے ہیں اور حمزہ رضی اللہ عنہ
چند شخص کو مار کے عبد العزیٰ کا بیٹا سباع جسکی ماں مکے میں عورتوں کی ختنہ کیا کرتی تھی سو اس کو
بولے بظر کاٹنے والی کا بیٹا ادھر آ اُنّے مقابل ہوا حضرت حمزہ اسکو قتل کئے وحشی حبشی جبیر بن مطعم
کا غلام پتھر کے پیچھے چھپ کے حمزہ کو تکتا بیٹھا تھا سو اپنے داؤ میں آتے ہی حضرت کو حربہ پھینک کے
مارا سو شکم سے پار ہو آپ کو شہید کیا۔ غرض حضرت حمزہ اور علی مرتضیٰ اور طلحہ اور ابو دجانہ اور انضر بن
انس اور سعد بن الربیع رضی اللہ عنہم جنگ میں بہت کوشش کئے شجاعت کا داد دئیے۔ آخر اللہ تعالیٰ
مسلمانوں کو فتح دیا کافروں کو ہزیمت ہوئی اور بھاگنے لگے۔ بعضے لوگ غنیمت لوٹنے طرف متوجہ
ہوگئے۔ وے تیر اندازاں کہ جن کو حضرت درے سے کافراں نہیں آنے واسطے کھڑے کروائے
تھے اور دو تین بار کافراں ادھر سے آنیکا قصد کئے تو وے انکو تیراں مار کے ہٹا دئے تھے سو
کہنے لگے کہ اب فتح ہوا ہم یہاں کیا واسطے رہنا چلو ہم بھی انکے شریک ہو دیں۔ عبد اللہ بن جبیر انکے
سردار کہے کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا تاکید کئے تھے تم یہاں سے نکلنا مناسب نہیں وہ
لوگ نہ مان کے نکلے اور عبد اللہ بن جبیر دس آدمی سے رہ گئے اور وے تیر اندازاں قریب ہوتے
سو دیکھکے ابلیس پکارا پیچھا سنبھالو مسلماناں انھوں کو غنیم کے لوگ سمجھ کے مارنے لگے اتنے میں
پہاڑ کا راستہ خالی دیکھ کے خالد بن ولید مشرکوں کی برنغار کی فوج اور عکرمہ جو رنغار کی فوج لیکے ادھر
سے آئے اور اس دس شخص کو قتل کرکے سر پر پہنچے دونوں لشکر مخلوط ہوگئے اور اپنا شعار بھول گئے
اور مصعب بن عمیر جو مسلمانوں کا نشان اٹھائے تھے انکو ابن قمیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں سمجھ کے
مارا اور پکارا میں محمد کو مارا ہوں لوگوں میں نہایت اضطراب ہوا ایک جماعت بھاگ کے مدینے
کی راہ لی۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ بھی انھیں میں تھے اور بعضے لوگ کہے اب ہمارا یہاں کیا کام ہے
اپنی قوم پاس جاکے انکی وساطت سے قریش سے امان لینا' اور جن کا ایمان قوی تھا وہ کہے اگر
محمد صلی اللہ علیہ وسلم مارے جائے تو کیا ہوا ہم ہمارے دین واسطے لڑنا ضرور ہے کرکر جنگ سے ہاتھ
نہ رکھے اور عمر فاروق اور چند مہاجر و انصار ایک مقام پر اکٹھا ہوکے مقابلہ کرتے ہوئے کھڑے رہے

اور ابوبکر صدیق اور ابو عبیدہ اور چند صحابہ اپنے اپنے مقام پر ثابت قدم رہ کے جنگ کرنے لگے
اور ایک فرشتہ مصعب کی صورت سے وہ جھنڈا اٹھالیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
مہاجرین سے دو شخص تھے طلحہ اور سعد اور انصار سے سات شخص ابو دجانہ اور حباب بن المنذر
اور عاصم بن ثابت اور حارث بن صمہ اور سہیل بن حنیف اور اسید بن حضیر اور سعد بن معاذ پھر
ابوبکر اور علی اور عبد الرحمن بن عوف اور زبیر اور ابو عبیدہ اور مالک بن سنان آئے اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر ستر زخم لگے اور عتبہ بن ابی وقاص پتھر پھینکا سو حضرت کو لگ کے
روبرو کا دندان مبارک ٹوٹ گیا اور عبد اللہ بن شہاب زہری کے مارے حضرت کی پیشانی
پھوٹ کے خون جاری ہوا حضرت فرمائے کیوں بھلائی پاوے گی قوم جو اپنے نبی کے ساتھ یہ کام
کئی سو اللہ تعالی حضرت کو ایسا کہنے سے منع کیا اور یہ آیت نازل کیا لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ
شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْهِمْ اَوْ یُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ یعنی تیرا اختیار کچھ نہیں یا انکو
توبہ دیوے یا ان پر عذاب کرے کہ وے ناحق پر ہیں۔ پھر بعد حضرت خون کو پوچھتے تھے اور فرماتے
تھے خدایا میری قوم کو بخش کیونکہ وے جانتے نہیں اور فرمائے خون اسلئے پوچھتا ہوں کہ اگر زمین
پر میرے خون کا کوئی قطرہ پڑے تو آسمان سے ان پر عذاب پڑے گا۔ اور ابن قمئہ کے مارے
رخسار مبارک زخمی ہوا اور خود کے دو کڑیاں اس میں دھنس گئے اور ابو عامر فاسق جو پیش از جنگ کے
گڑھے کھود دیا تھا سو اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گر گئے علی مرتضے رضی اللہ عنہ حضرت کا
دست مبارک پکڑنے اور طلحہ پیچھے آکے اٹھانے سے حضرت سیدھے ہوکے کھڑے ہوے مالک
بن سنان رضی اللہ عنہ حضرت کی پیشانی پر کا لہو چوسے سو حضرت انکو فرمائے میرا لہو جس کے
خون کے ساتھ ملے گا تو اس کو آتش دوزخ نہ لگے گی اور ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ وہ
دونوں کڑیوں کو اپنے دانتوں سے کھینچ کے نکالے سو انکے دو دانت گر گئے اور کعب کی بیٹی ام عمارہ
بھی جنگ کئی اور اسکی گردن کو ایک زخم لگا اور ابو دجانہ حضرت کے روبرو کھڑے تھے جب کوئی
تیر مارا تو اپنے اوپر لے لیتے اور حضرت سعد بن ابی وقاص کو تیراں اٹھا کے دیا کرتے تھے اور

رسول اللہ کا دندان مبارک شہید ہونا

رخسار مبارک کا زخمی ہونا

فرماتے تھے مار میرے ماں باپ تیرے پر سے فدا ہیں اور قتادہ بن نعمان کی آنکھ مارنے نکل
پڑی اسکو لیکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے حضرت اپنے دست مبارک سے اس آنکھ کو لگادئے
پھر اول سے بہتر آنکھ آئی اور کلثوم بن الحصین کے حلق میں تیر لگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو
اپنا لعاب شریف لگائے تو وہ درست ہوگیا اور تفرقے کے بعد اول جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو سمجھے سو کعب بن مالک تھے (رضی اللہ عنہ) دیکھے کہ چشم مبارک خود کے نیچے سے چمک رہے
ہیں سو خوشی سے پکارے اے مسلمانوں خوش ہو دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم ان کو کہے خاموش رہ۔ پھر مسلمانان حضرت کو دیکھ کے جمع ہونے لگے سو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ایک جماعت کیساتھ پہاڑ پر چڑھنے واسطے چلے۔ ابی بن خلف حضرت زندہ
ہیں سو سنکے حضرت طرف چلدیا اور کہتا تھا کہ محمد کہاں ہے اُن بچا تو میں نہیں بچتا چند صاحب
اسکو مارنے کا قصد کئے حضرت انکو منع کئے اور فرمائے اسکو آنے دیو جب قریب پہنچا حارث
بن صمہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے حربہ لیکے اسکے ہنسلی کے ہاڑ پر جو خود و بکتر کے درمیان سے دستا
تھا مارے وہ ملعون گھوڑے پر سے گر گیا اور بہت بیقراری کرنے لگا بولنے لگا میں مرتا ہوں لوگ
کہے زخم تو کچھ زیادہ نہیں لگا اتنی بیقراری کیوں کرتا ہے کہا محمد مجھے مکے میں کہتا تھا کہ تجھے ماروں گا
اللہ کی قسم مجھ پر تھوکتا تو میں مرجاتا اور اس زخم کا درد ذوالمجاز کے تمام لوگوں پر بانٹے تو سب
مرجادینگے۔ اس ہی درد سے سرف کو پہنچ کے مرگیا اور کافروں کی ایک جماعت پہاڑ پر چڑھنا
چاہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یا اللہ کفار ہم سے اوپر ہونا مناسب نہیں۔ عمر رضی اللہ
عنہ مہاجرین کی ایک جماعت ساتھ لے انکو مار اتارے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ
پر چڑھنا چاہے تو بکتروں کے بوجھے اور زخموں کے تعب سے چڑھ نہیں سکے آخر طلحہ رضی اللہ عنہ
بیٹھنے سے حضرت انکی پشت پر پاؤں رکھ کے سوار ہوئے اور فرمائے طلحہ اپنے واسطے جنت
واجب کرلیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز بیٹھ کے ادا کئے اور ابوسفیان کی عورت عتبہ کی
بیٹی ہند اپنے ساتھ کے عورتوں کو لیکے مسلمانوں کی ناک کان کاٹ کے ہار پرائی اور حضرت حمزہ

ابوسفیان سے مکالمہ ہونا

رضی اللہ عنہ کا پیٹ چیر کے کلیجہ چابی۔ اور ابوسفیان نمود ہو کے پوچھا کیا ان لوگوں میں محمد ہے۔
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جواب مت دیو پھر پوچھا کیا انھوں میں ابی قحافہ کا بیٹا ہے۔
حضرت فرمائے جواب مت دیو۔ پھر پوچھا کیا انھوں میں خطاب کا بیٹا ہے حضرت فرمائے
جواب نہ کہو پھر کوئی جواب نہ دینے سے کہا کہ یہ سب مارے گئے اگر زندہ ہوتے تو جواب دیتے
عمر رضی اللہ عنہ خاموش نہ رہ سکے کہے اے عدو اللہ تو جھوٹا ہے کہ جن کے ناماں لیا سو
وے سب جیتے ہیں تجھے رسوا کرنیوالوں کو اللہ باقی رکھا۔ ابوسفیان اپنی دیو کی تعریف میں بولا
أُعْلُ هُبَلْ أُعْلُ هُبَلْ یعنی ہبل دیو اونچا ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جواب کیوں
نہیں دیتے۔ عرض کئے ہم کیا جواب دیں فرمائے کہو اَللّٰهُ أَعْلٰى وَأَجَلُّ اللہ بہت اونچا
اور بڑا ہے۔ پھر بولا لَنَا الْعُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ یعنی ہم کو عزیٰ دیو تن ہے تم کو عزیٰ نہیں۔
حضرت فرمائے کہو اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ یعنی اللہ ہمارا رفیق ہے اور تمکو رفیق نہیں
ابوسفیان کہا یَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ وَالْحَرْبُ سِجَالٌ یعنی یہ روز بدر کے روز کے درعوض ہے
اور جنگ کے نوبتاں ہیں اور تم دیکھوگے مُردوں کے ناک کان کٹے ہوئے حالانکہ میں اس کا
حکم نہیں کیا اور وہ کام مجھے برا بھی نہ لگا اور عمر رضی اللہ عنہ کو کہا تم سے کچھ کہتا ہوں ذرا ادھر آو۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جا کے سنو کیا کہتا ہے۔ عمر جاتے ہی قسم دیکے پوچھا سچ کہو کیا
محمد مارے گیا۔ کہے حضرت سلامتی سے ہیں اور تو باتاں کرتا ہے سو سنتے ہیں ابوسفیان کہا کہ
ابن قمئہ کہا تھا کہ محمد کو مارا ہوں لیکن مجھے اسکی بات سے تیری بات کا اعتبار ہے۔ بعد ابوسفیان
وہاں سے پھرا اور جاتے جاتے یہ کہدیا اب ہمارا تمھارا مقابلہ بھی اگلے سال ہے حضرت فرمائے
کہو بہتر ہے۔ جب کفار وہاں سے نکلنے کا تہیہ کئے سو مسلمانوں کو اضطراب ہوا کہ شاید یہ مدینے
کو جادینگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو فرمائے تم جا کے دیکھو کہ اگر وے
اونٹوں پر سوار ہو کے گھوڑوں کو کنارے کرتے ہیں تو مکے کا قصد ہے اگر گھوڑوں پر سوار ہو کے
اونٹوں کو چھوڑ دیتے ہیں تو مدینے کو جاتے ہیں قسم ہے اسی کی جو میری جان اسکی قدرت میں ہے

اگر مدینے کو جائیں گے تو میں بھی جاکے ان کا مقابلہ کروں گا۔ علی مرتضیٰ دیکھ کے آکر عرض کئے کہ اونٹوں پر سوار ہیں اور گھوڑوں کو بازو سے رکھے ہیں اور مکے کا راستہ لئے ہیں۔ جب جنگ سے فراغت ہوئی لوگ اپنے مردوں کی تلاش کرنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سعد بن الربیع کا کیا حال ہے دریافت کرو۔ ایک صاحب انصار کے ان کو دیکھنے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ زخماں لگے پڑے ہیں اور کچھ جان باقی ہے۔ وہ صاحب کہے مجھے تم کو دیکھنے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے ہیں۔ سعد کہے میری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرکے کہو اللہ تعالیٰ آپ کو نیک جزا دیوے اور انصار کو کہو کہ تمھارا ایک شخص بھی زندہ رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دشمن حملہ کرے سو اس کو دفع نکرے تو اللہ تعالےٰ کے یہاں اس کا عذر مقبول نہوگا یہ کہے سو تھوڑے وقت میں ان کا روح قبض ہوا اور وہ کیفیت حضور میں حضرت کے وہ صاحب عرض کئے۔ حضرت اُن کو بہت دعا دئے۔ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ کو دیکھنے واسطے نکلے سو اُن کا پیٹ چیرے ہوئے اور ناک کان کاٹے ہوئے دیکھے اور فرمائے مجھے کسی مقام میں اتنا غصہ نہ آیا جو یہاں آیا ہے۔ اللہ کی قسم اگر قریش پر دستیاب ہوگا تو اسکے درعوض ان کے ستر آدمی کو مثلہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ یہ آیت نازل کیا۔ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ یعنی اور اگر بدلا دو تو بدلا دو اسقدر جتنی تم کو تکلیف پہنچی اور اگر صبر کرو تو یہ بہتر ہے صبر والوں کو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے میں صبر کیا اور اون کے بدلے سے درگزرا اور شہیدوں کو دیکھ کے فرمائے یا اللہ میں گواہ ہوں ان کا اور فرمائے یہ سب لوگوں کے واسطے قبراں علیحدہ علیحدہ کھودنا دشوار ہے دو دو شخص کو ملاکے ایک قبر میں دفن کرو اور جنے قرآن زیادہ پڑھا ہے اسکو آگے کرو اگر صفیہ کا غم زیادہ ہونے کا اور لوگوں میں سنت جاری ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں حمزہ کو دفن نہ کرتا ویسا ہی اسکو چھوڑ دیتا تا پرندوں اور درندوں کے پیٹ سے اس کا حشر ہووے پھر حضرت حمزہ کو اور انکے بھتیجے عبداللہ بن جحش کو ایک ہی قبر میں دفن کئے۔ اور انس بن النضر پر اتنے زخم لگے

تھے کہ وہ پہچانے نہیں جاتے تھے مگر اُن کی بہن ان کے انگلیوں کو دیکھ کے سمجھی اور مصعب جنکا باپ عمیر بڑا مالدار تھا سو دنیا کا خیال نہ کرکے وہ سب مال ترک کر مسلمان ہوئے تھے سو اسی جنگ میں شہید ہوئے ان کے بدن پر ایک چادر سے زیادہ نہ تھا سر ڈھانپتے تو پاؤں وستے پاؤں ڈھانپتے تو سر وستا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا یہ حال دیکھ کے آنکھوں میں اشک بھر لائے اور فرمائے چادر سر پر اوڑھاؤ اور پاؤں پر گھانس ڈالو اور مدینے میں خبر مشہور ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مارے گئے بیبیاں سن کے وہاں سے دیکھنے نکلے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بھی تشریف لائے اور حضرت کے زخموں کو دھونے لگے۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ڈھال میں پانی لے آتے تھے لہو بند نہیں ہوتا سو دیکھ کے بی بی حصیر جلا کے اس پر داب لے اور کفار کے تیئیس آدمی داخل جہنم ہوئے اور ایک شخص ابو عزہ اسیر ہوا۔ وہ مردود بدر کے جنگ میں اسیر ہوا تھا تو اس کو دوسرے بار جنگ میں نہ آنا کر کر شرط لیکے چھوڑ دئے تھے آخر شرط پر نہ رہ کے پھر آیا تھا سو اسیر ہو کے کہنے لگا یا محمد میری بیٹیوں کو پالنے مجھے چھوڑ دے حضرت فرمائے کیا تجھے اس لئے چھوڑوں کہ مکے کو جا کے موچھوں پر تاؤ دیکر لوگوں میں بولتا پھرے کہ میں محمد کو دو بار دغا دیکے آیا ہوں۔ مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں کٹا لیتا پھر اسکو قتل کر ڈالے اور ابن قمئہ حضرت کو مارتے وقت یہ کہا تھا خُذْھَا وَاَنَا ابْنُ قِمَئَةَ یعنی یہ مار لے میں قمئہ کا بیٹا ہوں حضرت اسکو کہے اَقْمَاكَ اللّٰهُ یعنی اللہ تجھ کو ذلیل کرے۔ جنگ سے گئے بعد ابن قمئہ اپنے بکریوں کو چرانے پہاڑ پر گیا سو ایک بکرا اس کو ٹکر مار کے پہاڑ پر سے گرا دیا تو اسکے اعضا ٹوٹ کے مر گیا القصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہیدوں کو دفن کرکے پھرے۔ راہ میں حضرت کی پھوپیری بہن جحش کی بیٹی حَمنہ ملی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بی بی سے کہے تیرا بھائی عبداللہؓ مارا گیا۔ کہی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اللہ اسکو بخشے۔ بعد حضرت فرمائے تیرا ماموں حمزہؓ بھی شہید ہوا تد بھی ویسا ہی کہی بعد فرمائے تیرا شوہر مصعب مارا گیا یہ سنتے ہی صبر نہ لا کے بے اختیار رونے لگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے دیکھو عورت کو مرد سے کیا الفت رہتی ہے بھائی اور ماموں

ابن قمئہ کا انجام

جانب مدینہ روانگی

مرے سوسن کے صبر کی پر مرد موا سوسن کے صبر کر نہ سکی۔ اور حضرت حمزہ کی لڑکی فاطمہ راہ پر آکے
کھڑی ہوئی اور لوگاں ٹکڑیاں باندھ کے آتے سو دیکھ کے اپنے والد بزرگوار کو تالاش کئی تو دیکھی
اور صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو پوچھی میرے باپ کہاں ہیں کہ دستے نہیں۔ صدیق کی انکھ
اشک سے بھر آئی پر اسکو جواب ایسا کہے کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں
جب حضرت کی سواری پہنچی اپنے باپ نہیں سو دیکھ کے جانور کی باگ پکڑی اور عرض کئی یا رسول اللہ
میرا باپ کہاں ہے حضرت فرمائے ہیں تیرا باپ رہوں گا وہ کہی اس بات سے خون کی باس
آتی ہے اور رونے لگی صحابہ بھی اس کو دیکھ کے رونے لگے کہی یا رسول اللہ میرا باپ کیسا شہید
ہوا سو بیان کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے بیٹی اگر میں اس کا احوال بیان کروں تو تجھے
برداشت نہ آئے گا اس غریب کا رونا اور پلانا زیادہ ہوا۔ اور بنی دینار کے قبیلے والی ایک عورت
راہ میں منتظر کھڑی تھی لوگ اسکو اطلاع کئے تیرا باپ اور بھائی اور مرد شہید ہوئے تو کہی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں سو مجھے کہو لوگ جواب دئے حضرت خیریت سے آتے ہیں سو حضرت کو
دیکھ کے کہی یا رسول اللہ تمھاری سلامتی کے آگے دوسرے مصیبتاں کچھ نہیں۔ جب حضرت عبد الاشہل
کے گھروں پر سے گذرے تو عورتوں کے رونے اور پلانے کا آواز آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
آپ بھی رو کے فرمائے مگر حمزہ پر کوئی رونے والا نہیں۔ سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر یہ بات
سن کے اپنی قوم کی عورتوں کو تاکید کئے کہ تم جا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا پر روو پلاؤ
وہ سب بیبیاں مسجد کے دروازے پر آ کے حضرت حمزہ پر پلانے لگے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ان کا آواز سن کے پوچھے کیا ہے وہ عرض کئے حمزہ پر روتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان کو
دعا دیکے رخصت کئے اور اس رونے مُردے پر پلانے سے منع فرمائے۔ اور اس جنگ کے
دوسرے روز حمراء الاسد کا غزوہ ہوا اس کا سبب یہ تھا کہ قریش کے کفار جنگ سے پھر کر چلے تو راہ
میں ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگا کہ فتح ہم کو ہوتے ہوئے انکو چھوڑ کے آنا بہت نادانی
ہے انھوں کے سب سردار موجود ہیں آیندہ بھی جنگ کے واسطے مستعد ہو کے آئینگے ہم انکی بستی

سال غزوہ حمراء الاسد

میں جاکے بارثانی سبھوں کو قتل کرنا۔ یہ کیفیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی حضرت یکشنبہ کے روز
صبح ہی لوگوں کو حکم کئے کہ جنگ کے واسطے مستعد ہوکے جلد نکلنا اور کل کے روز جو شخص جنگ میں
حاضر تھا وہی آنا دوسرا نہ آنا مسلمانان باوجود قلت کے اور زخمی رہنے کے جنگ کو نکلنے جمع ہوئے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں ابن ام مکتوم کو نائب کرکر کل ہی کا نشان جو اسکو ہنوز کھولے
نہ تھے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ دیکر ستر آدمی کسے جو کل کے روز جنگ کئے تھے نکلے طلحہ رضی اللہ
عنہ کو ستر زخم لگے تھے اور انگلیوں پر زخم تھے اور ہاتھ ضایع ہوا تھا اور عبدالرحمن بن عوف رض کو
بیس زخم سے زیادہ تھے اور ایسے ہی اکثر لوگ زخماں کھائے تھے لیکن خدا اور رسول کا حکم نہ ٹال
کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوئے اور حمراء الاسد میں جو مدینے سے سات میل پر تھا جاکے
اترے اور تاکید کئے شب کو چولھے بہت سلگاؤ تا کافروں پر رعب پڑے سو پانسو چولا سلگائے
پھر خزاعہ کی قوم کا ایک سردار معبد بن ابی معبد اس کا نام ہنوز ایمان نہ لایا تھا یا ایمان لایا تھا ان اور
اسکی تمام قوم حضرت کی دوستی میں تھی سو حضرت سے ملاقات کرکر ابوسفیان پاس گیا اور روحا
میں اس سے ملاقات کیا دیکھا تو ان کا ارادہ پلٹ کے آنیکا ہے۔ ان سے کہا میں دیکھا محمد کو
بڑی جمعیت سے آتا ہے ان کے جو لوگ جنگ میں حاضر نہیں ہوئے تھے سو وہ بھی پشیمان ہوکے
بدلا لینے آتے ہیں ابوسفیان کہا کیا سچ ہے تو بولے واللہ سچ کہتا ہوں تو یہاں سے نہیں نکلے
تک انکے گھوڑے نمود ہونگے۔ ابوسفیان کو نہایت اندیشہ ہوا اور وہاں سے کوچ کرکر آگے روانہ
ہوا اور اپنے اس ارادہ سے باز آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام میں تین روز رہ کے
چوتھے روز مدینے کو تشریف لائے۔ چوتھا سال ہجری۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ
خویلد کے بیٹے طلیحہ اور سلمہ حضرت سے جنگ کرنے لوگوں کو جمع کرتے ہیں سو محرم کے غرتے کو ابوسلمہ
بن عبدالاسد کے ساتھ ڈیڑھ سو آدمی دیکے روانہ کئے اور تاکید فرمائے تم راہ کترا کر جاکے ان کو
غارت کرو۔ یہ لوگ ویسا ہی جاکے انکے جانوروں کو لوٹ لئے تین شخص ان کے اسیر ہوئے باقی
بھاگ گئے۔ اور محرم کی پانچویں کو دوشنبے کے روز عبداللہ بن انیس کو روانہ کئے اور فرمائے تم

ابوسلمہ کا مہم طلیحہ پر پہنچنا

عبداللہ بن انیس کا مہم پر جانا

عرنہ کو جاؤ وہاں خالد ہذلی کا بیٹا سفیان لوگوں کو مسلمانوں سے جنگ کرنے جمع کر رہا ہے اس کو قتل کرو۔ عبداللہ بن انیس عرض کئے اسکی نشانی کیا ہے۔ حضرت فرمائے نشان یہی ہے کہ تو اسکو دیکھتے ہی تجھ پر اسکی ہیبت ہوگی۔ عبداللہ نکل کے اس مقام پر پہنچ کر اس سے ملاقات کئے عبداللہ کو کسی کے دیکھنے سے خوف نہیں ہوتا تھا سو اسکو دیکھتے ہی ان کو خوف ہوا۔ غرض سفیان نے انکو دیکھ کے پوچھا تو کون ہے۔ کہے میں خزاعہ کے قبیلے والا ہوں سنا ہوں کہ تو محمد سے جنگ کا ارادہ رکھا ہے سو میں آیا ہوں تا تیرا شریک رہوں۔ انکے باتاں اسکو خوش لگے سو انکو اپنے پاس رکھا۔ فرصت کا وقت دیکھ کے اس کا سر کاٹ لیکے بھاگے اور ایک غار میں جا کے چھپے مکڑی اس کے منہ پر جالا باندھی لوگ جستجو کر کر گئے بعد عبداللہ نکل کے مدینے کو آئے اور اس کا سر حضرت کے روبرو رکھے۔ اور صفر کے مہینے میں عضل اور قارہ کے قبیلے والے چند شخص آکے عرض کئے ہماری قوم مسلمان ہوئی ہے انکی تعلیم واسطے کسی کو روانہ کرنا سو حضرت عاصم بن ثابت کیساتھ نو شخص کو کر کر روانہ فرمائے عسفان کے نزدیک پانی جس کا نام رجیع تھا پہنچے۔ ہذیل کے قبیلے والوں کو ان کے آنے پر اطلاع ہوئی سو سو شخص تیر انداز ڈھونڈھنے نکلے اور مدینے کے خرمے کے تخم کو دیکھ کے کہے یہ یثرب کے خرمے کے تخم ہیں وہ لوگ یہاں ہی ہونگے اور صحابہ ایک غار میں چھپکے تھے سو ان کو گھیر لیکے کہنے لگے ہم تم کو مارتے نہیں تم ہماری پناہ میں آؤ۔ عاصم اور چھے شخص کہے ہم کافروں کی پناہ میں نہیں آتے۔ کفار ان کو سمجھانے لگے آخر راضی نہیں ہوتے سو دیکھ کے انکو تیروں سے قتل کئے باقی کے تین شخص کو عہد کر کے نکالے غار سے نکلے بعد کمانوں کے چلّے اتار کر انکو باندھنا چاہے۔ ان تینوں صاحبوں میں سے ایک صاحب کہے یہ پہلی دغا ہے اب میں تمھاری پناہ میں نہیں آتا اسکو بھی مارے۔ خبیب اور زید بن الدثنہ دو شخص رہ گئے سو انکو لیجا کے مکے میں بیچے اور عاصم رضی اللہ عنہ مرتے وقت دعا کئے یا اللہ میرے بدن کو کافروں کا ہاتھ مت لگنے دے اور ہماری خبر تو اپنے رسول کو پہنچا۔ جبرئیل آکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کئے۔ حضرت لوگوں کو اسی وقت انکے احوال پر اطلاع دئے اور عاصم کافروں

کے بڑے سردار کا سر کاٹے تھے تو اس کافر کی ماں نذر کئی تھی کہ اگر وہ ہمارے دستیاب ہو تو اس کی کھوپری میں شراب پیونگی اور اس کا سر جس نے لا دیا تو اسکو سو اونٹ دیونگی اس لئے کافراں چاہے کہ ان کا سر کاٹ لیں لیکن اللہ تعالیٰ شہد کے مکھیوں کو بھیجا تا عاصم کے گرد آکے جمع ہوئے اور ان کے پاس کوئی جا نہ سکا۔ کہئے پھر آکے لیجاوینگے سو اللہ تعالیٰ پانی کی سیل بھیجا اور ان کا جسد پانی کے ساتھ جاتا رہا۔ اور خبیب بن عدی بدر کے جنگ میں حارث بن عامر بن نوفل کو مارے تھے سو ان کو مکے میں لیجا کے حارث بن عامر کے بچوں پاس بیچے اور زید بن الدثنہ امیہ بن خلف کو مارے تھے سو اس کا بیٹا صفوان خرید کیا اور ان دونوں کو قید میں رکھ کے حرام مہینے گزرے بعد انکو قتل کئے۔ حارث کی بیٹی کہا کرتی تھی میں خبیب سے بہتر قیدی نہیں دیکھی لوہے کے بیڑیوں میں تھا اور انگور کھایا کرتا تھا حالانکہ وہ انگور کا موسم نہیں تھا مگر اللہ اس کو غیب سے دیتا تھا۔ القصہ خبیبؓ کو مارنے مکے کے حرم سے باہر نکالے تو خبیب رضی اللہ عنہ کہے مجھے چھوڑو میں نماز پڑھتا ہوں، پھر دو رکعت نماز پڑھکے کہے میں زیادہ نماز پڑھتا لیکن تم سمجھیں گے کہ موت سے ڈر کر نماز پڑھتا ہے اسلئے نہ پڑھا اسکے بعد کافروں کے حق میں بد دعا کئے اَللّٰھُمَّ اَحْصِھِمْ عَدَدًا وَاقْتُلْھُمْ بَدَدًا وَلَا تُبْقِ مِنْھُمْ اَحَدًا یا اللہ تو ان کو گن اور انکو جدا جدا مار اور ان سے کسی کو مت چھوڑ۔ بعد یہ بیتاں کہے فَلَسْتُ اُبَالِی حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا عَلٰی اَیِّ جَنْبٍ کَانَ لِلّٰہِ مَصْرَعِی یعنی مجھے پروا نہیں جب میں مارا جاؤں مسلمان کسی پہلو پر رہوں تو ہے اللہ ہی کے واسطے میرا مرنا وَذَالِکَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰہِ وَاِنْ یَّشَاءْ یُبَارِکْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعٍ اور یہ موت اللہ کی رضامندی میں ہے اگر چاہے تو برکت دیں جسد کے کٹے ہوئے ٹکڑوں میں۔ اور کہے یا اللہ اس احوال سے اپنے رسول کو اطلاع کر۔ کافراں ان کو دار پر چڑھاتے وقت کہے کیا تجھے خوب لگتا ہے کہ تیرے عوض میں محمدؐ کو ہم دار پر کھینچتے اور تو اپنے گھر میں رہتا۔ خبیب رضی اللہ عنہ فرمائے واللہ اگر میں گھر میں رہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں ایک کانٹا چبھے تو مجھے خوب نہ لگے گا۔ یہ سن کے ابوسفیان کہا

میں کسی کے اصحاب کو نہیں دیکھا جو اسکو دوست رکھیں جیسا محمدؐ کے اصحاب اُسکو دوست رکھتے ہیں۔ اور موے بعد ان کا جسد ویسا ہی دار پر تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرو بن امیہ ضمری کو روانہ کئے سو انھوں آکے دار پر چڑھ کے خبیبؓ کو اس پر سے اتارے اور زمین پر رکھ کے تھوڑے وقت کے بعد دیکھے تو خبیبؓ کا جسد غیب ہو گیا۔ اور اسی مہینے میں منذر بن عمرو کا سریہ روانہ ہوا انکی روانگی کا باعث یہ ہوا ابو براء جس کا نام عامر مالک کا بیٹا اور مشہور ملاعب الاسنہ مدینے کو آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو ایمان لانے پر ترغیب دیئے۔ اس نے ایمان نہ لا کے عرض کیا آپ کی طرف سے چند لوگ کو نجد کیطرف روانہ فرمائے تو مجھے امید ایسی ہے کہ وہاں کے لوگ مسلمان ہونگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مجھے اندیشہ ہے نجد والوں سے۔ ابو براء کہا آپ کی طرف سے جانیوالوں کو کچھ اندیشہ نہیں میں ان کا حمایتی ہوں سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستر قاری کو منذر بن عمرو کے ہمراہ روانہ کئے وہ لوگ نکل کے مکے اور عسفان کے درمیان بیر معونہ میں جائے اترکر عامر بن طفیل عامری پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عنایت نامہ حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیکر روانہ کئے وہ شقی بدبخت حضرت کا عنایت نامہ نہ دیکھ کے حرام کو قتل کیا اور اپنی قوم بنی عامر کو کہا کہ ان تمام لوگوں کو مارنے چلو۔ بنی عامر کہے انھوں کو ابو براء اپنی پناہ میں لیا ہے ہم انھوں کو نہ مارینگے۔ پھر عامر عُصیّہ اور رعل کے قبیلے والوں کو جمع کرکر ان ستر آدمی کو گھیر لیا یہ بھی تلواراں کھینچ کے سیدھے ہوئے اور جنگ میں سب شہید ہوئے مگر کعب بن زید نجاری رضی اللہ عنہ زخمی ہو کے پڑے تھے سو بچ گئے اور عمرو بن امیہ ضمری اور منذر بن محمد اونٹوں کو چرانے گئے تھے سو بھی بچگئے اور دیکھے کہ لشکر کی طرف پرندے اڑ رہے ہیں کہے یہ جانور اڑنا آفت سے خالی نہیں جا کے دیکھنا ان کا کیا حال ہے اور آکے دیکھے تو سب مر کے لہو میں تڑپ رہے ہیں منذر بن محمد کہا اب کیا تجویز کرنا عمرو کہا ہم جا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کرنا۔ منذر بن محمد کہا منذر بن عمرو مارے گئے سو مقام میں نہ مر کے جینا مجھے آرزو نہیں سو آپ بھی جنگ کر کے شہید ہوا اور عمرو بن امیہ اسیر ہوا۔ عامر اسکی پیشانی کے بال کترکر آزاد کیا عمرو وہاں سے نکل کر قرقرہ

سریہ منذر بن عمرو

کو پہنچے وہاں بنی عامر کے قبیلے والے دو شخص آ کے اترے تھے سو عمرو انھوں کو قتل کئے۔ بعد معلوم
ہوا کہ ان دونوں شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امان دئے تھے پھر عمرو بہت نادم ہوئے۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو جب انھوں کی کیفیت معلوم ہوئی فرمائے یہ ابوبرا کا کام ہے مجھے اول ہی
اندیشہ تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہینے تک نماز میں رعل اور ذکوان اور بنی لحیان اور
عصیہ کی قوم پر بد دعا کرتے تھے اور اسی جنگ میں عامر بن فہیرہ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا غلام
شہید ہوا سو عامر بن طفیل نے عمرو بن امیہ ضمری سے پوچھا یہ کون شخص تھا جو موئے بعد میں دیکھا
اسکی لاش کو آسمان پر لیجا پھیر اتار لائے۔ کہتے ہیں کہ شہیدوں کو دفن کرتے وقت عامر بن فہیرہ
کی لاش کو ڈھونڈے تو نہ ملی کیونکہ ملائکہ انکو دفن کئے۔ جب یہ کیفیت ابوبرا کو معلوم ہوئی بہت
نادم ہو کے ربیعہ بن عامر بن مالک کو جا کے ترغیب دیا کہ تو عامر بن طفیل کو قتل کر سو ربیعہ عامر
کے ران میں نیزہ مارا عامر گھوڑے پر سے گر گیا اور اپنے لوگوں کو کہا یہ ابوبرا کا فتنہ ہے اگر میں
مرجاؤں تو میرا خون میرے چچا کو بخش دیا تم اس سے بدلا نہ لیو اگر میں جیوں تو میری رائے میں
جو آویگا سو کروں گا۔ اور ربیع الاول میں بنی نضیر کا غزوہ ہوا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ وے دو شخص

بنی نضیر کا غزوہ

جنکو عمرو بن امیہ راہ میں مارے تھے سو انکو امان تھا کر کے حضرت دیت دلانا چاہے۔ دیت تو
قبیلے والے دیتے اگر قبیلہ نہ ہو تو حلیفاں دینے کا دستور ہے اسلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ بنی نضیر
یہود پاس تشریف لیگئے اور انکو فرمائے عمرو بن امیہ دو شخص کو خطا سے مارا اور ان تمھارا حلیف
ہے دیت دینے میں تم اسکی اعانت کرو۔ یہود اسکو قبول کئے اور باہم جمع ہو کے کہنے لگے محمد دیوار
کے نیچے بیٹھا ہے ایسا قابو پھر نہ ملے گا اب گھر پر چڑھکے ان پر بڑا سا پتھر ڈالنا تا ہم کو انکے ہاتھ
سے نجات ہو۔ سلام بن مشکم جو یہود کا بڑا تھا کہا اللہ تعالی اسکو اس ہمارے ارادے پر مطلع کرے گا
پھر ہمارے اور اسکے بیچ جو عہد و پیمان ہے سو ٹوٹ جائیگا ہرگز یہ کام مناسب نہیں۔ سب
اسکی بات نہ مانکے عمرو بن فحاش کو گھر پر چڑھائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات سے
اللہ تعالی خبردار کیا تو وہاں ابوبکر اور عمر اور علی وغیرہ رضی اللہ عنہم جو بیٹھے تھے انکو حضرت فرمائے

میں قضائے حاجت واسطے جاتا ہوں اور وہاں سے نکل کر مدینے کو تشریف لائے۔ صحابہ حضرت کا
انتظار دیر تک کر کر بعد حضرت کو ڈھونڈھنے نکلے ایک شخص راہ میں مل کے کہا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مدینے کو تشریف فرمائے۔ صحابہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت فرمائے یہود لیا
ارادہ کئے تھے اس لئے میں وہاں سے نکل آیا۔ اور محمد بن مسلمہ کی زبانی انکو کہلا بھیجا تم ہمارے ساتھ
باوجود عہد رکھنے کے یہ ارادہ کئے سو تم نہایت دغا کئے میں تم کو دس روز کی مہلت دیتا ہوں اتنے میں
تم اپنے معاملے صاف کر کر نکل جاؤ نہیں تو میں تم کو قتل کرونگا۔ یہود جانے واسطے مستعد ہوئے لیکن
عبداللہ بن ابی بن سلول جو بڑا منافق تھا ان کو دم دیا کہ میں دو ہزار آدمی کے ساتھ تمھاری کمک
کرتا ہوں سو اس کے کل سے حضرت کو جواب کہے ہم یہاں سے نہیں نکلتے تمھارے ہاتھ سے کیا
ہوتا ہے سو کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں ابن ام مکتوم کو نائب کر کر فوج لیکے نکلے اور چھ
روز انکو محاصرہ کئے۔ اللہ تعالی یہود کے دلوں میں رعب ڈالا اور منافقوں کی کمک سے ناامید ہوتے
تو عاجزی کرنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کئے کہ اونٹوں پر جسقدر اسباب اٹھائے جاتا ہے
اسقدر لئے جانا باقی اسباب اور ہتیار نہ لیجانا یہود اس حکم پر راضی ہو گئے چھ سو اونٹ اسباب لیگئے
تین تین شخص میں ایک ایک اونٹ تھا۔ باقی اسباب زمین باغات پچاس بکتر پچاس خود تین سو
تلوار حضرت کے خالصہ میں آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند قطعے زمین کے اپنے اخراجات واسطے
رکھکے باقی زمینات مہاجرین میں بانٹ دئے اور انصار اپنے گھر اور زمینات جو مہاجرین کو دئے
تھے پھر وہ انھوں کو پھیر دئے اور انصار پر مہاجرین کی اخراجات سے تکلیف تھی سو دفع ہوئی
اور یہود کے دو شخص یامین بن وہب اور ابو سعید بن وہب یہود کی موافقت نہ کر کے ایمان لائے
حضرت اُن کے اسباب کو ہاتھ نہ لگائے۔ اور اسی مہینے میں شراب حرام ہوئی۔ اور جمادی الاولی
میں بی بی رقیہ کے فرزند حضرت عثمان سے عبداللہ نام انکی عمر چھ برس کی تھی انتقال پائے۔
اور اسی مہینے میں ذات الرقاع کا غزوہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی انمار اور ثعلبہ کے
قبیلے والے فوجاں جمع کرتے ہیں سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوذر غفاری کو مدینے میں نائب کر کر

ذات الرقاع کا غزوہ ہوا

چارسو آدمی کی جمعیت سے نجد کی طرف متوجہ ہوئے اور غطفان کی زمین میں نخل کر کر ایک موضع تھا وہاں پہنچے تو جنگ نہ ہوا کافراں ڈر کے بھاگے ان کے چند عورتاں اسیر ہوئے۔ مسلمانوں کو اندیشہ ہوا کہ نماز پڑھتے وقت کافراں یورش کرتے ہیں سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوف کی نماز پڑھے اور پندرھویں روز حضرت مدینے میں داخل ہوئے اور راہ میں ایک شخص کافر جس کا نام غورث تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکیلے سوتے دیکھکے حضرت کے سرھانے آیا اور جھاڑ پر حضرت کی تلوار لگی تھی سو اس کو کھینچ کے کہا اب تجھے کون بچائے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ بچائیگا تو تلوار اس کے ہاتھ سے گرگئی۔ حضرت اسکو اٹھا لئے وہ شخص عاجزی کرنے لگا حضرت اسکی تقصیر معاف کئے۔ اور اسی غزوے سے آتے وقت جابر بن عبداللہ کا اونٹ سست ہوا تھا سو حضرت اسکو چھڑی سے مارے پھر جلد ہو کے سب اونٹوں کے آگے رہنے لگا اور لوگوں کے پاؤں کو پیادہ چلنے کے باعث زخماں لگے تو اس پر چندیاں باندھتے تھے۔ چندیوں کو تو رقاع کہتے ہیں اس لئے اس غزوہ کا نام ذات الرقاع ہوا۔ اور اسی جنگ سے آتے وقت بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا کا مالا گم گیا تو اسکو ڈھونڈھنے مقام کئے وہاں پانی نہ تھا وضو کی حاجت ہوئی سو تیمم کرنا کر آیت اتری بعد اونٹ کو اٹھانے میں اسکے پیٹ کے نیچے سے بی بی کا مالا نکلا اور شعبان میں بدر الموعد کا غزوہ ہوا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ احد کے جنگ میں ابوسفیان کہا تھا کہ سال آئندہ بدر میں ہم مقابلے کو آوینگے اور حضرت بھی اسکو قبول کئے تھے۔ جب وعدے کے دن قریب ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں عبداللہ بن رواحہ کو نائب کر کر اور نشان علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیکر ایک ہزار پانسو آدمی کی جمعیت سے نکل کے بدر کو پہنچے اور ابوسفیان قریش کو لیکے مرالظہران کی طرف سے مجنہ کو پہنچا اور مسلمانوں کا رعب اسکے دل میں پڑنے سے قریش کو کہا اس سال خشک سالی کا طور معلوم ہوتا ہے قحط کے ایام میں جنگ کو جانا مناسب نہیں اب پھر جاؤ آئندہ مقابلہ ہو رہیگا تب سب پھر کے چلے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ روز ان کا انتظار فرما کر بعد مدینے کو تشریف لائے۔ اور اسی مہینے میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔ اور رمضان میں رسول اللہ

بی بی عایشہ کا مالا گم ہوا اور تیمم کا حکم اترا

بدر الموعد کا غزوہ

حضرت حسین کی ولادت

صلی اللہ علیہ وسلم خزیمہ کی بیٹی بی بی زینب رضی اللہ عنہا کو نکاح کیے اور شوال میں ابی امیہ کی بیٹی بی بی
ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کیے اور ذی القعدہ میں حجش کی بیٹی بی بی زینب
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کیے۔ انکے نکاح کی دعوت میں لوگ کھانا کھاکے باتاں کرتے
ہوئے حضرت کے دولت خانہ میں بیٹھے سو عورتوں کو چھپنے کا حکم ہوا۔ اور اسی سال فاطمہ بنت اسد
رضی اللہ عنہا والدہ علی مرتضی کی انتقال پائی۔ اور بی بی زینب بنت خزیمہ کا انتقال بھی اسی سال ہوا
اور ایک یہودی اور یہودیہ زنا کرے تھے سو انکو حضرت کی خدمت میں حاضر کیے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یہودے پوچھے توریت میں زنا کا کیا حکم ہے کہے منھ کالا کر اونٹ کی دم طرف منھ کیے
بٹھلا کر شہر میں پھرانا۔ حضرت فرمائے تم جھوٹ کہتے ہو توریت میں یہ حکم نہیں اور توریت منگوا کے
دیکھے تو اس میں لکھا ہے کہ رجم کرنا۔ پھر تب ان دونوں کو سنگسار کرکے مارے۔ اور اسی سال زید
بن ثابت کو حضرت فرمائے کہ یہودے اکثر نوشت و خواند کا اتفاق ہوتا ہے اور انکے سخن کا اعتماد
نہیں تم ان کا خط لکھنا سیکھو۔ بموجب حکم کے زید نے پندرہ روز میں وہ خط لکھنا سیکھے۔ **پانچواں سال**
ہجری ربیع الاول میں دومۃ الجندل کا غزوہ ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی دومۃ الجندل جو
مدینے سے پندرہ روز کی راہ پر ہے اور دمشق میں اور اسمیں پانچ روز کا فاصلہ ہے سو وہاں لوگ جمع
ہوکے راہزنی کرتے ہیں اور مدینے کا بھی قصد رکھتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں سباع بن عرفطہ
کو نائب کرکے ہزار آدمی سے پچیسویں کو نکلے شب کو چلتے اور دن کو راہ چھپا کے جنگل میں اترتے دومہ کے قریب پہنچے
انکے جانوروں کو جو وہاں چرتے تھے سو غارت کیے تو کفار بھاگ گئے حضرت دومہ میں مقام کرکر لوگوں کو انکی تلاش
میں اطراف روانہ کیے پر کفار کی سراغ نہ لگی سو وہاں سے نکل کے ربیع الآخر کی بیسویں کو مدینے میں
داخل ہوئے۔ اور جمادی الآخری میں چاند گران ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم جماعت سے نماز پڑھے۔
اور شعبان میں مریسیع کا غزوہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ بنی مصطلق کے قبیلے والے
مسلمانوں سے جنگ کرنے مستعد ہوتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں زید بن حارثہ
کو نائب کرکر سات سو صحابی سے روانہ ہوئے لشکر میں تیس گھوڑے تھے۔ قدید کے قریب ایک چشمہ

جس کا نام مریسیع تھا پہنچے۔ بنی مصطلق کا سردار حارث بن ضرار جنگ پر مستعد ہوا حضرت مہاجرین کا
نشان ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالے اور انصار کا نشان سعد بن عبادہ کے ہاتھ میں عنایت
کئے اور جانبین سے تیر چلنا شروع ہوا۔ حضرت حکم کئے کہ ان پر یورش کرو مسلمانان اون پر یورش
کئے دس شخص ان کے مارے گئے باقی تمام اسیر ہوئے اور ان کا اسباب غنیمت آیا سو دو ہزار اونٹ
پانچ ہزار بکریاں اور لوگ دو سو گھر والے تھے۔ اور حارث کی بیٹی جویریہ بھی بند میں آئی اور ثابت بن
قیس بن شماس کے حصے میں گئی ثابت اس سے پیسے لیکے آزاد کرنا مقرر کئے وہ بی بی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پاس پیسوں کی اعانت واسطے آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پیسے دیکر آزاد
کروائے اور آپ نکاح کئے۔ حضرت نکاح کئے سو سن کے تمام صحابہ سب قیدیوں کو جو ان کے
بند میں تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرال کے لوگ ہوئے کرکر آزاد کئے اور وہ ساری قوم کی قوم
مسلمان ہوئی اور رمضان کے غرے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں داخل ہوئے۔ اسی غزوہ
سے پھر کر آتے وقت جہجاہ اور سنان میں قضیہ ہوا۔ جہجاہ مہاجرین کو اپنی اعانت واسطے پکارا اور
سنان انصار کو پکارا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو سن کے منع کئے اور فرمائے کیا جاہلیت کی
وقت کے سا اب پکار رہے ہیں پھر یہ کیفیت عبداللہ بن ابی بن سلول کو جو بڑا منافق تھا پہنچی سنکے
کہا مہاجرین کو ہمارے سبب سے تقویت ہوئی سو ہمارے ساتھ ہمسری شروع کئے کوئی مثل کہا تھا
سو ویسا ہے کتے کو موٹا کرنا تجھی کو پھاڑ کھادے واللہ ہم مدینے کو جاوینگے تو زور والا بیقدر لوگوں کو
وہاں سے نکالدے گا اور اپنے دوستوں کو کہا یہ بلا تم اپنے ہاتھوں سے کئے جو انکو اپنے شہر میں بلوائے
اور اپنے مالوں میں سے انکو تقسیم کردئے اب بھی کچھ نہیں گیا مدینے کو گئے بعد تمہارا دیا ہوا ان سے
چھین لیو تو نکل کے اور کہیں جاویں گے اس مجلس میں زید بن ارقم بیٹھے تھے سو سن کے صبح ہی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو آکے اطلاع کئے۔ حضرت کی خدمت میں عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے عرض کئے کہ عباد
بن بشر کو فرماؤ تا اس منافق کو قتل کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قتل کرے تو لوگ کہا کرینگے
کہ محمد اپنے اصحاب کو مارتا ہے لیکن لوگوں میں ندا کردیو اسی وقت یہاں سے کوچ کریں عبداللہ بن ابی کو

بی بی جویریہ سے نکاح

جہجاہ اور سنان کا قضیہ ہوا

معلوم ہوا کہ زید اپنی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہدیا سو حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کے قسم
کھایا کہ میں کچھ نہ بولا۔ وہ منافق لوگوں پاس ذی اعتبار تھا اس لئے انصار عرض کئے عبد اللہ بن
ابی یہ نہ کہا ہوگا وہ لڑکا نہ معلوم کیا سنا ہے اور کچھ بے سمجھی سے کہا ہے۔ غرض زید کو جھوٹا ٹھہرائے
جب حضرت کی سواری نکلی اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ آ کے عرض کئے یا رسول کیا واسطے آج یہ وقت
خلاف عادت تشریف فرماتے ہیں۔ حضرت فرمائے کیا تم نہیں سنے جو تمھارا صاحب کہا۔ اسید
پوچھے وہ کون صاحب۔ حضرت فرمائے عبد اللہ بن ابی بن سلول۔ اسید کہے وہ کیا بات۔ حضرت فرمائے
ایسا کہا۔ اسید عرض کئے یا رسول اللہ آپ چاہے تو اسکو نکال دیتے ہیں کہ آپ ہی کو زور ہے اور بیقدر
وہی ہے اور اسکی قوم چاہی تھی کہ اسکو اپنا سردار بناوے لیکن اللہ تعالی آپ کو ہمارا سردار بنایا سو
اسکو اپنے تئیں ریاست نہ ہوئی سو جلاپے کے سبب سے ایسا کہتا ہے آپ اسکی بات کا خیال نفرمانا
پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام دن اور تمام شب راہ چلکے دوسرے روز دھوپ خوب گرم ہوئی
بعد اترے بہت چل کے ماندے ہوئے تھے زمین پر اترتے ہی سو گئے۔ اتنا کچھ زیادہ محض اسواسطے
چلے تا لوگوں کے دلوں سے قضئے کی بات دفع ہو جاوے۔ پھر وہاں سے نکل کے حجاز طرف کی
راہ لئے اور ایک پانی پر جا اترے۔ ہوا بہت شدت سے چلا لوگ کو گھبراہٹ ہوئی حضرت فرمائے
کچھ اندیشہ مت کرو ایک بڑا کافر مرنے کیواسطے چلا ہے۔ جب مدینے کو آئے تو معلوم ہوا کہ اس روز
رفاعہ بن زید بن تابوت جو مسلمانوں کا بڑا دشمن تھا سو موا اور عبد اللہ بن ابی جو زید کو جھٹلایا تھا انکو
سچا کرنے اللہ تعالی سورہ منافقون نازل کیا۔ عبد اللہ بن ابی کے فرزند پکے مسلمان تھے سو یہ کیفیت
سن کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کے عرض کئے یا رسول اللہ میں سنا ہوں کہ آپ
میرے باپ کو قتل کرنا چاہتے ہیں اگر مرضی مبارک اس کے قتل پر ہو تو مجھے ارشاد فرمانا میں اسکا
سر کاٹ کے حاضر کرتا ہوں اگر دوسرا کوئی میرے باپ کو قتل کریں تو میرا دل نہ چاہے گا کہ میرے باپ کے
قتل کیا شخص لوگوں میں پھرتا رہے پھر کافر کیلئے ایک مسلمان کو قتل کروں تو میں دوزخ میں جاؤنگا
حضرت فرمائے میں تیرے باپ کو نہ مارونگا بلکہ جب تک وہ زندہ ہے اسکے ساتھ ملائمت کرتا رہونگا

یہ معاملہ ہوئے بعد عبد اللہ بن ابی کچھ نالایق بات بولا تو اس کی قوم ہی اس پر لعن طعن کیا کرتی یہ سنکر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر کو فرمائے اگر تم کہے سو روز ہم اسکو قتل کرتے تو مدینے کے تمام لوگ میں
اضطراب ہوتا۔ اب اگر اس کی قوم کو کہوں تو وہی اس کو مارے گی اور جب حضرت مدینے کے
نزدیک پہنچے عبد اللہ بن ابی کے فرزند آکے اپنے باپ کو مدینے میں نہ جانے دیکے رو کدیے اور
کہے جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذن نہ دینگے میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔ بعد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم آکے اجازت دئے تد اسکو چھوڑے۔ اور اسی سفر میں لوگ بی بی عایشہ پر بہتان کئے سو
اللہ تعالی اُن کی پاکی اور برات میں سورۂ نور کی دس آیت نازل کیا۔ اور شوال میں خندق کا غزوہ
ہوا سبب اس کا یہ تھا کہ یہود کے چند عمدہ لوگ مثل سلام بن مشکم اور حیی بن اخطب وغیرہ مکے کو جاکے
قریش کو ترغیب دئے اور کہے کہ اس دفعہ تم ہم مل کے ایسا جنگ کرنا کہ مسلمانوں کا بیخ و بنیاد باقی
نہ رہے اور غطفان کے قبیلے والوں کو بھی جاکے ترغیب دئے ابو سفیان قریش کے چار ہزار کی
جمعیت سے نکلا اور نشان عثمان بن طلحہ کے حوالے کیا انکے ہمراہ تین سو گھوڑے ڈیڑھ ہزار اونٹ
تھے جب مرالظہران کو پہنچے سفیان بن عبد شمس بنی سلیم کے سات سو آدمی کو لیکے شریک ہوا اور طلحہ بن
خویلد بنی اسد کو لیکے ملا اور عیینہ بن حصن بنی فزارہ کے ہزار آدمی سے داخل ہوا اور مسعود بن رخیلہ بنی
اشجع کے چار سو آدمی کے ساتھ ہمراہ ہوا اور حارث بن عوف بنی مرہ کے چار سو آدمی سے کمک
کیا اور متفرق قبیلوں کے لوگ بھی جمع ہوئے۔ غرض ابو سفیان دس ہزار کی جمعیت سے مسلمانوں کا
قصد کر کے چلدیا۔ یہی جماعتاں جنگ کیلئے آنے سے اس جنگ کو غزوۂ احزاب بھی کہتے ہیں کیونکہ
احزاب کا معنی عربی میں جماعتاں ہے۔ پھر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کے اس ارادے
پر مطلع ہو کے مسلمانوں کو حکم کئے کہ جنگ کے واسطے مستعد ہو جاویں اور مدینے میں ابن ام مکتوم
کو نائب کر کر تین ہزار مسلمانوں سے نکلے۔ مہاجرین کا نشان زید بن حارثہ کے ہاتھ دئے اور انصار
کا نشان سعد بن عبادہ کو عنایت کئے اور سلع پہاڑ پاس اترے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے واسطے اوھوڑی کا خیمہ دئے۔ کافروں کی جمعیت بڑی رہنے کے باعث صحابہ کو تشویش ہوئی

بی بی عایشہ پر بہتان

خندق کا غزوہ

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہے عجم میں دستور ہے کہ مخالف بہت رہیں تو شہر کے گرد خندق کھودتے
ہیں چونکہ مدینے کے اطراف میں اکثر عمارتاں تھے مخالفوں کو اس جانب سے گذرنا ممکن نہ تھا مگر
سلع پہاڑ طرف میدان تھا سو اس طرف خندق کھودنا شروع کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
زمین کی پیمایش کرکر دس آدمی مل کے چالیس ہاتھ کھودنا مقرر کئے اور آپ بھی ان کے ساتھ
کھودا کرتے تھے اور مٹی اٹھاتے ایک روز بڑا پتھر آیا اسکو پھوڑنے سے سب عاجز ہوئے۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم آپ اتر کے اس پر کُدّل مارے تو بالو کے سا ہو گیا۔ اور مسلمانوں کو توشے نہایت
تصدیع تھی ایک روز بشیر بن سعد کی بیٹی اپنے باپ اور ماموں کے واسطے ایک پسو خرما لیکے
آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دیکھ کے فرمائے کہ وہ کیا ہے سو یہاں لے آو وہ بی بی خرما
لاکے حضرت کے ہاتھ میں ڈالی وہ بہت ہی تھوڑا تھا جو حضرت کا دست مبارک اس سے نہ بھرا
بعد کپڑا بچھا کے اسکو اس میں ڈالے اور لوگوں کو کہے ناشتہ کرنے آؤ سو تمام کھانے کو جمع ہوئے اور سب
پیٹ بھر کے کھائے پھر وہ جتنا تھا سو وتنا ہی باقی تھا اور ایک روز جابر رضی اللہ عنہ ایک بکری کا بچہ
اور تھوڑا سا آٹا روٹیاں پکانے اپنی عورت کے حوالے دیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
حاضر ہوئے اور عرض کئے میں کچھ کھانا پکایا ہوں آپ اور ایک دو شخص آنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لوگوں میں ندا کئے جابر ضیافت کیا ہے جلد آؤ اور انکی عورت کو کہلا بھیجے میں آنے تک روٹیاں
مت پکاؤ اور آپ تشریف لاکے اس پر دعا پڑھے اور روٹیاں پکانے کا حکم کئے پھر تو دس دس
آدمی کو کھلاکے روانہ کرتے تھے ایسا ہی پندرہ سو آدمی کو کھلوائے کھانا جیسا تھا سو ویسا ہی تھا۔
القصہ بیس پچیس روز کے عرصہ میں خندق طیار ہوئی۔ بعد ابوسفیان قریش کو لیکے مجمع السیول یا بن جرف
اور غابہ کے مابین دس ہزار کی جمعیت سے اترا اور غطفان آکے احد کی جانب میں ذنب نقمی پاس
اترے اور حیی بن اخطب بنی قریظہ پاس جاکے ورغلانا تو وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
عہد کئے تھے سو توڑے مسلمانوں کو نہایت تشویش ہوئی دم ناک میں آیا عورتوں کو مدینے کے گڑیوں
میں مضبوط جگہ رکھے اور بنی قریظہ کے اندیشہ سے سلمہ بن اسلم کے ہمراہ دو سو آدمی اور زید بن حارثہ کے

ساتھ تین سو آدمی دیکے مدینے کی حفاظت کے واسطے روانہ کئے اور ان کو تاکید فرمائے کہ تکبیر پکارکے
کہا کرو تا کافروں پر رعب ہووے اور عباد بن بشر کے ساتھ چند لوگ کو متعین کئے تا شب کیوقت
لشکر کی محافظت کیا کریں۔ مسلمانوں کا یہ حال دیکھ کے منافقاں بولی ٹھولی شروع کئے اور کہنے
لگے کہ محمد تو ہم سے وعدہ کیا کرتے تھے کسریٰ اور قیصر کے خزانے تم کو ملیں گے اب تو ہمارا یہ حال
ہوگیا قضا حاجت واسطے جانا دشوار بن گیا۔ اور بنی قریظہ عہد توڑے سن کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ کو ان کے پاس بھیجے سو آکے عرض کئے کہ بنی قریظہ عہد توڑے اور
عضل وقارہ کے لوگ رجیع میں خبیب کے ساتھ جیسا دغا کئے تھے ویسا ہی یہ بھی دغا کئے۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر چادر اوڑھکے دیر تک لیٹے لوگونکو کمال اندیشہ ہوا بعد حضرت اٹھکے فرمائے اب
خوش ہوا اللہ تعالی ہم کو فتح دیگا۔ دوسرے روز صبح کو کفار جنگ کیواسطے آئے سو دیکھے کہ درمیان خندق
ہے بہت متعجب ہوکے کہے کہ ہم کو معلوم نہیں سو یہ نیا داؤ نکالے۔ جنگ تو نہیں ہوا مگر جانبین
سے تیر پتھر چلتے تھے اور ایک مہینے کے قریب محاصرہ تھا۔ ایک روز نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ
خندق پر سے گھوڑا اڑاکے آنا چاہا سو خندق میں گرکر مرگیا۔ قریش پیغام کئے کہ اس کی لاش ہم کو
دیویں تو ہم دس ہزار درم دیتے ہیں۔ حضرت فرمائے وہ بھی نجس تھا اور اسکی قیمت بھی نجس ہے ہمکو
اس سے کچھ کام نہیں تمہارے مردے کو تم نکال کے دفن کرو۔ اور ایک روز عمرو بن عبد ود اور عکرمہ
بن ابی جہل اور ہبیرہ بن ابی وہب وغیرہ گھوڑوں کو اڑاکے آئے۔ عمرو بن عبد ود بڑا شجیع تھا ہزار
آدمی پر بھاری اور بدر کے جنگ میں بہت زخم کھایا تھا سو احد کے جنگ میں نہ آیا تھا اس وقت
اپنی شجاعت بتانے پکارا کہ کوئی مقابلہ واسطے نکلو۔ علی مرتضی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوکے عرض کئے یا
رسول اللہ میں جاتا ہوں۔ حضرت فرمائے بیٹھ وہ عمرو ہے۔ پھر اُس نے پکارا۔ حضرت علی کھڑے ہوکے
حکم چاہے۔ حضرت فرمائے بیٹھ۔ تیسرے بار پکارا پھر علی رضی اللہ عنہ عرض کئے میں جاتا ہوں حضرت
فرمائے وہ عمرو ہے۔ علی مرتضی کہے عمرو ہو تو کیا ہوتا میں جاتا ہوں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اپنی دستار مبارک نکال کے علی کے سر پر باندھے اور اپنی تلوار ان کو حمائل کئے اور دعا مانگے یا اللہ تو

عمرو بن عبدود کا مقابلہ حضرت علی سے

اسکی اعانت کر۔ علی رضی اللہ عنہ اس کے مقابل ہوئے پوچھا تو کون ہے کہے علی ہوں کہا کیا عبد مناف کا بیٹا تو فرمائے ابوطالب کا بیٹا ہوں۔ وہ کہا میرے ہاتھ سے تیرا خون ہونا مجھے خوب نہیں لگتا۔ تیرے چچایوں سے کوئی آتا تو بہتر ہوتا۔ علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ فرمائے مجھکو خوب لگتا ہے کہ میں تجھے قتل کروں۔ عمرو غصہ ہوکے گھوڑے پر سے اترا اور اس کے ٹانچے مارکے چھوڑ دیا اور تلوار کھینچ کر آتش کے بگولے سا آیا پھر دونوں کا مقابلہ ہونے لگا۔ آخر ایک ہاتھ علی رضی اللہ عنہ پر مارا حضرت اس کو ڈھال پر اوڑ لئے۔ ڈھال کٹ کے زخم سر پہنچا اور حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ ایک ہاتھ اسکے گردن پر مارے تو سر جدا ہوکے گر گیا اور علی مارتے وقت تکبیر جو کہے سو اس کا آواز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سن کے خوش ہوئے اور سمجھے کہ اس کافر کا کام تمام کیا۔ دوسرے کافراں اس کا یہ حال دیکھ کے بھاگ گئے۔ اور ایک روز کافراں ایک جماعت کو جنگ کے لئے بھیجے سو صبح سے شام تک تیر پتھر چلتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور صحابہ کو ظہر اور عصر کی نماز کی فرصت نہ ہوئی تو نماز کو قضا کئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کا ہراس اور مخالفوں کی کثرت دیکھ کے عیینہ بن حصن اور حارث بن عوف کو کہلا بھیجے تم کو اگر مدینے کے پھلوں کا تیسرا حصہ دیویں تو تم اپنی جمعیت کو لیکے نکل جاؤگے تو وے اس بات سے راضی ہوئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ کو بلاکے مشورت کئے وے کہے اگر امر الٰہی ان سے صلح کرنے کا ہوا ہے تو ہم کو دم مارنے کی جگہ نہیں اگر حکم نہیں اور محض ہماری بہتری کے واسطے ہے تو اس میں سخن کی گنجائش ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے امر الٰہی نہیں مگر دیکھتا ہوں کہ تمام عرب اکٹھا ہوکے ہر طرف سے ہجوم کئے ہیں اس لئے ان سے صلح کرنا چاہتا کافروں کی شوکت گھٹ جائے۔ سعد بن معاذ کہے یا رسول اللہ ہم کفر کے ایام میں ہمارے شہر کے پھلوں سے انکو ایک دانے کی آس نہ تھی اب کیا ہم مسلمان ہوکے انکو ہمارا مال اٹھاکے دینا ہم انکو تلوار ہی کا پھل دینگے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم کو اگر اسقدر مضبوطی ہے تو صلح کی کچھ حاجت نہیں۔ ایک روز تیراں چل رہے تھے کہ ایک تیر سعد بن معاذ کو لگی تو سعدؓ دعا کئے یا اللہ کسی قوم سے جنگ کرنا مجھے دوست نہیں مگر اس قوم سے جو تیرے رسول کو جھٹلائی اور ایذا

نعیم بن مسعودؓ کے داؤ گھات

دیکر ٹھہرے کالی اگر قریش سے جنگ باقی ہے تو مجھے زندہ رکھ اگر باقی نہیں تو اسی زخم سے مجھے شہادت
نصیب کر اور بنی قریظہ سے میرے آنکھ ٹھنڈے نہیں ہوئے تک مجھے موت مت دے۔ القصہ اصحاب
شدت اور محاصرے میں تھے کہ ایک روز نعیم بن مسعود اشجعی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر
ہو کے عرض کئے یا رسول اللہ میں ایمان لایا ہوں لیکن ہنوز میری قوم کو اسکی اطلاع نہیں حضرت کی
مرضی مبارک میں جو ہے سو مجھے اطلاع کرنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تو بھی ہمارے میں کا ایک
آدمی ہے لیکن کچھ داؤ ہو سکا تو کر کیونکہ جنگ داؤ ہے۔ نعیم بنی قریظہ پاس جا کے انکو کہے میری تمھاری
دوستی ظاہر ہے۔ تمھارے بھلے کی ایک بات کہتا ہوں اسکو غور کیجے تم یہاں کے باشندے ہیں اسکو
چھوڑ کے کہیں نہیں جا سکتے۔ قریش اور غطفان کو قابو ملا تو جنگ کرینگے نہیں تو اپنے ملک کو چلے جائینگے
وہ گئے بعد تم کو محمد سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں تم انکے چند عمدہ لوگ کو اپنے پاس گروی رکھو تا وے
جنگ سے باز نہ آویں۔ بنی قریظہ انکی بات پسند کئے۔ پھر نعیم ابوسفیان پاس جا کے اسکو کہے میری
تمھاری دوستی ظاہر ہے بولنے کی حاجت نہیں محض تمھاری خاطر سے میں محمد سے جدا ہوا میں ایک
کیفیت سنا ہوں اگر میرا نام نہ بتاوینگے کر کر شرط کریں تو کہتا ہوں۔ ابوسفیان بجد ہو کے دریافت کرنے
لگا کہ وہ کیا بات ہے نعیم کہے مجھے معتبر خبر پہنچی کہ بنی قریظہ اپنے کئے پر پشیمان ہو کے محمد کو کہلا بھیجے کہ
ہم عہد توڑے سو بہت بیجا کئے لیکن اس تقصیر کے درعوض ہم قریش کے چند عمدہ لوگوں کو پکڑ کے تمھارے
حوالے کرتے ہیں تم ان کو قتل کرو باقی لوگوں کو تم ہم ملکے مارینگے چنانچہ محمد میں اور یہود میں اس بات
کا قول وقرار ہو چکا ہے میں تم کو جتا دیتا ہوں اگر یہود تم سے لوگوں کو گرو مانگیں گے تو تم ہرگز مت دیو
اور وہاں سے غطفان پاس جا کے قریش کو بولے سو کیا انھوں کو بھی کہے۔ قریش اور غطفان شنبہ کی
شب کو عکرمہ بن ابی جہل اور چند عمدہ لوگ کے تئیں بنی قریظہ پاس بھیجے کہ ہم کو یہاں رہنے سے نہایت
تصدیع ہے سرے سے جانور ضایع ہوتے ہیں وانہ اناج بہم پہنچنا دشوار ہے صبح ہی جنگ کے واسطے
نکلتے ہیں اور اتکے ہمارے بیچ فیصلہ کر دیتے ہیں تم بھی مستعد ہو کے اس جانب سے نکلو۔ بنی قریظہ کہے سبان
شنبے کا روز ہے ہم جنگ نہیں کر سکتے اسکے سوائے تمھارا اعتماد ہم کو نہیں چند عمدہ شخص کو ہمارے یہاں

گرورکھو قریش سن کے کہے نعیم سچ کہا تھا اور ان کو کہلا بھیجے ہم گرو نہیں دیتے تمھاری اگر مرضی ہو تو
شریک ہو نہیں تو ہمارا تمھارا عہد و پیمان باقی نہیں۔ غرض ان میں مخالفت ہو گئی۔ پھر اللہ تعالے
قریش پر باد صبا بھیجا انکے خیمے گرنا دیگاں اوندھے ہونا آتش بجھنا شروع ہوا اور اللہ تعالی انکے
دلوں میں رعب ڈالا۔ جبرئیل علیہ السلام آکے حضرت کو اطلاع کئے کہ اللہ تعالی ان پر باد صبا مسلط
کیا۔ اب وہ رہ نہیں سکتے سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اس وقت جاکے قریش کی کون
خبر لائے گا شب بہت تاریک تھی ہوا نہایت سرد اور سر پر غنیم کا اندیشہ کوئی جانے واسطے جرأت
نہ کیا تین بار فرمائے لیکن کوئی جواب نہ دیا۔ آخر حذیفہ بن یمان کو پکار کے فرمائے تم جاؤ۔ حذیفہ عرض
کئے سرما بہت ہے اور مخالف کے لوگ مجھے دیکھیں تو اسیر کریں حضرت فرمائے تجھے اسیر نکرینگے
جا اور انکے واسطے دعا کئے۔ حضرت کی دعا کی برکت سے ان کو سرما اور بارے کا کچھ آسیب نہ ہوا
گویا حمام میں چلے جاتے تھے قریش کے لشکر میں پہنچ کے دیکھے کہ ابو سفیان لوگوں کو کہتا ہے کہ جاؤ
ضایع ہوئے بنو قریظہ پھر گئے اب اس بارے سے بچنا دشوار ہے میں روانہ ہوتا ہوں تم بھی نکلو
اور اپنے اونٹ پر اچھل کے بیٹھا اسقدر اسکو ہیبت ہو گئی بیٹھے بعد اونٹ کا بندن کھولا یہ دیکھ کے
حذیفہ رضی اللہ عنہ پھرے تو راہ میں ان کو سواراں مل کے کہے تمھارے صاحب کو جاکے کہدیو اللہ تعالے
ان کو کفایت کیا اور قریش بھاگے سو سن کر غطفان بھی بھاگ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے آئندہ سے ہم قریش پر جاوینگے وے ہم پر نہ آوینگے سو ویسا ہی ہوا اس جنگ میں مسلمانوں
کے چھ شخص شہید ہوئے کافروں کے بھی پانچ چھے آدمی موئے۔ ذیقعدہ کی تئیسویں کو چہار شنبے
کے روز حضرت مدینے میں داخل ہو کے ہتیار کھول کر غسل کئے کہ اس عرصہ میں جبرئیل علیہ السلام استبرق
کی پگڑی باندھ کے اور خچر پر دیباج کا زین پوش ڈال کے دحیہ کلبی کے شکل سے آئے اور حجرۂ شریف
کے دروازے پر مارے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت اضطراب سے دوڑے بی بی عایشہ بھی
کون ہے سو دیکھنے پیچھے گئے سو حضرت خچر پر ٹیکا لگاکے اس شخص کا سخن سنے۔ اس نے بات کرکے
چلا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دولتسرا میں تشریف لاکے جنگ کا سامان پہنکے مستعد ہوئے۔

جنگ بنی قریظہ

ذیقعدہ

بی بی عایشہ پوچھے یہ کون تھا حضرت فرمائے کیا تم اسکو دیکھے بی بی عرض کئے ہو وُ دیکھی حضرت فرمائے
کس سے شبیہ تھا کہے دحیہ کلبی سے حضرت فرمائے وہ جبرئیل تھا آکے کہا تم ہتیار کھولے ہم تو ہنوز نہیں
کھولے۔ حضرت فرمائے پھر کیا حکم ہے تو کہا بنی قریظہ سے جنگ کو چلئے خدا کی قسم میں جا کے اُن کو
چکنا چور کرتا ہوں جیسا انڈا پتھر پر پھوٹتا ہے یہ کہہ کے حضرت باہر تشریف لائے اور لوگوں میں منادی
کروئے جو کوئی خدا اور رسول کے حکم کا مطیع و منقاد ہو تو عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنی قریظہ میں اور علی مرتضیٰ
کے ہاتھ نشان دے کر ہراول پر روانہ کئے اور مدینے میں ابن ام مکتوم کو نیابت دئے اور آپ بھی روانہ
ہوئے راہ میں دیکھے تو لوگ تیار ہو کے جاتے ہیں انھوں سے پوچھے تمھیں کیسا معلوم ہوا کہے دحیہ
بن خلیفہ سفید خچر پر بیٹھ کے گیا اور ہم کو جانے کا حکم کیا۔ حضرت فرمائے وہ دحیہ نہ تھا جبرئیل علیہ السلام
تھا۔ غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما کے بنی قریظہ کے کنویں پاس اترے عصر کی نماز کا
وقت ہوا تو بعضے صحابہ نماز نہ پڑھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تھے کہ عصر کی نماز نہ پڑھنا
مگر بنی قریظہ میں پھر اس نماز کو عشا کی نماز پڑھکے قضا کئے اور بعضے صحابہ نماز راہ میں وقت پر پڑھ لئے

بنی قریظہ کا محاصرہ

کیونکہ حضرت کا ارادہ اس مقولے سے جلد نکلنے کا اشارہ تھا۔ القصہ حضرت تین ہزار آدمی کے ساتھ
ان کو محاصرہ کئے لشکر میں چھتیس گھوڑا تھا اور یہود قلعے کے دروازے بند کر کے بیٹھے اور حیی بن اخطب
جو یہ فساد برپا کیا تھا اسی قلعہ میں سپڑ گیا۔ یہود محاصرے سے تنگ آئے۔ بنی قریظہ کا سردار کعب بن
اسد سب یہودیوں کو جمع کر کر کہا میں تین بات بولتا ہوں۔ اس میں سے ایک کو پسند کرو تم کو یقیناً
معلوم ہے کہ محمد سچ رسول اللہ کا ہے۔ توریت میں ایک نبی کا آنا ضرور ہے کر کر جو لکھا ہے سو وہ یہی
ہے اس پر ایمان لاؤ امن پاؤگے۔ کہے ہم توریت کو کدھی نہ چھوڑینگے اس نے کہا اگر یہ بات نہیں
سنتے ہو تو عورت بچوں کو مار کے محمد سے مقابلہ کرو اگر ہم سب مار یجاویں تو بہتر ہے کہ عورت بچونکی کچھ
فکر نہیں اگر ہم غالب آئیں تو نئے عورتیں کرلینگے۔ کہے یہ سب غریبوں کو ناحق مار کے بعد ہم جینا کچھ
لطف نہیں کہا یہ بھی نہ مانے تو آج شب شنبہ ہے اور آج ہم جنگ نہ کرینگے کر کر محمد اور اُن کے
اصحاب بیفکر ہیں سو ہم ان پر شب خون گر کے انکو مارنا۔ کہے اگلے لوگ شنبے کی حرمت توڑے سو انکا

کیا حال ہوا سو خوب جانتے ہو ہم بھی اگر اسکی حرمت توڑیں تو کبھی بھلا نہ ہوگا۔ کعب بولا تمھارے
میں کا کوئی شخص ماں جنی سو روز سے کیا ایک شب بھی ہوشیار رہا۔ غرض اسکی کوئی بات نہ مانے آخر
تنگ ہو کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہلا بھیجے ابو لبابہ بن عبد المنذر کو ہمارے پاس بھیجے تو ہم اس
سے مشورت کرینگے۔ پھر ابو لبابہ جاتے ہی انکے مرداں عورتاں بچے سب ملکے رونے لگے اور کہے
ہم محمد کے حکم پر اترنا کیا مناسب ہے۔ ابو لبابہ کو انکے حال پر نہایت رقت آئی سو کہے اترو اور اپنے ہاتھ
سے گلے طرف اشارہ کئے یعنی محمد کے حکم پر جب تم اترینگے تو تم سبھو کا ذبح ہوگا۔ ابو لبابہ کہتے ہیں میں
تو یہ بولا لیکن ہنوز میرے پاؤں زمین سے اُٹھے نہیں کہ میں سمجھا خدا اور رسول کی میں خیانت کیا۔ سو
ابو لبابہ وہاں سے نکل کے سیدھا مدینے کو گئے اور اپنے پاؤں میں بیڑیاں سنگین ڈالکے تھام سے
مسجد کے اپنے تئیں باندھے اور کہے یہاں سے میں نہ جاؤں گا جب تک کہ میرا توبہ خدا تعالیٰ پاس
مقبول نہ ہووے اور یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیر تک انتظار کھینچ کے دریافت کئے تو معلوم
ہوا کہ ابو لبابہ مسجد میں اس طور سے بیٹھا ہے۔ حضرت فرمائے اگر میرے پاس آتا تو میں اسکے لئے مغفرت
مانگتا۔ اب وہ ایسا کر چکے بعد میں اسکو چھوڑ نہیں سکتا اللہ تعالیٰ ہی اسکی تقصیر معاف کرنا۔ اور ابو لبابہ
کھانا پینا چھوڑوئے انکے آنکھ سے بینائی کان سے سماعت جاتی رہی۔ نماز کے وقت انکی لڑکی آکے
زنجیر کھولتی بعد پھر ویسا ہی باندھتی سو پندرہ سولہ روز کے بعد انکا توبہ مقبول ہو کے اللہ تعالیٰ کے یہاں سے تقصیر
معافی کا حکم آیا۔ القصہ بنی قریظہ کو بارہ روز کا محاصرہ رہا لاچار ہو کے حکم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے اترنا قبول کئے۔ بنی قریظہ اوسیوں کے حلیف تھے سو اوسیاں حضرت کی خدمت میں سفارش
کرنے لگے کہ خزرج کے حلیف بنی قینقاع کے ساتھ جیسا کئے ہمارے حلیفوں کے ساتھ بھی ویسا ہی
کرنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمھارے میں ایک شخص کو مختار کرو اس نے جو کہا سو ویسا
ہی کرنا سب کا اتفاق اوسیوں کے سردار سعد بن معاذ پر ہوا اور انھوں غزوۂ احزاب میں زخمی ہونے
سے اس وقت حاضر نہیں تھے سو انکو بلوائے جب سعد آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں
کو کہے کہ تمھارے سردار طرف اٹھو۔ پھر لوگ سعد سے کہنے لگے بنی قریظہ تمھارے حلفا ہونے سے

ابو لبابہ کا قصہ

قصۂ بنی قریظہ کا فیصلہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو مختار کئے سعد کہے تم کیا خدا سے عہد اس بات کا کرتے ہو کہ جو میں کہوں
سو اس پر عمل کرینگے انصار کہے ہم کو قبول ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس جانب میں تھے اُدھر
ادب سے نہ دیکھ کے سعد کہے ادھر کے لوگوں کو بھی قبول ہے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے قبول ہے۔ سعد کہے میں حکم کرتا ہوں کہ تمام مردوں کو قتل کرنا اور عورت بچے مال متاع بانٹ
لینا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی سات آسمان کے اوپر سے جو حکم کیا سو وہی حکم تو
کیا پھر سب کو قلعے پر سے اُتار کے ذی الحجہ کی پانچویں کو مدینے میں لاکر حارث کی بیٹی کے گھر میں قید
کئے اور بازار میں گڑھے کھود کے ان میں کے جوانوں کو جو سات سو آدمی کے قریب تھے وہاں قتل
کئے۔ جب انکے تھوڑے تھوڑے لوگ کو بلا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس لیجانے لگے تو یہود
اپنے بڑے کعب بن اسد سے پوچھے کہ ہم کو کس واسطے لیجاتے ہونگے بولا کیا ہر جگہ تم نہیں سمجھتے کیا دستا
نہیں بلاتا سو ان چھوڑتا نہیں جاتا سو وہ آتا نہیں پس واللہ یہ قتل کرنے لیجاتے ہیں۔ جب ان سبھوں
کے قتل سے فراغت ہوئی بعد حیی بن اخطب کو ہاتھ گردن پر باندھے ہوئے لے آئے گلابی رنگ کی قبا
پہنا تھا اور مرے بعد اسکو کوئی نہ لینا کر پھاڑ کے دھجیاں کر دیا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کے کہا تیری
عداوت سے میرے جی پر میں ملامت نہیں کرتا لیکن اللہ جسکو ذلیل کرنا چاہے وہ خوار ہوتا ہے۔ پھر
لوگوں کو دیکھ کے کہا اللہ کا ارادہ ایسا ہی تھا مقدر میں بنی اسرائیل پر لکھ چکا تھا اس میں کچھ مضایقہ
نہیں پھر گردن دیکے بیٹھا تو اسکی گردن مارے۔ اور انکے اسباب میں ڈیڑھ ہزار تلوار تین سو بکتر پانسو
ڈھال اور عورتاں بچے اونٹاں بکریاں بہت سے تھے سب میں سے خمس نکال کر باقی ہراج کر کر
جنگیوں میں تقسیم کئے اور ریحانہ شمعون کی بیٹی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیکے اپنی تصرف میں لائے

حضرت سعد بن معاذ کا انتقال

بعضی روایتوں میں آیا ہے اسکو آزاد کر کر حضرت نکاح کئے اور ذی الحجہ میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ
کا انتقال ہوا۔ زخم سوکھ گئے تھے سو انھوں اپنے کو شہادت ہونا کر کے پھر دعا مانگے تو زخم پھٹ کے
وفات پائے سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اسکی موت کیواسطے اللہ تعالی کا عرش اہتزاز
کیا اور ستر ہزار فرشتے انکے جنازے کے ساتھ جانیکے لئے اترے اور انکے جنازے کو فرشتے اٹھالیکر

مقداد بن اسود خود بکتر پہنکے تلوار کھینچ کے سب سے اول حاضر ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں
کے نیزے پر نشان باندھ کے ہراول پر روانہ کیئے اور سعد بن عبادہ کے ہمراہ انصار کے تین سو آدمی
دیکے مدینے کی حفاظت واسطے مقرر کیئے اور مدینے میں ابن ام مکتوم کو نائب کر کے چہار شنبے کے روز
نکلے اور ذی قرد کو پہنچ کے ایک رات دن مقام کیئے سات سو شخص حضرت کے شریک ہوئے سو
سو سو آدمی میں ایک ایک اونٹ کھانیکو دئے۔ سعد بن عبادہ لوگوں کے کھانیکے لئے دس اونٹ
اور خرمے کے چند بستے روانہ کیئے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قاصدوں کو اطراف میں روانہ کیئے سو معلوم ہوا
کہ مخالف کے لوگ بھاگ گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچویں روز مدینے کو تشریف لائے
اور اسی مہینے میں عکاشہ بن محصن کو چالیس آدمی کے ساتھ غمر کو بنی اسد پر روانہ کیئے تو کفار بھاگ گئے
دو سو اونٹ انکے ہاتھ لگے۔ اور اسی مہینے میں محمد بن مسلمہ کے ساتھ دس آدمی دیکے مدینے سے
بیس میل پر ذی القصہ کو روانہ کیئے انکے آنے پر کفار مطلع ہوکے سو آدمی انکو گھیر لئے اول تیروں سے
مارے بعد نیزے لیکے حملہ کئے محمد بن مسلمہ زخماں کھاکے گر گئے باقی مسلماناں شہید ہوئے ایک مسلمان
راہ کا جانے والا محمد بن مسلمہ میں جان ہے سو دیکھ کے مدینے کو اٹھا لایا۔ اور ربیع الآخر میں حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ابو عبیدہ بن الجراح کے ہمراہ چالیس آدمی دیکے پھر ذی القصہ کو روانہ کیئے تو جاکے
شبخون مارے کفار بھاگ گئے انکا اسباب اور جانوراں لیکے مدینے کو آئے۔ اور اسی مہینے میں
زید بن حارثہ کو بنی سلیم پر جموم کیطرف روانہ کیئے تو کفار بھاگ گئے انکی عورتاں اور جانور جو اسیر ہوئے
سو لیکے مدینے کو آئے۔ اور جمادی الاولی میں زید بن حارثہ کے ساتھ ستر سوار دیکے مدینے سے چار
روز کی راہ پر عیص کو بھیجے تو وہاں پہنچ کے قریش کا قافلہ جو تجارت کو جاتا تھا سو اسکو غارت کئے
تمام اسباب ہاتھ لگا انکے ساتھ روپا بہت تھا اور اس قافلے کے چند لوگ اسیر ہوئے چنانچہ
ابو العاص بن الربیع جو داماد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا بھی اسیر ہوکے آیا اور اپنی عورت
بی بی زینب بنت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ لیا سو زینب رضی اللہ عنہا صبح کی نماز پڑھے
بعد پکار کے کہے میں ابو العاص کو امان دئی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تو امان دئی سو

عکاشہ کا غمر کو جانا
محمد بن مسلمہ کا سریہ ذی القصہ کو
ابو عبیدہ کا ذی القصہ کو
زید بن حارثہ کا سریہ جموم کو
زید بن حارثہ کا سریہ عیص کو
ابو العاص داماد رسول اللہ کا احوال

مجھے اطلاع نہ تھی تو جس کو امان دی ہم بھی اسکو امان دئے۔ پھر اسکو چھوڑ دئے اور اس کے اسباب کو
پھیر دئے۔ ابو العاص مکے کو جا کے سب کے امانتاں ادا کیا اور آپ آکے ایمان لایا۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم انکی عورت بی بی زینب کو انکے حوالے کئے۔ اور جمادی الاخری میں زید بن حارثہ کے ہمراہ
پندرہ آدمی دیکے مدینے سے چھتیس میل پر بنی ثعلبہ پر بھیجے ایک چشمے پر جس کا نام "طرف" تھا پہنچکے
انکو غارت کئے تو کفار بھاگ گئے بکریاں اور بیس اونٹ انکے ہاتھ لگے اور چوتھے روز مدینے
کو آئے۔ اور اسی مہینے میں زید کو وادی القری طرف حسمی کو روانہ کئے سبب اس کا یہ تھا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم دحیہ بن خلیفہ کو قیصر روم پاس روانہ کئے تھے سو قیصر انکو خلعت وغیرہ دیکے بہت
سلوک کیا۔ حسمی کو جب پہنچے بنی جذام ان کا اسباب لوٹ لیکے بدن پر ایک کپڑا چھوڑ دئے۔ بنی
ضبیب کو معلوم ہوتے ہی وہ اسباب ان سے چھین کر دحیہ کو دئے دحیہ مدینے کو پہنچ کے حضرت
کو اطلاع کئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زید بن حارثہ کے ہمراہ پانسو آدمی دیکے ان پر روانہ کئے
اور انکے ساتھ دحیہ کو بھی بھیجے تو شب کو چلتے دن کو چھپتے پھر وہاں پہنچ کے ان پر شبخون کرے تو
چند لوگ ان کے مارے گئے باقی بھاگ گئے اور انکی سو عورت اور ہزار اونٹ پانچ ہزار بکری
ہاتھ لگی سو اسکو مدینے کو لائے زید بن رفاعہ اور چند لوگ بنی جذام کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں حاضر ہو کے اسلام لائے اور اپنا اسباب درخواست کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علی مرتضی کو زید پاس بھیجے تا ان کا اسباب واپس کردیں زید بموجب حکم کے تمام اسباب پھیر دئے
اور رجب میں زید بن حارثہ لوگوں کا مال لیکے تجارت واسطے نکلے۔ وادی القری میں بنی فزارہ کے
ساتھ مقابلہ ہوا چند لوگ مسلمانوں کے شہید ہوئے زید زخمی ہوئے سو لوگ انکو اٹھا کے لے آئے
زید نیت کئے ہیں اس قوم سے بدلا لئے تک عورت پاس نہ جاؤں گا اور شعبان میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عبد الرحمن بن عوف کو اپنے روبرو بٹھا کے اپنے دست مبارک سے انکو پگڑی باندھے
اور دومۃ الجندل کو بنی کلب پر روانہ کئے اور فرمائے وہ لوگ اگر ایمان لاویں تو انکی سردار کی بیٹی
تو نکاح کر۔ عبد الرحمن دومہ کو پہنچ کے تین روز رہے اور انکو اسلام کی دعوت کئے ان کا سردار اصبغ

بن عمرو کلبی جو نصرانی تھا ایمان لایا اور اکثر لوگ مسلمان ہوئے مگر چند شخص ایمان نہ لا کے جزیہ دینا قبول کئے اور اصبغ کی لڑکی تماضر کو عبدالرحمن نکاح کر کے مدینے کو لائے۔ اور اسی مہینے میں علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے تئیں سو آدمی کے ساتھ فدک کو بنی سعد بن بکر پر جو مدینے سے چھ روز کی راہ پر تھے اور خیبر کے یہودیوں کی کمک واسطے تیاری کر رہے تھے روانہ کئے سو فدک کے قریب تنج کو پہنچ کے ان کے جانوروں کو غارت کئے بنو سعد بھاگ گئے انکے پانسو اونٹ دو ہزار بکری غنیمت ملی۔ اور رمضان میں زید بن حارثہ کے زخماں درست ہوئے بعد پھر وادی القریٰ کو روانہ کئے شب کو چلتے دن کو چھپتے آخر وہاں پہنچ کے ان کو گھیر لئے انکی سردار ایک عورت نہایت بوڑھی جس کا نام ام قرفہ اور اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتی سو اسیر ہوئی تو اس کو قتل کر کے دو اونٹوں کے بیچ باندھ کے چروا دئے اور ام قرفہ کی لڑکی کو مدینے میں لائے۔ اور اسی مہینے میں عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کے ہمراہ چار شخص کو دیکے ابو رافع یہودی کو جو مسلمانوں کا بڑا دشمن تھا قتل کرنے روانہ کئے وہ خیبر کے قلعے میں رہتا تھا۔ یہ لوگ پوشیدہ جا کے شہر کے قریب اترے۔ عبداللہ بن عتیک اپنے ساتھ والوں کو کہے تم یہاں رہو میں قلعے میں جانے کی کچھ تدبیر کرتا ہوں سو قلعے کے پاس گئے قضارا ان کا گدھا گنواتے گیا تھا سو اسکی تلاش میں یہود مشعلیں لیکے اترے قلعہ میں الٹ کر جاتے وقت عبداللہ پیشاب کو بیٹھے سا بیٹھ گئے۔ وہ لوگ سمجھے یہ بھی ہمارے ساتھ والا ہے سو پکار کے کہے دروازہ بند ہوتا ہے جلد آؤ غرض بھیس بدلا کے قلعے میں گئے اور کنجیاں رکھنے کا موقع دیکھ لئے بعد سب لوگ کو سوتے دیکے آپ نکل کر کنجیاں اٹھائے اور دروازوں کو اندر سے موندتے ہوئے اسکے مکان پر پہنچے تو وہ بہت رات تک باتیں کر کر سو رہا تھا اور گھر میں اندھیری تھی اسلئے اسکو پکارے جواب دیتے ہی آواز کے شمار پر جا کے اسکو مارے دہشت تو تھی مار پورا نہ لگا اور وہ ملعون پکارنے لگا دیکھو مجھے کسی نے مارا۔ عبداللہ آواز بدل کے گویا اسکی کمک واسطے آ کے سرکیا پوچھے ابو رافع کیا ہے بولا دیکھ کسی نے آ کے مجھے مارا پھر آواز کے شمار پر جا کے اسکو مارے اور تلوار اس کے پیٹ پر رکھ کے اتنا دبائے کہ اسکی ہڈیاں

علی مرتضیٰ کا نام پر فدک کو

زید بن حارثہ کا سریہ وادی القریٰ کو

عبداللہ بن عتیک کا نام پر ابو رافع پر

ٹوٹے سو آواز آیا۔ وہاں سے پھر کے آتے وقت سیڑھیاں ہوگئے سمجھ کے پاؤں دھرنا چاہے سو
گر کے پاؤں ضایع ہوا۔ پگڑی نکال کے اسکو باندھے اور قلعے کے نیچے جا کے بیٹھے اور کہے اس کی
موت تحقق ہوئی تک میں یہاں سے نہ جاؤنگا۔ صبح ہی ان کا پلانے والا پکارا حجاز کا تاجر ابورافع موا
یہ سن کے عبد اللہ اپنے لوگوں پاس آئے اور جلد وہاں سے روانہ ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو خوشخبری سنائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکے پاؤں پر اپنا دست مبارک پھیرے تو درست
ہوگیا۔ اور رمضان میں قحط ہوا سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگنے سے مینھ برسا۔ اور شوال میں
عبد اللہ بن رواحہ کو خیبر طرف روانہ کئے سبب یہ تھا کہ ابو رافع مارے گئے بعد یہود سب اتفاق کر کر اسیر
بن رزام کو بڑپن دئے سو اس نے لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے پر ترغیب دینا شروع
کیا اور بنی غطفان کے یہاں جا کے ان سے کمک چاہا یہ کیفیت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم
ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن رواحہ کے ساتھ دو شخص دیکے روانہ کئے کہ تم وہاں جا کے
کیفیت دریافت کر کر آؤ عبد اللہ وہاں جا کے مفصل احوال دریافت کر کے حضرت سے آ کر اطلاع
کئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن رواحہ کے ساتھ تیس شخص دیکے روانہ کئے سو اسکے یہاں جا کے
کہے ہم تیرے سے کچھ کیفیت کہنا ہے ہم کو امان دے اس نے انکو امان دیا سو کہے ہمکو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم تیرے یہاں بھیجے ہیں تو اگر ان کی متابعت کرے تو تجھی کو خیبر پر مقرر فرمائیں گے۔ اسیر اس کو
قبول کر کر تیس یہودیوں کو لیکے نکلا۔ ہر یہودی کے ساتھ ایک مسلمان بیٹھا۔ قرقرہ کو جب پہنچے اسیر
انکے ساتھ آنے سے نادم ہوا اور اپنا ہاتھ عبد اللہ بن انیس کی تلوار پر ڈالا۔ عبد اللہ اپنے اونٹ
کو سرکا لیکے کہے اے عدو اللہ کیا تو ہمارے ساتھ دغا کرنے پر ہے۔ دوسرے بار بھی انکی تلوار پر
ہاتھ ڈالا۔ عبد اللہ اسکو قتل کئے اور اسکے سب ساتھ والوں کو بھی مارے مگر ایک شخص ان کا بچ کے
بھاگ گیا اور مسلمانوں سے کوئی نہ موا۔ اور اسی مہینے میں کرز بن جابر کو عرنیین پر بھیجے سبب اس کا
یہ تھا کہ عرینہ قبیلے کے چند شخص مدینے کو آکے اسلام لائے اور مدینے کی ہوا اپنی مزاج کے موافق
نہیں کر کر حضرت کی اجازت سے نکلے۔ حضرت انکو اونٹوں کا دودھ پینے اجازت فرمائے سو

سرکار کے اونٹ مدینے کے باہر چرتے تھے ان کا دودھ پینا شروع کئے تو بیماری دفع ہوئی بدن میں قوت آیا چرویے کو مار کر اونٹاں لیکے بھاگ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکو پکڑ لانے کرز کے ساتھ بیس سوار دیکے روانہ کئے پھر سب اسیر ہوکے آئے اُنکے آنکھوں میں سلائی پھیر ہاتھاں پاواں کاٹ حرے کے جانب میں ڈال دئے وے اسی حالت سے موئے انکو اس طور پر مارنیکا سبب یہ تھا کہ وہ مردوداں چرویے کے ساتھ ایسا ہی سلوک کئے تھے۔ اور اسی ایام میں عمرو بن امیہ ضمری کو ابوسفیان کے قتل واسطے روانہ کئے کیونکہ ابوسفیان ایک شخص کو خرچ دیکے روانہ کیا تھا کہ تو مدینے کو جاکے محمد کو قتل کر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس کو دیکھکے حضرت فرمائے یہ شخص دغا کرنے آیا ہے۔ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اسکی لنگ پکڑ کر کھینچے تو اس میں سے خنجر نکلی۔ گھبرا کے کہا میری تقصیر معاف کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو فرمائے اگر تو سچ کہا تو تجھے چھوڑ دیتا ہوں اسنے اپنے آنیکا سبب کہدیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو چھوڑ دئے اُسنے اسلام لایا اور عمرو بن امیہ اور سلمہ بن اسلم کو کہے تم مکے کو جاؤ اگر قابو ملا تو ابوسفیان کو قتل کرو۔ یے دونوں صاحبان مکے کو گئے۔ عمرو بن امیہ شب کو طواف واسطے نکلے۔ معاویہ انکو دیکھ کے لوگوں کو اطلاع کیا کفار اندیشے سے جمعبندی کرنے لگے یے دونوں صاحباں وہاں سے بھاگے اور راہ میں تین کافروں کو قتل کئے اور ایک کو اسیر کرکے لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکی کیفیت سنکے تبسم کئے۔ اور ذوالقعدہ میں حدیبیہ کا غزوہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں ابونملہ کو نائب کرکر پندرہ سو آدمی کی جمعیت سے ذوالقعدہ کے غرے کو دوشنبے کے روز عمرے کے ارادے سے نکلے۔ اکثر لوگ تلوار کے سوائے دوسرے ہتیار کچھ نہ لئے اور ذوالحلیفہ کو پہنچ کے عمرے کا احرام باندھے اور اونٹوں کے گلوں میں نعل لٹکاکے ہدی کا نشان کئے اور بنی خزاعہ سے ایک جاسوس مکے کو روانہ کئے۔ جب غدیر الاشطاط کو پہنچے جاسوس خبر لایا کہ قریش بہت قبیلوں کو جمع کرکر جنگ کا ساز و سامان مہیا کر ذیطوی میں اترے ہیں اور حضرت کو مکے میں نہ چھوڑنے پر عہد کئے ہیں اور خالد بن ولید دو سو سوار سے کراع الغمیم پاس اترا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے مشورت

عمرو بن امیہ کا مکہ کو ابوسفیان پر

حدیبیہ کا غزوہ

صحابہ کا مشورہ

کئے اور فرمائے قریش کی اعانت جاکے سو قبیلے والوں کے عیال و اطفال پر جاکے انکو غارت کرنا
مناسب ہے یا نہیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عرض کئے یا رسول اللہ ہم مکے کو طواف واسطے عمرے
کی نیت باندھ کے نکلے ہیں کسی سے جنگ کرنے نہیں آئے ہم سیدھا مکے کو جانا اگر کوئی مانع ہوئے
تو اس سے جنگ کرنا حضرت فرمائے بہتر اور وہاں سے چلدھرے۔ پھر حضرت فرمائے خالد جو راہ
میں اترا ہے اسکو چھوڑکے دوسری راہ چلو سو دوسری ایک راہ جو بہت ویران تھی چلے لوگوں
کو بہت تصدیع ہوئی قریش کے ہراول لشکر آنے پر بالکل خبردار نہ ہوئے مگر لشکر کا غبار دونے سے
انکو معلوم ہوا پھر جلد جاکے قریش کو اطلاع کئے لشکر جب ثنیۃ المرار کو پہنچا حضرت کی سواری کی
اونٹنی قصویٰ بیٹھ گئی۔ لوگ کہنے لگے قصویٰ ماندی ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قصویٰ
ماندی نہیں ہوئی اور اسکو یہ عادت بھی نہیں لیکن اصحاب الفیل کو جس نے روکا تھا اس نے قصویٰ
کو بھی روکا ہے۔ میرا جی جس کے دست قدرت میں ہے اسی کی قسم اللہ تعالیٰ کے حرمتوں کی تعظیم کی
جو بات قریش کہیں تو میں اسکو مانونگا اور قصویٰ کو ڈانٹے اٹھ کے چلدئی مکے سے نو میل پر حدیبیہ پاس
اترے وہاں پانی نہ ہونے سے لوگ شکایت کرنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ترکش سے
ایک تیر نکال کے دئے اور فرمائے کنویں میں اترکر اسکو چبھو دیو سو یہ چبھاتے ہی پانی جوش کھاکے ابلنے
لگا تمام لوگ فراغت پائے اس عرصے میں بدیل بن ورقہ اپنی قوم خزاعہ کے چند شخص کو لیکے آیا اور
قریش جو منصوبہ کئے ہیں سو بیان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہم کسی کے جنگ واسطے نہیں
آئے محض عمرہ کرکر جانا منظور ہے اور ہمارے جنگوں کے باعث قریش بہت لاغر ہوئے اگر مرضی ہو تو
چند روز کی مہلت دیتا ہوں اور دوسرے لوگوں کے ساتھ مقابلہ کرتا ہوں اگر میں غالب آؤں
تو تمھاری مرضی چاہے تو میرے تابع ہو نہیں تو آرام پاوینگے۔ اگر یہ بات نہ مانے تو میرے بدن پر سر
رہنے تک میں اس دین کے واسطے جنگ کرونگا اللہ تعالیٰ اپنے امر کو غالب رکھے گا۔ بدیل جاکے
قریش کو کہا میں محمد کے پاس جاکے آیا ہوں وہ ایک بات کہا ہے اگر تمھاری مرضی ہو تو کہتا ہوں
احمقاں کہنے لگے اسکی کچھ بات ہم نہیں سنتے۔ عقلمنداں پوچھے وہ کیا بات ہے سو بدیل جو کچھ سنا

صحابہ کی عقیدت شعاری

تھا سو بیان کیا عروہ بن مسعود ثقفی بولا یہ بہت خوب بات ہے اسکو قبول کرنا اور مجھے اجازت دیں تو میں ان کے پاس جاتا ہوں۔ غرض وہ آیا سو اسکو بھی ویسا ہی فرمائے۔ عروہ کہا اے محمد اگر تو اپنی قوم کو مستاصل کریگا تو ایسا کوئی نہ کیا تھا سو تو کیا اگر دوسرا کچھ ہو تو اقسام کے لوگ تیرے پاس جمع ہیں سو تجھے چھوڑ کے بھاگیں گے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خفا ہو کے کہے لات کی غلاں چوسنگ کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کے بھاگیں گے سمجھا ہے۔ عروہ پوچھا یہ کون ہے۔ کہے ابوبکر ہے بولا اس کا احسان میرے پر ہے سو اسکا بدلا میں نہیں کیا ہوں ورنا میں اسکو جواب دیتا۔ اور عروہ باتیں کرتے وقت بعضے عربوں کی عادت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک پکڑتا چاہتا عروہ کا چچیرہ بھائی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ خود پہن کر تلوار لئے ہوئے خدمت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہوئے تھے سو اسکے ہاتھ پر تلوار کے نعل سے مارتے اور کہتے تیرا ہاتھ سرکا۔ عروہ پوچھا یہ کون ہے کہے مغیرہ ہے۔ بولا ارے دغا باز تو دغا کیا سو ابتک اس کا میں پیسہ دیرہا ہوں مغیرہ چند کافروں کو مار کر ان کا مال لیکے بھاگے تھے اور مدینے میں آکے مسلمان ہوئے سو اُس کا الھنا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے میں اس کا اسلام قبول کیا ہوں مال سے ہم کو کچھ کام نہیں۔ بعد عروہ صحابہ کو کوری آنکھ سے دیکھنے لگا کہ حضرت کے روبرو نہایت ادب سے بیٹھے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھوکے تو حضرت کے تھوک کو نیچے پڑنے نہیں دیتے جس کے ہاتھ میں پڑا تو اس نے اپنے بدن پر منہ پر ملتا ہے اور کچھ کام فرمائے تو اسکو کرنے دوڑتے اور وضو کئے تو اس پانی کو پینے ایک پر ایک گرتے اور بات پکار کے نہیں کرتے اور تعظیم سے حضرت کیطرف نظر جماتے نہیں۔ غرض ان کا طریقہ دیکھکر عروہ گیا اور اپنے لوگوں کو جاکے کہا میں بادشاہوں کے دربار گیا ہوں کسریٰ قیصر نجاشی کی مجلس دیکھا ہوں لیکن کسی کی تعظیم اتنی کرتے نہیں دیکھا جیسا محمد کے لوگ اسکی تعظیم کرتے ہیں اور جو جو دیکھا سو بیان کیا اور بولا محمد بہتر بات کہتا ہے اسکو البتہ ماننا۔ پھر قریش کی طرف سے حلیس بن علقمہ آیا حضرت وہ آتا سو دیکھ کے فرمائے یہ شخص ہدی کی بہت تعظیم کرتا ہے ہدی کے اونٹوں کو اسکے روبرو کرو اور تلبیہ کہو وہ بھی یہ احوال دیکھکر گیا بعد مکرز

حضرت عثمان کی مکہ کو روانگی

بن حفص آیا لیکن یہ لوگ آنے سے صلح کا کچھ طور نہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش پاس اپنی
طرف سے عمر کو بھیجنا چاہے۔ عمر عرض کئے کہ میرا وہاں کوئی قرابتی نہیں میری سختی انکے دلوں میں نقش
ہے سب میرے دشمن ہیں میرے سے عزیز مکے والوں پاس عثمان ہے انکے قرابتی بھی وہاں بہت
سے ہیں انکو بھیجنا مناسب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عثمان رضی اللہ عنہ کی زبانی کہلا بھیجے
کہ ہم طواف واسطے آئے ہیں تمہارے سے جنگ کرنے نہیں آئے۔ عثمان روانہ ہوئے راہ میں
ان سے ابان بن سعید بن العاص ملکے انکو امان دیا اور اپنے ساتھ بٹھا کے مکے کو لیگیا۔ عثمان جا کے
حضرت کا پیام قریش کو پہنچائے۔ ابوسفیان کہا تم چاہتے ہو تو کعبے کا طواف کرو۔ عثمان کہے

بیعت الرضوان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طواف نہیں کئے تک میں طواف نہ کرونگا۔ قریش عثمان کو نہ چھوڑ کے اپنے
پاس رکھے یہاں لشکر میں شہرت ہوئی کہ کافراں عثمان کو قتل کئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
اگر عثمان کو مارے ہیں تو میں جنگ کئے سوائے یہاں سے نہ جاؤں گا اور لوگوں کو بیعت کرو کر فرمائے
تو سب لوگ بیر کے درخت کے نیچے بیعت کئے یعنے ان سے عہد لئے کہ جنگ لگکے کرنا اور جنگ
میں اپنا جان دینا اول بیعت ابوسنان اسدی کیا بعد دوسرے صحابہ کئے سب کی بیعت سے
فراغت پاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دست چپ اٹھا کے سیدھے ہاتھ پر مارے اور فرمائے
یہ عثمان کی طرف سے بیعت ہے۔ اس بیعت کو بیعت الرضوان کہتے ہیں کیونکہ اللہ تعالی یہ بیعت
کرنے والوں کی شان میں یہ آیت نازل کیا لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ
تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا
قَرِيْبًا یعنی اللہ تعالی خوش ہوا ایمان والوں سے جب ہاتھ ملانے لگے تجھ سے اس درخت کے

قریش کی صلح پر آمادگی اور عہدنامہ

نیچے پھر جانا جو انکے جی میں تھا پھر اتارا ان پر چین اور انعام دیا انکو ایک فتح نزدیک۔ قریش اس
بیعت پر مطلع ہوکے سہیل بن عمرو کو صلح واسطے روانہ کئے۔ ان آتا سو دیکھ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فرمائے سہیل آتا ہے اب تمھارا کام سہل ہوگا وہ آیا تو بہت جواب و سوال ہوا آخر صلحنامہ لکھنا مقرر
پایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم علی مرتضی کو فرمائے تم صلحنامہ لکھو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سہیل کہا رحمن کو ہم

نہیں جانتے سابق کے دستور سے لکھا باسمک اللھم اب بھی لکھنا حضرت فرمائے اونہی لکھو۔ بعد لکھے یہ نوشتہ ہے محمد رسول اللہ کے صلح کا۔ سہیل کہا اگر تم خدا کے رسول ہو کر ہم کو یقین ہوتا تو ہم جنگ کاہے کو کرتے محمد بن عبداللہ لکھو۔ حضرت فرمائے ویسا ہی لکھو۔ علی مرتضیٰ کہے میں لکھ چکا اب نہ بدلاؤں گا اور وہ تکرار کرنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نوشتے کو لیکے اپنے دست مبارک سے مٹائے پھر تو اس میں محمد بن عبداللہ لکھے سو صلح دس برس کا ٹھہرا اس طور پر کہ ایک دوسرے کا متعرض نہ ہونا مسلمانوں میں کا کوئی شخص بھاگ کے قریش کے یہاں جاوے تو اسکو پکڑ نہ دینا اور قریش کا کوئی آدمی اپنے والیوں کے بے اذن مسلمانوں میں آوے تو اسکو پکڑ دینا اس بات پر بہت تکرار چلی اس عرصہ میں ابوجندل سہیل کا بیٹا بھاگ کے بیڑیوں کے ساتھ آیا۔ سہیل اسکو طمانچہ مار کے اپنی طرف کھینچا اور بولا پہلا شرط یہی کہ اسکو پھیر دینا۔ آخر حضرت اسکو پھیر دئے اور صلحنامہ میں اسکے کہے موافق لکھے۔ ابوجندل پکارنے لگا کیا میں مسلمان ہو کے آیا ہوں سو مجھے بھی کافروں کے حوالے کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے چندے صبر کر اللہ تعالیٰ تم لوگوں کی کچھ راہ کر دیگا اور یہ بھی صلحنامہ میں لکھے کہ دلوں سے سب صاف رہنا باہمدیگر حسد بغض عداوت نہ کرنا اور جو چاہے محمد کے ذمے میں رہے اور جو چاہے قریش کے ذمے میں۔ یہ سن کے خزاعہ کہے ہم محمد کے ذمے میں رہینگے بنوبکر کہے ہم قریش کے ذمے میں اور یہ بھی لکھے کہ اس سال تم پھر کے جانا سال آئندہ آویں تو ہم شہر خالی کردیں گے تم اپنے لوگوں کو لیکے آنا اور تین روز سے زیادہ نہ رہنا اور بجز تلوار کے دوسرے ہتیار نہ لانا۔ یہ عہد تمام ہوئے بعد اس پر گواہی ابوبکر صدیق کی اور عمر فاروق اور علی مرتضیٰ اور عبدالرحمن بن عوف اور عبداللہ بن سہیل اور سعد بن ابی وقاص اور محمد بن مسلمہ کی رضی اللہ عنہم اور مکرز بن حفص کی مشرکوں کی طرف سے لکھے گئی۔ بعد سہیل کو اور اسکے ساتھ کے مشرکوں کو جانے نہ دیکے رکھے اور فرمائے عثمان نہ آئے تک تم کو نہ چھوڑوں گا اور عثمان آئے کے بعد انکو چھوڑے۔ صلح سے فراغت ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو کہے احرام کھول دیو لوگ اندیشنے لگے اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر پر ملال آیا مجلس میں

سدھارے۔ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضرت کا ملال دیکھ کے عرض کئے یارسول اللہ آپ اوّل
احرام کھولو حجامت کروا ونٹوں کو نحر کرو آپ کو دیکھکے لوگ بھی احرام کھولینگے تب آپ باہر تشریف
لاکے اونٹونکو نحر کئے اور حجامت لئے حضرت کو دیکھ کے تمام لوگ احرام توڑے۔ حدیبیہ میں
اٹھارا انیس روز کا مقام ہوا بعد وہاں سے پھرے۔ مکے میں داخل نہیں ہونے سے صحابہ کو نہایت
رنج ہوا۔ کراع الغمیم کو جب پہنچے اِنّا فتحنا کا سورہ انکی خاطر تسلی واسطے اترا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مدینے کو تشریف لائے بعد چند روز کے بعضے عورتاں بھاگ کے مدینے کو آئے سو کافراں انکو طلب کئے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکو ایسا جواب دئے کہ صلح مردوں کو پھیر دینے کا تھا عورتوں کو پھیر دینا
صلح میں داخل نہیں۔ بعد مردوں سے ایک شخص اس کا نام ابوبصیر بھاگ کے آیا اسکے والیاں خط
لکھ کے دو شخص کو روانہ کئے کہ اسکو پھیر دینا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبصیر کو بلا کے کہے ہم جو
صلح کئے سو تم کو خوب معلوم ہے صلح کا خلاف کرنا درست نہیں اب تم انکے ہمراہ جانا آئندہ اللہ
تعالیٰ تم لوگونکی کچھ راہ کر دے گا۔ اور انکو اُن دونوں آسامی کے ذِمّے کر دے۔ جب ذوالحلیفہ کو
پہنچے ابوبصیر ان دونوں شخصوں کے ساتھ دوستی کے باتاں کرتے کرتے کہے کہ تمھاری تلوار بہتر ہے
وہ بولا ہاں بہتر ہے اور اسکی کاٹ بہت خوب ہے ابوبصیر تلوار کو کھینچ کے دیکھتے دیکھتے ان میں سے
ایک پر ہاتھ چلا کے اسکو جان سے مارے دوسرا بھاگ کے مدینے کی راہ لیا حضرتؐ دور سے اس کو
دیکھ کر فرمائے یہ گھبراہٹ سے آتا ہے سو حاضر ہوکے اپنا ماجرا عرض کرتا تھا کہ اس عرصے میں ابوبصیر
بھی آے اور عرض کئے یارسول اللہ آپ اپنے ذِمّے سے بری ہوئے اور اللہ تعالیٰ مجھے نجات دیا
حضرت فرمائے اسکے ساتھ چند لوگ ہو تو جنگ کی آتش خوب سلگائے گا۔ ابوبصیر اندیشہ کے دیکھے
کہ میں اگر یہاں رہوں تو مجھے کافروں کے حوالے کرینگے سو مدینے سے نکل کر قریش کی آمد و رفت کی راہ میں
ساحل پاس عیص میں جا کے رہے۔ کافروں سے یکّا دکّا ادھر آنکلا تو اسکو لوٹ لیتے اور مکے میں مسلماناں
جو قریش کے قید میں تھے سو بھاگ نکل کے ابوبصیر پاس جمع ہونے لگے اور سہیل کا بیٹا ابوجندل بھی بھاگ
کر ستّر آدمی کے ساتھ آکے ان کا شریک ہوا اور اسلم اور جہنیہ اور غفار کے چند شخص بھی مسلمان ہو کر انھوں

ربیع الصحیح تتمہ

عہد نامہ میں ترمیم

میں جا ملے تین سو آدمی تک ہوئے اور شام کو جاتے سو قریش کے قافلوں کو غارت کرنے لگے قریش
تنگ ہو کر ابو سفیان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کئے کہ تم کو خدا کی اور قرابت
کی قسم عہد نامے میں وہ شرط جو لکھے تھے سو اسکو توڑنا لوگ مختار ہیں جس کا جی چاہیے مدینہ کو جاوے
ہم اس کو طلب نہ کرینگے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو خط لکھ کے طلب فرمائے۔ ابو بصیر
نزع کی حالت میں تھے ویسے وقت خط پہنچا تو اسکو لیکے آنکھ کو لگائے ہنوز پڑھے نہ تھے کہ انکا انتقال
ہوا۔ ابو جندل وغیرہ انکے جنازے پر نماز پڑھکے دفن کئے اور اپنی جماعت کے ساتھ مدینے میں آئے

بادشاہوں کو نامے بھیجنا

اور اسی سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہوں کو نامے ایلچیوں کے ہاتھ سے روانہ کئے۔ چنانچہ مصر
کے بادشاہ مقوقس پاس حاطب بن ابی بلتعہ کو بھیجے اور شام کے بادشاہ حارث بن ابی شمر غسانی
پاس شجاع بن وہب کو روانہ کئے اور روم کے بادشاہ قیصر پاس دحیہ بن خلیفہ کو روانہ فرمائے اور
فارس کے بادشاہ کسری پاس عبداللہ بن حذافہ کو بھیجے اور یمامی کے حاکم ہوذہ بن علی پاس
سلیط بن عمرو کو اور حبش کے بادشاہ نجاشی پاس عمرو بن امیہ ضمری کو۔ اور اسی سال حج فرض ہوا۔

حج فرض ہوا اور دیگر متفرق امور

اور اسی سال اوس بن صامت اپنی عورت خولہ سے ظہار کیا سو انکے جھگڑے میں سورہ مجادلہ اترا۔
اور آفتاب کو گہن لگا سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھے۔ اور
اسی سال اونٹوں اور گھوڑوں میں مسابقت کئے۔ اور اسی سال بی بی عایشہؓ کے والدہ ام رومان
کا انتقال ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ قبر میں اتر کر ان کو دفن کئے اور اسی سال ابو ہریرہؓ
ایمان لائے۔

خیبر کا غزوہ

ساتواں سال ہجری۔ محرم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اطلاع کئے
کہ ہم خیبر کے جنگ کو نکلتے ہیں لوگ جنگ کو نکلنے کی تیاری کرنا اور جس کو دنیا غرض ہے وہ ہمارے
ہمراہ نہ آنا سو کسی منافق کو ہمراہ نہ آنے دئے اور مدینے میں نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو نائب مقرر فرمائے
اور دو سو سوار ایک ہزار چار سو پیدل سے نکلے اور ہراول پر عکاشہ بن محصن کو رکھے اور عصر نامی
ایک موضع تھا سو وہاں جا اترے اور وہاں ایک مسجد بنائے پھر وہاں سے نکل کر صہبا پر سے
ہوتے ہوئے رجیع میں آکر اترے غطفان کے قبیلے والے یہود کی کمک واسطے نکلے تھے سو حضرت

اپنے شہر کو غارت کرنے آئے ہیں سمجھکر بارے خوف کے کمک نہ کر اپنے مقاموں کی محافظت واسطے
پھر کر آگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے نکل کر خیبر طرف متوجہ ہوئے۔ خیبر بڑا شہر تھا
مدینے سے تیئیس کوس شام کیجانب میں اور اس میں دس قلعے تھے کتیبہ۔ ناعم صعب شق قموص
وطیح۔ نطاۃ۔ براء۔ سلالم۔ ابی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب کے وقت وہاں پہنچے یہود کو اطلاع
نتھی صبح ہی پھاوڑے ٹوکرے لیکر نکلے لشکر کو دیکھ کے قلعے میں جاکر دروازے بند کئے۔ سلام بن
مشکم یہود کا سردار لوگوں کو جنگ کیلئے تیار کیا حضرت بھی صحابہ کو جنگ کا حکم کئے پہلے قلعہ ناعم
فتح ہوا اس میں مال ذخیرہ بہت سا ہاتھ لگا۔ بعد ابی الحقیق کا قلعہ قموص فتح ہوا اس میں عورتاں
تھیں چنانچہ صفیہ حیی بن اخطب کی لڑکی بھی اسی میں تھی سو دحیہ کلبی کے حصے میں گئی۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم آپ اسکو لیکے دحیہ کو اسکے درعوض دو باندیاں دئے اسکے بعد نطاۃ کا قلعہ
فتح ہوا۔ لوگوں کو رسد نہ ہونے کے باعث تکلیف ہوئی سو گدھوں کو کاٹکے پکانے لگے کسی نے
آکے حضور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عرض کیا یا رسول اللہ گدھوں کو کھانے کیلئے پکاتے
ہیں حضرت خاموش ہوئے دوسرے بار بھی آکے عرض کیا کہ گدھوں کو کھا جاتے ہیں پھر بھی خاموش
ہوگئے تیسرے بار آکے عرض کیا یا رسول اللہ گدھے سب فنا ہوگئے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم تاکید کئے کہ گدھوں کو مت کھاؤ تو لوگ تمام پھینک دئیے۔ القصہ ایک ایک قلعہ فتح کئے صعب
کا قلعہ فتح ہونیکے قبل بنی سہم کے قبیلے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکے
عرض کئے یا رسول اللہ ہم پر بہت سختی گزرتی ہے ہمارے ہاتھ میں کھانے کو کچھ نہیں آپ کچھ
عنایت فرمانا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی کچھ نہ تھا سو دعا مانگے یا اللہ تو ان لوگوں کا
حال خوب جانتا ہے اور ان میں کچھ طاقت نہیں اور انکو دینے واسطے میرے پاس بھی کچھ نہیں
سو جس قلعہ میں کھانا چربی بہت ہے فتح کروا۔ حضرت کی دعا کی برکت سے دوسرے روز منذر
بن الحباب کے ہاتھ سے صعب کا قلعہ فتح ہوا اور ذخیرہ اسباب وہاں کا تمام مسلمانوں کے ہاتھ
آیا اور براء کا قلعہ بہت قلب تھا یہود اس پر سے تیراں مارنے لگے یہاں تک کہ ایک تیر آکے

ابوالحقیق کا خزانہ زیور تھا سو کیا ہوا کہے جنگوں میں تمام خرچ ہوا حضرت فرمائے اگر وہ خزانہ نکلے تو
تمھارا امان باقی نہیں اور فرمائے فلانے ویرانے میں گاڑا ہے اسکو لے آؤ۔ وہ خزانہ وہاں نکلا تو
ان دونوں کو قتل کئے اور دوسرے یہودیوں کو وہاں سے نکالنا چاہے تو عرض کئے اس زمینو کی
زراعت کا ڈھب ہم کو معلوم ہے۔ اگر ہمارے سپرد کریں تو آدھا محصول تم کو دیا کرینگے۔ حضرت
اسکو قبول فرماکے انھوں کو باقی رکھے اور یہ فرمائے کہ ہم جب تک چاہیں تم کو رکھیں گے بعد نکال
دینگے۔ خیبر کے قلعوں کا یہ حال سن کے فدک کے یہود صلح کا پیغام محیّصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی
وساطت سے کئے سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے صلح کئے کہ آدھا محصول ہمکو دینا اور ہم جب
چاہیں تو تمکو نکال دینگے۔ ان جنگوں میں مسلمانوں سے پندرہ شخص شہید ہوئے اور یہود کے ترانوے آدمی
مارے گئے اور جب جنگ سے فراغت ہوئی مسلمانوں کا ضبط ونسق ہوا۔ حارث یہودی کی بیٹی
زینب سلام بن مشکم کی عورت بکری کے گوشت میں زہر ڈالکر حضرت کو بھیجی۔ حضرت ایک ٹکڑا نگلے
اور فرمائے یہ گوشت کہتا ہے کہ اپنے میں زہر ہے اسکو کوئی مت کھاؤ لوگ پھینکدے مگر بشر بن
البرا جو فرمائے کے اول ہی کھا چکے تھے سو اسی وقت موئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام یہودیو
کو جمع کرکر پوچھے تو پہلے انکار کئے پھر حضرت انکو غیب کی دوسری بات پر اطلاع دئے سو سنکے
اقرار کئے۔ پھر ان سے پوچھے تم کیا واسطے زہر ڈالے تو عرض کئے کہ اگر تم جھوٹے ہو تو ہم کو نجات
ہوگی اگر نبی ہو تو اس کا کھانا تم کو ضرر نہ دیگا۔ پھر اس عورت کو بشر کے درعوض قتل کئے اور غنایم لوگوں
میں تقسیم کئے سوار کو دو حصے پیدل کو ایک حصہ دئے۔ اور بی بی صفیہ کو حضرت اپنے نکاح میں لائے
اور اسی جنگ میں کوچلی والے درندوں کو کھانے سے منع کئے اور تاکید کئے غنیمت تقسیم نہ ہوئے
تک اس کو نہ بیچنا اور سبی کے باندیوں کو استبرا ہوئے تک وطی نہ کرنا اور جعفر بن ابیطالب اور
انکی کشتی والے حبش سے حضرت کی خدمت میں اسی مقام میں آکے ملے اور ابو ہریرہ اور اونکی قوم
دوس بھی اسی مقام میں آکے ملے۔ اور حجاج بن علاط سلمی بھی آکے اسلام لائے اور عرض کئے
یا رسول اللہ میرا مال اسباب لوگ تمام مکے میں ہیں وہاں کے لوگوں پر تجارت کا مال رہگیا ہے

میں اسکو وصول کرنے جاتا ہوں کچھ بات بنا کے کروں گا آپ مجھے اجازت فرمانا۔ حضرت فرمائے
مضایقہ نہیں کہہ پھر حجاج مکے کو گئے ثنیتہ البیضا پاس قریش کے لوگ حضرت کی اخبار دریافت
کرنے آکے رہے تھے اور انھوں مسلمان ہوئے سو انکو اطلاع نہیں سوان سے دریافت کئے
محمد خیبر کو جو گیا تھا سو کیا ہوا حجاج کہے اسکی کیفیت مجھکو خوب معلوم ہے تم سنے تو بہت خوش
ہوگے پھر یہ سب انکے اونٹ کے ہمراہ ہوئے۔ حجاج کہے محمد کے تمام لوگ مارے پڑے اور محمد اسیر
ہوا۔ وہاں کے لوگ اسکو آپ نہ مار کے تمھارے پاس بھیجنا ارادہ کئے ہیں تا اس کو تمھارے روبرو
قتل کریں۔ قریش سن کے بہت خوش ہوئے اور تمام مکے میں اسکی منادی کئے۔ پھر حجاج ان کو
کہا میرا مال لوگوں پر ہے سو جلد وصول کرکے میرے حوالے کرو میں خیبر کو جلد جاکے محمد کا مال وہاں
ہراج ہوتا ہے سو خریدوں گا تا میرے قبل دوسرے تاجراں نہ لیویں پھر سب مل کے ان کا مال
دئے۔ یہ خبر کہیں عباس کو معلوم ہوئی سو انکو نہایت غم ہوا بیٹھے جگہ سے اٹھنا انکو دشوار بن گیا۔
عباس اپنے غلام کو حجاج پاس بھیجے۔ حجاج کہا میرا مال وصول کر کر تمھارے سے تخلیہ میں ملاقات
کرکے مفصل کیفیت بیان کرونگا۔ سو جاتے وقت عباس سے ملاقات کر کر کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
خیبر کو فتح کئے تمام غنیمتاں انکے حضرت کے ہاتھ لگے اور اونکے سردار کی بیٹی اپنے نکاح میں لائے
اور میرا مال یہاں تھا سو وصول کرنے میں حضرت سے اجازت لیکے آیا ہوں میں گئے بعد تین روز
تک تم یہ کیفیت کسی سے مت کہو۔ حجاج مدینے کو گئے سو تیسرے روز حضرت عباس بہتر کپڑے
پہن کر اور خوشبو لگا کر ہاتھ میں عصا لیکر کعبے کا طواف کرنے آئے۔ قریش دیکھکر کہنے لگے ابوالفضل
کیا مصیبت کا غم نہ معلوم ہوتا کر اسطور سے نکلے ہو۔ عباس کہے تم جھوٹ بولتے ہو محمد خیبر کو فتح کئے
اور وہاں کا سب اسباب غنیمت ملا اور خیبر کا تمام ملک انکے اختیار میں آیا اور وہاں کے حاکم
کی بیٹی کو نکاح کئے۔ قریش پوچھے تم کو یہ کون کہا فرمائے تم کو جس نے خبر دیا تھا وہی شخص مجھکو کہا۔
اور وہ مسلمان ہوکے اپنا مال لینے آیا تھا سو لیکے محمد کے ساتھ ملنے گیا۔ قریش سن کے کہے دیکھو
ہم سے کیا دغا کیا اگر وہ رہتا تو اس کو اس کا مزہ بتاتے۔ بعد پانچ سات روز کے فتح کی خبر میں

کے کہے موافق آئی۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خیبر کا بندوبست کرکر وہاں سے نکلے جب صہبا کو پہنچے تو بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا پاک ہوئے سو حضرت ان سے ملے اور لوگوں کو کھانیکی دعوت کئے اور اس مقام میں حضرت تین روز مقام کئے جب صفیہ کے ساتھ مل کے حضرت خیمے میں رہے تو ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ تلوار لیکے خیمے کے گرد شب کو حضرت کی محافظت کرتے رہے صبح کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو ایوب کو دیکھ کے فرمائے کیوں تم یہاں ہو۔ ابو ایوب عرض کئے یا رسول اللہ آپ اس عورت کے مرد اور باپ اور قوم والوں کو قتل فرمائے اور یہ تازہ ایمان لائی تھی شاید اس عداوت سے کچھ بیوفائی کرے اس لئے میں آپکی محافظت واسطے یہاں رہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکو دعا دئے یا اللہ ابو ایوب جیسا میری محافظت کیا تو اسکی محافظت کر۔ غرض بعد اس مقام سے نکل کے روانہ ہوئے اور اسی جنگ سے آتے وقت راہ چلکے پچھلی شب کو اترے اور بلال رضی اللہ عنہ کو جگا دینے مقرر کئے سو اللہ تعالی سبوں پر نیند بھیجا جاگنے نہیں پائے مگر آفتاب نکلے بعد پھر نماز قضا کئے۔ اور جمادی الآخری میں وادی القری کو پہنچے اور وہاں کے لوگوں کو اسلام کی دعوت کئے اسلام نہ لاکے جنگ کرنے پر مستعد ہوئے اور چند لوگ انھوں کے مقابلہ کرنے آئے سو مارے پڑے چار روز ان کو محاصرہ کرکر بیٹھے۔ یہود خوف و ہراس سے عاجز ہوکر قلعہ مسلمانوں کے حوالے کئے سو خیبر کے لوگوں کے ساتھ جو معاملہ کئے سو انھوں کے ساتھ بھی ویسا ہی کئے اور عمرو بن سعید بن العاص کو وہاں کی عملداری دئے۔ خیبر وغیرہ کا احوال سن کر تیما کے یہود حضرت سے مصالحت کرکر جزیہ دینا قبول کئے سو ان کا مال و اسباب سب بچ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے۔ اور شعبان میں عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تیس آدمی دیکر تربہ کو روانہ کئے سو شب کو چلتے اور دن کو چھپتے جب وہاں پہنچے ہوازن کی قوم خبر پاکے بھاگ گئے۔ اور اسی مہینے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ فوج دیکر بنی فزارہ پر روانہ کئے سو وہاں پہنچ کے انکو غارت کئے اور ایک عورت ان کی نہایت خوبصورت تھی سو اسکو سلمہ بن الاکوع کے تئیں دئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت کو ان سے مانگ لیکر مکے کو بھیجے اور چند مسلمان

وادی القری

سریہ فتح تیما

صلح یہود

سریہ عمر

سریہ ابوبکر

بشیر بن سعد کا مہم بنی مرہ پر

کافروں کے یہاں اسیر تھے سوانکو چھڑوائے۔ اور اسی مہینے میں بشیر بن سعد انصاری کے ہمراہ تیس آدمی دے کر فدک کے جانب میں بنی مُرّہ پر روانہ کئے سو جا کے انکے جانوروں کو غارت کر کے مدینے کی راہ لئے کافراں اطراف کے قبیلے والوں کو جمع کر کر مسلمانوں کی پیٹھ چڑھے بشیر بھی اپنی ٹکڑی لیکے مردانگی سے ان کا مقابلہ کئے آخر مسلمانوں کے پاس کے تمام تیراں آخر ہوگئے اور تمام لوگ شہید ہوئے۔ بشیر بھی زخمی ہو کے گرے کافراں اپنے جانوروں کو لے گئے بعد بشیر وہاں سے اُٹھ کر فدک کو یہود پاس آئے اور وہاں دم لیکے مدینے کو پہنچے۔

غالب بن عبد اللہ کا مہم پر میفعہ پر

اور رمضان میں غالب بن عبد اللہ لیثی کے ہمراہ ایک سو تیس جوان دیکر نجد کیطرف میفعہ کو روانہ فرمائے یہ لوگ جا کے انکے جانور غارت کر کر مدینے کو لائے اور اسی جنگ میں زید بن حارثہ کے فرزند اسامہ رضی اللہ عنہ ایک شخص لا الٰہ الا اللہ کہے پر بھی اسکو مارے سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنکر نہایت خفا ہوئے اسامہ کہے وہ ڈر کر بولا تھا حضرت فرمائے کیا تو اس کا دل چیر کر دیکھا۔

بشیر بن سعد کا مہم بنی فزارہ پر

عمرۃ القضیہ

اور شوال میں بشیر بن سعد کے ہمراہ تین سو جوان دیکر یمن اور جبار کو بنی فزارہ پر روانہ کئے وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ غطفان مدینے پر ڈاکہ پڑنے کے واسطے جمع ہو رہے ہیں اور عیینہ بن حصن بھی انکی کمک کو آنے کا ارادہ رکھا ہے سو یہ لوگ جا کے انکو غارت کئے تو کفار بھاگ گئے اور ذوالقعدہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں ابورہم غفاری کو نائب کر کر دو ہزار کی جمعیت سے ان میں ایک سو سوار گھوڑوں کے تھے عمرۃ القضیہ یعنی سال آئندہ آکے عمرہ کرنا کر کر جو صلح ہوا تھا اسکو ادا کرنے لئے نکلے اور جنگ کے تمام ہتیار خود بکتر نیزے وغیرہ ہمراہ لئے اور ہدی کے ساٹ اونٹ تھے جب ذوالحلیفہ کو پہنچے سواروں پر محمد بن مسلمہ کو مقرر فرما کے قبل روانہ کئے اور ہتیاروں کو بھی انہی کے ہمراہ کئے اور آپ صحابہ کے ساتھ عمرے کا احرام باندھ کے تلبیہ کہتے چلے اور محمد بن مسلمہ سواروں کے تئیں لے کے مرالظہران کو پہنچے قریش یہاں رہتے تھے سو حضرت آئے سو سن کر مکے والوں کو اطلاع کئے انکو نہایت گھبراہٹ ہوگئی بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرالظہران کو پہنچے اور بطن یاجج میں جو مکہ سے نہایت قریب ہے اور کعبے کے بتاں وہاں سے نظر آیا کہتے تمام جنگی اسباب رکھے اور اسیر اوس بن

خولی انصاری کو داروغہ مقرر کئے اور اسکی محافظت واسطے دو سو آدمی کو متعین کئے۔ قریش مکہ خالی کر کر پہاڑوں
پر جا کے بیٹھے۔ حضرت عمرے کے مراسم ادا کر کر دو سو آدمی کو جو عمرہ ادا کر چکے تھے اسباب کی محافظت
واسطے روانہ کئے تا وہاں تھے سو لوگوں کی بدلی کر دیں غرض تین روز تک حضرت مکے میں رہے
بعد قریش جو یطب بن عبد العزی اور سہیل بن عمرو کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس روانہ کئے
کہ تمھارے وعدے کے ایام تمام ہوئے صلح کے بموجب نکلنا سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے
اور سرف میں پہنچ کے بی بی میمونہ کو نکاح کئے۔ اور ذی الحجہ میں ابن ابو العوجا سلمی کے ساتھ
پچاس جوان دیکے بنی سلیم پر روانہ کئے۔ کافرونکو اطلاع ہوئی سو وہ بھی جمع ہوکے جنگ کو آئے
دونوں فوج کا مقابلہ ہوا۔ کافراں بہت تھے اکثر لوگ مسلمانوں کے شہید ہوئے اور میر لشکر زخمی
ہوئے سو انکو اٹھا کے لے آئے اور صفر کے غرہ کو مدینے میں پہنچے۔ اور اسی سال حبش میں ابو سفیان
کی لڑکی ام حبیبہ کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا۔ حبش کے قافلے کیساتھ وہ
بی بی بھی تشریف لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم خیبر سے آئے بعد اُن سے ملے۔

آٹھواں سال ہجرے

محرم میں خالد بن ولید اور عمرو بن العاص مدینے کو آکے اسلام سے مشرف ہوئے
عمرو بن العاص کے اسلام کا باعث یہ ہوا کہ اس نے غزوۂ احزاب سے گئے بعد اپنے دوستونکو
جمع کر کے کہا محمد کا کام روز بروز عروج پر ہے میرا ارادہ ہے کہ یہاں سے نکل کے حبش میں نجاشی
پاس رہنا۔ اگر محمد غالب آوے تو اسکے ہاتھ تلے رہنے سے نجاشی کے یہاں رہنا بہتر ہے اگر
ہماری قوم غالب آوے تو میری عزت و مرتبہ جو ہے سو ہے اسکے دوستاں اس بات کو پسند
کئے غرض یہاں کے تحفے بہت سے لیکے حبش کو گیا۔ اس ایام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی پاس روانہ کئے تھے سو اسکو ابن العاص دیکھا اور اسکو اُن کا بہت
رشک ہوا۔ ابن العاص اپنے ساتھ والوں کو بولا میں نجاشی پاس جا کے اُسکو قتل کرواتا ہوں
سو بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوکے عادت موافق اسکو سجدہ کیا اور تحفے سب گزرانا نجاشی بہت
خوش ہوا۔ ابن العاص ذریعہ پاکے عرض کیا آپکے حضور جو فلانا شخص حاضر ہوا تھا سو ہمارے

نبی بی میمونہ کا نکاح
سریہ ابن ابی العوجا کا
سریہ بنی سلیم
ام حبیبہ کا نکاح
اسلام عمرو بن العاص اور خالد بن ولید کا اسلام

بڑے دشمن کے یہاں کا ایلچی ہے جو ہمارے اکثر اشراف و عمدہ لوگوں کو قتل کیا ہے بادشاہ اگر اس شخص کو میرے حوالے کرے تو میں اسکو قتل کرونگا۔ نجاشی غصہ ہو کے ابن العاص کی ناک پر ایک ایسی مُکی مارا کہ سمجھا ناک ٹوٹ پڑی اور کہا اللہ کے یہاں سے جس پر ناموس اکبر آتی ہے اسکے ایلچی کو تو مارو کہتا ہے۔ عمرو بن العاص گھبرا کے کہا کیا وہ سچ پیغمبر ہے بادشاہ کہا اس میں کیا شک ہے۔ موسیٰ جیسا فرعون پر غالب آئے ویسا ہی انھوں غالب آوینگے۔ ابن العاص عرض کیا میں آپکے پاس اسلام لاتا ہوں اور اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیکے اسلام لائے اور اپنا اسلام لوگوں میں نہ ظاہر کر کے چند روز وہاں رہکر حدیبیہ کے صلح کے بعد وہاں سے مدینے کے ارادہ سے نکلے۔ راہ میں خالد بن ولید سے جو مکے سے آتے تھے ملاقات ہوئی انکے آنے کا باعث یہ تھا کہ جب حدیبیہ کا صلح ہوا خالد اندیشہ کر کر دیکھے کہ قریش میں اب کچھ قوت و قدرت باقی نہیں اور نجاشی پاس جانا بھی مناسب نہیں کیونکہ وہ بھی محمد کا تابع بن گیا ہے قیصر پاس جا کے نصرانی ہونا۔ پھر کہے کہ پر شہر کو جانے سے اپنے ہی شہر میں رہنا بہتر ہے دیکھوں غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ ادا کرنے واسطے مکے کو تشریف لائے خالد شہر چھوڑ کے نکلگئے انکے بھائی ولید بن ولید مسلمان ہوئے تھے سو اپنے بھائی خالد کو مکے میں ڈھونڈھے تو نہ پائے پھر خالد کے نام سے خط لکھے اس کا مضمون یہ تھا " بھائی جان تجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت یاد کرتے ہیں اور فرماتے ہیں خالد ایسا شخص نہیں جسکو اسلام کی حقیقت ابتک پوشیدہ رہے اگر مسلمان ہو کے اپنی شجاعت دین کی قوت میں خرچے تو اسکے حق میں بہتر ہے اور ہم اسکو دوسروں پر مقدم رکھیں گے بھائی اب تو جلد آنا اس دولت کو اپنے ہاتھ سے جانے مت دے "۔ اس خط کا مضمون دیکھنے سے خالد کو اسلام لانے کی رغبت ہوئی۔ خالد مدینے کو جانے کا ارادہ مصمم کر کر صفوان بن امیہ پاس گئے اور اسکو کہے اب ہم ایک نوالے کے سا ہو گئے اور محمد کا اقتدار بہت بڑھگیا ان کی خدمت میں جا کے اسلام لائیں تو دنیا و آخرت کی خوبی حاصل ہوتی ہے اور انکی عزت سو وہ ہماری عزت ہے۔ صفوان نہایت انکار کیا اور بولا قریش سب مسلمان ہو گئے

میں اکیلا باقی رہوں تو بھی ایمان نہ لاؤں بعد عکرمہ بن ابی جہل کے پاس جاکے اسکو بھی بلائے
اسنے بھی انکار کیا۔ خالد جی میں کہے چند روز میں مکہ فتح ہو جائے گا اور یہ لوگ لاچار ہوکے آخر
ایمان لائیں گے ابھی میں کیوں نہ جاؤں غرض ہجرت کرکے مکے سے نکلے ہدے کو پہنچے تو
وہاں عمرو بن العاص سے ملاقات ہوئی۔ ابن العاص پوچھے کہاں جاتے ہو خالد کہے راہ سیدھی
ہے اور وہ شخص نبی برحق ہے ہم کب تک کفر میں پڑے رہیں میں مسلمان ہونے جاتا ہوں ابن
العاص کہے میں بھی مسلمان ہونے جاتا ہوں اور یہ دونوں ملکے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر ہوئے۔ اول خالد جاکے اسلام لائے بعد عمرو بن العاص اسلام لائے۔ کہتے ہیں کہ
عثمان بن طلحہ حجبی بھی انھیں کے ساتھ آکے ایمان لائے اور یہ لوگ ایمان لائے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
کہ مکہ اپنے جگر کے ٹکڑوں کو تمہارے طرف ڈالا۔ اور صفر میں غالب بن عبد اللہ لیثی کے ساتھ بیس
آدمی کے شمار دیکر بنی الملوح پر کدید کو روانہ کئے سو انکے جانوروں کو پکڑ لیکے پھرے۔ اس عرصہ میں
کفار سب متفق ہوکے ان کا تعاقب کئے وہ موسم نہ بارش کا تھا اور آسمان پر ابر بھی نہ تھا لیکن
اللہ تعالی پانی کی ایک سیل بھیجا دونوں قوم کے درمیان پانی حایل ہوا کفار اٹک پڑے مسلمانان
چین سے مدینے کو آئے۔ اور اسی مہینے میں زبیر بن العوام کے ہمراہ دوسو آدمی دیکر فدک کو جہاں
بشیر بن سعد کے ساتھ والے مارے پڑے تھے روانہ کرنا چاہے اور نشان بھی انکے نام سے باندھے
کہ اس عرصے میں غالب فتحیاب ہوکے آئے سو انھیں کو میر لشکر کرکے روانہ فرمائے تو وہاں پہنچکے
ان پر شبخون گرے سو ان کے بہت لوگ مارے گئے اور جانور غنیمت ملے۔ اور ربیع الاول میں
شجاع بن وہب اسدی کے ہمراہ چوبیس آدمی دیکے مدینے سے پانچ روز پر ہوازن کی قوم طرف
جو سی چشمے پر رہتے تھے روانہ کئے تو جاکر ان پر شبخون گرے وہ لوگ بھاگ گئے انکے اونٹاں بکریاں
غنیمت ملے۔ پھر پندرھویں روز مدینے میں داخل ہوئے اور غنیمت تقسیم کئے سو فی نفر پندرہ اونٹ
ملے۔ اور اسی مہینے میں کعب بن عمیر غفاری کے ہمراہ پندرہ آدمی دیکے وادی القری کے پرے شام
کے علاقے میں ذات اطلاح کو روانہ کئے۔ دیکھے کافروں کی جمعیت بڑی ہے انکو اسلام کی دعوت

کئے وے قبول نہ کرکے جنگ پر مستعد ہوئے اور ان کو تیراں مارنے لگے مسلماناں بھی سینے کو سپر
کرکے ان کا مقابلہ کئے اور سب شہید ہوئے مگر ایک شخص زخمی ہو کے بچ گیا اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر اطلاع کیا حضرت پر بہت شاق ہوا۔ ان پر بڑی فوج روانہ کرنا چاہے
لیکن معلوم ہوا کہ وہ قوم اس مقام کو چھوڑ کے دوسری طرف جارہے ہیں سو فوج کی روانگی موقوف
ہوئی۔ اور جمادی الاولی میں امراء کا سریہ روانہ کئے اس کا سبب یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم حارث بن عمیر ازدی کو خط دیکے روم کے بادشاہ کے یہاں روانہ کئے۔ شام کے علاقے
میں موتہ کو جب پہنچا شام کا حاکم شرجیل بن عمر غسانی پکڑکے اسکو قتل کیا۔ چونکہ ایلچی کو قتل کرنا
قانون نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین ہزار آدمی کو ان سے جنگ کرنے روانہ کئے اور لشکر
کی سپہ سالاری زید بن حارثہ کو دئے اور فرمائے اگر زید کام آوے تو سردار جعفر ہے وہ بھی کام
آوے تو سردار عبد اللہ بن رواحہ ہے اگر وہ بھی کام آوے تو مسلماناں کسی کو دیکھ کے اپنا سردار
کرنا اور سفید نشان باندھ کے زید کے حوالے کئے اور انکو تاکید کئے کہ حارث جس مقام پر مارا پڑا
وہاں جاکے کافروں کو اسلام طرف دعوت کرو اگر ایمان نہ لاویں اور جزیہ دینا بھی قبول نکریں
تو اللہ تعالی سے مدد مانگ کر جنگ ڈالو اور انکو رخصت کرنے آپ ثنیۃ الوداع تک تشریف
لیگئے پھر صحابہ سب لشکر کے امراء کو رخصت کرنے لگے اور کہنے لگے اللہ تمہارا نگہبان رہے اور
تمہاری بلا دفع کرے اور خیریت سے لاکے ملادے۔ عبد اللہ بن رواحہ انکو جواب میں کہے لٰکِنَّنِیْ
اَسْئَلُ الرَّحْمٰنَ مَغْفِرَۃً ؛ وَضَرْبَۃً ذَاتَ فَرْغٍ تَقْذِفُ الزَّبَدَا یعنی لیکن میں مانگتا ہوں
اللہ سے بخشش اور مار سیت کشادہ جو پھیکتا ہے کف۔ اَوْطَعْنَۃً بِیَدَیْ حَرَّانَ مُجْهِزَۃً ؛
بِحَرْبَۃٍ تَنْفُذُ الْاَحْشَاءَ وَالْکَبِدَا یعنی زخم جو ظاہر کرتی ہے تشنگی وہ جو کاری ہے نیزے سے جو
دھستا ہے پیٹ اور جگر میں حَتّٰی یُقَالَ اِذَا مَرُّوْا عَلٰی جَدَثِیْ ؛ اَرْشَدَہُ اللّٰہُ مِنْ غَازٍ
وَقَدْ رَشَدَا یعنی یہاں تک کہ کہا جاوے جب گذریں میری قبر پر کہ حق کی راہ بتایا اسکو اللہ۔
کیا غازی تھا کہ مقرر نیک راہ پایا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ان لوگوں کو فرمائے کہ

امراء کا سریہ

فلانے کے بعد فلانا امیر ہے تو اس وقت حضرت کی مجلس میں نعمان بن مرطی یہودی حاضر تھا
سو کہا بنی اسرائیل کے انبیا جب کہیں لشکر روانہ فرماتے اور کہتے فلانا مارا جاوے تو امیر فلانا ہے
وہ مارے جاوے تو فلانا ہے سو وہ سب مارے جاتے۔ اگر محمد سچ اللہ کے رسول ہیں تو یہ سب امیر ال
مارے جاوینگے۔ القصہ لشکر مسلمانوں کا شام کے علاقے میں معان کو پہنچا جاسوساں خبر لائے کہ نصاریٰ
کا بادشاہ ہرقل دو لاکھ آدمی سے جنگ کے واسطے بلقا کی سرحد پر آب میں اترا ہے اور غسانی لخم
اور جذام وغیرہ قبائل کے لوگ جمع کر کر لاکھ آدمی کی جمعیت سے جنگ کرنے پر مستعد ہے۔ یہ سن کر
مسلماناں دو روز معان میں مقام کئے اور یہ ٹھہرائے کہ کافروں کی جمعیت اسقدر ہے سو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھ بھیجنا یا کمک روانہ فرماوینگے یا کچھ دوسرا حکم کرینگے۔ عبداللہ بن رواحہ
رضی اللہ عنہ کہے واللہ جس کو تم مکروہ جانتے ہو اسی کو طلب کرنے نکلے ہو یعنی شہادت اور ہم
جنگ کرتے ہیں سو ہم کو قوت ہے یا ہم پاس فوج ہے کر کر نہیں کرتے محض دین کی قوت سے
جو ہم کو اللہ تعالیٰ کرامت کیا ہے لڑا کرتے ہیں۔ اب یہاں کیا رہتے آگے روانہ ہونا اور انسے
مقابلہ کرنا دو خوبیوں سے ایک ملیگی غالب آوینگے یا شہید ہونگے۔ غرض سب کو ہمت دیکے
لیچلے۔ اور عبداللہ بن رواحہ راہ میں یہی آرزو کرتے تھے کہ آپ شہید ہونا چنانچہ ایک شب اونٹ
پر بیٹھے جاتے تھے سو ناقے کو خطاب کر کے یہ بیتاں کہنے لگے إِذَا أَدْنَيْتِنِي وَحَمَلْتِ رَحْلِي ؞
مَسِيرَةَ أَرْبَعٍ بَعْدَ الْحِسَاءِ جب تو مجھے پہنچائیگی اور اٹھائیگی میری سواری چار روز کی راہ
حسا کے بعد فَشَأْنُكِ أَنْعُمٌ وَخَلَاكِ ذَمٌّ ؞ وَلَا أَرْجِعْ إِلَى أَهْلِي وَرَائِي پھر تیرا حال بہتر
ہے اور چھوٹ جاوے گی تیرے سے مذمت اور پھر کر نہ آوں میں اپنے لوگوں پاس پیچھے وَجَاءَ
الْمُسْلِمُونَ وَغَادَرُونِي ؞ بِأَرْضِ الشَّامِ مُنْتَهِي الثَّوَاءِ اور آئینگے مسلماناں اور چھوڑ دیں گے
مجھے شام کی زمین جو نہایت دور ہے وَرَدَّكِ كُلُّ ذِي نَسَبٍ قَرِيبٍ ؞ إِلَى الرَّحْمٰنِ
مُنْقَطِعَ الْإِخَاءِ اور چھوڑ دینگے تجھے تمام نزدیک کے قرابت والے اللہ کی طرف دوستی قطع
کر کر هُنَالِكَ لَا أُبَالِي طَلْعَ بَعْلٍ ؞ وَلَا نَخْلٍ أَسَافِلُهَا رِوَاءُ اس جگہ میں پروا نہ کروں گا

عبداللہ بن رواحہ کو شوق شہادت

خرمے کے درخت کے پھول کا اور نہ خرمے کے درخت کا جو اسکے نیچے پانی ڈالا کرتے ہیں۔ زید بن ارقم جو انکے ساتھ سواری میں بیٹھے تھے اور یتیم رہنے کے باعث عبداللہ بن رواحہ کی پرورش میں تھے سوسن کر رونے لگے۔ عبداللہ بن رواحہ انکو ڈانٹ کے غصہ کئے اور کہے تجھے کیا اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب کریگا اور تو اونٹ پر بیٹھکے جائیگا۔ القصہ لشکر جب بلقا کی سرحد میں داخل ہوا تو رومیوں کا لشکر مشارف میں جمع تھا مسلمانان جاکے موتہ میں خیمے دئے اور رومیاں زربفت وحریر کا لباس پہن کے گھوڑوں پر سونے روپے کے ساز ڈال کے اقسام کے ہتیار لئے ہوئے صفاں باندھ کر اس کثرت سے آئے کہ جسکو انتہا نہیں مسلمانان بھی اپنی فوج آراستہ کرکر برنغار پر قطبہ بن قتادہ عذری کو رکھے اور جونغار پر عبایہ بن مالک کو مقرر کرکر انکے مقابلہ میں گئے۔

رومیوں اور مسلمانوں کا مقابلہ

اسقدر جنگ ہوا آخر زید بن حارثہ نیزوں کے ماروں سے شہید ہوئے۔ اور نشان کے تیئں جعفر بن ابی طالب لیکے جنگ پر مستعد ہوئے۔ دونوں لشکر جب باہم خلط ہوے جعفر گھوڑے پرسے اتر کر اس کے ٹانچے مارکے جنگ شروع کئے سیدھا ہاتھ اڑگیا بائیں ہاتھ میں نشان لئے وہ بھی کٹ گیا تو چھاتی سے لگائے آخر شہید ہوئے۔ انکے بدن پر سو زخم سے زیادہ لگے تھے۔ بعد عبداللہ بن رواحہ نشان لئے اور گھوڑے کو آگے بڑھاکے اترنا چاہے تو دل میں اتروں یا نہ کر کر کچھ تردد ہوگیا انھوں نے اپنے نفس پر ملامت کئے اور گھوڑے پرسے اترے اتنے میں انکے چچیرے بھائی کچھ گوشت لاکے کہے تم ان ایام میں کچھ کھائے نہیں ہو اگر اسکو کھائیں تو تقویت ہوگی۔ اس کو لیکے ایک ٹکڑا توڑکے کھائے کہ اس میں لوگوں میں اضطراب ہوا وہ گوشت پھینک کے اپنے کو آپ کہے افسوس کہ تو ابھی دنیا میں ہے اور تلوار کھینچ کے آگے ہوئے اور جنگ کرکے یہی شہید ہوگئے۔

سب امرا شہید ہوگئے

انکے بعد ثابت بن اقرم عجلانی نشان لئے اور لوگوں کو کہے تم کسی امیر کو تجویز کرو لوگ کہے تمھیں ہو کہے میں نہیں ہوتا لیکن دوسرے کی تجویز کرو سب کے اتفاق سے خالد بن ولید کو سردار کئے لیکن کافر انکی بڑی جمعیت رہنے اور سرداراں مارے جانیکے باعث لوگ کے پاؤں اکھڑے دوسرے روز خالد بن ولید فوج جمع کر اور ہراول کو چنڈاول چنڈاول کو ہراول اور جونغار کو برنغا

خالد بن ولید کی سرداری دشمنوں کی شکست

اور یہ نعار کو چھوڑ نعار کر کر پھر جنگ واسطے آئے بڑا جنگ ہوا خالد بن ولید کے ہاتھ میں آٹھ تلوار
ٹوٹے۔ کافراں ہزیمت پاکے بھاگے مسلماناں ان کا کچھ اسباب غنیمت ملا سو لیکے وہاں رہنا
مناسب نجانکے کوچ کئے آتے وقت راہ میں ایک قلعہ فتح کئے۔ اور موتہ میں جس روز جنگ
ہوا اور امرا شہید ہوئے اسی روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں منبر پر سوار ہوئے اور حضرت
کی آنکھوں سے اشک جاری تھے اور فرمائے تمھارے لشکر کی میں خبر دیتا ہوں زید نشان لیا اور حق
کو پہنچا اسکے بعد جعفر لیا سو وہ بھی پہنچا بعد عبد اللہ بن رواحہ لیا وہ بھی پہنچا۔ اسکے بعد اللہ تعالی کے
تلواروں سے ایک تلوار یعنی خالد بن ولید لیا سو اللہ تعالی اسکو فتح نصیب کیا اس روز سے
خالد بن ولید کا خطاب سیف اللہ ہوا۔ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعفر کے حق میں فرمائے
کہ اللہ تعالی اسکو دونوں ہاتھوں کے درعوض دو پر دیا کہ اس سے بہشت میں جہاں جی چاہے
وہاں اڑتا ہے اس روز سے انکو جعفر طیار کہنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعفر طیار کے
گھر میں تشریف لیگئے انکی بی بی اسما بنت عمیس آٹا گوندھ کر اور بچوں کو نہلا پاک کپڑے پہنا اور
انکے بالوں میں تیل ڈال بدن کو عطر لگا بیٹھے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جعفر کے
بچوں کو لاؤ بچے آتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکو پیار کرے اور حضرت کی آنکھوں میں
اشک بھر کے آئے اسما کہے کیا جعفر کے یہاں سے کچھ خبر آئی جو آپ روتے ہیں حضرت فرمائے
ہاں آج ہی کے روز مارے گئے۔ اسما چلاکے رونے لگے اور تمام عورتاں جمع ہوئے اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت سرا کو سدھارے اور اپنے لوگوں کو فرمائے جعفر کے لوگوں کو پاس سے
کھانا پکا کر بھیجو کیونکہ وہ ابھی مصیبت میں ہیں۔ غرض چند روز کے بعد خالد کے یہاں سے یعلی بن منبہ
فتح کی بشارت دینے آئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکو دیکھکے فرمائے کہ لشکر کی کیفیت تم بیان کرتے
ہو یا میں بیان کروں۔ یعلی عرض کئے آپ ہی بیان فرمانا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کا تمام
نقشہ بیان کئے۔ یعلی کہے قسم ہے اسکی جو آپ کو رسول برحق کرکے بھیجا آپ جنگ کا کچھ احوال نچھوڑے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی اس وقت زمین کا پردہ اُٹھا دیا اور میں تمھارا جنگ

عمرو بن العاص کو ذات السلاسل

دیکھ رہا تھا جب لشکر مدینے کے قریب پہنچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکے استقبال واسطے آپ
تشریف لے گئے۔ اور جمادی الآخری میں عمرو بن العاص کے ساتھ تین سو آدمی دیکر مدینے سے
پانچ روز پر ذات السلاسل کو جو پانی کا چشمہ ہے اور وہاں خزاعہ کے قبیلے والے مدینے پر ڈانکا
پڑنے جمع ہو رہے تھے روانہ کئے اور انکے حوالے سفید نشان کئے اور عمدہ مہاجرین اور انصار
کو انکے ساتھ روانہ فرمائے۔ چنانچہ سعید بن زید اور سعد بن ابی وقاص اور عامر بن ربیعہ اور صہیب
بن سنان رومی اور اسید بن حضیر اور سعد بن عبادہ وغیرہ انمیں تھے۔ وے شب کو چلتے اور دن کو
اتر پڑتے۔ جب قریب پہنچے معلوم ہوا کہ کفار کی جمعیت بھاری ہے جلد رافع بن مکیث کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پاس روانہ کئے۔ حضرت ان کی کیفیت سن کے ابو عبیدہ بن الجراح کے ساتھ
مہاجر و انصار کے دو سو آدمی کو روانہ فرمائے تو ان میں بھی اکثر عمدہ صحابہ چنانچہ ابوبکر صدیق اور
عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی تھے اور ابو عبیدہ کو تاکید فرمائے عمرو بن العاص پاس جاؤ اور دونوں
اتفاق سے رہو اور ہرگز مخالفت مت کرو جب ابو عبیدہ جا کے لشکر میں داخل ہوئے اور نماز کا
وقت پہنچا تو امامت کرنا چاہے۔ عمرو بن العاص کہے میں میر لشکر ہوں اور تم میرے معین ہو
میں امامت کرونگا۔ پھر انہی کو امام کئے اور وہاں سے کوچ کر کر اس مقام کو پہنچے اور ان کی
ایک جماعت شہر کے اخیر میں تھی سو اس پر حملہ کئے تو کفار سب بھاگ گئے اور لشکر سلامتی سے
مدینے کو آیا۔ اور رجب میں ابو عبیدہ بن الجراح کے ساتھ مہاجر اور انصار کے تین سو شخص دے کر

خبط کا سریہ

مدینے سے پانچ روز پر جہنیہ کا قبیلہ جو دریا کے ساحل پر رہتا تھا روانہ کئے اور عمر فاروق رضی اللہ
عنہ بھی انکے ہمراہ تھے راہ میں کھانا آخر ہو گیا سو خبط یعنی کیکر کا پتا کھائے اسلئے اس سریہ کو سریہ خبط
کہتے ہیں۔ یہ تصدیع دیکھکر سعد بن عبادہ کے فرزند قیس اپنے نوں اونٹ نحر کئے بعد اونٹاں قرض
لیکے نحر کرنے لگے سو ابو عبیدہ انکو اس سے منع کئے کیونکہ تمام اونٹ کٹ جائیں تو بوجھا کاہے پر
اٹھائینگے۔ بعد ایک مچھلی اس کا نام عنبر دریا سے نکل آئی لوگوں نے اسکو پندرہ روز کھائے اور
اس کا روغن بدن کو لگائے سب کے ہاتھ پاؤں میں قوت آئی وہ مچھلی اس مقدار میں بڑی تھی کہ اسکے

پھنسلی کے ہاڑ کے نیچے سے آدمی اونٹ پر بٹھلے گیا۔ اور شعبان میں ابی قتادہ بن ربعی کے ہمراہ
پندرہ آدمی دے کر ایک مقام پر جس کا نام حضرت تھا اور بنی غطفان وہاں رہتے تھے روانہ
کیئے شب کو چلتے دن بھر چھپے رہتے۔ آخر ان پر شبخون کر کے مارے تو انکے چند عمدہ لوگ مارے
پڑے اور دوسرے بھاگ گئے انکے چند عورتاں اور جانوراں غنیمت ملے سو خمس نکال کے
جنگ کو گئے سو لوگوں میں تقسیم کیئے تو فی نفر پندرہ اونٹ ملے۔ اور رمضان میں بھی ابی قتادہ
بن ربعی کے ساتھ آٹھ شخص دیکے بطن اضم کو روانہ کیئے وہاں پہنچے تو کوئی نہ تھا۔ پھر کے آتے
وقت ذی خشب کو جب پہنچے خبر آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے کو فتح کرنے تشریف
لیجاتے ہیں وے بھیں پھر کر سقیا میں حضرت کی ملازمت حاصل کیئے۔ اور اسی مہینے میں ابن
ابی حدرد کے ہمراہ دو شخص دیکے غابے طرف روانہ کیئے اور فرمائے بنی جشم کا سردار رفاعہ بن
قیس اپنی قوم کو جمع کر کر غابے میں اترا ہے اور قیس کے قبیلے کو اپنی اعانت واسطے بلاتا ہے
سو تم جاکر اسکی کیفیت دریافت کر کر آؤ۔ انھوں وہاں پہنچ کے اپنے ساتھ والے دونوں شخص
کو ایک جگہ چھپا کے بٹھائے اور بولے میں تکبیر بول کے دوڑوں گا تو تم بھی دوڑو اور آپ ان
کے گھروں کے نزدیک جا کے چھپ رہے قضارا چرو یہ جانوروں کو لے نہیں آیا سو اس کو
دیکھنے رفاعہ آپ ہی نکلا۔ ہر چند لوگ منع کیئے پر نہ مانا اور اپنے ساتھ بھی کسی کو نہ لایا ابن ابی
حدرد کے مقابل ہوتے ہی اسکے دل کے برابر تاک کے تیر لگائے تو بات نہ کر کر وہیں مر گیا۔
اس کا سر کاٹ لیکے تکبیر بول کر قوم پر حملہ کیئے تب انکو بھاگنے کے سوائے اور کچھ سوجھا نہیں
عورت بچوں کو لیکے مال متاع ہاتھ لگا سو اٹھا لیکے بھاگ گئے اور یہ تینوں صاحباں انکے
بہت سے اونٹ بکریاں پکڑ لیکے مدینے کو آئے۔ اور اسی مہینے میں مکہ فتح ہوا۔ اگرچہ سابق کفار
قریش کے ساتھ دس برس کا صلح ہوا تھا لیکن اسکے ٹوٹنے کا سبب یہ ہوا بنی بکر جاہلیت
میں خزاعہ کے قوم والے سے ایک شخص کو قتل کیئے تھے سو دونوں قبیلے والوں میں دشمنی اور
جنگ تھا۔ اسمیں کہیں اسلام کا غلغلہ ظاہر ہوا اور کفار مسلمانوں کے جنگ میں مشغول ہو کر وہ خیال

سریہ ابی قتادہ کا بطرف بنی غطفان

سریہ ابی قتادہ کا بطرف بطن اضم

سریہ ابن ابی حدرد کا

فتح مکہ

سبب

چھوڑدئے اور حدیبیہ کے صلح میں بنوبکر قریش کے پٹے میں گھسنے اور خزاعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ میں آئے۔ غرض ایک روز بنوبکر اپنا پرانا پتنا لیناکر خزاعہ کے ایک شخص کو قتل کئے خزاعہ بھی جمع ہوکے بنوبکر کو اتنا مارے کہ وہ بھاگ کے حرم میں پناہ لئے قریش بنی بکر کو ہتیار وغیرہ سے اعانت کئے اور شب کے وقت صفوان بن امیہ اور حویطب بن عبد العزیٰ اور مکرز بن حفص اپنے تابعداروں کو لیکے بنوبکر کی کمک کئے اور جنگ کرکے خزاعہ کے بیس آدمی کو قتل کئے خزاعہ عاجز ہوکے چالیس آدمی کو فریاد کے لئے خدمت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روانہ کئے عمرو بن سالم خزاعی ان کو لیکے مدینے کو آئے اور قریش کی بدعہدی عرض کئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے میری ذات کے واسطے جیسی حمایت کرتا ہوں ویساہی تمہارے واسطے نہ کروں تو مجھے نصرت مت ہو۔ اور فرمائے یہ ابر کا ٹکڑا بشارت دیتا ہے کہ بنی کعب کی زمین فتح ہوتی ہے۔

پھر خزاعہ روانہ ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ایسا ہوگا کہ ابوسفیان نیا عہد کرنیکے واسطے آئیگا۔ القصہ قریش اس بدعہدی سے اندیشمند ہوکر ابوسفیان کو نیا عہد کرنے مدینے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کئے۔ ابوسفیان مدینے کو آکے اپنی بیٹی ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے یہاں گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچھونے پر بیٹھنا چاہا۔ ام حبیبہ اسکو اس پر بیٹھنے نہ دیکر لپیٹ دئے۔ ابوسفیان کہا اس بچھونے کو کیا تو میرے سے دریغ کری۔ ام حبیبہ کہے یہ بچھونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور تو ناپاک کافر ہے اسپر بیٹھنے کا لایق نہیں۔ خفا ہوکے کہا میرے یہاں سے گئی بعد تو بگڑ گئی۔ بعد حضور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوکے نیا عہد کرنا کرکے عرض کیا حضرت اسکو کچھ جواب نہ دئے۔ بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاکے کہا تم محمد پاس نیا عہد کرنے سفارش کرو۔ صدیق کہے میں اس مقدمے میں کچھ نہ کہونگا۔ بعد عمر رضی اللہ عنہ کے یہاں حاضر ہوکے کہا اپنی سفارش کرو۔ عمر کہے اے ابوسفیان تو سفارش کیا کرو کہتا ہے میں تو دیکھتا ہوں کہ اگر مجھے چونٹی برابر قدرت ہو تو تم سے جنگ کروں۔ پھر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا وہاں بی بی فاطمہ بھی

ابوسفیان کا
مدینہ آکر نیا
عہد نامہ
کرنے آنا

تھے اور امام حسن رضی اللہ عنہ کھیلتے بیٹھے تھے اور انکو کہا اے علی یہاں والوں میں مجھے تم ہی سے
قرابت قریبہ ہے میں جس کام کے واسطے آیا ہوں وہ کام نہ کر کر جانا نہایت میری رسوائی ہے
تم رسول اللہ پاس میری سفارش کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمائے اے ابوسفیان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ایک بات کا عزم کر چکے بعد اس میں عرض کرنا ہم کو طاقت نہیں۔ یہ سن کے
ابوسفیان نے حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کیا تم اپنے اس لڑکے کو کہو
کہ لوگوں کو پناہ دیں پھر تو زمانہ آخر ہوئے تک عربوں کا سردار رہیگا۔ فاطمہ کہے میرے لڑکے
کی اتنی عمر نہیں جو لوگوں کو پناہ دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پناہ دینا کسی کو مقدور نہیں
ابوسفیان علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کہا اے ابوالحسن مجھے احوال بہت مشکل معلوم ہوتا ہے تم کچھ
تجویز بتاؤ۔ حضرت علی فرمائے کچھ تجویز بن نہیں پڑتی جو تجھے فائدہ بخشے مگر تو بنی کنانہ کی قوم کا سردار
ہے تو جاکے لوگوں کو پناہ دے اور اپنے شہر کو چلے جا۔ ابوسفیان کہا کیا یہ مجھے فائدہ دیگا تو
فرمائے فائدہ تو نہیں دیگا پر اس کے سوائے تیرے واسطے دوسری راہ نہیں۔ یہ سن کے
ابوسفیان مسجد میں گیا اور لوگوں کو پکار کے کہا میں لوگوں کو پناہ دیا ہوں اور اپنے اونٹ پر
سوار ہو کے مکے کی راہ لیا۔ جب مکے کو پہنچا قریش پوچھنے لگے تم گئے سو کیا کر کے آئے ابوسفیان
کہا واللہ میں محمد سے نیا صلح کرنا چاہا تو کچھ جواب نہ دئے۔ بعد ابن ابی قحافہ پاس گیا تو وہاں
کچھ اپنا بھلا نہ دیکھا۔ بعد ابن الخطاب پاس گیا تو بڑا دشمن ہمارا وہی ہے۔ بعد علی پاس گیا تو سب
سے نرم اسی کو دیکھا مجھے کچھ تجویز بتایا تھا سو میں تو کیا ہوں معلوم نہیں فائدہ کرتا ہے یا نہیں۔
قریش پوچھے وہ کیا تو کہا علی مجھے کہا کہ تو جاکے لوگوں کو کہدے کہ میں تم کو پناہ دیا ہوں پھر میں
وہیں جاکے پناہ دیکر آیا قریش کہے تم پناہ جو دئے سو اسکو محمد قبول کئے یا نہیں بولا نہیں۔
قریش کہے تو پناہ دینا کیا فائدہ کرے گا علی تیرے سے مسخری کیا۔ ابوسفیان کہا واللہ اس کے
سوائے کوئی دوسری راہ نہ تھی۔ الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو تاکید کئے کہ جنگ
کو نکلنے تیار رہوں لیکن کہاں جاتے سو کسی کو نہ فرمائے یہاں تک کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی

اطلاع نہیں فرمائے سوایک روز صدیق رضی اللہ عنہ اپنی لڑکی ام المومنین بی بی عایشہ کے یہاں گئے تو تیاری کر رہے ہیں فرمائے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسباب تیار کرو کرکر فرمائے ہیں کہے ہاں پوچھے کہاں جاتے ہیں بی بی کہے واللہ مجھے اطلاع نہیں۔ اور حاطب بن ابی بلتعہ صحابی جنگ کا یہ تہیہ دیکھ کے قریش کو خط روانہ کیا تھا سو اللہ تعالے اپنے رسول کو اس پر مطلع کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی مرتضی اور زبیر بن العوام اور مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہم کو فرمائے کہ ایک عورت اونٹ پر سوار ہو کے جاتی ہے اور روضہ خاخ میں اتری ہے اسکے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا خط ہے تم تینوں شخص وہاں جلد جاکے وہ خط چھین لائے۔ پھر تو یہ تینوں صاحباں گھوڑوں پر بیٹھکے دوڑے اور وہاں ایک عورت تھی سو اسکو کہے تیرے پاس خط ہے سو وے کہی میرے پاس خط نہیں اور قسماں کھانے لگی۔ علی مرتضی فرمائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹ نہ فرمائینگے تو خط دی تو خوب ہے نہیں تو تیرے کپڑے اتار کے ہم جھڑتی لینگے آخر لاچار ہو کے خط بالوں کے جوڑے میں چھپا کے رکھی تھی سو نکال کے دی اس خط کو لا کے حضور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گذرانے۔ اسمیں لکھا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کا تہیہ کر رہے ہیں اور بنی الاصفر کے جنگ کا موسم نہیں جو وہاں جائینگے کرکر گمان ہو میں سمجھتا ہوں کہ قصد تمھیں کا ہے تم اپنی جگہ پر ہوشیار رہو یہ مضمون دیکھکے حاطب کو جو وہاں حاضر تھے پوچھے تم یہ کیا کئے ہو۔ حاطب عرض کئے یا رسول اللہ میں مرتد ہو کر یا کفر پر راضی ہو کر یہ کام نہ کیا لیکن تمام لوگوں کے قرابتی مکے میں ہیں سو ان کے مال اسباب وغیرہ کی محافظت کیا کرتے ہیں میرا وہاں کوئی قرابتی نہیں سو میں محض اتنے ہی واسطے لکھا کہ قریش پاس میری جگہ ہووے اور میرے مال واسباب کی محافظت بخوبی کریں عمر فاروق رضی اللہ عنہ عرض کئے یا رسول اللہ اگر حکم ہو تو اس منافق کی میں گردن مارتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اے عمر کیا تجھے معلوم نہیں حاطب بدر کے جنگ میں حاضر تھا اور اللہ تعالی بدر کے جنگ میں حاضر تھے سو مسلمانوں پر مطلع ہو کر فرمایا اِعۡمَلُوا مَا شِئۡتُمۡ

حاطب کا مکہ کو خط بھیجنا

فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ یعنی جو چاہے سو کرو مقرر ہیں تم کو بخشدیا ہوں۔ القصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد لوگوں کو ظاہر کئے کہ ہم مکے کو جاتے ہیں سب جلدی سے تیاری کرو اور دعا مانگے کہ یا اللہ قریش کو ہماری اس تیاری سے واقف مت کر غرض انھوں کو بالکل اطلاع نہیں ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں ابن ام مکتوم کو نائب کرکر چہارشنبہ کے روز رمضان کی سولھویں کو عصر کی نماز پڑھکر دس ہزار کی جمعیت سے نکلے اور رمضان رہنے کے باعث روزہ بھی رہا کرتے تھے جب کدید کو پہنچے روزہ افطار کئے۔ اور عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ جو مکے میں اپنے سقایہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے رہا کرتے تھے اپنے تمام اہل وعیال کو لیکے جحفے میں آکر حضرت سے ملے اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چچیرا بھائی اور عبداللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ حضرت کا پھوپھیرا بھائی اور سالا ابوا میں آکے حضرت کی ملازمت کرنا چاہے لیکن ابوسفیان بن الحارث حضرت کی ہجو کیا کرتا تھا اور عبداللہ بن ابی امیہ حضرت کا بڑا دشمن تھا اور کہا تھا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْبُوْعًا یعنے ہم نہ مانینگے تیرا کہا جب تک تو بہا نکالے ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ۔ اسلئے حضرت ان سے ملاقات نہ کئے اور ام المومنین ام سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ان دونوں کے واسطے سفارش کئے اور عرض کئے یا رسول اللہ آپکے چچا حارث کے اور آپ کی پھوپھی عاتکہ کے فرزندان آئے ہیں آپ ان کو روبرو حاضر ہونیکی پروانگی دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ان سے مجھے کچھ کام نہیں چچا کا بیٹا میری ہجو میں بہتاں بولا کرتا تھا اور پھوپھی کا بیٹا وہی ہے جو مجھے مکے میں کیا کچھ کہا تھا۔ یہ کیفیت ان کو معلوم ہوئی سو ابوسفیان کہے مجھے اجازت دیں تو خوب ہے نہیں تو ان بچوں کو لیکے جنگل بھٹکتا چلے جاتا ہوں کہ سب دو نہیں بھوک پیاس سے مریں۔ یہ سن کے حضرت کو ان پر رحم آیا انکی تقصیراں معاف کرکر انکو آنیکی پروانگی دے۔ القصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدید کو پہنچ کے جھنڈے اور بیرقاں قبیلے والوں میں بانٹے۔ اس

حضرت کی سمت مکہ [illegible] روانہ ہونا

حضرت عباس [illegible] ملنا

غزوے میں مہاجر اور انصار کا کوئی شخص باقی نہ رہا سب حضرت کے ہمراہ تھے۔ انصار کا جھنڈا
سعد بن عبادہ کے ہاتھ میں تھا اور مہاجرین کا جھنڈا زبیر پاس۔ جب مر الظہران کو پہنچے اور
وہانسے مکہ چار گو کے فاصلے پر تھا تب لوگوں کو حکم کئے ہر ایک آدمی شب کو ایک چولا سلگانا
سو دس ہزار چولے شب کو سلگے اور پاسبانی واسطے شب کو عمر رضی اللہ عنہ کے تئیں متعرر کئے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکے کے اتنے قریب پہنچ چکے لیکن ہنوز قریش کو اطلاع نہ تھی اور حضرت کا
ارادہ کیا ہے سو معلوم نہ ہوا سو ابو سفیان بن حرب اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقہ اخبار
دریافت کرنیکے ارادے سے نکلے دور سے دیکھے چولے بہت سلگے ہیں۔ ابو سفیان کہا یہ کون
ہونگے آتش تو عرفے کے روز جو رہتی ویسی ہی دستی ہے۔ بدیل کہا شاید بنی عمرو اترے ہیں۔
ابو سفیان کہا بنی عمرو اتنی کثرت سے نہیں یہی باتاں کر رہے تھے کہ مسلمانوں کے پاسباناں
ان کو اسیر کئے۔ بعضے سیر والے لکھے ہیں کہ عباسؓ کو مکے کے لوگوں کے حال پر رقت آئی کہ اگر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی حال سے مکے میں تشریف فرمائیں تو شاید قریش جنگ پر
مستعد ہونگے اور بہت لوگ کٹ جائیں گے بہتر یہ ہے کہ انکو اطلاع کرنا تا آکے حضرت سے
امان لیں پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر پر سوار ہو کے نکلے اور ابو سفیان باتاں کرتا سو سنکے
آواز پہچان پکارے اے ابا حنظلہ اس نے بھی عباس کا آواز سن کے کہا کیا ابو الفضل ہیں
کہے ہاں۔ ابو سفیان کہا میرے ماں باپ تمہارے صدقے اس وقت کہاں آئے۔ عباس
کہے تو کس خیال میں ہے دیکھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوجاں لیکے اترے ہیں اگر لوگ
تجھے دیکھیں تو تجھے زندہ نہ چھوڑینگے میرے ساتھ سوار ہو کے چل میں تیرے واسطے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے امان لیتا ہوں ابو سفیان عباس کے پیچھے سوار ہو کے چلا جب لشکر میں پہنچے
تو لوگ پوچھتے کون ہے پھر عباسؓ کو اور خچر کو دیکھکے کہتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر پر انکے چچا
جاتے ہیں۔ جب عمر پر سے گزرے عمر اٹھ کے دیکھے تو عباس کے پیچھے ابو سفیان ہے پکارے
خدا کا دشمن ابو سفیان ہے الحمد اللہ اس نے بغیر امان کے ہمارے ہاتھ گرفتار ہوا اور نبی صلی اللہ

ابو سفیان وغیرہ کا اسیر ہونا

علیہ وسلم پاس دوڑے اور عباس بھی خچر کو دوڑا کے چلے اور اس پر سے کود کے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عمر بھی انکے پیچھے سے لگتے آئے اور عرض کئے یا رسول اللہ ابوسفیان بغیر امان وعہد کے ہاتھ لگا ہے حکم ہو تو میں اس کو قتل کروں گا۔ عباس کہے یا رسول اللہ میں ابوسفیان کو امان دیا ہوں۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ اسکو قتل کرنیکے لئے بہت سا عرض کئے اور عباس اسکے واسطے سفارش کرتے تھے۔ آخر حضرت فرمائے اے عباس تم ابوسفیان کو لیجا کے شب کو اپنے پاس رکھو اور صبح کو حاضر کرو۔ پھر صبح کو اُسے حاضر کئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دیکھ کے فرمائے اے ابوسفیان وائے تجھ پر کیا ابھی وقت نہ پہنچا کہ تو سمجھے معبود بحق کوئی نہیں سوائے اللہ کے۔ ابوسفیان بولا میرے ماں باپ تم پر فدا ہیں آپ کو کیا حلم اور بزرگی اور قرابت کا ملاپ ہے میں اب جانا کہ اللہ کے سوائے دوسرا کوئی خدا ہوتا تو اس وقت مجھے نفع دیتا اور کچھ کمک کرتا۔ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کیا میں خدا کا رسول ہوں سو سمجھنے کا وقت نہ آیا تو جواب دیا میرے دل میں اس بات کا شک ہنوز باقی ہے۔ عباس کہے ابوسفیان تیرا برا ہو اسلام لا پیش از تجھے قتل کرنیکے۔ سو ابوسفیان ایمان لائے۔ عباس رضی اللہ عنہ عرض کئے ابوسفیان عزت چاہتا ہے اسکو کچھ عزت دینا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کہ جو ابوسفیان کے گھر میں گیا تو اس کو امان ہے اور جس نے اپنے گھر کا دروازہ بند کرے تو اسکو امان ہے اور جس نے مسجد الحرام میں داخل ہووے تو اسکو امان ہے بعد ابوسفیان چاہے اپنے مکان کو جانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ابھی نہ جاؤ اور عباس کو فرمائے ابوسفیان کو لیجا کے پہاڑوں کے بیچ تنگ راستہ پر بٹھاؤ تا خدا کے لشکر کو دیکھے۔ پھر ابوسفیان کو لیجا کے حضرت جہاں فرمائے تھے وہاں بٹھائے۔ ایک ایک قبیلہ بیرق لیکے وہاں سے گزرنے لگا ابوسفیان حضرت عباس سے پوچھنے لگے کہ یہ کون قبیلہ ہے کہے یہ غفار ہے بولے مجھے غفار سے کیا کام۔ بعد جہنیہ گزرے وہاں سے سلیم پھر مزینہ۔ غرض تمام قبیلے گئے بعد ایک بڑی جماعت کہ اسکے مقابل کوئی نہ تھی گزری پوچھے یہ کون ہے کہے یہ انصار ہیں اور جھنڈا سعد بن عبادہ

ابوسفیان کا اسلام لانا

لشکر اسلام

کے ہاتھ میں ہے۔ سعد کہے اے ابوسفیان آج جنگ کا روز ہے آج حرام تھا سو حلال ہوتا
ہے آج قریش ذلیل ہونگے ابوسفیان کہے حَبَّذَا یَوْمُ الذِّمَار یعنی ہلاکی کا دن خوب
ہے۔ بعد مہاجرین کی جماعت گزری جھنڈا زبیر بن العوام کے حوالے تھا اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بھی قصوا پر سوار ہوکے اسی میں تھے اور اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ کا سورہ پڑھتے تھے
اور سپاہ لوہے میں غرق حضرت کے گرد تھے۔ ابوسفیان کہے یہ کون ہے کہے یہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ابوسفیان کہے اے ابوالفضل تمھارے بھتیجے کی بڑی سلطنت ہوئی
اب ان سے مقابلہ کرنے کی کسی کو طاقت نہیں۔ عباس کہے یہ سلطنت نہیں نبوت ہے
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکے مقابل ہوئے عرض کئے کہ سعد بن عبادہ ایسا کہے حضرت
فرمائے سعد غلط بولے آج کا روز مرحمت کا دن ہے اور آج اللہ تعالیٰ قریش کو عزت دیتا
ہے اور آج کعبے و حرم کی تعظیم ہوتی ہے۔ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد کے پاس سے
جھنڈا نکال کے انکے فرزند قیس کے حوالے کئے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذی طوی میں
پہنچ کے خالد بن الولید کو حکم کئے تم برنغار کی فوج لیکے مکے کے تلائے سے جا کر اپنا علم گھروں
کے قریب نصب کرو اور زبیر بن العوام کو فرمائے تم جورنغار کی فوج سے مکے کے اپرائے سے
جا کر حجون پاس نشان گاڑو اور سعد بن عبادہ کو فرمائے ہراول کی فوج لیکے کدا کے طرف سے
چلو اور تمام فوج والوں کو تاکید کئے کہ جنگ مت کرو اگر کفار ابتدا کریں تو جن نے مارنا ہے
اسی کو مارو اور حکیم بن حزام اور ابوسفیان کو روانہ کئے کہ تم مکے میں جا کے ندا کرو کہ جو ابوسفیان
کے گھر میں جاوے تو اس کو امان ہے اور جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرے تو اسکو امان ہے
اور جو مسجد الحرام میں جاوے تو اسکو امان ہے اور جو حکیم بن حزام کے گھر میں جاوے تو اس کو
امان ہے۔ ابوسفیان مکے میں جا کے چلائے اے قریش محمد اتنی فوج لیکے آئے ہیں کہ اب
تم کو ان کے مقابلے کی طاقت نہیں اور ابوسفیان کے گھر میں جو جا کے پناہ لیوے تو اسکو امان
ہے۔ ابوسفیان کی عورت ہند بنت عتبہ اٹھکے ابوسفیان کی ڈاڑھی پکڑ کر کہی اس موٹے موٹلے

امان دینا

پاجی بدذات کو قتل کر دکیا بھونڈی خبر لایا ہے۔ ابوسفیان کہے اسکی بات سن کر دغامت کفا
محمد اتنی فوج سے آئے ہیں کہ انکے مقابلے کی کسی کو طاقت نہیں اور ابوسفیان کے گھر میں جو
رہے تو اس کو امان ہے۔ قریش کہے ارے ملعون تیرا گھر ایسا کہاں ہے جو اتنے لوگ آئیں
آرہیں تو کہا جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرے تو اسکو امان ہے اور جو مسجد الحرام میں جا رہے تو
اسکو امان ہے۔ یہ سن کے لوگ متفرق ہوئے کوئی تو گھر کا دروازہ بند کیا اور کوئی مسجد میں جاکے
پناہ لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا شکر بجا لاکر عاجزی سے سر مبارک اسقدر جھکائے
کہ اونٹ کی پالان کو لگنے لگا اور زبیر اپراٹے سے آئے اور ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ
پیادوں کو لیکے صف باندھے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رو برو چلتے تھے پھر جحون
پاس حضرت کے واسطے جو خیمے دئے تھے اس میں اترے اور خالد بن ولید اسلم اور سلیم اور غفار
اور مزینہ اور جہینیہ وغیرہ قبائل کے ساتھ مکے کے تلاٹے سے آئے سو ادھر خندمہ پہاڑ پاس صفوان
بن امیہ اور عکرمہ بن ابی جہل اور ابویزید سہیل بن عمرو بنی بکر اور بنی حارث بن عبد مناف اور بنی
کنانہ وغیرہ چند قبیلے والوں کو جمع کر کر جنگ پر مستعد ہوئے۔ خالد رضی اللہ عنہ ہر چند چاہے کہ
جنگ نہو پر کفار جنگ ڈالے تب انھوں بھی لاچار ہو کے مقابلہ کئے۔ کافروں کے چوبیس
شخص مارے پڑے اور خرورہ تک مارتے ہوے پہنچے۔ کفار تاب نہ لاکے بھاگے۔ تھوڑے تو
گھروں میں جاکے دروازے بند کئے اور تھوڑے پہاڑ پر چڑھ گئے اور ابوسفیان آکے کہنے لگے
جو دروازہ بند کریگا تو وہ بچیگا اور جو ہتیار ڈال دیگا تو وہ بچیگا اور حماس بن قیس بن خالد بکری
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مکے میں داخل ہونیکے قبل اپنی ہتیار درست کرتا تھا اسکی عورت پوچھی تو
ہتیار کیا واسطے تیار کر رہا ہے بولا محمد اور انکے لوگوں کے واسطے تیار کرتا ہوں عورت کہی میں
سمجھتی ہوں کہ محمد کا مقابلہ کرنے کی کسی کو طاقت نہیں بولا اللہ چاہے تو انکے ساتھ والوں کو
پکڑ لاکے تیری خدمت کرنے دونگا۔ غرض خندمہ کے جنگ میں جاکے صفوان وغیرہ کے ساتھ
شریک ہوا آخر بھاگ کے گھر میں جاکر چھپا اور عورت کو بولا گھر کا دروازہ بند کر عورت بولی تو یہ

جو بڑائیاں کرتا تھا سو کیا ہوے بولا اِنَّكِ لَوْ شَهِدْتِ يَوْمَ الْخَنْدَمَهْ ۞ إِذْ فَرَّ صَفْوَانُ وَفَرَّ عِكْرِمَهْ بیشک تو اگر ہوتی خندمہ کے روز جبکہ بھاگا صفوان اور بھاگا عکرمہ وَأَبُو يَزِيدَ قَائِمٌ كَالْمُؤْتَمَهْ ۞ وَاسْتَقْبَلَتْهُمْ بِالسُّيُوفِ الْمُسْلِمَهْ اور ابو یزید کھڑے ہوا رانڈ کے سا اور ان کے روبرو ہوے مسلمانان تلواراں لیکے۔ يَقْطَعْنَ كُلَّ سَاعِدٍ وَجُمْجُمَهْ ۞ ضَرْبًا فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا غَمْغَمَهْ کاٹتے ہوے پونچے اور سر آ مارا ایسا جو سُنے نہیں جاتا تھا مگر آواز پہلوانوں کا۔ لَهُمْ نَهِيتٌ خَلْفَنَا وَهَمْهَمَهْ ۞ لَمْ تَنْطِقِي فِي اللَّوْمِ أَدْنَى كَلِمَهْ انکو آواز تھا ہمارے پیچھے اور پکار تو نہ کہتی ملامتیں ذری بات۔

پھر نو آدمی و عورتاں قتل کا حکم

اور اس جنگ میں مسلمانوں سے ایک شخص شہید ہوا اور دو شخص خالد کے ساتھ والوں سے جو راہ چھوڑ کے دوسری راہ سے گئے سو دونوں شہید ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالد کی طرف تلواروں کی چمکاٹ دیکھکے فرمائے یہ کیا ہے میں تو جنگ سے منع کیا تھا صحابہ عرض کئے شاید کافراں تقدیم کئے ہونگے۔ غرض جب خالد حاضر ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کیا واسطے تم جنگ کئے۔ خالد عرض کئے یا رسول اللہ میں ہر چند چاہا کہ جنگ نہو پر کافراں تقدیم کئے لاچار ہو کے تلوار چلایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی کی قضا بہتر ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوج والوں کو تاکید فرمائے تھے کہ جو تم سے جنگ کرنے آیگا تو اسی کو مارو دوسرونکا خیال مت کرو مگر چند شخص کے حق میں یہ تاکید کئے کہ انکو جہاں پاؤ وہاں ہی قتل کرو اگرچہ کعبے کے پردوں میں چھپے رہیں وے لوگ یہ ہیں۔ عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح عامری اور عبد العزی بن خطل اور عکرمہ بن ابی جہل اور حویرث بن نقید اور مقیس بن صبابہ اور ہبار بن الاسود اور ابن خطل کی دو باندیاں اور سارہ بنی مطلب کی باندی۔ ان لوگوں سے چند شخص مسلمان ہوئے اور تھوڑے قتل ہوئے۔ چنانچہ عبد اللہ بن سعد کو عثمان رضی اللہ عنہ چھپا کر لائے سو مسلمان ہوا سابق میں وہ ایمان لا اور دو مسلمانونکو قتل کر کر مرتد ہو کے بھاگا تھا۔ اور عبد العزی بن خطل مسلمان ہو کے پھر مرتد ہوا اور ایک انصاری

کو قتل کرکر بھاگا تھا سو کعبے کے پردے میں چھپا تھا اسکو قتل کئے اور عکرمہ بھاگ کے یمن طرف
نکل گیا اسکی عورت ام حکیم بنت حارث بن ہشام مسلمان ہوکے اپنے مرد واسطے حضرت سے
امان لی اور راہ میں جاکر اسکو پھرا لائی۔ عکرمہ حاضر ہوکے اسلام لائے اور حویرث نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو مکے میں بہت ایذا دیتا تھا اسکو علی مرتضیٰ قتل کئے اور مقیس اسلام لاکے مرتد ہوا تھا
اور ایک انصاری کو قتل کرکر بھاگا تھا سو اسکو نمیلہ بن عبداللہ قتل کئے اور ہبار مسلمانوں کو سخت
ایذا دیا کرتا تھا اور بی بی زینب بنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مکے سے ہجرت کرکر آتے وقت درپے
ہوکے ہودے کو اونٹ پر سے گرا دیا تھا سو ان کا حمل وضع ہوکے بیماری چلی جاتی تھی آخر اسی
بیماری سے وفات پائے سو وہ بھاگ جاکے بعد چند روز کے آکر اسلام لایا اور ابن خطل کی
دو باندیاں حضرت کی ہجو کیا کرتیاں تھیاں اور ایک کا نام قرنتا اور دوسری کا نام قریبہ تھا سو
ان میں سے ایک اسلام لائی اور دوسری کو قتل کئے اور سارہ بھی اسلام لائی۔ القصہ جب
کفار تمام اپنے گھروں کے دروازے بند کئے اور بعضے مسجد میں جاکے پناہ لئے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اونٹ پر سوار ہوکے کعبے پاس تشریف لاکر طواف کئے کعبے کے گرد و پیش تین
سو ساٹھ بت کفار بٹھائے تھے اور ان کو پتھر سے مضبوط کئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے دست مبارک میں چھڑی تھی سو اس سے بت کو مارتے اور فرماتے جَآءَ الْحَقُّ
وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا یعنی آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ بیشک
جھوٹ ہے نکل بھاگنے والا فی الفور وہ بت اوندھا گر پڑتا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عثمان بن طلحہ حجبی کو بلاکے حکم کئے کہ کعبے کے کنجیاں حاضر کرو۔ کنجیاں انکی والدہ پاس تھے سو
جاکے مانگے وہ بولی میں نہ دونگی عثمان تلوار کھینچ کے کہے کنجیاں دے نہیں تو میں تجھے قتل
کرونگا۔ لاچار ہوکے انکے حوالے کی اسکو حضور میں حاضر کئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکے ہاتھ
سے کنجیاں لیکے دروازہ آپ کھولے دیکھے کعبے کے اندر ابراہیم اور اسمعیل علیہما السلام کے تصویر
بنائے ہوئے ہیں اور انکے ہاتھ میں بانٹنے کے پانسے دئے ہیں۔ حضرت دیکھکے فرمائے اللہ تعالیٰ

کافروں پر لعنت کرے ابراہیم کے ہاتھ میں پانسے کیا واسطے دیے ہیں حالانکہ جانتے تھے
ابراہیم پانسوں سے پانسے نہیں ڈالتے تھے اور کعبے کے اندر بتاں اور تصویراں ہونیکے باعث
آپ اندر تشریف نہ لیگئے اور عمر رضی اللہ عنہ کو امر فرمائے بتوں کو توڑ کے نکالو اور تصویروں کو
پانی سے دھوڈالو۔ بعد حضرت اندر تشریف لیگئے اور نماز پڑھے اور دعا کئے اور وہاں سے
نکل کر مسجد میں آکے تشریف رکھے کنجیاں دست مبارک میں تھے سو علی مرتضی یا عباس عرض
کئے یا رسول اللہ کعبے کے آبدارخانہ کی خدمت ہمکو ہے کنجیاں بھی ہمکو عنایت فرمانا تا وہاں کی
دربانی بھی ہمکو ہووے۔ حضرت انکو نہ دیکے عثمان بن طلحہ کو بلاکر کنجیاں حوالے کئے اور فرمائے یہہ
کنجیاں ہمیشہ تمہارے ہیں رہیں گے تمہارے پاس سے کوئی نہ لیگا مگر ظالم عثمان خوشی سے کنجیاں
لیکر پھرے کہ انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاد فرمائے اور ان کو کہے اے عثمان میں جو کہا تھا
سو سچ ہوا یا نہیں عثمان کہے آپ کا فرمانا راست آیا اور میں گواہی دیتا ہوں آپ بیشک خدا
کے رسول ہو۔ اس کا قصہ یہ ہے جاہلیت میں عادت ایسی تھی کہ کعبے کو دوشنبے اور پنجشنبے کے
روز کھولا کرتے۔ پیش از ہجرت کے ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ کعبے میں
داخل ہونا چاہے عثمان بہت بے ادبی کیا اور باتاں سخت بولا حضرت برداشت کرکے فرمائے
اے عثمان تو دیکھے گا یہ کنجیاں ایک روز میرے ہاتھ میں آئینگے میں جس کو چاہوں اسکے حوالے
کروں تو عثمان کہا قریش اس روز ہلاک و ذلیل ہو چکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو کہے
ایسا نہیں بلکہ اس روز قریش آباد ہونگے اور انکی عزت بڑھجائیگی عثمان کہتے ہیں یہ بات میرے
دل کو لگی تھی اور میں سمجھ چکا تھا کہ محمد جیسا کہے ویسا ہی ہوگا۔ الغرض کنجیاں عثمان کے پاس تھے
اور انکو اولاد نہ تھی سو مرتے وقت اپنے بھائی شیبہ کے حوالے کئے آج تک انہی کے اولاد
میں باقی ہے اور انکو شیبی کہا کرتے ہیں۔ القصہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھے اور
جاہلیت میں جو بیجا کام کیا کرتے تھے اس سے منع فرمائے بعد قریش سے پوچھے میں تم کو کیا
کروں گا سمجھتے ہو عرض کئے آپ ہماری بھلائی کرینگے کہ بہتر بھائی ہو اور بہتر بھائی کے فرزند ہو

کعبے کی کنجیاں عثمان بن طلحہ کو دین

رسول اللہ صلعم سب کو معاف کرنا ایسا ہی

حضرت فرمائے اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ یعنی جاؤ تم سب آزاد ہیں۔ جب نماز کا وقت آیا
بلال کو فرمائے اذان دیو سو اذان دئے وہاں ابوسفیان بن حرب اور عتّاب بن اُسید اور
حارث بن ہشام بیٹھے تھے۔ اذان کا آواز سن کے عتاب کہا میرے والد اسید اول ہی انتقال
پائے سو خوب ہوا نہیں تو اگر یہ سنتے نہایت غصہ ہوتے حارث کہا واللہ میں جانوں کہ یہ حق پر ہیں
تو انکی متابعت کروں۔ ابوسفیان کہا میں کچھ نہ کہونگا اگر وری بات کہوں تو یہ کنکرے میری طرف سے
بول بیٹھیں گے۔ غرض نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فراغت پاکر انھوں پاس تشریف لائے اور
فرمائے تم یہ بات کیا نہیں بولے۔ حارث اور عتاب کہے ہم باتاں کئے سو کسی کو اطلاع نہیں
جو وہ کہا ہوگا جانیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ بیشک اللہ کے رسول ہو۔ اور جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم صفا پر سوار ہوکے دعا مانگنے لگے تو انصار حضرت کے گرد کھڑے تھے سو بعضے آپس
میں کہنے لگے اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا وطن پیارا لگیگا ہمارے شہر میں کاہکو رہتے
حضرت دعا سے فراغت پاکر سوال کئے تم کیا باتاں کئے لوگ کہے کچھ نہیں جب بجد ہوئے تو
عرض کئے ہم ایسا کہے حضرت فرمائے معاذ اللہ جینا تمھارے ساتھ ہے اور مرنا تمھارے ساتھ
جب حضرت نماز وغیرہ سب ادا کئے اور بنی کنانہ کے خیف میں جہاں کہیں کفار بنی ہاشم کو اپنے
قوم سے باہر کئے تھے جاکے اترے اور یہ فتح رمضان کی بیسویں کو ہوئی۔ بعد ازاں اسکے حضرت مکے
میں پندرہ روز مقام کئے اور اطراف و جوانب میں فوجاں روانہ کئے۔ چنانچہ رمضان کی پچیسویں
کو خالد بن ولید کے ہمراہ تیس آدمی دیکر بطن نخلہ کو روانہ کئے کہ تم وہاں جاکے عزی دیوئی جو قریش
اور بنی کنانہ انکی پرستش کیا کرتے ہیں توڑ ڈالو خالد وہاں پہنچ کے اسکو توڑے اور حضرت کو آکے
اطلاع کئے۔ حضرت فرمائے تو اسکو توڑا سو کیا دیکھا خالد عرض کئے کچھ نہ نظر آیا نبی صلی اللہ علیہ
وسلم فرمائے تو اسکو توڑا نہیں اب جاکے توڑ خالد جاکے غصے سے تلوار کھینچے تو ایک عورت بہت
ہی سیاہ رنگ ننگی سر کے بال کھولی ہوئی اسمیں سے نکلی اور پوجاری اسکو بولنے لگا تو خالد
کو مار ڈال خالد اسکو تلوار سے دو ٹکڑے کئے اور حضور میں آکر عرض کئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے

خالد بن ولید [illegible]

عزیٰ وہی تھی سومارگئی۔ اور اسی مہینے میں عمرو بن العاص کو مکے سے تین روز کے فاصلہ پر ہذیل کے بت سواع کو توڑنے روانہ کئے جب وہاں پہنچے تو پوجاری بولا تجھے کیا مقدور ہے کہ اس بت کو توڑے اگر توڑیگا تو تجھے معاً سزا ہوگی۔ عمرو کہے تو ہنوز گمراہی پر ہے کیا وہ بت کچھ سنتا دیکھتا ہے پھر نزدیک جاکے اسکو توڑ دئے اور پوجاری کو کہے تو دیکھا جو تیرے بت کا کیا حال ہوا پوجاری بولا خدائے تعالیٰ ایک ہے کر کر میں اقرار کیا۔ اور اسی مہینے میں سعد بن زید اشہلی کے ہمراہ بیس سوار دیکے بھیجے کہ مشلل کیجانب میں اوس اور خزرج اور غسان کا بت ہے اسکو توڑکے آؤ وہاں جب پہنچے اس کا پوجاری بولا تم کو اوسکے توڑنے کی مقدور ہو تو توڑو مختار ہو۔

عمرو بن العاص کا سواع ہذیل پر بھیجا جانا سعد بن زید کا منات پر بھیجا جانا

جب اس کے نزدیک ہوئے ایک عورت برہنہ بالاں کھولی ہوئی نکلی سعد اسکو قتل کئے اور بت کو توڑکر حضرت کے حضور میں عرض کئے۔ اور شوال میں خالد بن ولید کے ہمراہ تین سو پچاس آدمی مہاجر اور انصار اور بنی سلیم کے دیکر بنی جذیمہ کو دعوت کرنے مکے سے ایک روز کی راہ پر روانہ کئے وہ لوگ اسلام لائے کر کر بول نہ سکے صبانا صبانا بولنے لگے صبانا کا معنی یہہ ہے کہ ہم دوسرے دین میں آئے کفار مسلمانوں کو نیا دین اختیار کئے کر کر صابی کہا کرتے تھے اس پر وہ لوگ کہے ہم صابی ہوئے خالد اس کو قبول نہ کرکے حکم کئے کہ ان تمام لوگوں کو قید کرو سبھوں کو قید میں رکھے رات کو سحر کے وقت خالد حکم کئے تمام قیدیوں کو قتل کرو بنی سلیم انکے حکم پر اپنے پاس کے قیدیوں کو قتل کئے مہاجر و انصار کہے ہم انکو قتل نہ کرینگے اسی بات پر عبدالرحمن بن عوف اور خالد بن ولید کا مناقشہ ہوا۔ عبدالرحمن کہے تو جاہلیت کا کام کیا خالد کہے وہ قوم تیرے باپ کو ماری تھی سو میں اس کا بدلا لیا۔ عبدالرحمن کہے ایسا نہیں میرے باپ کا بدلا میں اول ہی لے چکا تھا پر تو اپنے چچا فاکہ بن مغیرہ کا بدلا لیا۔ غرض خشونت کے باتاں دونوں میں ہوئے۔ جب یہ کیفیت حضور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عرض ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خالد پر نہایت خفا ہوکے غصہ کئے اور ہاتھاں اٹھاکے جناب باری میں دعا کرنے لگے کہ یا اللہ میں خالد کو ایسا امر نہ کیا تھا اور انھوں جو کام کئے ہیں اس سے میں بیزار ہوں

خالد بن ولید کا بنی جذیمہ پر بھیجا جانا

اور خالد جو عبد الرحمن سے جھگڑ لئے تھے سو اس مقدمہ میں خالد کو فرمائے میرے صحابہ کو کچھ مت
کہا کرو اگر تم احد پہاڑ برابر سونا بھی خیرات کروگے تو ان کے ایک روز کی صبح و شام کا ثواب نہ
پاؤگے۔ غرض ان قوم کے پاس علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو روانہ کئے تا لوگ جو مارے گئے تھے
انکے وارثوں کو راضی کر کر سرکار کی طرف سے دیت دیوے اور ان کا کچھ اسباب وغیرہ ضایع
ہوا تھا سو اس کی پا مالی عنایت فرمائے۔ اور شوال میں حنین کا غزوہ ہوا۔ حنین ایک بیابان
کا نام ہے طایف سے قریب مکے میں اور اس میں تین روز کا فاصلہ ہے اس جنگ کا سبب
یہ تھا کہ ہوازن کی قوم مکہ فتح ہوا سو سنکر حضرت سے جنگ کرنے پر مستعد ہوئے اور ثقیف کے
قبیلے والے بھی تمام ان کے شریک ہوئے اور نصر اور جشم اور سعد بن بکر کے قبیلے والے بھی
تمام کمک گئے اور بنی ہلال کے لوگوں میں سے بھی چند شخص داخل ہوئے اور ہر ہر قبیلے کے
سرداران سب حاضر ہوئے اور سبھوں کا بڑا مالک بن عوف نصری ہوا مگر ہوازن کے قبیلے
کے دو سردار کعب اور کلاب نہ آئے۔ غرض مالک تمام فوج لیکے اوطاس میں اترا اور لوگوں کو
تاکید کیا تھا کہ اپنا مال اسباب عورت بچے سب ہمراہ لیو سو لوگ تمام اپنے اسباب سے آکے
اترے اور درید بن الصمہ کو جو بڑا شجیع اور بہت سے جنگوں میں رہکے تجربہ حاصل کیا تھا اور انکیو
بیس برس یا ایک سو ساٹھ برس کی عمر ہوئی تھی اور آنکھوں کا اندھا تھا تجویز و شورت کے واسطے
ہمراہ رکھے تھے سو بچوں کا رونا اور عورتوں کا پکارنا اور اونٹوں کا بغبغانا اور گدھوں کا رینگنا
سن کے کہا یہ آواز کیا ہے بولے مالک بن عوف حکم کیا تھا کہ اپنے ساتھ جورو بچے مال اسباب
لانا سو لوگ لے آئے ہیں۔ درید کہا مالک کہاں ہے پھر مالک آیا سو درید کہا تو آج اپنی
قوم کا سردار بنا ہے لوگوں کے ساتھ یہ سب کچھ کیا واسطے لے آیا ہے مالک کہا اسلئے کہ لوگ
اپنے عورت بچے مال اسباب اپنے پیچھے ہے کر کر ٹھکے لڑینگے درید سر کوٹ لیکے کہا واللہ یہ بکریاں
چرایا سو آدمی ہے سو اپنی عقل کے موافق کیا بھاگنے والے کو کیا یہ سب چیزاں آڑ ہوتے ہیں
جنگ میں اگر تو غالب آوے تو تجھے کام نہ آویگا مگر جو تلوار اور نیزہ لیا ہوا ہے اور اگر تجھے ہزیمت ہو تو

حنین کا غزوہ

درید بن الصمہ کا احوال

عورت بچوں کو دشمن کے حوالے کر کر فضیحت ہوا۔ بعد پوچھا کعب اور کلاب کہاں ہیں کہے وے
نہ آئے بولا بڑے لڑویے نہ آئے اگر غلبے اور عزت کا دن ہوتا تو کعب اور کلاب گھر میں نہ
رہتے وے دونوں جیسا رہے تم بھی رہتے تو بہتر ہوتا بعد پوچھا پھر کون آئے کہے عمرو بن عامر
اور عوف بن عامر آئے ہیں بولا وہ کیا پھیلنے کے مانند ہیں ان سے نہ فائدہ ہے نہ نقصان
اے مالک ہوازن کے مجمع کو تو لا کے دشمن کے منہ پر کیوں لگاتا ہے ان سبھوں کو دور لیجا کے
مضبوط قلعے اور پہاڑوں پر رکھو اور گھوڑوں پر بیٹھکے مقابلہ کرو اگر تم غالب آؤگے تو تمھارے
پیچھے جو لوگ ہیں سو آکے تم سے ملیں گے اور اگر تم مغلوب ہوگے تو عورت بچونکو کچھ آفت نہوگی
مالک بولا واللہ اے درید یہ تجویز میرے پسند نہیں تو بوڑھا ہوا اور تیری عقل بھی بوڑھی ہوئی۔
اے ہوازن کی جماعت تم اگر میری بات نسنوگے تو میں اپنے تئیں اس تلوار سے مار لیتا ہوں
وہ کہے ہم تیرے تابع ہیں۔ مالک کہا جب دشمن کو تم دیکھو تو تلواروں کو نیام سے نکال ایکبارگی
سب حملہ کرو اور چند لوگ کو روانہ کیا کہ تم جا کے محمد کا لشکر کہاں ہے سو دریافت کر کے آؤ
پھر یہ جاسوساں جا کے بہت ہی برے حال راہ سے پھر کر آئے اور کہے ہم راہ میں دیکھے
گورے گورے آدمیاں ابلق گھوڑوں پر بیٹھکے راہ میں ہیں انکو دیکھتے ہی ہمارے ہاتھ پاؤں
ٹوٹ گئے اور ہم کو ٹھہرنیکی طاقت نہ رہی۔ یہ احوال دیکھتے پر بھی وہ لوگ باز نہ آئے۔ اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انکے ارادے پر واقف ہو کر مکے میں عتاب بن اسید کو نائب کر کر شوال
کی چھٹویں کو بارہ ہزار آدمی سے نکلے مدینے سے ساتھ آئے سو دس ہزار آدمی اور مکے سے
ساتھ ہوئے سو دو ہزار آدمی تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان بن امیہ سے سو بکتر
طلب کئے اور صفوان مکہ فتح ہوتے ہی بھاگ کر یمن کو جانے واسطے نکلا تھا سو عمیر بن وہب
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کر کر اسکے لئے امان لئے اور جا کے اسکو راہ سے پھرا کے
لائے صفوان حاضر ہو کے کہا مجھے دو مہینونکی مہلت دیو حضرت فرمائے تجھے چار مہینوں کی
مہلت دیا ہوں۔ غرض اس نے ہنوز ایمان نہ لایا تھا حضرت ہتیار مانگے تو کہا کیا میرے

پاس سے چھین لیتے ہو تو حضرت فرمائے ایسا نہیں بلکہ ہم عاریت لیتے ہیں اگر ہلاک ہو تو ہم اسکا عوض تجھے دینگے پھر اس نے سو بکتر اور اس کے ساتھ کے ہتیار اور اسکو اٹھا نیکے اونٹ کر دیا اور اخبار دریافت کرنیکے لئے عبد اللہ بن ابی حدرد کو روانہ کئے انھوں تمام کیفیت دریافت کر کر آ کے حضرت سے عرض کئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اگر اللہ چاہے تو وہ سب اسباب سامان مسلمانوں کو غنیمت ملے گا اور بعضے صحابہ لاف سے کہے ہماری اتنی بڑی جمعیت ہے ہم کفار سے مغلوب نہ ہونگے۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہ آئی کیونکہ نصرت و فتح خدا کی طرف سے ہے قلت و کثرت پر موقوف نہیں۔ القصہ جب حضرت حنین بیابان میں پہنچے صبح ہی دو بکتر پہنے اور سر مبارک پر خود رکھے اور دلدل خچر پر سوار ہو کے چلے ہنوز روشنی خوب نہیں ہوئی تھی اور راہ بہت نشیب و فراز تھی اور لشکر کا عبور نالوں کے اندر سے تھا سو لشکر متفرق ہو گیا کفار اول ہی آ کے وہاں کمین میں بیٹھے تھے ایکبار سب حملہ کئے اور ٹیکوں پر سے تیروں کا مار کئے۔ ہراول پر خالد بن ولید اور انکے ہمراہ بنی سلیم گھوڑوں پر سوار تھے سو گھوڑے بھاگے اور نو مسلم جو مکے سے ساتھ آئے تھے سو بھی بھاگے اور چند مسلمانان جنکے بدن پر کپڑے نہ تھے سو وہ بھی ٹھہر نہ سکے انھوں کو دیکھکے باقی تمام فوج سرک گئی اور حضرت کے ہمراہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور علی مرتضی اور زبیر اور عباس اور ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب اور انکے فرزند جعفر بن ابی سفیان اور فضل بن عباس اور اسامہ بن زید اور ایمن بن ام ایمن رہگئے اور ہوازن کا سیاہ جھنڈا دراز نیزے پر باندھکے ایک شخص سرخ اونٹ پر لیا ہوا بیٹھا تھا ہوازن اسکے پیچھے تھے۔ قابو ملا تو وہ شخص مارتا نہیں تو جھنڈا اٹھا کے چلتا۔ اور مکے کے نو مسلم جن کا اسلام ضعیف تھا دلونکے کینے ظاہر کئے اور خوشیاں کرنا شروع کئے۔ ابوسفیان بن حرب کہا یہ بھاگتے ہیں سو دریا کے کنارے تک دم نہ لینگے اور بانٹے کے پانسے جو ساتھ تھے سو نکال فال دیکھنے لگا اور کلدہ بن حنبل جو صفوان بن امیہ کا اخیافی بھائی تھا سو کہنے لگا آج محمد کا جادو باطل ہوا یہ سن کے صفوان کہا تیرا منھ تو ٹوٹے چپ رہ قریش

سلمانوں
بیت تنفرق

سلمانوں
تھے تیار

شیبہ بن عثمان کا احوال

میں کا ایک شخص مجھے پرورش کرنا بہتر ہے ہوازن کی قوم والوں سے۔ اور شیبہ بن عثمان بن
ابی طلحہ کہتا ہے کہ میں مکے سے نکلتے وقت یہی گانٹھ کر آیا تھا کہ اب میں اس لشکر کے ساتھ
ہو رہتا ہوں جب جنگ میں لوگ گڑبڑ ہو تو غفلت میں محمد کو مار ڈالتا ہوں اسوقت اتنے
سبھوں کا گویا میں نے ہی بدلا لیا۔ غرض اس روز کمال فرصت کا وقت دیکھکے تلوار کھینچکر
میں حضرت کے نزدیک ہوا تلوار اٹھاکے مارنا چاہا کہ اسمیں ایک آتش کا شعلہ بجلی کے مانند
چمکا قریب تھا کہ میں جل جاؤں اور اسکو دیکھنے کی طاقت نہ رہی سو ہاتھوں کو آنکھوں پر
رکھ لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر کر دیکھے اور فرمائے اے شیبہ میرے نزدیک آ۔ پھر میں
نزدیک ہوتے ہی اپنا دست مبارک میرے سینے پر پھرائے اور فرمائے یا اللہ اسکو شیطان
سے پناہ دے۔ پھر دیہ کہتے ہی میرے دل میں ایک محبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پیدا ہوئی
اور میری ذات سے انکی ذات میرے پاس عزیز ہوئی بعد فرمائے اے شیبہ جا اور کافروں
سے جنگ کر سو میں نے تلوار لیکر کافروں کو مارنے لگا اور میرے دل میں یہی ہوا کہ میں مارا جانا
بہتر ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ آسیب نہ پہنچا اگر اس وقت میرا باپ بھی آتا
تو اسکو قتل کرتا۔

رسول اللہ کی شجاعت اور مسلمانوں کی فتح

القصہ حضرت لوگوں کو دیکھے کہ ٹھہرتے نہیں عباس کو فرمائے انصار کو اور
حدیبیہ میں بیعت کئے سو لوگوں کو پکارو عباس کا آواز بہت بلند تھا سو پکارے اے انصار
اور اے سمرہ[۱] کے جھاڑ پاس بیعت کئے سو لوگ کہاں ہیں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاد
فرماتے ہیں تب وے لوگ لبیک لبیک کہتے ہوئے ایسا دوڑے گویا اونٹنی پکاری تو بچہ دوڑتا
ہے اور اونٹوں پر سوار تھے سو لوگ اونٹ پھرنے میں سستی کئے تو اپنا بکتر گلے میں ڈالکر اور ڈھال
تلوار اٹھا لیکر اونٹ پر سے کود پڑے اور دوڑ کے حضرت پاس آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
خچر پر سوار فرماتے تھے أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ یعنی میں ہوں نبی
جھوٹ نہیں میں ہوں فرزند عبد المطلب کا۔ اور عباس خچر کی باگ پکڑے تھے اور ابوسفیان

۱؎ سمرہ بیر کے درخت کو کہتے ہیں۔ ۱۲

بن حارث رکاب پکڑے ہوئے تھے اور حضرت خچر کو آگے بڑھاتے جاتے تھے جب سو آدمی
تک حضرت کے پاس جمع ہوئے حضرت انکو حکم کئے جاؤ اور کافروں سے جنگ کرو پھر یہ
لوگ جنگ شروع کئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ کے فرمائے اَلْاٰنَ حَمِیَ الْوَطِیْسُ یعنے
اب چولا گرم ہوا اور ایک مشت بالو لیکے کافرونکی طرف پھینکے اور فرمائے شَاهَتِ الْوُجُوْهُ
یعنی منھ برے ہو۔ کافروں میں کوئی شخص نہ رہا جو اُس کی آنکھ میں بالو نہ پڑی سو۔ کافران
بھاگنے لگے اور کافراں کا جھنڈا لیکے اونٹ پر جو شخص بیٹھا تھا اسکے پیچھے علی مرتضی جا کے
اونٹ کے ٹانچے مارے اونٹ اور ان دونوں ملکے گرپڑے اور ایک انصاری تھے سو
دوڑکے اسکو مار دئے اور انکے ستر آدمی تک قتل ہوئے اور مسلمانوں کے چار شخص شہید ہوئے
ہنوز مسلمان سب جمع نہیں ہوئے تھے کہ کافرونکے مشکیاں باندھ لانے لگے اور ان کا تمام
اسباب عورت بچے سب غنیمت ملا تو چھ ہزار آدمی اور چوبیس ہزار اونٹ اور چالیس ہزار
بکری اور چار ہزار اوقئے روپے کے تھے اور کفار بھاگ کے بعضے طایف کو گئے مالک بن
عوف بھی انھیں کے ساتھ تھا اور بعضے بطن نخلہ طرف گئے اور بعضے اوطاس میں جا کے بھی
جمع ہونے کا قصد کئے پھر سواراں حضرت کے بطن نخلہ طرف جو لوگ بھاگے تھے سو ان کا پیچھا
کئے چنانچہ ربیعہ بن رفیع نے درید کو قتل کئے اور اسکے سوائے بھی چند لوگ قتل ہوئے اور بعضے
اسیر ہوئے اور اوطاس کو ابو عامر اشعری کے ساتھ فوج دیکے روانہ کئے پھر انھوں اوطاس
کو گئے کفار مقابلے میں آئے سو انکے چند لوگ مارے پڑے چنانچہ مشرکوں سے دس بھائی
تھے ابو عامر سے مقابلے واسطے ایک ایک آتا تھا اور انھوں اسکو ٹھکانے لگاتے تھے نوں
شخص مارے پڑے دسواں بھاگ گیا اور بعد آکے مسلمان ہوا سو حضرت اسکو شرید ابی عامر
کہا کرتے تھے اور ابو عامر کو ایک شخص تیر مارکے شہید کیا پھر لوگ نشان انکے بھتیجے ابو موسی اشعری
پاس دئے سو انھوں فتح کئے اور انکے عورت بچوں کو اسیر کرکے آئے اسی اسیروں میں حلیمہ
کی بیٹی شیما بنت حارث بن عبد العزی تھی سو مسلماناں اسکو لے آتے وقت سختی کرنے لگے وہ کہی

ربیعہ بن رفیع کا ... اوطاس ... کا ...

واللہ میں تمھارے پیغمبر کی دودھ بہن ہوں لیکن لوگ اسکو سچ نہ سمجھے۔ جب حضور میں نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے حاضر کئے عرض کی یا رسول اللہ میں تمھاری دودھ بہن ہوں حضرت فرمائے
اسکی کیا نشانی ہے عرض کی میں آپ کو کھلایا کرتی تھی سو ایک روز گود میں میرے تھے تو
مجھے دانتیں کاٹے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نشان سمجھے اور آبدیدہ ہوئے اور اپنی چادر بچھو کے انکو
بٹھلائے اور فرمائے اگر مرضی ہے تو میرے یہاں خوشی اور عزت سے رہو نہیں تو اپنے قوم
پاس جانے کا ارادہ ہو تو تمہیں عزت سے روانہ کرونگا وہ کہی میں قوم پاس جاونگی حضرت ان کو
رخصت کئے اور ایک باندی غلام دئے شیما مسلمان ہو کے اپنی قوم پاس گئی۔ القصہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم غنیمت کا اسباب روانہ کئے اور فرمائے اسکو لیجا کے جعرانہ میں رکھو۔ اور طفیل
بن عمرو دوسی کو ذوالکفین بت کو توڑنے روانہ کئے اور تاکید کئے اسکو توڑکر اور اپنی قوم کو لیکر طایف
میں آو طفیل جا کر اسکو توڑے اور اپنی قوم کے چار سو آدمی سے آکر طایف میں حضرت پاس حاضر
ہوئے۔ القصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نخلۃ الیمامہ پر سے ہوتے ہوئے قرن کو پہنچے بعد لیح کو
آئے بعد لیۃ میں مقام کرکر مسجد بنائے وہاں بنی لیث کے قبیلے والا ایک شخص ہذیل کے ایک
شخص کو قتل کیا سو اس سے قصاص لئے اور وہاں مالک بن عوف کا ایک قلعہ چھوٹا سا تھا سو
اسکو تڑوادئے بعد ایک راہ جس کا نام ضیّقہ تھا سو اس راہ سے چلے حضرت پوچھے اس راہ کا
کیا نام ہے لوگ عرض کئے ضیقہ حضرت فرمائے وہ نہیں بلکہ اس کا نام یسری ہے وہاں سے نکل کر
ثقیف کے ایک شخص کے باغ پاس آکے اترے اور اسکو کہے تو یہاں سے نکل جا نہیں تو ہم
باغ کو ویران کردینگے سو وہ نہ مانا پھر اسکے باغ کو خراب کردئے۔ بعد اس مقام سے کوچ کرکر
طایف کے قریب آکے اترے۔ ثقیف قلعہ میں ایک برس کا ذخیرہ جمع کرر کھے تھے دروازے
بند کئے اور تیراں مارے سو چند صحابی شہید ہوئے پھر وہاں سے سرک کر ورے آکر اترے اور
حضرت کے ہمراہ ازواج مطہرات سے دو بیبیاں تھیں دونوں کے لئے دو خیمے دئے تھے
سو انکے بیچ میں حضرت نماز پڑھا کرتے تھے ثقیف ایمان لائے بعد اس ہی مقام میں مسجد بنائے

طفیل بن عمرو کا ذوالکفین توڑنا

طایف کا غزوہ

آجتک مسجد وہاں موجود ہے الغرض انکو سخت محاصرہ کئے اور ثقیف بھی تیروں کا برسات برساتے
تھے اور دوس کی قوم اپنے ہمراہ منجنیق اور دبابہ لائے تھے سو منجنیق کو گاڑے اور دبابہ کے
نیچے چھپکے قلعے کے دروازے پر پہنچ کر آتش لگانا چاہے ثقیف لوہے کے میخ گرم کرکر اس پر ڈالے
لوگ دبابہ کے نیچے نہ رہ سکے نکلے پھر ثقیف ان کو تیروں سے مارے بعد حضرت حکم کئے
انکے باغوں کو ویران کرو ثقیف خدا کا اور رحم کا واسطہ دیکر کہنے لگے ان باغوں کو کاٹو مت اگر
مرضی ہو تو تم ہی لو یہ سننے سے حضرت اسکو موقوف کئے اور ایک روز قلعہ والوں کو کہے جو غلام
اترکے ہمارے پاس آکر ایمان لاوے تو وہ آزاد ہے بیس آدمی کے قریب اترکر ایمان لائے
الغرض اٹھارہ روز انکو محاصرہ کئے بعد نوفل بن معاویہ دیلی سے تجویز پوچھے انھوں عرض کئے یہ
لوگ لومڑی کے مانند ہیں جو سوراخ میں چھپتی ہے اگر چند روز درنگ کریں تو سیر جاوے اگر چھوڑ
دیں تو کچھ اندیشہ نہیں بعد حضرت خواب دیکھکر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمائے میں خواب
دیکھا کہ قعب بھرے مسکہ کسو نے مجھے بھیجا مرغ اسکو ٹھکور کے گرادیا۔ ابوبکر عرض کئے ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ بالفعل یہ قلعہ فتح نہ ہوگا۔ حضرت فرمائے میں بھی ایسا ہی سمجھتا ہوں۔ بعد خولہ بنت
حکیم آکے عرض کی اگر طایف فتح ہوگا تو مجھے غیلان کی بیٹی بادیہ کا زیور دیو اس کا نہیں تو عقیل
کی بیٹی فارعہ کا زیور دیو حضرت فرمائے کیا قلعہ فتح ہونے کا اذن نہو تو بھی دیوں عرض خولہ جاکے
عمر کو یہ کہی۔ عمر رضی اللہ عنہ حضور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آکے عرض کئے کہ خولہ ایسا مذکور کی حضرت
فرمائے سچ میں اسکو کہا تھا عمر کہے کیا حکم اسکے فتح کا نہیں ہوا تو حضرت فرمائے نہیں عمر کہے میں
لوگوں کو کہدیتا ہوں یہاں کوچ کریں حضرت فرمائے کہدیو سو عمر رضی اللہ عنہ ندا کئے علی الصباح
کوچ کرنا لوگ عرض کرنے لگے فتح نہ کرکے کیسا کوچ کرنا حضرت فرمائے ایسا ہے تو بسم اللہ جنگ
کو جاؤ پھر صبح ہی جنگ کو گئے اور بہت لوگ زخمی ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یہاں کوچ
کرنا سب خوش ہوکے کوچ کئے یہ حال دیکھ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تبسم کئے اور لوگوں کو جاتے
وقت فرمائے تم یہ کہا کرو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ صَدَقَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ

عادت سرورؐ

وَحَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ یعنی کسی کی بندگی نہیں سوائے اللہ کے جو ایک ہے سا نچہ کیا
اپنا وعدہ اور نصرت دیا اپنے بندے کو اور بھگا دیا جماعتوں کو اکیلا۔ اور تب روانہ ہوئے تو
فرمائے یہ کہو اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ۔ خدا طرف رجوع ہوتے
ہیں توبہ کرتے ہیں بندگی کرتے ہمارے پروردگار کی تعریف کرتے اسکی۔ بعضے صحابہ عرض کئے
یارسول اللہ ثقیف پر بددعا کرو حضرت فرمائے یا اللہ ثقیف کو ہدایت دے اور انکو میرے یہاں
لے آ۔ الغرض نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے نکلکر ذی القعدہ کی پانچویں کو پنجشنبے کے روز جعرانہ
کو پہنچے اور غنیمت تقسیم کئے پھر بعد ہوازن کی قوم مسلمان ہوکے آئی اور عرض کی یارسول اللہ ہم
گھردار قبایل والے ہیں اور ہم کو جو بلا پہنچی سو روشن ہے اب ہم پر احسان فرماؤ اور ایک
شخص ہوازن کا جو بی بی حلیمہ کے قرابت میں تھا عرض کیا یارسول اللہ اس بندیوانوں میں
آپکے پھپیاں اور خالواں اور کھلاتے تھے سو دائیاں ہیں اگر ہم حارث بن ابی شمر غسانی یا نعمان
بن منذر کو جو عرب کے پادشاہاں تھے دودھ پلاتے اور وہ آکے ہم کو ایسا اسیر کرتے تو ہم کو
امید تھی کہ وہ ہم کو بخشش کرتے آپ انھوں سے بہتر ہیں ہم پر منت رکھنا۔ یہ بول کے بعد بیتاں
کہا شعر اُمْنُنْ عَلَیْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِیْ کَرَمٍ ؏ فَاِنَّكَ الْمَرْءُ نَرْجُوْهُ وَنَنْتَظِرُ ہم پر منت
دھرو یارسول اللہ بخشش کرنے میں کیونکہ آپ وہ مرد ہیں جو ہم آپکی امید اور انتظار کرتے ہیں۔
اُمْنُنْ عَلٰى بَيْضَةٍ قَدْ عَاقَهَا قَدَرٌ ؏ مُمَزَّقٌ شَمْلُهَا فِيْ صَفْوِهَا كَدَرٌ منت
رکھ ایک جماعت پر کہ بیشک بازرکھی انکو تقدیر شکست پائی انکی جمعیت اور انکی صفائی میں کدورت
آگئی۔ اَبْقَتْ لَنَا الدَّهْرُ هَتَّافًا عَلٰى حَزَنٍ ؏ عَلٰى قُلُوْبِهِمُ الْغَمَّاءُ وَالْغَمَرُ۔
چھوڑ دیا ہم کو زمانہ پکارنے واسطے غم پر انکے دلوں پر اداسی ہے اور شدت۔ اِنْ لَمْ
تُدَارِكْهُمْ نَعْمَاءُ تَنْشُرُهَا ؏ يَا اَرْجَحَ النَّاسِ حِلْمًا حِيْنَ يُخْتَبَرُ اگر نہ پہنچے گی ان
قوم کو نعمتاں جو آپ اسکو بانٹتے ہوا ے گراں شخص لوگوں میں ازروئے حلم کے جبکہ آزمایش
کیا جاتے ہیں اُمْنُنْ عَلٰى نِسْوَةٍ قَدْ كُنْتَ تَرْضَعُهَا ؏ اِذْ فُوْكَ تَمْلَؤُهٗ مِنْ

مَحضُهَا الَّذِي رَدَّ رحمت رکھ عورتوں پر جو تو ان کا دودھ پیتا تھا جبکہ تو اپنا منھ بھرتا تھا ان کے
خالص دودھ سے اللّا إِذْ أَنْتَ طِفْلٌ كُنْتَ تَرْضَعُهَا ۞ وَإِذْ يَزِينُكَ مَا تَأْتِي وَمَا
تَذَرُ۔ وہ عورت جب جب تو طفل تھا تو اس کا دودھ پیا کرتا تھا اور جبکہ تجھے خوب دستا تھا وہ
جو کرتی تھی اور چھوڑ دیتی تھی لَا تَجْعَلَنَّا كَمَنْ شَالَتْ نَعَامَتُهُ ۞ وَاسْتَبْقِ مِنَّا فَإِنَّا
مَعْشَرُ زُهُرُ ہم کو مت کر انھوں کے مانند جو متفرق ہوئی انکی جماعت اور باقی رکھ ہم کو کیونکہ
ہم بیشک جماعت ہیں روشن إِنَّا لَنَشْكُرُ الْآلَاءَ وَقَدْ كُفِرَتْ ۞ وَعِنْدَنَا بَعْدَ هٰذَا
الْيَوْمِ مُدَّخَرُ بیشک ہم البتہ شکر کرینگے نعمتوں کا جس وقت کہ ناشکری کیا جاوے اور ہمارے
پاس آج کے روز کے بعد ذخیرہ ہے فَأَلْبِسِ الْعَفْوَ مَنْ قَدْ كُنْتَ تَرْضَعُهُ ۞ مِنْ أُمَّهَاتِكَ
إِنَّ الْعَفْوَ مُشْتَهَرُ سو پہنا معافی انکو جو دودھ پیتا تھا ان کا تیرے ماؤں سے مقرر معاف
کرنا تیرا مشہور ہے إِنَّا لَنَأْمُلُ مِنْكَ الْعَفْوَ نُلْبِسُهُ ۞ هَادِي الْبَرِيَّةِ إِذْ يَعْفُو وَ
يَنْتَصِرُ مقرر ہم امید رکھتے ہیں تیرے سے معافی کی جو پہنے ہم اسکو اے راہنما خلق کے جبکہ عفو
کرتا ہے اور مدد کرتا ہے يَا خَيْرَ طِفْلٍ وَمَوْلُودٍ وَمُنْتَجَبٍ ۞ لِلْمُؤْمِنِينَ إِذَا مَا حُصِّلَ النَّشَرُ
اے نیک طفل اور نیک فرزند اور اے پسند کیا ہوا مومنوں کیلئے جبکہ حاصل کیا جاتی ہے
انتشاری فَاعْفُ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا أَنْتَ رَاهِبُهُ ۞ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِذْ يُهْدٰى لَكَ الظَّفَرُ
سو معاف کر معاف کرے اللہ اس سے جو تو اس کو ڈرتا ہے قیامت کے دن جبکہ بتایا
جائیگا تیرے واسطے فتح۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں غنیمت تقسیم نکر کر تمھاری اتنے روز
انتظار کیا لیکن تم اس وقت نہ آئے لاچار ہو کے تقسیم کر دیا اب تم کو اپنا مال اسباب ہونا یا عورت
بچے ہونا سو بیان کرو پھر وہ کہے ہم کو عورت بچے ہونا۔ حضرت فرمائے میرا حصہ اور عبد المطلب
کی اولاد کا حصہ جو تھا سو میں تم کو دیچکا باقی اور لوگوں کے حصے دلانے واسطے میں ظہر کی نماز
پڑھے بعد تم آکے کہو ہم رسول اللہ کو ہمارا سفارشی کرتے ہیں مسلمانوں پاس اور مسلمانوں کو اپنا
سفارشی بناتے ہیں رسول اللہ پاس سو ہمارے عورت بچوں کو ہمارے تئیں دلوا دیو۔ پھر حضرت نماز

پڑھے بعد وہ لوگ کھڑے ہوکے ویسا ہی عرض کئے حضرت فرمائے میرا حصہ اور عبدالمطلب کی اولاد کا حصہ میں نے تم کو دیا۔ مہاجراں کہے ہمارا جو حصہ تھا سو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دئے۔ انصار کہے ہمارا حصہ بھی ہم حضرت کو دئے اقرع بن حابس بولا میں اور بنو تمیم اپنا حصہ نہ دینگے عینیہ بن حصن بولا میں اور بنو فزارہ بھی اپنا حصہ نہیں دیتے۔ عباس بن مرداس بولا میں اور بنی سلیم بھی اپنا حصہ نہیں دیتے اتنے میں بنی سلیم پکار اٹھے ہم ہمارا حصہ دیچکے۔ عباس بن مرداس انکو بولا اتنے لوگوں میں تم مجھے خفیف کئے۔ غرض حضرت فرمائے جس نے چپ دینے کو راضی نہیں ہوتا ہے تو ہم اسکو آئندہ ایک کے عوض میں چھے اتنا دینگے پھر تمام لوگ راضی سے باندی غلام کو پھیر دئے مگر عینیہ بن حصن ایک بوڑھی عورت کو اپنے حصے میں لیا تھا اس گھمنڈ پر کہ قبیلے میں اسکے قرابتی بہت رہینگے میں اسکو لیا تو بہت پیسے دیکر میرے پاس سے لینگے جب سب لوگ رو گئے اس نے نہ دیا ہوازن کی قوم کا ابو صرد نام ایک شخص تھا سو کہا بہت بہتر تو اس بوڑھی کو لیلے واللہ اس کا منھ نہ ٹھنڈا ہے اور نہ اسکے چھاتیاں اٹھے ہوئے ہیں اور نہ اسکے پیٹ میں بچہ ٹھہرنیکی امید ہے اور نہ اسکو مرد ہے اور نہ اسکو دودھ ہے پھر عینیہ شرمندہ ہو کے چھ حصوں پر راضی ہو کر اسکو دیدیا۔ جب تمام بندیوانوں کو انکے حوالے کئے تو حضرتؐ ان سے پوچھے مالک بن عوف کہاں ہے لوگ کہے اس نے طایف میں ثقیف کے یہاں ہے حضرت فرمائے تم اسکو اطلاع دیو کہ تو اگر مسلمان ہو کے آئیگا تو میں تجھکو تیرے عورت بچے مال اسباب سب دیونگا اور تجھے سو اونٹ انعام دیونگا سو مالک یہ سن کر طایف سے بھاگ کر حضرت پاس آکے ایمان لایا حضرت اسکو وعدے کے موافق سب دئے اور اسکی قوم والے جو ایمان لائے ان کا سردار کئے اور مال بانٹے بعد خمس جو حضرت کا حصہ تھا اسمیں سے بڑے بڑے عمدہ لوگ جو نو مسلم تھے ان کا دل اسلام پر مضبوط ہونا کر انعامات دئے چنانچہ ابو سفیان بن حرب اور حکیم بن حزام اور حارث بن حارث بن کلدہ اور حارث بن ہشام اور سہیل بن عمرو اور حویطب بن عبدالعزی اور علا بن حارثہ ثقفی اور عینیہ بن حصن اور اقرع بن حابس اور مالک بن

مالک بن عوف کا اسلام

نومسلموں کو انعامات

عوف اور صفوان بن امیہ ایک ایک کو سو سو اونٹ مرحمت کئے اور بھی لوگوں کو سو سے کم دئے جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قریش کو اور دوسرے قبیلہ والوں کو دے اور انصار کو کچھ نہ دئے تو بعضے انصاریاں دلگیر ہو کے کہنے لگے کام کے وقت ہم کو بلواتے ہیں اور انعامات دوسروں کو ملتے ہیں سو حضرت یہ کیفیت سن کے انصار کو جمع کئے اور خدا تعالی کا حمد و ثنا کر کر فرمائے میں سنا ہوں تم دلگیر ہوئے ہو سو کیا تم گمراہ نہ تھے جو تم کو اللہ تعالی ہدایت دیا اور فقیر نہ تھے جو اللہ تعالے غنی کیا اور تمھارے میں دشمنی نہ تھی جو اللہ تعالی تمھارے دلوں میں دوستی ڈالا انصار کہے درست خدا کا اور رسول کا ہمارے پر فضل و منت ہے حضرت فرمائے کیوں تم اس کا جواب کہو انصار عرض کئے ہم کیا جواب دیں خدا کی اور رسول کی ہم پر منت اور فضل ہے حضرت فرمائے اگر تم یوں کہوگے تو سچ کہے تو جھوٹا بن کے آیا سو ہم تیری تصدیق کئے اور کمزور ہو کے آیا ہم مدد کئے اور بھاگ کے آیا ہم جگہ دے اور محتاج ہو کے آیا ہم سلوک کئے انصار کہے ایسا نہیں بلکہ اللہ و رسول کی منت ہم پر ہے بعد فرمائے اے انصار یہ لوگ نو مسلم تھے انکے دلوں میں الفت پڑھکے اسلام قوی ہونا کر میں نے دیا اور تم کو تمھارے اسلام پر چھوڑا تم کو کیا اس بات کی خوشی نہیں لوگ اونٹاں بکریاں لیجائیں گے اور تم اپنے ساتھ رسول اللہ کو لیجاتے ہیں قسم ہے مجھ کو اسکی کہ نفس میرا اسکی قدرت میں ہے اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار میں کا ایک مرد ہوتا اگر لوگ ایک راہ سے جائینگے اور انصار ایک راہ سے جائینگے تو میں بھی انصار کی راہ سے جاؤنگا لوگ میرے ظاہر کا لباس ہوں تو انصار میرے باطن کا لباس ہیں میرے بعد تم کو حصوں میں گھاٹا ہوگا۔ تم صبر کرو یہانتک میرے حوض کوثر پر تم ملاقات کروگے بعد فرمائے یا اللہ رحم کر انصار پر اور انصار کے بچوں کو اور بچوں کے بچوں کو پھر انصار اس قدر روئے کہ انکے ڈاڑھیاں اشک سے تر ہوئے اور سب کہے یا رسول اللہ ہم راضی ہوئے القصہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جعرانے میں تیرہ روز رہ کے ذی القعدہ کی اٹھارھویں چہارشنبے کی شب کو عمرے کا احرام باندھکے نکلے اور مکے کو جا کے عمرہ بجا لائے اور مکے کی نظامت عتاب بن

انصار کی تسلی
رسول اللہ کا انصار کو تسلی دینا اور
عمرہ

اسید کے نام سے مقرر کئے اور معاذ بن جبل کو لوگوں کی تعلیم واسطے مقرر کئے اور مدینے کو سدھارے
حضرت مدینے سے نکلے سو دو مہینے سولہ روز کے بعد داخل ہوئے۔ اور ذی الحجہ میں نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو فرزند ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوئے ان کا نام ابراہیم رکھے۔ اور اسی سال بی بی
زینب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کا انتقال ہوا۔ اور اسی سال مدینے میں منبر بنائے
اور اسی سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین بی بی سودہ کو طلاق دینا چاہے وہ بی بی عرض
کئے یا رسول اللہ اب میرے دل میں مرد کی خواہش نہیں لیکن مجھے یہ منظور ہے کہ قیامت
میں میرا حشر آپکے بیبیوں میں ہونا اور آپکے عورتوں میں میرا نام داخل رہنا سعادت بس ہے
اور میں میرا دن بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا کو چھوڑ دیتی ہوں یہ سن کے حضرت اس ارادے سے
درگذرے اور ان کا دن بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا کو دئے۔ اور اس سال کفار اپنے طریق
پر حج کے مناسک ادا کئے اور عتاب بن اسید مسلمانوں کے ساتھ حج کئے **نواں سال**
ہجری محرم میں عیینہ بن حصن کے ہمراہ پچاس سوار کر بنی تمیم پر روانہ کئے دن کو چھپتے
شب کو چلتے آخر ان کے مقام پر پہنچ کے ان کو غارت کئے اور انکے جانور اور گیارہ مرد اور
اکیس عورت اور تیس بچے غنیمت ملی وہ قوم تائب ہو کر حاضر ہوئے اور اسلام لائے سو حضرت
ان کا اسباب وغیرہ ان کو پھیر دئے اور اسی مہینے میں صدقات وغیرہ وصول کرنیکے واسطے
عاملوں کو اطراف میں روانہ کئے اور صفر میں قطبہ بن عامر کے ہمراہ تیس آدمی دیکر بنی خثعم پر
روانہ کئے ان پر شبخون کرے چند شخص انکے مارے پڑے اور انکے عورتاں اور جانور وغیرہ
غنیمت ملی سو مدینے کو لائے۔ اور اسی مہینے میں بنی عذرا کے لوگ آکے ایمان لائے۔ اور
ربیع الاول میں ضحاک بن سفیان کے ہمراہ لوگوں کو دیکے بنی کلاب پر روانہ کئے پھر انکو اسلام
کی دعوت کئے تو وہ قبول نہ کر کر جنگ پر مستعد ہوئے سو مقابلہ ہوا اور کافروں کو ہزیمت ہوئی۔
ان کا اسباب غنیمت ملا اور ربیع الآخر میں علقمہ بن مجزز مدلجی کے ہمراہ تین سو آدمی دیکر حبشیوں پر
جو جدے میں ہنگامہ کر رہے تھے سو روانہ کئے اور ان کو ٹھکانہ ایک جزیرے میں تھا سو دریا پھر کے

ابراہیم کی ولادت
بی بی زینب کی وفات
منبر بنانا
بی بی سودہ کا باری بی بی عایشہ کو دینا
عیینہ کا بنی تمیم پر
عمال روانہ کرنا
قطبہ بن عامر کا بنی خثعم پر
بنی عذرہ کا قبیلہ ایمان لانا
ضحاک کا بنی کلاب پر
علقمہ کا حبشیوں پر

وہاں گئے اور وہ لوگ بھاگ گئے۔ اور اسی مہینے میں علی مرتضی کے ہمراہ ڈیڑھ سو آدمی انصار
کے دیکر بنی طی کا بت فلس کو توڑنے واسطے روانہ کئے اور انکی سواری وغیرہ کو پچاس گھوڑے
سو اونٹ کر دے سو وہاں پہنچ کے ان پر شبخون کرے اور فلس بت کو توڑے۔ حاتم طی کا فرزند
شام طرف نکل گیا اور ان کا اسباب وغیرہ لیکے مدینے کو آئے حاتم طی کی لڑکی بھی اسیروں میں
تھی سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو آزاد کئے اس نے اسلام لائی اور شام طرف جاکے
اپنے بھائی عدی کو لائی۔ اور اسی مہینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عکاشہ بن محصن کو جناب
طرف روانہ کئے۔ اور رجب میں تبوک کا غزوہ ہوا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی ہرقل
شام میں فوج کشی کرتا ہے اور انکو ایک سال کا درماہہ پیشگی دیا ہے اور لخم اور جذام اور عاملہ
اور غسان کے قبیلے جو عرب میں ہیں سو بھی انکی موافقت کئے ہیں اور انکی ہراول بلقا تک
پہنچ چکی سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو حکم کئے روم کے بادشاہ سے جنگ کرنیکے لئے تیاری
کرنا۔ عادت شریف ایسی تھی جنگ کو ایک طرف جاتے ہیں تو دوسری طرف کی شہرت دیتے
لیکن یہ سفر دور دراز کا ہے اور مخالف بڑی قوت و اقتدار والا ہے اسلئے سب کو کہدئے لوگونکو
معاش کی تنگی تھی اور دھوپ کالا بہت شدت سے تھا اور راہ میں اناج پانی کی قلت تھی
اور مدینے میں میوے پکنے کا ہنگام شروع تھا۔ لوگوں کو سفر کرنا نہایت مشقت ہوئی منافقاں
اور جنگلی لوگ آکر بہانے کر کر رخصت لئے اور چند منافقاں جاسوم یہودی کے گھر میں جمع
ہو کر لوگوں کو بچانے واسطے در غلانا شروع کئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم طلحہ بن عبید اللہ کیساتھ
چند لوگ دیکے روانہ کئے کہ تم جاکے اس گھر کو جلا دیو سو یہ جاکے جلا دے اور لوگوں کو جلدی
سے تیاری کرو کرکر بہت تاکید فرمائے اور تونگروں سے اعانت چاہے سو عثمان رضی اللہ عنہ
ہزار اونٹ اور ستر گھوڑا اور دس ہزار دینار نقد اپنی طرف سے دئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکے
حق میں فرمائے عثمان اسکے بعد کچھ بھی کرو اسکو ضرر نہ دیگا۔ دوسرے صحابہ بھی اپنی ہمت موافق
مدد کئے۔ چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی تمام زندگی کا اساسہ جو کچھ تھا سو دئے اور عمر فاروق

اپنی آدھی زندگی دے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں محمد بن مسلمہ انصاری کو نائب کئے اور علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو مدینے میں اپنی اہل وعیال کی محافظت واسطے چھوڑ دے سو منافقاں کہنے لگے علی کا جانا حضرت پہ بار تھا اسلئے انکو یہاں ہی چھوڑ دے۔ علی مرتضےٰ بھی یہ گندے باتاں منافقوں کے سن کر شہر سے نکلے اور جرف میں جا کر حضرت سے ملے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کا احوال پوچھنے فرمائے منافقاں جھوٹ بولے لیکن میں تم کو یہاں رکھا ہوں سو ہمارے لوگوں کے محافظت واسطے تم رہو کیا تم راضی نہیں ہوتے ہارون جیسے موسیٰ سے تھے ویسا ہی تم میرے سے ہونا لیکن میرے بعد نبی نہیں۔ پھر علی رضی اللہ عنہ کو مدینے طرف روانہ کئے اور آپ سدھارے۔ القصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثنیۃ الوداع میں لشکر کا موجودات لئے سو تیس ہزار آدمی جنگی تھے اس میں دس ہزار گھوڑا تھا اور قبیلوں میں نشاناں بیرقاں بانٹے اور جھنڈا ابوبکر صدیق کے حوالے کئے اور انصار کا نشان زید بن ثابت پاس عنایت کئے اور ہراول پر خالد بن ولید کو مقرر کئے اور طلحہ بن عبید اللہ کو برنغار پر معین فرمائے اور عبد الرحمن بن عوف کو جورنغار پر رکھے پھر حضرت وہاں سے پیشتر روانہ ہوئے اور عبد اللہ بن ابی بن سلول منافقوں کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ عذراں بہانے بنا کر نکل آئے اور ابوخیثمہ بھی حضرت کیساتھ نہ جاکے رہ گئے تھے سو ایک روز گرمی کے وقت گھر کو آئے تو انکو دو عورتاں تھیں سو باغ میں دو منڈوے ڈال اس میں آبپاشی کر او پانی خنک کر اور کھانا تیار کر کر رکھی ہیں ابوخیثمہ آکے یہ دیکھے اور کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دھوپ میں بارے میں جاتے ہیں اور ابوخیثمہ ایسے ناز و نعمت میں رہنا یہ تو انصاف نہیں واللہ میں اس منڈوے میں نہ جاؤنگا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ ملوں پھر اسباب مہیا کر کر نکلے اور عمیر بن وہب بھی راہ میں جاتے تھے سو دونوں مل کے گئے۔ جب تبوک کے نزدیک پہنچے ابوخیثمہ عمیر کو کہے میں تقصیر مندوں میں ہوں سو تم بعد آؤ میں اکیلا حضرت پاس جاتا ہوں۔ غرض دور سے انکو دیکھے صحابہ کہے کوئی شخص آتا ہے حضرت فرمائے ابوخیثمہ ہو سو ابوخیثمہ جاکے اپنا قصہ عرض کئے۔ حضرت فرمائے تو آیا سو خوب

لشکر اسلام کا جائزہ اور انکی روانگی

ابوخیثمہ کا احوال

راہ کے واقعات

کیا۔ القصہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مدین کی زمین پر پہنچے اور حضرت کا گذر حجر پر جو ثمود کا ٹھکانا تھا ہوا اصحابہ کو تاکید کئے کہ انکی بستی کا پانی مت پیو اور اس سے وضو نہ کرو اور کھانا مت پکاؤ اور آپ منھ پر چادر اوڑھ کے سواری وہاں سے جلد چلائے اور فرمائے یہ ظالم لوگوں کے گھروں میں تم مت جاؤ مگر روتے مبادا تم کو کچھ آسیب نہ پہنچے اور جب منزل گاہ میں پہنچے لوگوں کو تاکید کئے آج کی شب کوئی آدمی اکیلا نہ نکلنا سو دو شخص بنی ساعدہ کے نکلے ایک تو جائے ضرور واسطے نکلا اور دوسرا اونٹ گم ہوگیا سو ڈھونڈھنے نکلا پہلے کا تو گلا گھونٹے گیا اور دوسرا بارے سے اڑ گیا حضرت سے عرض کرنے میں فرمائے میں نُو اول ہی تم کو جتا دیا تھا۔ پھر جس کا گلا گھونٹے گیا تھا اس پر دعا پڑھ کے پھوکے سو درست ہوا اور دوسرا شخص بنی طی کے پہاڑوں میں جاکے پڑا طی کے لوگ اسکو اپنے ساتھ لائے اور ایک روز راہ میں پانی نہ تھا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگے۔ مینھ برسا لوگ سیراب ہوئے اور ایک روز حضرت کا اونٹ گم ہوا لوگ ڈھونڈھنے نکلے ایک منافق عمارہ بن حزم کے اسباب کے ساتھ تھا سو کہا محمد آپ نبی ہوں کرکر کہا کرتے ہیں اور آسمان پر کی خبر دیتے ہیں کیا اپنا اونٹ کہاں ہے سو معلوم نہیں۔ یہ کہتے وقت عمارہ وہاں نہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے سو حضرت فرمائے ایک شخص ایسا کہا خدا کی قسم مجھے غیب کے سب باتوں کی خبر نہیں وہی بات معلوم ہوتی ہے جو اللہ تعالی معلوم کروایا اور اب اُس اونٹ کی خبر دیا وہ فلانے مقام پر فلانی جگہ ہے اسکی مہار درخت میں اٹکی ہے سو جاکے لاؤ پھر لوگ دوڑ گئے وہاں سے لائے عمارہ وہاں سے اٹھکر اپنی جگہ میں آئے اور اپنے پاس کے لوگوں کو کہے حضرت ایسا کہے انکے لوگ بولے وہ بات ابھی فلانا بولا۔ عمارہ اس پر غصہ ہو کر اپنے پاس سے نکال دئے اور چند لوگ جو منافق تھے اور غنیمت کی لالچ سے آئے تھے راہ کی سختی دیکھ رہجاتے تھے اور بعضوں کے جانور وغیرہ ضایع ہونے سے بھی رہجاتے تھے حضرت کو انکا احوال کہے تو فرماتے اگر انکے نصیب میں خوبی ہو تو آکے ملینگے واگر نہیں تو انکا نہ آنا ہی بہتر ہے سو ایک روز ابوذر رضی اللہ عنہ چھوٹ گئے حضرت کو عرض ہوئی ویسا ہی فرمائے پھر ابوذر جو

رہے تھے سو ان کا اونٹ چل نہ سکا ابوذر اونٹ کو چھوڑ کر اپنا اسباب پیٹھ پر اٹھا لیکر حضرت کو ملانے چلے آتے تھے کہ دور سے ایک شخص دیکھ کے کہا یا رسول اللہ کوئی شخص آتا ہے حضرت فرمائے ابوذر ہو پھر انھیں تھے حضرت فرمائے اللہ ابوذر کو رحم کرے اکیلا چلتا ہے اکیلا مرے گا اکیلا حشر ہوگا۔ غرض عثمان رضی اللہ عنہ کے خلافت میں ابوذر ربذے میں رہا کرتے تھے سو اسی جگہ مرے وہاں سوائے انکے عورت اور غلام کے کوئی نہ تھا سو انھوں کو وصیت کئے مجھے غسل دے کر کفن پہنا کر راہ پر رکھو پہلا قافلہ راستے سے جو گزریگا اسکو بولو یہ ابوذر صحابی ہے اسکو دفن کرو۔ پھر ویسا ہی انکو کفن پہنا کر راستے پر رکھے پہلا قافلہ جو گذرا اس میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے ان کو یہ کیفیت بیان کئے عبداللہ بہت روئے اور ان کو دفن کئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یاد کئے۔ القصہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کو پہنچے وہ ایک مکان کا نام ہے مدینے اور شام کے بیچا بیچ میں بعضے کہتے ہیں مدینے سے چودہ روز کے راستے پر ہے غرض جب لشکر وہاں اترا تو پانی نہ تھا مگر ایک چشمہ کہ اس میں سے پانی کی ایک باریک جھیل نکلتی تھی حضرت لوگوں کو تاکید فرمائے تھے تم وہاں پہنچیگے تو میں آے سوائے اس کا پانی خرچ مت کرو باوجود تاکید کرتے پر بھی منافقاں اول ہی آکے پانی خرچ کئے۔ حضرت تشریف لاکے دیکھے تو اس میں پانی نہیں حضرت ان پر لعنت کئے اور چشمے میں اتر کر پتھروں کے درمیان سے جو جھیل باریک نکلتی تھی وہاں اپنا دست مبارک رکھکر دعا مانگے اور وضو کئے پھر اسمیں سے پانی کا بگا نکلنے لگا تمام لوگ پانی فراغت سے پینے لگے حضرت فرمائے اگر تمھارا کوئی شخص زندہ رہا تو دیکھے گا یہاں اس پانی سے بہت دور تک سر سبز رہیگا سو ویسا ہی ہوا۔ غرض حضرت تبوک میں مقام کئے۔ ایلہ کا حاکم یحنہ بن رویہ آکے صلح کیا اور جزیہ دینا قبول کیا اور جرنبہ اور اذرح کے لوگ بھی جزیہ دینا قبول کئے اور دومۃ الجندل تبوک کے قریب تھا اور وہاں کا حاکم اکیدر بن عبدالملک نام ایک شخص تھا اس کا مذہب نصرانی اور بڑی قوت و اقتدار رکھتا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خالد بن ولید کے ہمراہ چارسو بیس سوار دیکے

تبوک میں آنا

بعضوں کا جزیہ دیکر صلح کرنا اور خالد بن ولید کا دومۃ الجندل پر جانا

روانہ کئے اور فرمائے وہ شب کو جنگلی گائی کے شکار واسطے نکلے گا تم اس کو اسیر کرکے یہاں لے آؤ بموجب حکم کے خالد روانہ ہوئے جب اسکے قلعے کے قریب پہنچے چاندنی شب تھی اکیدر بالاخانے پر اپنی عورت کے ساتھ بیٹھا تھا سو جنگلی گائے آکے حویلی کے دروازے کو سنگوں سے گھسنے لگی اکیدر عورت سے کہا دیکھو کیا نادر اتفاق ہے ہمیشہ ہم دو تین روز کی راہ پر جاکے بہزار مشقت شکار کرتے ہیں آج آپ ہی سے آیا ہے۔ عورت کہی ایسے شکار کو کیا چھوڑ دیتے ہیں تو کہا اسکو کہاں چھوڑتا ہوں نہیں جاکر جلد گھوڑے کو زین بندھوا کے اور چند قرابتیاں تھا کو لیکے نکلا خالدؓ تو اسی کے شکار واسطے آئے تھے دیکھتے ہی اسکو گھیر لئے اس کا بھائی حسان مارے پڑا لوگ ساتھ کے بھاگ گئے اور اکیدر کو پکڑ کر حضور میں حاضر کئے حضرت اسکو امان دے اور اس پر جزیہ مقرر کئے اور دو ہزار اونٹ اور آٹھ سو گھوڑا اور چار سو بکتر اور چار سو نیزے لیکے اسکو چھوڑ دئے اور ہرقل روم کا بادشاہ حمص میں اترا تھا اسکو نامہ لکھے اور اسلام کی دعوت کئے اس نے جواب میں لکھا میں مسلمان ہوں حضرت فرمائے عدو اللہ جھوٹ بولتا ہے۔ غرض تبوک میں بیس روز کے قریب رہے سو نماز قصر سے پڑھا کرتے تھے اور رومیوں پر ہیبت ہوئی سو جنگ کا خیال نہ کئے اور حضرت بھی جنگ نہ کرکے مدینے کو پلٹے جب مدینے کے قریب پہنچے ذی اوان میں اترے مدینے سے ایک کوس کے فاصلہ پر تھا اور وہاں منافقاں ایک مسجد بناکے تبوک کو جانیکے قبل نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کئے کہ آپ وہاں تشریف لاکے ایکبار نماز پڑھنا تاکہ ہم اپنے معذور لوگوں کے ساتھ نماز پڑھا کریں۔ حضرت ان کو جواب دئے اب تو جنگ درپیش ہے لیکن پھر کے آتے وقت وہاں نماز پڑھوں گا اور منافقاں وہاں مسجد جو بنائے تھے سو محض مسلمانوں کے درمیان پھوٹ ڈالنا اور دشمنوں کو وہاں جمع کرکر منصوبے کرنا جب حضرت یہاں مقام کئے تو اللہ تعالیٰ انکے ارادے پر آگہی دیا حضرت اسکو توڑوا کے جلوا دئے۔ جب مدینے میں داخل ہوئے منافقاں آکے عذراں ظاہر کر توبہ کرکر جانے لگے اور کعب بن مالک اور مرارہ بن الربیع اور ہلال بن امیہ کہے ہم کو

کچھ عذر نہ تھا جو کہیں اگر ہم آج جھوٹ کہیں تو سیاں اللہ تعالیٰ ہم کو رسوا کریگا حضرت فرمائے
تمھارے حق میں اللہ تعالیٰ کے یہاں سے حکم آئے تک تم صبر کرنا اور حضرت لوگوں کو تاکید
کئے ان تینوں شخصوں سے کوئی بات نہ کرنا پھر بستی میں پھرتے تو ان سے کوئی بات نہ کرنا
زمین انھوں پر تنگ آئی کھانا پینا چھوڑے کعب جوان تھے مسجد کو نماز واسطے جاتے اور
بازار کو نکلتے۔ دوسرے دونوں صاحبان ضعیف تھے سو نکلنے کی طاقت باقی نہ رہی چالیس
روز کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف سے آدمی آکے حکم پہنچایا اپنی عورتوں سے پرے رہو
کعب اپنی عورت کو کہے تو جا کے اپنے لوگوں میں رہ بعد اللہ جو حکم کرنیکا ہے سو کریگا۔ ہلال
بن امیہ کی عورت جا کے حضرت سے عرض کئی اپنا مرد بہت بوڑھا ہے اسکے پاس خدمت
کو آدمی نہیں میں اسکی خدمت میں رہنا بھی کیا منع ہے حضرت فرمائے خدمت کرنا مضایقہ
نہیں پر عورت سے صحبت نہ کرنا انکی اس میں چلنے کی طاقت نہیں سو عورت کے پاس
کیا جائے گا اس روز سے آجتک روتا ہے سو آنکھ سکی نہیں جب پچاس روز ہوئے انکا توبہ
خدا تعالیٰ کے یہاں مقبول ہوا اور یہ آیت اتری وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا الآیہ
اور حضرت جو تشریف لائے سو رمضان میں مدینے کو پہنچے اور اسی مہینے میں طایف کے لوگ
ثقیف اپنے یہاں سے چند لوگ کو روانہ کئے تا ایمان سے مشرف ہوویں لیکن شرط
کرنے لگے کہ ہم کو نماز معاف کرنا اور تین سال تک لات جو بت ہے اسکو نہ توڑنا اور دوسرے
بتوں کو ہم ہمارے ہاتھ سے نہ توڑینگے۔ حضرت فرمائے جس دین میں نماز نہ ہو وہ دین خوب
نہیں اور لات کو میں باقی نہ رکھوں گا لیکن ابوسفیان اور مغیرہ بن شعبہ کو بھیجتا ہوں وہ
آکے توڑینگے اور دوسرے بتوں کو تم اپنے ہاتھ سے مت توڑو ہم تڑوا دینگے۔ غرض بہت
نا نہیں کر کر آخر قبول کئے اور اسلام لا کر گئے اور تمام قوم مسلمان ہوئی اور وہ دونوں شخص کو
بت توڑنے بھیجے سو اسکو توڑے۔ اور ذی القعدہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم حج کے واسطے ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حاج کر کر روانہ کئے جب ضجنان کو پہنچے علی مرتضیٰ کو حضرت اپنے

ثقیف

اونٹ پر بٹھا کے روانہ کئے تا لوگوں کو برات سنادیں انھوں کو برات سنانے بھیجے کیونکہ
عادت عرب کی ایسی تھی کہ قرابت والا برات سنا دیتا ابوبکر صدیق سے جب ملے تو ابوبکر
رضی اللہ عنہ پوچھے کیا تم امیر ہو کے آئے ہیں یا تابع تو علی مرتضی کہے امیر نہیں ہیں تمھارا
تابع ہو کے آیا ہوں پھر دونوں صاحباں مل کرکے کو گئے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
مسلمانوں کے ساتھ حج کو قایم کئے اور کفار اپنے طریقے پر مناسک ادا کئے اور نحر کے روز
جمرون کے پاس علی مرتضی رضی اللہ عنہ مشرکوں کو سنادئے کہ اس سال کے بعد اگلے سال
سے کوئی مشرک حج نہ کرنا اور برہنہ کعبے کا طواف نہ کرنا اور جن مشرکوں کے ساتھ صلح ہو کے
ایام مقرر ہو چکے ہیں انکو وہ ایام تمام ہوئے تک عہد و ذمہ باقی ہے اور جن کیلئے ایام معیّن
نہیں انھوں کو چار مہینوں کا میعاد ہے کہ اس عرصے میں اپنے کو جہاں کہیں کہ امن ہے وہاں
پہنچادے۔ جب مناسک وغیرہ سے فراغت ہوئی دونوں صاحباں مدینے کو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اسی سال عبد اللہ بن ابی بن سلول جو
منافقوں کا چودھری تھا موا۔ اور اسی سال حضرت اپنی بیبیوں پاس ایک مہینے تک نہ
جاؤں گا کرکر ایلا کئے۔ اور اسی سال بہت سے وفود حضرت پاس آئے سو اس سال کو
وفود کا سال کہتے ہیں۔ وفد اسکو کہتے ہیں کہ ایک قوم اپنے چند عمدہ لوگ کسی حاکم کی
خدمت میں سوال وجواب کرنے روانہ کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو دعوت
کرنے لگے اور جنگوں میں اکثر مسلمانوں کو غلبہ ہوتا تھا اور اسلام کی حقیقت اور حضرت کی سچوائی
سبھوں پر معائنہ ہونے لگی تو عربوں کی قوم کہتی تھی قریش سب عربوں کے پیشوا ہیں اور محمد
کے احوال سے خوب واقف ہیں اگر قریش تابع ہونگے تو ہم بھی تبعیت قبول کرینگے۔ جب
قریش کا حال دیکھ چکے حضرت کی خدمت میں انکی طرف سے وفود آکر ایمان لانے لگے سو
اسی سال بنی تمیم کی وفد آئی چنانچہ اس کا ذکر آچکا۔ اور اسی سال ثقیف کی وفد آئی ان کا
احوال بھی گزر چکا۔ اور اسی سال بنی عامر کی وفد آئی۔ ان میں عامر بن الطفیل اور اربد بن قیس

بن جزا بن خالد بن جعفر اور جبار بن سلمیٰ بن مالک بن جعفر تھے یہی تینوں انکے بڑے شیاطینوں
میں تھے اور عامر آیا تھا سو مردود حضرت کو دغا سے مارنا کر کر ارادہ کیا تھا اور اربد کو کہا تھا
میں محمد کو باتوں میں لگاتا ہوں اور تو اسکو قتل کر غرض حاضر ہو کے حضرت کو کہنے لگا اے
محمد میں کچھ کہتا ہوں خلوت میں چلو حضرت فرمائے میں نہ آؤں گا جب تک تو ایمان نہ لاوے
مکرر اسی کو کہنے لگا اور اربد مارنے کا انتظار کر رہا تھا اور حضرت اسکو وہی جواب فرماتے
تھے۔ آخر عامر بولا تیرے پر سوار اور پیدل لا کے بھر دیونگا جب اسنے پھرا حضرت فرمائے
اللّٰھُمَّ اکْفِنِی عَامِراً اے اللہ تو بس ہے میری طرف سے عامر کو۔ پھر یہ لوگ حضرت
پاس سے نکلے عامر اربد کو پوچھا تو کیا کیا اربد کہا کیا کروں جب میں مارنیکا ارادہ کرتا تھا
میرے اور اسکے بیچ تو آجاتا تھا اور تو ہی دستا تھا ان نہیں دستا سو میں تجھے کیوں ماروں
غرض وہ لوگ جاتے تھے راہ میں عامر بن الطفیل کو گلے میں طاعون لگی سو مر گیا اور اربد اپنی
قوم پاس گیا لوگ پوچھے کیا حال ہے بولا محمد نے مجھے ایک خدا کی عبادت کرو کہا اگر اب
وہ یہاں ہوتا تو میں اسکو تیروں سے مارتا یہ بول کے دو روز کے بعد اپنے اونٹ کو بیچنے نکلا
سو بجلی پڑ کے ان اور اس کا اونٹ دونوں جل گئے۔ اور عامر بن الطفیل یہ وہی مردود ہے

ی سعد کی وفد

جو بیر معونہ میں ستر قاری جن کو ابو براء امان دیکے لیگیا تھا سو ان کو قتل کرا تھا۔ اور اسی سال
بنو سعد بن بکر اپنی طرف سے ضمام بن ثعلبہ کو بھیجے سو آ کے اونٹ کو مسجد میں بٹھایا اور اسکے
پاؤں کو باندھا اور لوگوں سے پوچھا محمد کون ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگا کر بیٹھے تھے سو لوگ
حضرت طرف اشارہ کئے اس نے عرض کیا میں باتوں کو قسم دیکے پوچھوں گا میرے سے خفا
نہ ہونا حضرت فرمائے جو پوچھنا ہے سو پوچھ بولا تم کو تمھارے رب کی قسم ہے کیا تم کو رسول
کر کر بھیجا۔ حضرت فرمائے ہُو۔ بھی قسم دیکے پوچھا کیا اللہ تم کو پانچ نماز پڑھنا کر کر امر کیا۔ حضرت
فرمائے ہُو۔ پھر روزہ رہنے کا پوچھا بعد زکوٰۃ کا پوچھا حضرت اسکو ہُو کر کر جواب دیتے تھے
سو اس نے ایمان لایا اور اپنی قوم کو دعوت کیا تمام قوم ایمان لائی۔ اور اسی سال عبدالقیس

عبدالقیس کی وفد

کی وفد آئی اور یہ لوگ اول ہی ایمان لائے تھے اور حدیث کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ
عبد القیس کے قبیلے والے دو بار آئے تھے پہلے بار تیرہ شخص آئے تھے اور اس سال چالیس مرد
آکے ایمان کے ارکان وغیرہ پوچھ کے گئے۔ اور اسی سال بنی حنیفہ کی وفد آئی اس میں مسیلمہ
کذاب تھا اور کہنے لگا اگر محمد اپنے بعد مجھے ولیعہد کرے تو میں تابع ہوتا ہوں۔ پھر حضرت اسکے
پاس تشریف لیگئے حضرت کے ہاتھ میں خرمے کی چھڑی تھی سو فرمائے اگر تو یہ چھڑی مانگے تو
میں تجھے نہ دونگا اور اللہ کا حکم تجھ پر جو ہے سو نہ ٹلے گا اور تو منہ پھیر کے جائیگا تو اللہ تیرے
ٹانچے مار یگا اور میں جو خواب میں دیکھا تھا سو وہ تو ہی ہے اور انھوں ثابت بن قیس میری
طرف سے تجھے جواب دینگے اور آپ پھر کے آئے۔ غرض اس نے اسلام نہ لایا اور یمامہ کو
جاکے آپ بھی نبوت کا دعوے کیا آخر ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مارے گیا
اور خواب دیکھے تھے سو یہ تھا کہ حضرت کے ہاتھ میں سونیکے دو کڑے تھے اس سے حضرت کو
بہت فکر ہوئی سو خواب میں وحی ہوئی کہ ان کو پھونکدے پھر پھونکے سو دونوں اڑگئے اسکی
تعبیر یہ کئے کہ اپنے بعد دو جھوٹے نکلیں گے سو ایک تو یہی مسیلمہ تھا اور دوسرا اسود عنسی جو
صنعا میں نکلا تھا۔ اور اسی سال بنی طی کی وفد آئی زید الخیل انکے سردار تھے سو اسلام لائے
اور حضرت انکو زید الخیر کرکر نام رکھے اور فرمائے عرب کے سرداروں کی میں تعریف سنتا جبکہ آتے جیسا
سنتا ویسا نہیں پاتا مگر زید کی جو تعریف کیا کرتے تھے اس سے بڑھکے پایا اور اسی سال بنی
کندہ کی وفد آئی اسی یا ساٹھ سوار تھے اور انکے جیبوں کو حریر لگا ہوا تھا سو حضرت پوچھے کیا تم
مسلمان نہیں ہوئے تو کہے ہو چکے۔ حضرت فرمائے پھر حریر کیا واسطے تمھارے گلوں میں ہے
پھر وے اسکو پھاڑ دئے۔ اور اسی سال یمن سے حمیر کی وفد آئی۔ اور اسی سال ازد کی وفد آکے
اسلام لائی۔ ان کا سردار صرد بن عبد اللہ تھا اسی کو حضرت ان کا بڑین دئے اور تاکید فرمائے
یمن کے جو لوگ ایمان نہیں لائے ہیں ان سے تم جہاد کرو یہ لوگ جاکے جرش پاس اترے اور
وہاں کے لوگونکو اسلام کی دعوت کئے وہ قبول نہ کئے یہ لوگ انکو ایک مہینہ محاصرہ کرکر پھرے

بنی حنیفہ سنہ ۹ھ

بنی طی سنہ ۹ھ

بنی کندہ سنہ ۹ھ

حمیر اور ازد سنہ ۱۰ھ

کفار کے خیال میں یہ بات گئی کہ وہ ہم سے عاجز ہوکر بھاگے ہیں سوان کا پیچھا کیئے ازدیان ان کو واؤمیں آنے دیکر کثر پہاڑ پاس جرش کے بہت لوگوں کو قتل کیئے القصہ جرش کے لوگ یہ جنگ ہونیکے قبل اپنے یہاں کے دو شخص کو روانہ کیئے تھے کہ تم مدینے کو جاکر مسلمانوں کا کیا طریقہ ہے سو دریافت کرکر آؤ۔ غرض دونوں شخص ایک روز حضور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر تھے حضرت ان سے پوچھے شکر پہاڑ کہاں ہے وہ کہے ہمارے ملک میں ایک پہاڑ ہے اس کا نام کشر حضرت فرمائے اس کا نام فی الحقیقت شکر ہے کشر نہیں وہ کہے خوب لیکن وہاں کیا ہے حضرت فرمائے اس گھڑی اللہ کے اونٹاں وہاں نحر ہو رہے ہیں وہ دونوں حضرت کے پاس سے اٹھکر ابوبکر صدیق اور عثمان رضی اللہ عنہما پاس آئے یہ صاحباں انکو کہے تم سمجھے حضرت کیا فرمائے کہے نہ۔ بولے حضرت خبر دئے کہ تمھاری قوم کا وہاں قتل ہو رہا ہے تم حضرت سے اپنی قوم کیلئے دعا چاہو وہ دونوں جلد حاضر ہوکے حضرت سے دعا چاہے حضرت دعا کئے کہ یا اللہ اب قتل ان کا موقوف کر۔ جب وہ دونوں اپنے شہر کو آئے تو معلوم ہوا اسی وقت وہاں جنگ ہو رہا تھا پھر بعد جرش کے لوگ آکر ایمان لائے۔ اور اسی سال بنی مزینہ کے چار سو آدمی آکے ایمان لائے۔ اور اسی سال نجران کے نصاریٰ کی وفد آئی کیونکہ حضرت وہاں کے نصاریٰ کو خط روانہ کیئے سو انکے اسقفاں بایکدیگر مشورت کرکر اپنے یہاں کے ساٹھ آدمی حضرت پاس روانہ کیئے اور ان کا ایک بڑا اسقف بھی اس جماعت کے ہمراہ تھا اس کا نام ابوحارثہ۔

بنی مزینہ کی وفد

نجران کے نصاریٰ کی وفد

غرض راہ میں ایک روز ابوحارثہ کا خچر ٹھوکر کھایا۔ ابوحارثہ کا بھائی کرز جناب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بات کچھ بے ادبی کی کیا ابوحارثہ اسکو ڈانٹا اور بولا نبی ای کہ ہم جس کا انتظار کرتے تھے وہ یہی ہے اسکو تو کچھ بدمت بول۔ کرز کہا اگر نبی موعود وہی ہے تو تو ایمان کیا واسطے نہیں لاتا ابوحارثہ بولا نصاریٰ تمام ہماری تعظیم و توقیر کیا کرتے ہیں اور ہم کو بہت سی انعامات جاگیرات دئے ہیں سو انکے خلاف پر میں اگر میں ایمان لاؤں تو یہ سب فائدے جاتے رہینگے اس لئے میں ایمان نہیں لاتا القصہ وہ جماعت مدینے کو آئی۔ جب نماز کا وقت آیا چاہے مسجد شریف

میں نماز پڑھیں صحابہ انکو منع کرنا چاہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے منع کیا واسطے کرتے ہو سو وہ مشرق طرف منھ کرکر نماز پڑھے۔ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اسلام کی دعوت کئے وہ لوگ اسلام نہ لائے اور حضرت سے سوالات کئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکے جواباں دئے۔ آخر پوچھے عیسیٰ کے حق میں تم کیا کہتے ہیں حضرت نے مسیح کا شان کہے وہ نہ مان کے مسیح خدا کا بیٹا ہے کرکر جھگڑنے لگے اور بیہودہ تقریراں شروع کئے اور کہے اگر خدا کا بیٹا نہ ہو تو کہو وہ کیسا پیدا ہوا سو یہ آیت اتری اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۝ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۔ عیسےٰ کی مثال اللہ کے نزدیک جیسی مثال آدم کی بنایا اسکو مٹی سے پھر کہا اسکو ہو جا وہ ہو گیا حق بات ہے تیرے رب کی طرف سے پھر تو مت رہ شک میں پھر جو کوئی جھگڑا کرے تجھ سے اس بات میں بعد اسکے کہ پہنچ چکا تجھ کو علم تو تو کہہ آؤ بلاویں ہم اپنے بیٹے اور تمھارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمھاری عورتیں اور اپنی جان اور تمھاری جان پھر دعا کریں اور لعنت ڈالیں اللہ کی جھوٹھوں پر۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بی بی فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین اور علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہم کو لیکر مباہلہ کرنے چلے۔ نصاریٰ کا اسقف ابو حارثہ یہ دیکھکے کہا مباہلہ کرنا مناسب نہیں اگر مباہلہ کروگے تو روئے زمین پر کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا صلح کرنا بہتر ہے پھر جزیہ قبول کرکر روانہ ہوئے اور اس اسقف کا بھائی کرز چند روز کے بعد آکے ایمان لایا۔ اور اسی سال طارق بن عبداللہ اور اسکی قوم ربذہ سے آکر ایمان لائی۔ اور اسی سال تجیب کی وفد تیرہ آدمی یمن سے آئے اور اپنے مال کی زکوٰۃ حضرت کے حوالے کئے حضرت ان کا بہت اکرام کئے اور انکی ضیافت تکلف سے کئے دوسرے لوگونکی نسبت انکو جاتے وقت انعام بڑھکے دئے۔ اور اسی سال بنی سعد ہذیم کی وفد آکے اسلام لائی۔ اور اسی سال بنی فزارہ

کی وفد میں آدمی کے قریب آکے اسلام لائے اور اپنے ملک میں قحط ہوا ہے کرکر شکایت کئے حضرت دعا مانگے سو مینہ برس کے قحط دفع ہوا۔ اور اسی سال بنی اسد کی وفد دس آدمی آکے ایمان لائے۔ اور اسی سال بھراکی وفد میں سے تیرہ شخص آکے مقداد رضی اللہ عنہ کے یہاں اترے مقداد انکو حلوا جسکو حیس کہتے ہیں تیار کرکر کھلائے اور کچھ حلوا اس میں کا رہ گیا سو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے یہاں بھیجے۔ حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے سو آپ اسمیں سے ہاتھ ڈال کے تناول کئے اور محلسرا میں جو لوگ تھے سو سب اسکو کھاکے سیر ہوئے اور باقی بھی مقداد کے یہاں بھیجے وہ مہماناں رہے تک اسی کو کھاتے تھے سو ایک روز پوچھے کیا تم اسکو ہر وقت پکاتے ہو کیونکہ ایسا خوب کھانا ہم کو ہر روز میسر نہیں ہوتا۔ مقداد کہے پہلے روز تم جو کھاکے رہ گیا تھا سو اسکو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں ہدیہ بھیجا حضرت کا ہاتھ اسمیں پڑنے سے اسقدر اسکو برکت ہوئی۔ پھر وہ لوگوں کا ایمان قوی ہوا اور فرایض وغیرہ کی تعلیم لیکر روانہ ہوئے اور ان کو حضرت انعام دئے۔ اور اسی سال ذی مرہ کی وفد تیرہ[۱۳] آدمی آکر ایمان لائے اور اپنے شہر میں خشک سالی ہے کرکر شکایت کئے حضرت دعا مانگے بعد جب اپنے ملک کو گئے تو معلوم ہوا جس وقت حضرت دعا مانگے اسی روز مینہ پڑا۔ اور اسی سال صدا کی قوم کے پندرہ شخص آکے اسلام لائے۔ اور اسی سال بنی عبس کی قوم کی وفد آکے ایمان لائی۔ اور اسی سال ازد کی وفد آئی سات شخص تھے حضرت سے باتاں کرنے لگے سو انکے باتاں حضرت کو پسند آئے۔ حضرت فرمائے کہو تم کون ہیں عرض کئے ہم مومن ہیں حضرت فرمائے تم مومن ہیں تو ایمان کی کیا حقیقت ہے سو بیان کرو کہے پندرہ خصلت ہیں ان میں پانچ خصلت تو آپکے یہاں کے ایلچیاں جو آئے تھے سو ہم کو تاکید کئے اور پانچ خصلتوں کا آپ ارشاد کئے اور پانچ خصلت ہم جاہلیت میں اسکو کیا کرتے تھے آپ اسکو پسند کریں تو اسکو باقی رکھو نہیں تو موقوف کرو۔ حضرت فرمائے وہ کونسے پانچ خصلت ہیں جو میرے ایلچیاں کہے وہ کہے اللہ پر اور اسکے فرشتوں پر اور کتابوں پر اور پیغمبروں پر اور مرے

بعد جی اٹھنے پر ایمان لانا۔ حضرت فرمائے ہیں جو کہا سو پانچ چیز کیا ہیں عرض کئے کہنا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور نماز پڑھنا اور زکوٰۃ دینا اور رمضان کا روزہ رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا طاقت ہو تو۔ حضرت فرمائے جاہلیت میں جو تم اختیار کئے تھے سو کیا ہے۔ عرض کئے فراغت پر شکر کرنا بلا پر صبر کرنا اور قضا پر راضی رہنا اور ملاقات کی جگہ پر راست کہنا اور دشمنوں کی برائی پر خوشی نہ کرنا۔ حضرت فرمائے تم لوگ بڑی حکمت اور علم جانتے ہو۔ اپنی فقہ جاننے کی رو سے قریب ہے کہ انبیا ہئے۔ بعد فرمائے بھی میں پانچ خصلت کہدیتا ہوں سو پورے بیس ہوتے ہیں اگر تم ایسے ہیں تو آپ نہ کھائینگے سو اسکو جمع مت کرو اور نہ رہیں گے سو گھر نہ بناؤ اور اپنے ہاتھ سے جانیوالی چیز پر مت ڈھونڈو اور خدا جو اسی کی طرف جانا ہے ڈرو اور جہاں کہیں کہ آخر جاکے بسنا ہے اسکو حاصل کرنے میں رغبت کرو۔ پھر وہ لوگ اسکو یاد کئے اور اسپر عمل کئے اور اسی سال بنی المنتفق کی وفدائی۔ اور اسی سال فروہ بن عمر جذامی جو معان میں رہتا تھا اور بادشاہ روم کی طرف سے عربوں پر جو روم کے تابع تھے حاکم تھا سو اسلام لایا اور اپنی طرف سے ایلچی بھیجا اور ایک سفید خچر پیشکش کیا روم والوں کو معلوم ہوا سو بلواکے قتل کئے۔ اور اسی سال یا آتے سو سال عدی بن حاتم طائی آکے ایمان لائے سابق میں حضرت کی فوج بنی طی کے ملک میں جب گئی تو حاتم طائی کا فرزند عدی اپنی جورو بچوں کو لیکے بھاگ گیا اپنی بہن کو چھوڑ دیا تھا سو وہ اسیر ہوئی بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت کو چھوڑ دئے۔ اس نے شام کے ملک کو اپنے بھائی کے یہاں جاکے اسکو خوب گالی گلوج کئی اور بولی تو اپنے لوگوں کو لے کے بھاگا اور اپنے باپ کی ناموس کا پاس نہ کیا عدی بولے میرے سے قصور ہوا مجھے جواب دینے کا کچھ منھ نہیں۔ غرض بہن جاکے انکے یہاں اتری عدی پوچھے یہ شخص جو نکلا ہے اسکے تابع ہونا کیا نہیں اسنے کہی جلدی جاکے اسکے تابع ہونا اگر سچا نبی ہے تو البتہ جلدی جانیوالے کو فضیلت ہے اگر بادشاہ ہے تجھ سر یکے شخص کو اسکے یہاں ذلت نہ ہوگی۔ پھر عدی اس بات کو پسند کرکر مدینے کو آئے اور مسجد میں جاکے حضرت پر سلام کئے حضرت انکو لیکے اپنے دولت خانہ طرف چلدئے راہ

عدی بن حاتم طائی کا اسلام

میں ایک بوڑھی عورت حضرت سے مل کر کچھ اپنی حاجت دیر تک بیان کئی حضرت کھڑے ہو کے
اس کا تمام احوال سنے۔ عدی نصرانی تھے اپنے دل میں کہے یہ شخص بادشاہ نہیں اسکے اخلاق
انبیا کی اخلاق کے مانند ہیں بعد عدی کو اپنے مکان پر لیجا کے انکو تکیہ دیکے بجد ہو کر اس پر بٹھائے
اور آپ زمین پر بیٹھے عدی اپنے دل میں کہے یہ اخلاق پادشاہوں کے نہیں ہیں بعد حضرت
فرمائے اے عدی تو کیا نصاریٰ میں رکوسی مذہب نہیں رکھتا تھا بولے درست بعد فرمائے
تو کیا اپنی قوم غنیمت جو لایا کرتی تھی اسکی چوتھائی نہیں لیا کرتا تھا بولا لیتا تھا حضرت فرمائے
تیرے دین میں وہ تجھ پر حلال نہ تھا عدی کہے درست اور دل میں سمجھے کہ یہ نبی ہیں بعد فرمائے
شاید تو ایمان نہیں لاتا ہے سو اسلئے کہ مسلمان محتاج ہیں عنقریب تو دیکھے گا کہ اسقدر مالدار ہونگے
کہ صدقہ لینے والا نہ دیگا اور سمجھتا ہوگا ان کو قلت ہے اور دشمناں بہت ہیں دیکھے گا عورت
اکیلی قادسیہ سے اونٹ پر بیٹھکے آئینگی اور کعبے کا طواف کریگی راہ میں کسی کا خوف نہ رہیگا اور
سمجھتا ہوگا کہ سلطنت اوروں کو ہے سو دیکھے گا کسریٰ کے سفید حویلیوں کو فتح کرینگے اور اسکے
گنج کو تقسیم کرینگے سو عدی ایمان لائے۔ عدی کہا کرتے تھے دو چیزیں دیکھ چکا اور تیسری بھی
ہوگی کسریٰ کا ملک فتح ہوا اور میں بھی اسمیں شریک تھا اور اکیلی عورت کو دیکھا بلا اندیشہ قادسیہ
سے مکے کو جاتی ہے تیسری بھی علامت ہوگی سو وہ بھی عمر بن عبد العزیز کی خلافت میں ہوئی۔

ابراہیم کی وفات

دسواں سال ہجری۔ اس سال ربیع الاول کی دسویں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند
ابراہیم انتقال پائے اور اس روز آفتاب کو گہن لگا لوگ کہنے لگے ابراہیم کی موت کے
باعث گہن لگا پھر حضرت نماز پڑھے اور خطبہ کہے اور فرمائے آفتاب اور چاند خدا کے نشانیوں سے
دو نشانی ہیں کسی کی موت و حیات سے انکو گہن نہیں لگتا۔ اور ربیع الاول یا جمادی الاولیٰ میں

خالد بن الولید کا بھیجنا بنی عبد المدان پر

خالد بن ولید کے ہمراہ فوج دیکے نجران کو روانہ کئے اور فرمائے جا کر بنی الحارث اور بنی عبد المدان
کو تین روز تک دعوت کرو اگر اسلام لاویں تو بہتر نہیں تو جنگ کرو سو خالد وہاں پہنچ کے اطراف
میں سواراں بھیج کے اعلام کرنے لگے کہ اسلام لاؤ سلامت رہینگے سب لوگ اسلام لائے۔

خالد یہ کیفیت لکھ کے حضور میں حضرت کے روانہ کئے حضرت ان کو خط کا جواب لکھے کہ تم انکے
چند لوگوں کو ساتھ لیکے آؤ سو قیس بن الحصین اور یزید بن عبد المدان وغیرہ چند لوگ کو ہمراہ لیکے
آئے سو چند روز یہاں رکھ کے انعامات دیکر روانہ کئے اور قیس بن الحصین کو ان کا بڑپن دئے
اور اسی سال شعبان میں خولان کی وفد دس شخص آکے اسلام لائے اور کہے ہمارے تمام لوگ
مسلمان ہوئے پھر انکو انعامات دیکے روانہ کئے سو جاکے بتوں کو توڑ دئے۔ اور اسی سال رمضان
میں سلامان کی وفد آئی سات آدمی تھے جاتے وقت انکو انعامات دیکے روانہ کئے اور انکے
ملک میں مینھ نہ تھا حضرت دعا مانگے سو اسی روز وہاں مینھ برسا۔ اور اسی مہینے میں غامد کی وفد
دس شخص آئے اور بقیع الغرقد میں اترے اور اپنے ساتھ کے لڑکے کو اسباب پاس چھوڑکے
حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام لائے حضرت انکو دین کے چند احکام لکھکے دئے بعد
فرمائے تمھارے اسباب پاس کس کو چھوڑکے آئے کہے ایک ہمارا لڑکا ہے اسکو رکھکے آئے
ہیں حضرت فرمائے وہ لڑکا سو گیا اور چور آکے تمھاری ایک گٹھری لے گیا ایک شخص عرض
کیا یا رسول اللہ وہ میری تھی حضرت فرمائے مضایقہ نہیں تم گئے تک ملجائیگی پھر یہ لوگ جلد
اپنے مقام پر آئے اور کیفیت دریافت کئے اس نے کہا میں سو گیا کہ اسمیں چور آکے گٹھری
لے گیا یکایک میری نیند ہوشیار ہوئی دیکھا تو گٹھری نہیں پھر میں اٹھکے دیکھنے لگا ایک شخص کھڑا
تھا مجھے دیکھکے بھاگنے لگا میں اس کا پیچھا کیا ان جہاں کھڑا تھا اس جگہ پہنچا تو گڑھا کھودا تھا سو
معلوم ہوا میں اسکو کھودا تو گٹھری نکلی۔ یہ دیکھنے سے ان کا ایمان قوی ہوا پھر دستور کے موافق
انکو انعامات دیکے روانہ کئے۔ اور اسی رمضان میں علی مرتضی کے ہمراہ تین سو سوار دیکر یمن طرف
روانہ کئے جاتے وقت اپنے دست مبارک سے انکو پگڑی باندھے اور نشان مرحمت کئے سو یمن
طرف جاکے اول ہی مدحج کے قریوں میں داخل ہوئے وہ لوگ بھاگ گئے اور غنیمت ہاتھ لگی
بعد انکی تمام قوم جمع ہوکر مقابلے پر آئی اسلام کی دعوت کئے سو قبول نہ کر کر جنگ شروع کئے تیر
مارنے لگے مسلمانان بھی جنگ پر مستعد ہوئے کفار مقابلہ کا تعب نہ لا سکے بھاگے آخر ان کے

سرداراں آکر ایمان لائے یہ کیفیت حضرت کو لکھ کے روانہ کیئے۔ حضرت معاذ کو اور ابو موسیٰ اشعری کو یمن کا حاکم بنا کر دو صوبوں پر دونوں کو بھیجے اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضور میں یاد فرمائے سو مکے میں آکر حضرت پاس حاضر ہوئے۔ اور ذوالقعدہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم حج کو جانے واسطے تیاری شروع کیئے اور لوگوں کو بھی نکلنے کا حکم فرمائے اور مدینے میں ابا دجانہ کو نائب کیئے اور چوبیسویں کو پنجشنبے کے روز ظہر کی نماز پڑھکے نکلے اور عصر کی نماز جاکے ذوالحلیفہ میں پڑھے۔ جب سرف کو پہنچے لوگوں کو ایسا حکم کیئے کہ جسکے ساتھ ہدی ہے تو وہ حج کا احرام باندھیں اور جن نے ہدی نہیں لایا اس نے احرام عمرے کا باندھے اور منزلاں طے کرکے ذوطوی میں اترے اور یک شنبے کا دن ذوالحجہ کی چوتھی صبح کی نماز وہاں پڑھکے کوچ کیئے اور ضحی کے وقت اپرائے سے مکے میں داخل ہوئے اور کعبے کا طواف کیئے اور پانچ روز تک احرام باندھکے رہے اور جمعہ کے دن عرفہ تھا سو عرفات میں وقوف کیئے۔ غرض یہاں کے مناسک جب ادا ہوئے اور منیٰ کو جس روز گئے خطبہ پڑھے اور حج کے تمام احکام بیان کیئے ازانجملہ یہی کہے لوگوں میں جو احکام حج کے بیان کرتا ہوں اسکو خیال رکھکے سنو اب کے سال کے بعد بھی تم مجھے یہاں نہ دیکھیں گے الغرض حضرت چہار شنبے کو ذی الحجہ کی چودھویں تھی مکے سے نکلے اور معرس کی راہ سے مدینے کو سدھارے اور راہ میں ایک روز خطبہ پڑھے اس میں فرمائے لوگو میں تمہارے سا ایک بشر ہوں عنقریب اللہ کے یہاں سے مجھے بلاوا آئے گا تو میں جاؤں گا اس سفر میں حضرت کے ہمراہ جو لوگ مدینے سے نکلے انکے سوائے تمام اطراف واکناف کے لوگ آکے راہ میں شریک ہوئے سو نوے ہزار و بقولے ایک لاکھ چودہ ہزار آدمی سے زیادہ تھے اور اس سال کوئی مشرک کعبے کا طواف نہ کیا اور کوئی قریشی و ثقفی کافر باقی نہ رہا۔ گیارھواں سال ہجری۔ اس سال محرم میں نخع کی وفد دو سو شخص آئے اور مہمانوں کے واسطے جو گھر تھا اسمیں اترے بعد آکے حضرت کی ملاقات کیئے اور وہ مسلمان اول ہی ہو چکے تھے پھر ان کو معمول کے موافق انعام دیئے۔ یہ آخری وفد ہے جو حضرت پاس آئی۔ اور اسی ایام میں اسود عنسی یمن

حجۃ الوداع

میں نبوت کا دعوے کیا اور لوگ اس پاس جمع ہوئے مسلمانان کے امراکو درہم و برہم کیا حضرت کے وفات کے قبل تین چار روز کے فیروز دیلمی اسکو قتل کئے۔ اور صفر کی چوتھی دوشنبے کے روز لوگوں کو تاکید کئے رومیونکے جنگ کی تیاری کرو اور اسامہ بن زید کو یاد فرماکے کہے میں تم کو اس لشکر کا سپہ سالار کیا ہوں سو بلقا کی طرف جاکے انکے لوگ جو تمھارے باپ کو مارے ہیں سو ان سے بدلا لیو اور صبح کے وقت پہنچ کے ان کو غارت کرو اور راہ جاننے والوں کو ہمراہ رکھو اور جاسوسونکو آگے روانہ کرو اور تم کو فتح ہوے بعد وہاں رہو مت۔ لوگ تیاری میں لگے کہ چہارشنبہ کی شب کو حضرت دو پہر شب کے وقت بقیع کو جاکے مردگونکے واسطے دعا مانگے صبح کو حضرت کے سر میں درد ہوا اور تپ آئی اور ایک انصاری کے جنازے پر نماز پڑھکے حضرت محل میں تشریف لائے تو بی بی عائشہ کے سر میں درد تھا سو وارا ساہ وارا ساہ کہہ رہے تھے حضرت فرمائے میرے اول تم مرتے تو تم کو کیا تھا میں رہتا کفن پہناتا نماز پڑھتا دفن کرتا۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کہے واللہ تم میرا مرنا دوست رکھتے ہیں اگر میں مرونگی تو وہیں دوسری شادی کرینگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تبسم کرکے فرمائے میرے سر میں درد ہے سو میں وارا ساہ کہتا ہوں میرے دل میں آیا کہ ابو بکر کو اور اسکے فرزند کو بلاکے عہد وصیت کروں تو بولنے والے بولا کریں یا آرزو کرنے والے آرزو کیا کریں لیکن میں بولا قبول نہیں رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اور دفع کرتے ہیں مومنان یا دفع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اور قبول نہیں رکھتے ہیں مومنان مگر ابو بکر کو اور پنجشنبے کے روز حضرت نشان اپنے دست مبارک سے باندھکے اسامہ کے حوالے کئے اسامہ اسکو بریدہ بن الحصیب کے ہاتھ دیکر مدینے کے باہر جرف میں جاکے اترے اور مہاجرین اولین اور انصار کے عمدہ لوگ کو انکے ساتھ دئے چنانچہ عمر اور ابو عبیدہ بن الجراح اور سعد بن ابی وقاص اور سعد بن زید اور قتادہ بن نعمان اور سلمہ بن اسلم بھی اس لشکر میں شامل تھے بعضے کہتے ہیں کہ اس لشکر میں ابو بکر صدیق بھی داخل تھے لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو امامت واسطے لشکر سے بلوا لئے بعضے نادانوں نے طعن کرنے لگے کہ اس لڑکے کو مہاجرین اولین اور انصار پر کیسا سرداری

خمسی سعد قتل سکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سن وفات

تیار رحمت

حضرت حج نبی رسی سن بیماری

دئے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کے بہت غصہ ہوئے اور منبر پر سوار ہو کے فرمائے یہ کیا ہے جو تم اسامہ کی سرداری پر طعن کر رہے ہیں اول بھی اسکے باپ کی سرداری پر طعن کرتے تھے خدا کی قسم اسنے سرداری کے لایق تھا اسکے بعد اس کا بیٹا سرداری کے لایق ہے اور میرے بہت پیار کا ہے اس سے امید خوبی کی ہے تم اسکے ساتھ سیدھے چلو اور ان تمھارے نیک لوگو نمیں داخل ہے۔ غرض روز بروز حضرت کی بیماری سخت ہونے لگی اور لوگ آتے تھے اور حضرت سے رخصت لیکر جرف میں اترتے تھے۔ سبھوں کو یہی تاکید کرتے تھے کہ اسامہ کا لشکر خواہ نخواہ روانہ کرو اور اس کے ساتھ جانے میں کچھ قصور نہ کرو۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیبیوں میں کے محل میں نوبت بہ نوبت تشریف فرمایا کرتے تھے سو بیماری زیادہ ہونے سے پھرنیکی طاقت نہ رہی بی بی میمونہ کے گھر میں تھے سو فرمائے میرے میں اب پھرنیکی طاقت نہیں تم سب عورتوں سے چاہتا ہوں مجھے عایشہ کے گھر میں رہنے واسطے اجازت دیو سب اجازت دئے تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم علی مرتضیٰ اور فضل بن عباس کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کے بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لائے اور ایک روز فرمائے سات مشک کے پانی سے کہ جن کے منہ کھولکے پانی برت میں نہیں لائے ہیں مجھے نہلاؤ تا میں جاکے لوگوں کو کچھ کہنا ہے سو کہوں بی بی حفصہؓ کے یہاں ایک بڑا لگن تھا اسمیں حضرت کو بٹھاکے پانی ڈالنے لگے پھر حضرت ہاتھ سے اشارہ کئے اب بس کرو اور کپڑے پہن کے مسجد میں تشریف لائے سر کو پٹی باندھے تھے اور منبر پر سوار ہوئے اور احد کے شہیدوں واسطے بہت دعا مانگے بعد فرمائے ایک بندے کو اللہ تعالیٰ اختیار دیا دنیا میں رہنے یا اپنے پاس آنے سو وہ بندہ اللہ کے یہاں جانا اختیار کیا اس سے حضرت کا غرض کوئی نہ سمجھا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب میں بڑے عالم تھے سو یہ سن کے رونے لگے اور کہے ہمارے ماں باپ آپ کے صدقے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اے ابوبکر خاموش رہو بعد فرمائے مال اور صحبت کے دیکھتے مجھ پر ابوبکر کی بڑی منت ہے۔ میرا دوست جانی اللہ کے سوائے کسی کو کرتا تو ابوبکر کو کرتا لیکن اسلام کے رو سے میرا بھائی ہے

مرض میں شدت

بی بی عایشہؓ کے مکان میں قیام

آخری غسل

آخری خطبہ

اور مسجد میں کسی کا دریچہ دروازہ باقی نہ رکھو سب موندھ دیو مگر ابوبکر کا دروازہ۔ بعد فرمائے اے مہاجران تم انصار کے ساتھ درست چلو جوان میں نیکی کرے تو تم بھی نیکی کرو اور جس نے بدی کیا تو اس سے درگزر و معاف کر دیو۔ بعد محل سرا میں تشریف فرمائے۔ یہ خطبہ وفات کے قبل پانچ روز کے ہوا حضرت کا مرض بعد اور اشتداد کیا اور کچھ غشی ہوئی سو ام سلمہ اور میمونہ اور چند قرابت کے بیبیاں جمع ہو کر اس مرض کو ذات الجنب قرار دئے اور کچھ دوا تیار کر کر حضرت کے منھ میں ڈالے حضرت منع فرمائے تو نہ مانے اور سمجھے کہ مریض دوا کی کراہت سے منع کرتا ہے سو اسلئے منع کرتے ہیں۔ جب حضرت ہشیار ہوئے تو فرمائے میں منع کرتے پر بھی تم کیا واسطے دوا ڈالے۔ بیبیاں عرض کئے ہم ذات الجنب سمجھے اور بیمار دوا کو خراب سمجھ کے جیسا منع کرتا ہے ویسا منع کرتے ہیں سمجھے۔ پھر حضرت فرمائے ذات الجنب شیطان کے سبب ہوتا ہے سو اللہ تعالےٰ شیطان کو مجھ پر ہرگز مسلط نہ کرے گا اور فرمائے اسکے بدلے سب کے منھ میں وہ دوا ڈالو مگر عباس کو کہ وہ اس میں شریک نہ تھے۔ پھر سب کے منھ میں ڈالے یہانتک کہ بی بی میمونہ روزہ تھے انکو بھی ڈالے۔ القصہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم باوجود بیماری کے نماز کو آپ ہی تشریف لیجاتے تھے۔ جب باہر نکلنے کی طاقت نہ رہی نماز کا وقت ہوا بلال اذان دئے تو فرمائے ابوبکر کو کہو کہ امامت کریں بی بی عایشہ عرض کئے یا رسول اللہ ابوبکر نرم دل ہیں آپکی جگہ جب کھڑے ہونگے تو رونگے اور لوگوں کو قرأت سننے نہ آئیگی اگر عمر کو کہیں تو بہتر ہے حضرت فرمائے ابوبکر کو کہو امامت کریں۔ عایشہ رضی اللہ عنہا پھر ویسا ہی عرض کئے تو حضرت نہ مانے بعد بی بی عایشہ حفصہ کو کہے تم بولکے دیکھو سو وہ بھی عرض کئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خفا ہو کے فرمائے تم یوسف کے یہاں کے عورتوں کے مانند ہیں حکم کرو بلال کو اقامت بولیں اور ابوبکر کو کہو امامت کریں۔ سو ابوبکر صدیق امام ہو کے نماز پڑھے سترہ وقت کی نماز حضرت ابوبکر ہی امام ہو کے ادا کئے اور دوسری ایک نماز کے وقت بلال آ کے نماز واسطے بلائے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن زمعہ کو کہے ابوبکر کو کہو نماز پڑھیں سو انھوں نکلے تو دیکھے ابوبکر نہیں

دوا استعمال کرانی جانا

حضرت ابوبکر کی امامت

عمر حاضر تھے انکو کہے تم امامت کرو سو ان کا آواز بہت بلند تھا تکبیر کا آواز نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سن کر پوچھے ابوبکر کہاں ہے سو بلوا کے امامت کروا اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا مگر ابوبکر کو پیچھے

وصیت لکھنے کا ارادہ فرمانا

ابوبکر صدیق آ کے امامت کیے اور پنجشنبے کے روز عبد الرحمن بن ابی بکر کو فرمائے دوات قلم تختی یا
شانہ لے آؤ تا ابی بکر کے واسطے خط لکھ دیوں کہ اس میں کوئی اختلاف نکرے۔ جب عبد الرحمن
لانے کا قصد کیے تو منع کر کر فرمائے اللہ تعالیٰ قبول نہ کیا مگر ابوبکر کو اور مسلمانوں سے بھی کوئی ابوبکر
میں اختلاف نہ کرے گا۔ اور اسی روز اصحاب تمام حجرہ شریف میں جمع تھے حضرت فرمائے
دوات کاغذ لاؤ تا میں تم کو وصیت لکھدیوں کہ میرے بعد تم ہرگز گمراہ نہوں سو لوگ اختلاف
کیے بعضے کہے لکھا لیو اور بعضے کہے حضرت کو درد شدت سے ہے اس وقت لکھا لینا مناسب
نہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ کہے یا رسول اللہ آپ کی مزاج پر درد والم غالب ہے ہمکو کتاب اللہ
بس ہے۔ لوگ باہم دیگر تکرار کرنے لگے اور آواز بلند ہوئی حضرت فرمائے میرے پاس سے اٹھو

آخری وصیت

نبی کے نزدیک جھگڑنا مناسب نہیں اور وصیت نہ لکھے۔ اور آخری وصیت جو فرمائے سو
کہے عرب کے جزیرے میں مسلمانوں کے سوائے دوسرے دین والوں کو باقی مت رکھو اور وفد
جو آتے ہیں انکو میں انعام جیسا دیا کرتا تھا ویسا ہی دیا کرو۔ اور یکشنبے کے روز بیماری کی اشتداد
سن کر اسامہ لشکرگاہ سے حضرت کے حضور میں حاضر ہوئے اور سر جھکا کے حضرت کو بوسہ دیے
حضرت کو بات کرنیکی طاقت نہ تھی سو ہاتھاں اٹھائے بعد اسامہ پر رکھے سو اسامہ اس سے

بی بی فاطمہ سے گفتگو

دریافت یہ کیے کہ اپنے واسطے دعا مانگے۔ اور اسی ایام میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بی بی
فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یاد فرمائے بی بی جب حاضر ہوئے تو حضرت انکے کان میں کچھ فرمائے
سو اس سے بی بی روئے، بعد بھی کچھ کہے تو بی بی ہنسے۔ بی بی عائشہ پوچھے حضرت تم کو کیا
فرمائے بی بی کہے حضرت کے راز کی بات میں نہ کہونگی۔ بعد حضرت کا وفات ہوئے کے
پوچھے تو کہے اول بار یہ کہے ہر سال جبرئیل میرے ساتھ قرآن کا ایک ختم کرتے سو اس سال
دو ختم کیے ہیں سمجھتا ہوں کہ میرے وفات کے دن قریب پہنچے یہ سنکر میں روئی بعد فرمائے

میرے اہلبیت میں تم میرے سے اول ملیں گے سو یہ سنکر ہنسی۔ اور اسی ایام میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بی بی عایشہ کو کہے سات دینار تمہارے پاس جو ہیں سو اس کو محتاجاں کے تئیں دیو۔ حضرت کی صحت کے وقت کہیں سے کچھ پیسے آئے تھے سو اسکو تقسیم کرکر یہ باقی رہے تھے سو بی بی عایشہ پاس رکھائے تھے۔ غرض حضرت کو غش ہوئی بی بی عایشہ کچھ کام میں لگے سو تقسیم نہ کئے۔ جب حضرت ہشیار ہوئے پوچھے وہ پیسوں کو تقسیم کئے تو کہے نہیں حضرت اُن پیسوں کو منگوا کے ہاتھ میں لئے اور فرمائے محمد کو خدا تعالی کے ساتھ کیا گمان ہے۔ اگر اس اللہ سبحانہ سے ملاقات کرے اور یہ دینار اس کے پاس رہے اور وہ پیسے علی مرتضے رضی اللہ عنہ پاس دیکے تقسیم کئے۔ القصہ جب یکشنبے کا دن گذرا شام ہوئی تو بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا انصار کی ایک بی بی کے یہاں چراغ دیکے بھیجے کہ اس میں کچھ تیل ڈالکے بھیجو کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نزع کی حالت ہے اور ہم پاس تیل کو کچھ نہیں۔ غرض جب صبح ہوئی دوشنبے کے روز صبح کی نماز واسطے اقامت بولے اور ابو بکر صدیق نماز واسطے کھڑے رہے کہ اس عرصے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجرے کا پردہ اٹھائے مسلماناں حضرت کو دیکھکے خوش ہوئے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت تشریف لاتے ہیں سمجھ کے پیچھے ہٹنے لگے حضرت اپنے دست مبارک سے انکو اشارہ کئے کہ تم نماز تمام کرو اور پھر پردہ چھوڑ دئے غرض اس روز کچھ تخفیف مرض میں معلوم ہوئی ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز سے فراغت پاکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کئے آج خارجہ کی بیٹی کے یہاں رہنے کا روز ہے حکم ہووے تو میں سنح کو جاتا ہوں۔ حضرت انکو اجازت دئے اور اسامہ بھی حضرت کی مزاج کا احوال دیکھکر لشکرگاہ کو گئے اور کوچ کا حکم کئے اور علی مرتضے رضی اللہ عنہ حضرت کے پاس جاکے باہر تشریف لائے تو لوگ پوچھے آج مزاج حضرت کی کیسی ہے علی کہے آج خدا کے فضل سے خیریت ہے۔ اس عرصے میں عباس آکے علی مرتضیٰ کا ہاتھ پکڑکے کہے اے علی تین روز کے بعد میں تم عبد العصا یعنی غیر کے تابعدار ہوگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے

وفات کی بیماری

تقسیم

بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا

معلوم ہوتا ہے کہ اب نہ جئیں گے عبد المطلب کی اولاد کا چہرہ مرتے وقت جو ہوتا ہے سو
مجھے معلوم ہے چلو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کے پوچھیں آپکے بعد کون خلیفہ ہونا۔ اگر
خلافت ہمارے میں ہے تو ہم کو معلوم ہوتا ہے اگر ہمارے میں نہیں تو حضرت ہم کو وصیت
کئے سرکیا ہوتا ہے اور ہمیں اس کو ٹھانینگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمائے واللہ میں یہ
نہ پوچھونگا کیونکہ اگر حضرت ہمکو نہ دیویں تو پھر بعد کوئی ہمکو نہ دیگا۔ القصہ تھوڑا دن چڑھے بعد
حضرت پر بڑی سختی ہوئی اور نزع شروع ہوئی تو حضرت کونڈے میں پانی ڈال کے اپنے
پاس رکھے تھے اور پانی منھ پر پھراتے تھے اور فرماتے تھے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ موت کی بڑی
سختی ہے یا اللہ تو موت کی سختی پر مجھے مدد کر۔ یہ سختی دیکھکر فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا پکارے وَاکَرْبَ
اَبَاہُ حضرت فرمائے آج کا دن ٹلے بعد تیرے باپ پر کچھ کرب اور سختی نہیں۔ بعضے روایتو
میں آیا ہے حضرت کے وفات کے قبل تین روز کے جبرئیل آکے کہے یا محمد اللہ تعالیٰ مجھے
بھیجا ہے کہ تمھاری مزاج کسطرح پر ہے دریافت کروں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ تم سے زیادہ
دانا ہے پر تمھارے اکرام و بزرگی واسطے سوال کرتا ہے اور یہ تمھارا ہی خصیصہ ہے حضرت
فرمائے اے جبرئیل مجھ پر بڑی سختی ہے۔ دوسرے روز بھی آکے ویسا ہی پوچھکے گئے تیسرے
روز بھی آکے پوچھے بعد کہے ملک الموت حاضر ہے اور آپ سے اجازت چاہتا ہے حضرت
فرمائے اجازت دیو ملک الموت روبرو آکے عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ مجھے بھیجا
ہے اور کہا ہے آپ جو کہیں سو مانیو۔ اگر آپ اجازت دیں تو روح مبارک قبض کروں اگر
چھوڑ دیو کہیں تو چھوڑ دیوں۔ جبرئیل کہے یا محمد اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے
حضرت فرمائے اے ملک الموت تو جس کام واسطے آیا ہے اسکو بجالا۔ بی بی عائشہ
رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی چھاتی سے لگا کے
بیٹھی تھی کہ اس میں میرے بھائی عبد الرحمن آئے انکے پاس کچی مسواک تھی حضرت اس کی
طرف دیکھنے لگے میں مسواک کو لے اور دانتوں میں چاب نرم کرکر حضرت پاس دی حضرت

نزع کی کیفیت

اچھی طور سے مسواک کئے اور فرمائے اَنَا مَعَ الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى میں اعلٰی و بلند رفیق کیساتھ ہوں۔ رفیق اعلی سے مراد حضرت قدس الہی ہے۔ بی بی عائشہ کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحت کے عالم میں کہا کرتے تھے کسی نبی کا روح قبض نہیں کرتے جب تک کہ اسکی مرضی نہ ہو حضرت یہ کہنے سے میں سمجھی اب ہمکو اختیار نہیں کرتے اور حضرت کو ایک ٹھسکا آیا دیکھی تو آنکھ تھکگئے اور روح پرواز کیا اور ہاتھ ڈھلگیا۔ اس وقت ابوبکر صدیق سنخ میں تھے ان کو جلد بلا بھیجے اور حضرت کا یہ حال دیکھکر اسامہ کی والدہ ام ایمن اپنے فرزند کو کہلا بھیجے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت پہنچا ہے تم جلد آؤ اسامہ لوگوں کو کوچ کا حکم دیکے آپ سوار ہونا چاہتے تھے کہ انہیں آدمی آیا پھر وو نمیں انھوں اور عمر اور عبیدہ رضی اللہ عنہم سوار ہوکے جلد آئے اور عمر رضی اللہ عنہ تلوار کھینچ کر بولنے لگے جس نے کہیگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وفات ہوا ہے تو میں اسکو تلوار سے ماروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وفات نہیں ہوا موسیٰ علیہ السلام جیسا قوم کو چھوڑکے چالیس شب رہے تھے ویسا ہی حضرت رہیں گے اور مجھے امید ہے پھر اٹھکے چند لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹینگے اور سالم کو کہے تم جلد جاکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مصاحب یعنی ابوبکر صدیق کو بلا لاؤ سو نکلے اور ابوبکر صدیق کو دیکھکے رونے لگے۔ ابوبکر کہے اے سالم کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات پائے سالم کہے عمر کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات پائے کرکر جس نے بولیگا تو میں اس کو تلوار سے قتل کروں گا۔ ابوبکر صدیق سیدھا آکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس گئے اور حضرت پر چادر اڑھاکے تھی سو اٹھاکے منھ دیکھے اور بوسہ دیکر کہے وَانَبِيَّاهُ وَاصَفِيَّاهُ وَاخَلِيْلَاهُ اور رونے لگے اور کہے تم پر اللہ تعالیٰ دو موت جمع نہ کرے گا اللہ تعالی جو موت لکھ چکا تھا سو ہوئی۔ بعد باہر آکے عمر کو کہے تم خاموش رہو جلدی و اضطرابی کیا واسطے کرتے ہیں عمر نہ مانے اور ابوبکر صدیق منبر پر سوار ہوئے پھر لوگ ان پاس جمع ہوئے۔ صدیق اللہ کا حمد کئے اور کہے جس نے محمد کی عبادت کیا کرتا تھا تو محمد وفات پائے اور جس نے خدا کی عبادت کرتا ہے تو اللہ

تعالیٰ زندہ ہے مرتا نہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ
یعنی بیشک تو بھی اے محمد مرتا ہے اور وے بھی مرتے ہیں اور فرماتا ہے وَمَا مُحَمَّدٌ
اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی
اَعْقَابِکُمْ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْهِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰهَ شَیْئًا وَسَیَجْزِی اللّٰهُ
الشّٰکِرِیْنَ یعنی محمد تو ایک رسول ہے ہو چکے اس سے پہلے بہت رسول پھر کیا اگر وہ مرگیا
یا مارا گیا تم پھر جاؤگے الٹے پاؤں اور جو کوئی پھر جاوے گا الٹے پاؤں وہ نہ بگاڑیگا کچھ اللہ
کا اور اللہ ثواب دیگا بھلا ماننے والوں کو اس آیتوں کو جب پڑھے تو لوگ سمجھے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم وفات پائے اور اس آیتوں کو پڑھنے لگے گویا وہ آیتاں اسی وقت اترے اور
عمر جو کہتے تھے سو خاموش ہوئے ان کا حال ایسا ہوا گویا پاؤں کو کوئی کاٹ دیا اور انکو
اٹھنا مشکل ہوا اور تمام صحابہ رونے لگے۔ بعد ابوبکر صدیق اہل بیت کو تسلی دیکر فرمائے تجہیز
وتکفین کا کام تم سے متعلق ہے تم اس کو بجا لانا پھر تمام مہاجراں ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ
پاس جمع ہوئے مگر علی اور زبیر اور طلحہ رضی اللہ عنہم علیحدہ تھے۔ اس میں سنے کہ انصار تمام سقیفہ
بنی ساعدہ میں جمع ہیں ارادہ رکھتے ہیں کہ سعد بن عبادہ کو خلیفہ کرنا یہ سن کر ابوبکر صدیق اور
عمر اور ابو عبیدہ بن الجراح انصار کے یہاں گئے ابوبکر انصار کے تمام فضائل بیان کرکر
کہے تمام عرب جو ہیں قریش کے تابع ہیں اور حسب ونسب میں عالیقدر ہیں خلیفہ قریش سے
ہی ہونا نہیں تو عرب اطاعت نہ کرینگے۔ انصار کہے ہمارے میں ایک امیر ہونا اور تمھارے
میں ایک امیر۔ عمر کہے کیا ایک نیام میں دو تلوار ہوگے۔ انصار کہے ایک خلیفہ تمھارا ہونا اُن
مرے بعد دوسرا انصار میں ہونا ایسا ہی کیا کرنا ابوبکر فرمائے اے سعد تم کیا نہیں جانتے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار فرمائے اس کام کے والی قریش ہیں ایسا بہت سی
تکرار ہوئی آخر زید بن ثابت کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجروں سے تھے اب بھی
خلیفہ مہاجروں سے ہونا ہم جیسا انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے ویسا انصار اللہ

حضرت ابوبکر کی خلافت

ہیں پھر ابوبکر کہے یہ دونوں شخص یعنی عمر اور ابوعبیدہ سے جس کو تم پسند کرتے ہیں اسکی بیعت
کرو عمر رضی اللہ عنہ ابوبکر صدیق کا ہاتھ پکڑ کے کہے تم ہمارے سردار اور ہم سے بہتر اور ہم سے
دوست زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس تھے تم اس بات کے لایق ہیں ہم تمھاری
بیعت کرتے ہیں سو بیعت کئے اور انصار کے بشیر بن سعد اور سالم بن عبید سب کے اول
بیعت کئے پھر جتنے انصار تھے سب بیعت کئے۔ القصہ تمام شب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
حجرے کا دروازہ بند رکھے دوسرے روز پیش از نماز صبح کے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر
سوار ہوئے اور عمر کھڑے ہوکر خدا کی حمد و ثنا کرکر کہے کل میں جو کہا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
پھر زندہ ہونگے سو وہ بات نہ قرآن میں تھی اور نہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا
تھا محض میری خاطر میں وہ بات آگئی تھی اور اللہ تعالی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تئیں
جس کتاب سے راہ بتایا تھا تم پاس وہ کتاب باقی رکھا ہے تم اس پہ عمل کروگے تو ہدایت
پاؤگے اور اللہ تعالے تمھارے کام تم سبھوں سے جو بہتر ہیں اور مصاحب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے غار میں تھے ان پر تفویض کیا تم انکی بیعت کرو لوگ تمام اٹھکے بیعت کئے۔ ابوبکر
دیکھے کہ ان لوگوں میں زبیر نہیں سو انکو بلوائے اور کہے تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پھوپھی کے فرزند کیا مسلمانوں میں نزاع ڈالنا ارادہ ہے زبیر کہے یا خلیفہ رسول اللہ کچھ
الزام نہیں اور آکے بیعت کئے بعد کہے علی کو بلاؤ علی مرتضی رضی اللہ عنہ تشریف لائے ابوبکر
کہے تم چچیرے بھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت کے داماد کیا مسلمانوں میں
اختلاف ڈالنا چاہتے ہیں علی کہے کچھ الزام نہیں اے خلیفہ رسول اللہ اور بیعت کئے۔ بعد
ابوبکر خدا تعالی کا حمد و ثنا کرکر کہے واللہ مجھے بالکل امیر ہونیکی آرزو نہ تھی اور میں اسکے ہونیکا
سوال اللہ تعالی سے نہ ظاہر میں کیا نہ دل میں اور میں اسکو قبول نہ کرتا لیکن دیکھا کہ اگر میں
قبول نہ کروں تو اختلاف ہوتا ہے اور آخر کو سب لوگ مرتد ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے
قبول کیا اور اب میں تمھارا والی ہوا ہوں اگر میں خوب کام کیا تو میری اعانت کرو اور

اگر میں خوب کام نہ کروں تو تم سب مل کے مجھے سیدھا کرو اور سچ بولنا امانت ہے جھوٹ
خیانت اور تمھارے میں کا ضعیف شخص میرے پاس قوی ہے جب تک کہ میں اس کا حق
ظالم سے نہ لیوں اور قوی شخص میرے پاس ضعیف ہے جب تک غیر کا حق اس سے نہ
نکالوں اور جو لوگ جہاد کو چھوڑ دینگے تو اللہ تعالیٰ ان کو ذلیل کرے گا اور جس قوم میں زنا بہت
ہوگا تو اللہ تعالےٰ ان پر بلاے عام بھیجے گا اور میں جب تک کہ خدا اور رسول کی اطاعت
کرونگا تم بھی میری اطاعت کرو اور جب میں خدا و رسول کی نافرمانی کرونگا تو تم پر میری
متابعت کرنا نہیں ہے چلو نماز پڑھو اور علی مرتضیٰ اور زبیر رضی اللہ عنہما کہے ہم بیعت کو نہیں آئے
سو محض اسلیئے تھا کہ ہم کو مشورت میں داخل نہیں کیئے اور ہم جانتے ہیں ابوبکر مستحق تھے اور انکی
خوبی اور بزرگی کے ہم مقر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں دین کے کام
میں انکو ہمارا امام کیئے پھر دنیا کے امور میں ہم انکی بیعت کیا واسطے نہ کریں۔ غرض نماز سے
فراغت ہوئی بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کا حکم کیئے سو علی مرتضیٰ اور عباس اور فضل
اور قثم دونوں عباس کے فرزنداں اور اسامہ بن زید اور شقران نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام
اور اوس بن خولی انصاری حضرت کو غسل دیے علی مرتضیٰ حضرت کو اپنے سینے پر رکھ کے غسل
دیتے تھے اور عباس اور فضل اور قثم پھرانیکے وقت انکی اعانت کرتے تھے اور اسامہ اور
شقران پانی ڈالتے تھے صحابہ میں اختلاف ہوا حضرت کو قمیص پہنا کے غسل دینا یا دوسرے
اموات کو دیا کرتے ہیں ویسا دینا سو اللہ تعالیٰ سبھوں پر نیند غالب کیا اور سب آواز سنے
کہ قمیص پہنا کے غسل دیو اور حضرت کو غرس کے کنویں کے پانی سے تین بار غسل دے پہلے
سادے پانی سے دوسرے بار بیر کے پتوں سے تیسرے بار کافور ڈال کے اور روئی سے پونچھے
سو سفید تین کپڑوں میں تکفین کیئے اس میں قمیص اور پگڑی نہ تھی پھر لوگاں نماز پڑھے اول ملائکہ
پڑھے بعد اہل بیت بعد باقی کے صحابہ۔ ایک ایک جماعت لوگوں کی حجرۂ شریف میں جاتی تھی
اور تنہا تنہا نماز ادا کرتی تھی۔ دفن کہاں کرنا سو اسمیں اختلاف ہوا ابوبکر کہے میں رسول اللہ

عذر علی کا بیان

بیان غسل دینے کا اور تکفین

صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوں فرماتے تھے نبی کا روح جس مکان پر قبض ہوتا ہے اسی مکان
پر اس کا دفن بھی ہوتا ہے علی کہے ہیں یہ بھی حضرت سے سنا ہوں پھر اسی مکان پر قبر کھودنا
مقرر کئے سو اختلاف کئے قبر لحد کرنا جیسا مدینے کا دستور ہے یا شق کرنا جو مکے میں مروج ہے
آخر یہ ٹھہرا لحد بنانے والیکو اور شق بنانے والے کو بلوانا جو اول آتا ہے اسکے ہاتھ سے کھدوانا
پھر اول ابو طلحہ آئے سو انکے ہاتھ سے لحد کھدوائے قبر میں علی اور عباس اور فضل اور قثم
اور شقران اترے اور نوں اینٹ سے لحد کا منھ موجے قبر سے سب کے بعد قثم بن عباس نکلے
اور بلال قبر شریف پر پانی چھڑکے سرھانے سے شروع کر کر پینتی طرف لیگئے اور قبر کو زمین سے
ایک بالشت بلند کئے اور اس پر سرخ اور سفید کنکر ڈالے وفات دوشنبے کے روز آفتاب
ڈھلے بعد ہوا بارھویں ربیع الاول کی یا دوسری اور چہارشنبے کی شب کو سحر کے وقت دفن
سے فراغت ہوئی۔ بیماری تیرہ روز کی تھی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اے عزیز اس
درد و غم کا سماں کیا کہوں اور اس مصیبت والم کا ماتم کیا لکھوں جس کے ذکر سے دل چاک
ہوتا ہے اور سینہ پھٹ جاتا ہے جانور جس کا درد کریں تو انسان کیا نہ کریں۔ حضرت کی سواری
کی ناقہ غم سے کھانا پینا چھوڑ کے مرگئی اور حضرت کی سواری کا دراز گوش دیوانہ ہو کے چاروں
طرف دوڑتا تھا آخر اپنے تئیں ایک کنوئیں میں ڈال کے ہلاک کیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا کیا
حال بیان کروں حج کے روز احرام باندھکے تلبیہ بولیں تو جو شور مچتا ہے رونے سے ویسا شور
مچا تھا اور بعضوں کے حواس میں تخلل ہوگیا چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ باوجود اس صلابت و شدت
کے بےحواس ہو کر تلوار کھینچ کے جو کہتے تھے سو بیان آچکا اور عثمان رضی اللہ مبہوت بن گئے
تھے کچھ بات کریں تو جواب ہی نہیں دیتے تھے اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ باوجود ایسی شجاعت
کے پست ہو کے زمین سے لگ گئے تھے انکو حرکت کی طاقت نہ تھی اور عبداللہ بن انیس
غم سے جھکتے جھکتے مرگئے اور فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا حضرت کے بعد چھ مہینے زندگی کئے تو
کدھی نہ ہنسے اور اسی غم سے آخر وفات پائے اور حضرت کا دفن ہوئے بعد انس کو کہنے لے

انس پیغمبر پر مٹی ڈالنے کو تمھارے دلاں کیسا قبول کئے اور بی بی عائشہ اپنے حجرے میں
اس سرور کے یاد میں گریہ وزاری کر رہے تھے انساناں تو کیا علی مرتضیٰ کہتے ہیں میں سنا
آسمان طرف سے وَامُحَمَّدَاہُ وَامُحَمَّدَاہُ کر کر آواز آتا تھا اور ابی بکر صدیق رضی اللہ
عنہ کی آنکھ سے اشک جاری تھے اور آہ کھینچ رہے تھے اور سانس بھرا کرتے تھے اور فرمائے
اگر موت ہماری اختیار میں ہوتی تو ہم آپکے جان کے بدلے ہماری جان دیتے اور رونے سے
آپ منع نہ کرتے تو اسقدر روتا کہ اشکوں سے چشمے بہیں با این ہمی ثبات تھا تو ابوبکر کو تھا
اگر صدیق نہ ہوتے تو زمین پر کوئی مسلمان باقی نہ رہتا اور ایک آواز غیب سے آیا کہ اہل
بیت پر اللہ کا سلام اور رحمت اور برکات ہر جی کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تمھارا ثواب
قیامت کے روز پورا ملنا ہے جانیو ہر مصیبت کو خدا تعالیٰ پاس تسلی ہے اور ہر فوت
ہونیوالے کا ایک عوض ہے سو تم اللہ پر اعتماد کرو اور اسی کی طرف رجوع لاؤ اور بےصبری
مت کر دحقیقت میں مصیبت زدہ وہی ہے کہ ثواب سے محروم رہا والسلام علیکم ورحمۃ اللہ
یہ آواز فرشتوں کا تھا اور ایک شخص خوش رو جسیم سفید داڑھی لوگوں کو چیرتا آکے رویا بعد
صحابہ کی طرف دیکھ کے کہا اللہ تعالیٰ کو ہر مصیبت میں ایک تسلی ہے اور ہر فوت ہونیوالے
کا عوض ہے تم اللہ سے رجوع رہو اور اسکی طرف دیکھا کرو اور خدا کی نظر بلا کے وقت ہے
اور مصیبت زدہ وہ ہے کہ مصیبت اسکی صبر سے جبر نہیں ہوتی پھر چلے گیا ابوبکر صدیق اور علی
مرتضٰے رضی اللہ عنہما کہے یہ خضر تھے تعزیت واسطے آئے تھے ۔ قلم کو اب طاقت نہیں درد و غم
کا ماجرا کچھ زیادہ لکھیں۔ ان امور سے جب فراغت ہوئی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بریدہ کو
تاکید کئے کہ نشان جو انھوں لے آکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر دئے تھے
سو لیجا کے اسامہ کے دروازے پر دیو اور اسامہ کو کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تم کو جہاں جانے
واسطے مقرر کئے تھے وہاں جانا اور منادی کراوے جس نے اسامہ کے لشکر میں داخل تھا وہ
شخص تیار ہو کے جرف میں اترنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وفات ہوا سن کر چاروں طرف

لشکر اسامہ کی روانگی

کے لوگ بدل گئے چند لوگ مرتد ہوئے اور چند لوگ زکوٰۃ نہ دینگے کرکراستادگی کئے کے کے
اکثر لوگ بھی چاہے مرتد ہونا اور مکے کے عامل عتاب بن اسید ڈرکے چھپ گئے اور سہیل بن عمرو
خطبہ پڑھے اللہ کا حمد و ثنا کر کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خطبے کے قریب قریب بیان کئے اور
کہے حضرت کی وفات سے اسلام کی قوت ہی معلوم ہوئی جو نسے بدلجائے گا ہم اسکو قتل کرینگے
لوگ اس ارادے سے باز آئے۔ بدر کے جنگ میں سہیل کے دانت اکھاڑنا کرکے عمر رضی اللہ
عنہ عرض کئے تھے تو تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ایک روز ہوگا کہ ان دین کی تقویت
واسطے کھڑے ہوکے خطبہ پڑھے گا کہ اسکے بعد تم اسکی مذمت نہ کروگے سو آج ہی کا دن تھا۔
اور ثقیف بھی نہ بدل کے اپنے اسلام پر قایم تھے۔ یہ احوال سن کے ابی بکر صدیق پر نہایت
مشکلات اور ترددات رو دئے کہ اگر پہاڑوں پر یہ بوجا پڑھتا تو ٹوٹ جاتے ابوبکر صدیق اپنی
فکر صائب اور رائے ثاقب سے ان تمام کا بندوبست بوجہ احسن کئے اور جو اشکالات صحابہ
کو عارض ہوتے تھے اسکو حل کرتے تھے چنانچہ اسامہ کے لشکر کو روانہ کرنا چاہے تو صحابہ کہے ایسے
وقت فوج روانہ کرنا مناسب نہیں عمر رضی اللہ عنہ کی بھی یہی رائے تھی۔ ابوبکر صدیق کہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جس نشان کو باندھے اور اس کے روانہ کرنے پر تاکید فرماتے تھے سو اس کو
میں کدھی نہ کھولوں گا اگرچہ مدینے میں درندے آکر ہم کو پھاڑیں اور پرندے لیکر ہم کو اڑیں۔
پھر ربیع الآخر کے غرے کو لشکر کوچ کرکے نکلا۔ لشکر کے تین ہزار آدمی تھے بقولے سات سو
آدمی ابوبکر صدیق اسامہ کو کہے اب عمر کو یہاں رہنے کا حکم دیو اسامہ نے انکو اجازت دئے
اور تھوڑے دور تک ابوبکر صدیق اسامہ کے ساتھ پیادہ چلتے تھے اور اسامہ سوار تھے
ہر چند کہے سوار ہو پر نہ مانے بعد ان کو رخصت کرکے آپ لوٹے اور یہ لشکر جہاں کہیں اترتا
وہاں کے قبیلوں پر رعب پڑتا اور پھر جانے کا ارادہ جو قبیلے والے کئے تھے اس سے باز
آئے اور بولے مسلمانوں کی شوکت میں کچھ تخلل ہوتا تو یہ فوج نہ نکلتی۔ غرض بیس روز کے عرصہ
میں انبا تھر کو پہنچے اور کافروں پر شبخون گرے کتنوں کو قتل کئے اور کتنوں کو اسیر کئے اور

اپنے باپ کے قاتل کو بھی مارے اور تمام روز وہاں رہکر غنیمت جمع کیئے مغرب کیوقت
وہاں سے کوچ کیئے اور منزلاں بڑے بڑے کرکر نوں روز میں وادی القریٰ کو پہنچے وہاں
سے چھوٹے منزلاں کرتے چھے روز کو مدینے میں آئے مسلمانوں کا کوئی شخص شہید نہ ہوا۔
یہ آخر لشکر تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ کیئے اور اول لشکر تھا جو ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ اپنی خلافت میں بھیجے۔ بعد جو لوگ مرتد ہوئے تھے ان سے جنگ کرنے واسطے صدیق
کے فوجاں روانہ ہوئے۔ مسیلمہ کذاب جو نجد میں دعوئے نبوت کا کر رہا تھا اسکو قتل کیئے۔
جب جزیرۂ عرب سے فراغت ہوئی فوجاں کسرے و قیصر سے مقابلہ واسطے روانہ کیئے۔
وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ اَجْمَعِیْنَ
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

دوسرا باب حضرت کی صورت باجمال اور سیرت باکمال کے بیان میں

دوسرا باب پہلی فصل حضرت کی صورت کا بیان۔ چہرۂ شریف

اس باب میں پانچ فصل ہیں پہلا فصل حضرت کی صورت کے بیان میں۔ اللہ سبحانہٗ
وتعالےٰ ذات شریف کو ایسا خوب اور پاکیزہ بنایا تھا کہ ویسا کوئی ہوا نہ ہوگا اور حسن و
جمال ایسا عطا فرمایا تھا جو دیکھے تو یقین کرے کہ لاریب یہ رسول اللہ ہیں بشر کو کیا طاقت
کہ اس سرِ دباغستان رسالت کی تمام اوصاف بیان کرے لیکن ہر شخص اپنے فہم کی رو سے
کسی چیز کے ساتھ تشبیہہ دیا اور اپنی دانست موافق کچھ بیان کیا ہم ان کا تھوڑا سا بیان
یہاں کردیتے ہیں۔ **چہرۂ شریف کا بیان**۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تمام لوگوں کے چہرے سے بہتر اور خوب تھا۔ ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی کو خوش رو نہ دیکھا گویا آفتاب
چہرے پر پھیر رہا تھا۔ اور براء سے بھی روایت ہے کہ چہرہ حضرت کا چاند کے ساتھا۔ اور
جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ چہرہ حضرت کا آفتاب اور مہتاب کے مثل تھا۔

اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نہ حضرت کے پھوگرے نہ تھے اور چہرہ بہت گول یا دراز نہ تھا۔ اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہے جب حضرت خوش ہوتے تو چہرہ مبارک روشن ہوتا گویا چاند کا ٹکڑا ہے اور ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کہے اگر تو حضرت کو دیکھتا تو کہتا آفتاب نکلا ہے۔ اور ہند ابن ابی ہالہ کہے منھ چودھویں رات کے چاند سا چمکتا تھا۔

آنکھوں کا بیان۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرمائے آنکھیں حضرت کے بڑے تھے اور آنکھوں میں سرخی تھی اور حدقہ بہت سیاہ تھا۔ اور ابن ابی ہالہ کہے جب حضرت دیکھتے تو پورا دیکھتے اور آنکھیں نیچے کرتے اور زمین طرف دیکھنا بہت تھا آسمان طرف دیکھنے سے اور اکثر گوشہ چشم سے ملاحظہ فرماتے۔ اور ابن عباس کہے روشنائی میں جیسا دیکھتے ہیں ویسا ہی حضرت اندھیرے میں دیکھتے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو فرمایا کرتے تمہارا رکوع سجود کرنا مجھ پر پوشیدہ نہیں رہتا ہے میں تم کو پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ یہ کس طور سے دستا تھا سو اس میں علما چند وجہ بیان کئے ہیں اکثر کہتے ہیں کہ یہ معجزہ اللہ تعالیٰ حضرت کو مرحمت کیا تھا آنکھ میں جس نے دیکھنے کی قوت پیدا کیا قادر ہے کہ وہ قوت دوسرے عضو میں پیدا کرے اور شفا کی کتاب میں ہے کہ حضرت ثریا میں گیارہ ستارے گنتے اور سہیلی لکھا ہے بارہ ستارے۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یمن کو روانہ کئے ایک روز میں خطبہ پڑھنے کھڑے ہوا یہود کے عالموں سے ایک شخص ہاتھ میں کتاب لیکے کھڑا تھا مجھے بولا ابو القاسم کی وصف بیان کرو میں حضرت کے چند اوصاف بیان کیا وہ عالم بولا اور کیا ہے سو بیان کر دیں کہا اب مجھے یاد نہیں آتا۔ عالم کہا ان کی آنکھوں میں سرخی ہے اور ڈاڑھی خوبصورت ہے تو میں بولا واللہ وہی ہی ہے وہ عالم کہا وہ صفات ہماری کتابوں میں ہیں میں گواہی دیتا ہوں وہ اللہ کے رسول ہیں تمامی خلق طرف۔ **کانوں کا بیان**۔ احادیث میں کانوں کا بیان تفصیل مذکور نہیں مگر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اتنا آیا ہے کہ حضرت کے کان پورے تھے۔ اور ابو ذر

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت فرمائے میں دیکھتا ہوں وہ جو تم نہیں دیکھتے اور
سنتا ہوں وہ جو تم نہیں سنتے آسمان کھڑکھڑاتا ہے اور کھڑکھڑاہٹ اس کا چاہئے اسلئے کہ چار
انگل کا جگہ اس پر نہیں ہے مگر ایک فرشتہ اپنا سر سجدے میں وہاں رکھا ہے اور حکیم بن حزام
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت فرمائے میں سنتا ہوں سو وہ تم سنتے ہو صحابہ عرض
کئے نہیں حضرت فرمائے آسمان کھڑکھڑاتا سو آواز سنتا ہوں اس کے کھڑکھڑاہٹ کا عجب نہیں بالش
کا جگہ اس پر نہیں جو فرشتہ سجدہ نہیں کیا ہے یا کھڑے ہوا ہے۔ **پیشانی اور بھوونکا بیان**
علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیشانی مبارک کشادہ تھی اور بھووں دونوں ملے
ہوئے اور ہند بن ابی ہالہ سے روایت ہے کہ بھوں کماندار تھے اور اسکے موے پورے
تھے اور دونوں ابرو پیوستہ نہ تھے دونوں کے درمیان ایک رگ تھی غصے کے وقت
خون سے بھر جاکے موٹی ہوتی ان دونوں روایت میں اختلاف ہے صحیح بات یہ ہے کہ بھوں
ملے ہوے نہ تھے لیکن کچھ موے باریک تھے سو اس سبب کر کوئی روایت کرتا ہے کہ بھوں
ملے ہوے تھے اور کوئی کہتا ہے جدا تھے۔ **ناک کا بیان** علی مرتضی اور ابن ابی ہالہ
سے روایت ہے کہ بینی مبارک ہموار باریک اور بیچا بیچ بلند تھی ہند بن ابی ہالہ کی روایت
میں آیا ہے کہ بینی مبارک پر ایک نور تھا خوب تامل سے نہیں دیکھا سو شخص سمجھتا تھا کہ
ناک بلند ہے۔ **دہن شریف کا بیان**۔ ہونٹاں اور منہ کا مہر بہت ہی خوش ڈول
اور لطیف تھا گویا یاقوت کی ڈبیا میں جواہر ہیں۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
دہن شریف حضرت کا کشادہ تھا اور ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دہن
شریف وسیع تھا۔ سخن کا شروع اور ختم کنج دہاں سے کرتے اور دندان مبارک نہایت سفید
روشن براق ابداری اور رونق کے ساتھ تھے اور روبرو کے دانتاں برلے تھے۔ ابن عباس
رضی اللہ عنہما کہتے تھے حضرت سخن فرماتے وقت ایسا دستا کہ دانتوں کے درمیان سے نور
نکلتا ہے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دانتوں کی چوک نہایت خوب

ناک

دہن

تھی اور ابی قرصافہ سے روایت ہے کہ انھوں اور انکی والدہ اور خالہ آکے اسلام لائے۔
جب اپنے مکان کو آئے انکی خالہ اور والدہ انکو کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سا
خوبصورت پاکی و نظافت کے ساتھ اور باتوں میں ملایمت ہم کسی کو نہیں دیکھے اور باتاں
کرے تو ہم کو ایسا دستا تھا کہ منھ سے نور نکلتا ہے۔ **لعاب کا بیان** لعاب شریف دوا
تھی بیماروں کی اور شفا خستگوں کی۔ خیبر کے جنگ میں علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کو
آشوب تھا سو لعاب شریف لگاتے ہی آنکھ درست ہوئے اور وایل بن حجر رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ کسی نے پانی ڈول میں حضرت پاس لایا حضرت اسکو پئے اور کنویں
میں کلی کئے سو اس کنویں میں مشک کی بو آنے لگی۔ اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے گھر کو تشریف لائے اور گھر میں کنواں تھا اسمیں تھوکے تو اسکا
پانی اسقدر شیریں ہوا کہ کسی کنویں کا پانی اسکے مقابل نہ رہا اور رزینہ رضی اللہ عنہا سے روایت
ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عاشورے کے روز اپنے اور بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے
دودھ پیتے سو بچوں کو بلوا کر منھ میں اپنا لعاب شریف لگاتے اور انکے ماؤں کو تاکید کرتے
ان کو شام تک دودھ مت پلاؤ سو وہ لعاب انکو تمام روز کفایت کرتا۔ اور عمیرہ بنت مسعود
رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں اور انکے چار بہن نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت
کرنے واسطے آئے حضرت کباب کھاتے تھے سو ایک ٹکڑا کباب کے انکو دئے سو وہ
پانچوں ذرہ ذرہ ٹکڑا اس کا کھائیں سو مرتے تک انکے منھ میں کبھی بدبو نہ ہوئی۔ اور عتبہ
بن فرقد کے بدن پر شرزہ ہوا تھا سو حضرت اپنا لعاب لیکر انکے بدن پر پھرائے سو بیماری
دفع ہوئی اور انکے بدن میں ایسی خوشبوئی تھی کہ کس کے پاس وہ نہ تھی اور ان کے چار
عورتاں تھیں اقسام کی خوشبویاں بدن کو لگایا کرتے پر وہ خوشبو کسی پاس نہ تھی۔ اور ابی
ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایکبار سفر میں حسن اور حسین تشنگی سے رونے لگے اور
پانی نہ ملا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان انکو چوسائے انکی تشنگی زایل ہوئی۔ **آواز کا بیان**۔

لعاب مبارک

آواز مبارک

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آواز نہایت خوش اور شیریں تھا۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالے نے کسی پیغمبر کو نہ بھیجا مگر خوبصورت اور خوش آواز اور تمھارے پیغمبر کو بھی خوبصورت خوش آواز کیا اور حضرت کا آواز علی الخصوص خطبہ کہتے وقت اور وعظ کہتے وقت اتنے دور جاتا تھا کہ کسی کا آواز اتنے دور نہ جاتا۔ بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایکبار نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز منبر پر خطبہ فرمانے واسطے کھڑے ہوکے لوگوں کو فرمائے بیٹھو سو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بنی غنم کے گھر میں تھے سو آواز سن کے وہیں بیٹھے اور اکثر بی بیاں اپنے گھروں میں حضرت کے خطبے کا آواز سنا کرتی تھیں اور حج کے ایام میں حضرت منیٰ میں خطبہ پڑھے سو جتنے لوگ تھے دور و نزدیک سب ایکساں آواز سنے

ہنسی

ہنسی کا بیان۔ اکثر احوال میں حضرت تبسم کیا کرتے اور بعضے اوقات میں بہت ہنسے تو کونچلیاں نمود ہوتے اور کبھی قہقہہ کرکے نہیں ہنسے۔ بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں کبھی نہ دیکھی حضرت کے ہنسنے میں مسوڑے دسے ہوں اور ابن ابی ہالہ کہتے ہیں اکثر ہنسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تبسم تھا اور رونا بھی ہنسی کے طور پر تھا آنکھ سے اشک جاری ہوتے بلند آواز سے نہ روتے اور اکثر قرآن پڑھتے وقت روتے اور سینۂ مبارک سے دیگ کے جوش کا آواز آتا اور حضرت جمائی کبھی نہ دئے۔

فصاحت

زبان کی فصاحت کا بیان۔ بات بہت آہستگی سے بیان کرتے۔ بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بات اتنی آہستگی سے فرماتے اگر کوئی چاہے تو الفاظ کا شمار کرلیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر بات کو تین بار کرر فرماتے تا لوگ اسکو خوب سمجھیں یاد کریں۔ اور سخن حضرت کا نہایت فصیح اور شیریں تھا اس قدر دلوں میں تاثیر کرتا کہ گویا روح کو کھینچا۔ اور عرب کے ہر قبیلے کی بات میں تفاوت تھا اور لغت ہر ایک مختلف اور ایک کی لغت سے دوسرے کو اطلاع نہ تھی۔ جب حضرت پاس آتے تو حضرت انکے لغات کے موافق آپ بھی کلمہ کلام کیا کرتے اور ایکبار عمر رضی اللہ عنہ پوچھے یا رسول اللہ آپ ہمارے درمیان سے جاکے کہیں رہے نہیں پھر

کیا واسطے ہم سے آپ کی فصاحت بڑھکر ہے حضرت فرمائے اسمٰعیل علیہ السلام کی لغت مندرس
ہوگئی تھی سو مجھے جبرئیل یاد دلائے اور ایکبار ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عرض کئے کہ یارسول اللہ
میں عرب کے اکثر فصحا سے ملاقات کیا ہوں پر آپ سے کسی کو زیادہ فصیح نہ پایا حضرت فرمائے
میرے تئیں میرا پروردگار ادب سکھایا اور میں بنی سعد بن بکر میں پرورش پایا۔ اور اللہ تعالےٰ
حضرت کو جوامع الکلم دیا تھا یعنی الفاظ تھوڑے رہنا اور معانی اسکی بہت۔ یہ بات احادیثونکو
دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے اور اسکے لکھنے کا یہ محل نہیں۔ **سر کا اور بالوں کا بیان۔** سر
مبارک بڑا تھا اور بال نہ بہت سیدھے نہ گھونگر والے مگر کچھ پیچیدگی تھی اور سر کے بال
آدھے کان تک تھے اور بعضے روایتوں میں آیا ہے لولکی تک اور بعضے روایت میں
مابین کان اور کاندھے کے اور بعضے روایتوں میں کاندھے تک سو یہ اختلاف اوقات
کے نظر کرتے تھا تیل ڈال کے جب کنگھی کرتے تو دراز دستے تیل نہ ڈالیں ہوں تو کوتاہ دستے
یا کترے سو وقت کوتاہ ہوتے نہیں تو دراز ہوتے۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ عرب کے
کفار مانگ نکالتے تھے اور اہل کتاب جدا نہ کرکے پیشانی پر بالوں کو چھوڑ دیتے سو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم بھی بالوں کو چھوڑا کرتے تھے اور عادت شریف یہی تھی کہ جس چیز میں خدا تعالےٰ
کے یہاں سے کچھ حکم نہ ہوتا تو اہل کتاب کی موافقت کیا کرتے۔ جب اسلام پھیلا تو ان کی
مخالفت حضرت پاس دوست ہوئی سو مانگ نکالنا اختیار کئے۔ اور ابن ابی ہالہ کی روایت
میں آیا ہے اگر بال پھٹ کے جدا ہوتے تو اسکو پھٹا رہنے دیتے نہیں تو آپ ہوکے جدا نکرتے
شاید یہ بھی اول تھا بعد جدا کرنے لگے جیسا کہ ابن عباس کی روایت سے معلوم ہوتا ہے اور
ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایکبار مکے کو تشریف لائے
تھے سر کے بالونکو گوندھ کے چار چوٹیاں چھوڑے تھے۔ **ریش شریف کا بیان۔** ڈاڑھی انبوہ
اور دراز تھی سینہ ڈاڑھی سے پوشیدہ ہوگیا تھا اور لبوں کے بالوں کو کترایا کرتے تھے اور ریش
مبارک کو تیل لگاتے کنگھی کرتے اور تمام سر اور ڈاڑھی کے بالوں میں بیست بال سفید نہیں نکلے

سر اور بال

ریش

تھے۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت سر کے بالوں کو تیل ڈالے
تو سفید بال نظر نہ آتے۔ جب تیل نہ لگاتے تو نظر آتے ایکبار ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عرض کئے
کہ یارسول اللہ آپ بوڑھے ہوئے حضرت فرمائے سورہ ہود اور سورہ واقعہ اور والمرسلات
اور عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت مجھکو بوڑھا کئے یعنی ان سورتوں میں قیامت کا ہول
اور بہشتی دوزخی کا احوال مذکور ہے سو اس ہیبت سے بال سفید ہوئے۔ **گردن کا بیان** ابن
ابی ہالہ کی روایت میں آیا ہے گردن حضرت کی گویا پتلی کی گردن کی سی تھی روپے کی صفائی
میں **سینہ شکم پشت وغیرہ کا بیان**۔ سینہ و شکم برابر تھا اور سینہ مبارک سے ناف تک
بالوں کا باریک ایک خط تھا اور سینہ و شکم پر اس خط کے سوائے موے نہ تھے اور پونچوں پر
اور بازوں پر کندھوں پر اور سینے کے اوپر اور پنڈلیوں پر موئے تھے اور بغلاں کا رنگ سفید
تھا اور بغلوں سے مشک کی بو آیا کرتی تھی۔ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ شکم
مبارک گویا کاغذوں کے مانند تھا ایک پر ایک جماے ہوئے اور علی مرتضیٰ وغیرہ سے
روایت ہے کہ دونوں شانوں کے درمیان کشادہ تھا اور محرش کعبی سے روایت ہے کہ پشت
مبارک کو میں دیکھا ہوں گویا روپے سے ڈھالے ہیں۔ **مہر نبوت کا بیان**۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر شانوں کے درمیان مسّے کے طور پر گوشت پارہ سرخ
رنگ ٹک ابھرا ہوا تھا اسکے گرد خال تھے اور اس پر بال تھے اسکو خاتم النبوۃ یعنی نبوت کا مہر
کہتے ہیں اسلئے کہ اللہ تعالے سابق کے پیغمبروں کی کتابوں میں ایک نبی کا آنا لازم ہے اور
اس پر ایمان لانے واسطے تاکید فرمایا تھا سو اسکی یہ نشان ہے کر کر بتا دیا تھا تا نبوت پر
دلیل ہووے اور اس پر طعن کو جائے نہ رہے اور کوئی جھوٹا مدعی اپنے تئیں نبی آخر الزماں ہے
کر کے نہ ٹھہرالیوے اکثر اہل کتاب حضرت پاس آئے ہیں تو اسکو دیکھ کے نبوت کا اقرار کئے
ہیں کسی نبی کی پیٹھ پر یہ نشان نہ تھا سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ حاکم اپنی کتاب
مستدرک میں وہب بن منبہ سے روایت کئے ہیں کہ جتنے انبیا ہوتے آئے انکے سیدھے

گردن مبارک

مہر نبوت

ہاتھ پر مہر نبوت کی نشان رہتی تھی مگر ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پشت پر وہ نشان
تھا اور اسکے بیان میں صحابہ اپنی دانست کے موافق تشبیہ دئے ہیں لیکن سب کا حاصل
ایک ہے چنانچہ سائب بن یزید کہتے ہیں کہ مانند زر حجلہ کے تھی سو بعضے تو زے نقطہ دار کو
مقدم کرکے اس کا معنی مسہری کی گھنڈی کہے ہیں اور بعضے رے کو مقدم کرکر رز حجلہ کہتے ہیں
اس کا معنی چکور کے انڈے سے کرتے ہیں اور جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ وہ سرخ مسا تھا کبوتر کے انڈے برابر اور عبد اللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ وہ چنگل بھر گوشت تھا اسکے گرد خال تھے ایسا لگتا تھا جیسا مسا اور ابی رمثہ رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے کہ وہ مسّے کے مثال تھا سیب کے برابر اور عمر بن اخطب سے جو روایت
ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایکبار انکو فرمائے پیٹھ کی مالش کر دیکھو وہ مالش کیئے انکی انگلی مہر نبوت
پر پڑی سو چند بال تھے اکھٹاں جمع ہیں سو انھوں آنکھ سے دیکھے نہیں مگر ہاتھ لگانے سے
جو معلوم ہوا تھا سو کہے اور ابی زید بن اخطب کی روایت میں ہے کہ وہ پچھنے مارے
سو جگہ جیسا اٹھکے آتا ہے ویسا اٹھا تھا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ گولی
کے اتنا تھا اس میں گوشت سے لکھا ہوا تھا محمد رسول اللہ۔ سلمان سے روایت
ہے کہ وہ کبوتر کے انڈے اتنا تھا اس کے اندر لکھا ہوا تھا اَللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اور اس کے اوپر لکھا تھا توجہ حیث شئت فانک المنصور
یعنی جا جسطرف چہتا ہے سو تو منصوری ہے۔ یہ آخر کے دونوں روایت ضعیف ہیں کرکر حافظ ابن
حجر عسقلانی فتح الباری میں لکھے ہیں۔ **دستِ مبارک کا بیان** پنجہ مبارک سطبر اور
بھاری تھا اور ہتیلی کشادہ تھی اور پنجہ نہایت نرم و ملایم اور پرگوشت تھا۔ انس رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ انھوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کو پکڑے تو ریشم سے
زیادہ نرم تھا اور حضرت کے انگلیاں دراز تھے اور بند دست دراز تھا اور پونچا بھاری
تھا۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایکبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکے

رخسارے پر اپنا دستِ مبارک پھیرا سو نہایت خنک تھا اور خوشبو اسقدر تھا گویا
عطار کے ظبلے سے نکالے ہیں اور وائل بن حجر رضی اللہ عنہ دستِ مبارک کو پکڑ کے بعد
اپنا ہاتھ سونگھتے تو ان کا ہاتھ مشک سے زیادہ خوشبو رہتا اور ابی زید انصاری رضی اللہ عنہ
کے سر اور ڈاڑھی پر حضرت ہاتھ پھرا کے فرمائے یا اللہ اسکو جمال دے سو انکی عمر سو برس
سے زیادہ ہوئی لیکن انکے بال سفید نہ ہوئے اور چہرہ منقبض نہ بنا۔ اور حنظلہ بن حزیمہ کے سر
پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ پھرا کے دعا دئے کہ اللہ تجھکو برکت دیوے سو انکے پاس جسکو
آماس دل رسولی وغیرہ ہوئے تو لے آتے اور انھوں اسپر اپنا ہاتھ پھیرتے اور یہ کہتے بسم اللہ علی
اَثَرِ بَرَکَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پھر وہ عارضہ جاتا رہتا۔ **قدموں کا
بیان**۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پنڈلیاں باریک تھے اور ہاڑ زبردست تھے۔ ابن ابی
ہالہ سے روایت ہے کہ دونوں تلووں کے بیچ گڑے تھے اور دونوں قدم اسطرح پر ہموار
تھے کہ اگر پانی پڑے تو بہہ جاتا۔ اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت چلتے
تو زمین پر قدم کا پورا نیچہ اٹھتا۔ تلووں میں بلندی نہ تھی۔ یہ دونوں حدیث میں ظاہرا اختلاف
ہے لیکن اسکے بیان میں شارحاں کہے ہیں کہ تلووں میں بہت زیادہ گڑے رہنا سو نہیں
تھے مگر کچھ ایک بلندی تھی لیکن قدم دھریں تو نیچے کا پورا نقش اٹھتا تھا۔ اور عبداللہ بن
بریدہ سے روایت ہے کہ قدماں حضرت کے نہایت خوش ڈول تھے اور پاشنے حضرت
کے کم گوشت تھے اور پانوں کے انگلیوں میں انگوٹھے کے بازو کی انگلی دراز تھی۔ **حضرت کے
قد کا بیان**۔ قامتِ مبارک میانہ تھا نہ کوتاہ نہ بہت دراز۔ بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا
سے روایت ہے کہ جب حضرت تنہا رہتے تو میانہ قد ہیں کر کر بولے جاتا لیکن کوئی شخص بلند
قامت حضرت کے ہمراہ ہوتا تو حضرت اس سے بلند دستے اور جب دو شخص بلند قامت
بازوؤں پر ہوتے تو حضرت ان سے بلند دستے اور یہ بھی روایت میں آیا ہے کہ حضرت جب
لوگوں میں بیٹھیں تو حضرت کا کندھا سب سے بلند دستا۔ اور ابن ابی ہالہ سے روایت ہے کہ

حضرت کا بدن گٹھیلا بانٹا ہوا تھا اور ذکوان سے روایت ہے کہ حضرت دھوپ میں یا چاندنی
میں چلتے تو سایہ زمین پر پڑتا نہیں تھا۔ **رنگ شریف کا بیان**۔ حضرت کا رنگ سرخ و
سفید تھا۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت کا رنگ گورا تھا سرخی مایل اور ابن ابی
ہالہ کہتے ہیں کہ رنگ بہت روشن تھا۔ اور ابی ہریرہ کہتے ہیں کہ گورے تھے گویا روپے سے
ڈھالے ہیں اور ابو الطفیل کہتے ہیں کہ گورے تھے ملاحت کیساتھ۔ اور انس سے روایت
ہے کہ رنگ بہت اُجلا تھا اور نہ گندم گوں۔ اور ابن ابی ہالہ کی روایت میں ہے کہ بدن
شریف پر لباس جس جگہ نہیں رہتا وہ بھی روشن تھا۔ **چال کا بیان**۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ
عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت چلتے تو قدم اٹھا کے چلتے اور ڈھلکتے گویا بلندی سے پستی میں اُترتے
ہیں اور ابی ہریرہ کہتے ہیں جب چلتے تو قدم پورا دھرتے اور چال میں حضرت سے جلد
میں کسی کو نہ دیکھا گویا زمین پاؤں کے نیچے لپٹے جاتی ہے اور ہم ساتھ رہنے واسطے سعی
کرتے اور حضرت بے تکلف چلے جاتے۔ اور یزید بن مرثد کہے کہ حضرت جلد چلا کرتے یہاں
تک کہ ساتھ والوں کو دوڑنے کی نوبت پہنچتی اور جب لوگوں کے ساتھ چلتے تو اصحاب کو آگے
چلاتے اور آپ سب کے پیچھے چلتے اور فرماتے میرا پیچھا فرشتوں کے واسطے چھوڑ دیو۔
عرق وغیرہ فضلات کا بیان۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینا اسقدر خوشبو تھا
کہ کوئی خوشبوئی اُس سے نہ لگتی تھی۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن میں اسقدر خوشبوئی تھی کہ راہ سے گزر چکے بعد معلوم ہوتا تھا کہ
ادھر سے تشریف فرمائے ہیں۔ اور ایک شخص اپنی لڑکی کے جہیز واسطے کچھ مانگا تو اس وقت حضرت
پاس کچھ نہ تھا سو ایک شیشہ منگوا کے اس میں اپنا عرق ڈال کے دئے اور فرمائے تیری لڑکی
کو کہہ کہ در عوض عطر کے اس کو لگایا کرے پھر وہ خوشبوئی جب لگاتی تو تمام مدینے میں اسکا مہکا
ہوتا۔ اور ام سلیم کے گھر میں تشریف لیجا کے حضرت آرام کئے اور بدن سے عرق جاری ہوا تو
ام سلیم وہ عرق پونچھکے اپنے عطر دان میں جمع کرنے لگے حضرت ہوشیار ہوکے پوچھے یہ کیا ہے

عرق مبارک

تو عرض کئے آپ کا عرق ہمارے لئے عطر ہے سو میں اسکو جمع کرتی ہوں۔ اور بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب چہرہ مبارک پر خوبی آتی تو ایسا دستا کہ موتی کے دانے چھرے پر چڑھے ہیں۔ اور شدت سرما کے ایام میں حضرت پر وحی اترتی تو بدن سے عرق جاری ہوتا۔ اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کو تشریف فرماتے تو زمین شق ہو کے فضلہ غایب ہوتا۔ بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں عرض کئے یا رسول اللہ آپ جائے ضرور کو جاکے آئے بعد ہم دیکھے تو کچھ اثر نہیں رہتا ہے حضرت فرمائے اے عایشہ کیا تم کو معلوم نہیں وہ جو اللہ تعالے نے زمین کو حکم کیا ہے کہ فضلہ جو پیغمبروں سے نکلتا ہے اسکو نگل جاوے۔ اور عادت شریف یہ تھی کہ شب کو پلنگ کے پاس ایک قدح رکھا کرتے اور اس میں پیشاب کرتے سو ایکبار صبح کو تشریف لاکے دیکھے تو اس قدح میں پیشاب نہیں پھر ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی دائی برکہ سے پوچھے کہ اس میں پیشاب تھا سو کیا ہوا وہ عرض کی کہ میں اسکو پی گئی۔ حضرت فرمائے اب تیری بیماری گئی۔ پھر وہ کبھی بیمار نہ ہوئی مگر مرض الموت میں۔ اور ام ایمن شب کو ایکبار تشنہ ہوئے دیکھے تو قدح میں پانی ہے اسکو پی گئے صبح کو حضرت فرمائے اے ام ایمن اس قدح میں پیشاب ہے اسکو ڈال دیو ام ایمن عرض کئے یا رسول اللہ میں اسکو پی گئی۔ حضرت نہایت تبسم کئے بعد فرمائے تجھے کبھی درد نہ ہوگا۔

دوسری فصل اخلاق کا عام بیان

فصل دوسرا حضرت کے اخلاق میں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ ایسے تھے کہ کسی بشر میں وہ نہیں اس لئے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں حضرت کے وصف میں فرمایا اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ یعنی بیشک تو بڑے اخلاق پر ہے بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ اخلاق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن تھا یعنی قرآن میں جو اوصاف بہتر ہیں وہ تمام اس ذات مقدس میں موجود تھے شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ اپنی کتاب عوارف المعارف میں لکھے ہیں کہ بی بی کے قول میں ایک رمز پوشیدہ اور مخفی اشارہ ہے کہ آنحضرت متصف تھے بہ اخلاق ربانی سو بی بی عایشہ جناب الہی

کی حیثیت پر نظر کرنے کہہ نہ سکے کہ حضرت میں خدا تعالیٰ کے اخلاق تھے لیکن لطافت کے
ساتھ اس طرف اشارہ کرکے فرمائے کہ خلق اُن کا قرآن تھا۔ وہب بن منبہ کہے کہ سابق
کے انبیا پر نازل ہوئے سو اکہتر کتاب کو میں دیکھا ان میں لکھا تھا ابتدائے دنیا سے انتہا
تک تمام لوگوں کی عقل نظر کرتے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل کے مثال ایک کنکر ہے دُنیا
کے تمام کنکروں کے نظر کرتے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل سب کے عقلوں پر بڑھکر اور
بہتر ہے۔ بعضے روایتوں میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ عقل کے سو حصے کرکر ایک حصہ تمام مومنوں میں دیا
اور نود پر نوں حصے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا اگر کوئی تامل کرکے دیکھے کہ عربوں کی مزاج وحشی
جانوروں کے مثال تھی اور ہر قبیلہ نخوت و غرور میں ایک جدی چال رکھتا تھا اور بڑے بڑے
عقلوں میں ایک دوسرے سے بڑھکر حال رکھتا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی عالم و
فاضل کی صحبت میں رہ کر تربیت نہ پائے اور کسی حکیم پاس جاکے کچھ نہ سیکھے اور آداب و
اخلاق کے رسالے نہ پڑھے اور سیر و تاریخ کے کتابوں کا مطالعہ نہ فرمائے باایں اُن کے
جفا کے متحمل ہوکے انکی ایذا پر صبر فرما کر ایسا انکے ساتھ چلے کہ وہ سب اپنے آبا و اجداد کا طریقہ
چھوڑکر اور خویش و قرابت سے مخالفت کرکر اور مال و متاع ترک دیکر اور دنیا سے ہاتھ دھوکر
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اختیار کئے تو معلوم ہوا کہ حضرت کے اخلاق نہایت بہتر
و پسندیدہ تھے اس سے ظاہر ہوا کہ حضرت کی دانش و عقل نہایت کمال کو پہنچی تھی۔ یہ محض
فضلِ الٰہی تھا جو اُس سرور کے اُوپر نمود ہوا۔ **حلم و عفو کا بیان**۔ لوگوں کے ظلم و جفا پر صبر کرنا

حلم عفو

اور باوجود قدرت کے معاف کرنا انبیا کے بڑے اوصاف میں ہے جس میں یہ صفت نہو تو
وہ نبوت کا بار نہ اٹھائے۔ اسی پر اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرکر فرماتا
ہے فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ تو صبر کر جیسے صبر کئے ہمت والے رسول
اور بھی فرمایا فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ تو معاف کر اور درگزر کر
ان سے اللہ دوست رکھتا ہے نیکی والوں کو اور فرماتا ہے خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ

وَاعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ. خو پکڑ معاف کرنا اور کہہ نیک کام اور کنارہ کر جاہلوں سے۔ تفاسیر میں مذکور ہے کہ جب یہ آیت اتری نبی صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل سے پوچھے کیسا معاف کرنا جبرئیل علیہ السلام کہے رب العزت جل جلالہ سے پوچھکر کہوں گا۔ پھر جبرئیل آکے کہے اے محمد اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جس نے تمھاری دوستی قطع کرتا ہے تم اسکی دوستی جوڑنا اور جس نے تم کو محروم کیا تم اسکو بخشش کرنا اور جس نے تم پر ظلم کیا تو تم اسکو معاف کرنا۔ الغرض رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم بموجب امر الٰہی کے ظلم و جفا پر صبر فرماتے اور بدی کے بدلے نیکی کرتے اور کتنا ہی کوئی بدی سے پیش آوے تو حضرت حلم کر جاتے۔ حضرت میں یہ صفت کامل ہونے سے اللہ تعالیٰ اگلے پیغمبروں کی کتابوں میں حضرت کی علامتوں سے یہ بھی علامت رکھا چنانچہ بخاری روایت کئے ہیں عطا ابن سائب سے کہے کہ میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مل کر پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت توریت میں کیا ہے کہے کہ قرآن میں حضرت کے جو اوصاف ہیں اس میں کے چند اوصاف مذکور ہیں۔ اے نبی ہم نے بھیجا تجھ کو گواہ اور خوش خبری سنانے والا اور ڈر اور پناہ نادانوں کو تو میرا بندہ ہے اور رسول نام رکھا میں تیرا متوکل کر کر نہیں ہے بدخلق اور نہ سخت اور نہ پکارنے والا بازار میں بدلا نہیں لیتا بدی کا بدی لیکن معاف کرتا اور درگذر کرتا اور اللہ اسکو قبض نہ کریگا جب تک ٹیڑھی ملت کو سیدھا نکرے یہ کہ کہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ اور کھولیگا بسبب اسکے اندھی آنکھاں اور بوڑے کان اور غلاف والے دل۔ روایت ہے زید بن سعنہ سے کہ ان نے یہود کے بڑے عالموں میں تھا سو کہا نبوت کے جتنے نشانیاں تھیں سو سب میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ دیکھ کے معلوم کیا مگر دو علامت ایک تو ان کا علم انکے جہل پر غالب ہوگا‘ دوسری ان کے ساتھ کتنا ہی جہالت کریں پر ان کا حلم بڑھتا جاوے گا سو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اختلاط شروع کیا اور خرما اُدھار دیا اور وعدہ تمام ہونیکے دو تین روز کے قبل آکر حضرت کی چادر کھینچا اور تیور چڑھا کے بہت ہی بدطوری سے انکو دیکھنے لگا اور

بولا میرا حق ڈالدے واللہ عبد المطلب کی اولاد تم بڑے دغاباز ہو عمر رضی اللہ عنہ یہ دیکھکے
غصے سے اسکو کہے اے عدو اللہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا بولتا ہے کیا کروں
حضرت کا حکم نہیں وگرنہ تلوار سے تیری گردن مارتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم آہستگی سے عمر
طرف دیکھکر تبسم کئے اور فرمائے اے عمر اسکو اور مجھے دوسری بات بولنا لائق تھا مجھے کہنا
کہ اس کا حق اچھی طور سے ادا کرا اور اس کو کہنا کہ تیرا حق اچھی طور سے مانگ۔ اب اس کو
اپنے ساتھ لیجاکے اسکا حق ادا کردیوا اور اسکو جو ڈرائے ہیں اسکے درعوض بیس صاع خرما
افزود دیو۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ اس کا حق دئے۔ زید کہا اے عمر میں نبوت کے تمام نشانیاں
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے پایا مگر دو نشانیاں کا امتحان کرنا ضرور تھا ان کا حلم
جہل پر غالب ہے اور جہالت زیادہ کرنے سے ان کا حلم زیادہ ہوتا ہے سو وہ دونوں
علامتاں آج میں امتحان کیا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ مقرر محمد اللہ کے رسول ہیں اور
میں اسلام لایا۔ اور بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی
ذات کے واسطے کسی سے بدلا نہ لئے مگر جبکہ اللہ تعالی کے حرمتوں کو کسی نے توڑتا تو اللہ
کے واسطے اس سے بدلا لیتے۔ اور بھی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم فحاش اور متفحش نہ تھے اور بدی کا بدلا بدی نہیں کرتے لیکن معاف کرتے اور درگذر
کرتے۔ اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ساتھ تھے اور حضرت کے بدن شریف پر نجرانی چادر موٹے کناروں کی تھی سو ایک
جنگلی آدمی آکے ایسی سختی سے چادر پکڑ کر کھینچا کہ حضرت کی گردن پر اس کا نشان پڑا اور
اس نے بولا اے محمد خدا کا مال تمھارے پاس جو ہے مجھے دیو۔ حضرت پھر کر اسکی طرف دیکھے
اور اس کو کچھ دینے کا حکم کئے۔ اور منافقاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اقسام کی ایذا دیتے
تو حضرت ان کو معاف کرتے۔ اور کسی باندی غلام نوکر چاکر کو کبھی نہ مارے اور نہ غصہ کئے
ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں کہ انھوں دس برس نبی صلی اللہ علیہ

وسلم کی خدمت کیئے حضرت اُن کو اُف کر کر نہ بولے اور کسی کام کو کاہے کو کیا یا یہ کیوں نہیں
کیا کر کر نہ فرمائے اور مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہیں کہ کہے میں کسی کو اپنے
لوگوں پر زیادہ رحم کرنے والا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ دیکھا۔ از جملہ حلم سے ہے کہ لبید بن
اعصم یہودی حضرت پر سحر کیا لیکن حضرت اس سے بدلا نہ لئے قصہ اس کا یہ ہے کہ اس نے
سحر کیئے بعد حضرت کو کاموں میں فراموشی ہوئی اور بات کہہ کر فراموش ہو جاتے پھر اللہ پاس
دعا مانگے سو دو فرشتے آکر ایک حضرت کے سر پاس بیٹھا دوسرا پاؤں پاس اور ایک نے
دوسرے سے پوچھا اس شخص کو کیا ہوا ہے دوسرا بولا اس کو سحر ہوا ہے۔ پوچھا کس نے کیا
بولا لبید بن اعصم جو بنی زریق میں یہودی ہے۔ پوچھا کاہے پر کیا ہے بولا کنگھی اور سر کے بالو
پر خرمے کے نر جھاڑ پھولوں کے غلاف کے اندر۔ پوچھا وہ کہاں ہے بولا وہ ذی اروان
کنویں کے پتھر کے نیچے۔ پھر حضرت وہاں تشریف لیجا کر اسکو نکال کر گڑوا دئے اور اس
یہودی سے باز پرس کچھ نہ کئے۔ **حضرت کی تواضع اور فروتنی کا بیان**۔ طبرانی روایت
کیئے ہیں کہ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل کے ساتھ صفا پہاڑ پر تھے سو فرمائے اے
جبرئیل محمد کے لوگ کھانے کو ایک پسوا آٹا یا ستو ہو سو نہیں ہنوز کلام تمام نہ ہوا تھا کہ آواز
ہوا اسکے ساتھ اسرافیل آئے اور کہے یا محمد اللہ تعالیٰ آپ کا سخن سن کر مجھے زمین کے
خزانوں کے کنجیاں دے کر بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ تہامہ کے پہاڑوں کو زمرد اور یاقوت
اور سونے روپے کے کر دوں اور وہ آپ کے ساتھ پھرا کریں اگر مرضی ہو تو نبی اور بادشاہ
ہو نہیں تو نبی اور بندہ۔ پھر حضرت جبرئیل طرف بطور مشورت کے دیکھے۔ جبرئیل کہے اللہ
تعالےٰ سے تواضع کرو سو حضرت فرمائے میں نبی اور بندہ رہتا ہوں۔ اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم فرمایا کرتے تم میری تعریف میں حد سے مت بڑھو جیسا نصاریٰ عیسیٰ مریم کے
بیٹے کے حق میں بڑھ گئے اور کہو مجھے اللہ کا بندہ اور رسول۔ اور بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا
سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بلی کے پینے واسطے باسن جھکاتے اور بلی پیئے

تواضع اور فروتنی

بعد وہی جھوٹے پانی سے وضو کرتے۔ اور بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم محلسرا میں تشریف لاوے تو کیسا رہتے تھے فرمائے بہت نرمی سے اور مسکراتے رہتے تھے اور لوگوں میں پاؤں لنبے کرکر کبھی نہیں بیٹھے اور کوئی پکارتے تو لبیک کرکر جواب دیتے اور عادت شریف یہ تھی کہ کسی قوم کے بزرگ لوگ آویں تو انکی اکرام کرتے۔ اور کوئی ہمنشیں نہ آوئے تو اس کا حال دریافت فرماتے اور اپنے ہمنشیں پر کمال التفات رکھتے یہانتک کہ وہ سمجھتا اپنے سے دوسرا کوئی حضرت پاس افضل نہیں۔ اور کوئی شخص آ کے حضرت پاس بیٹھے تو حضرت آپ ہو کے نہ اٹھتے جب تک کہ وہ نہ اٹھے اور کوئی شخص بات شروع کیا تو اسکے سخن کے آڑ نہ آتے مگر کچھ بات بے شرع کہے تو اسکو منع کرتے۔ اور غریباں مسکیناں کی عیادت کو جایا کرتے اور جہاں کہیں مجلس آخر ہوتی وونہیں تشریف رکھتے صدر پر جا کے نہیں بیٹھتے اور ایک بار گدھے کی ننگی پیٹھ پر سوار ہو کے قبا کو تشریف لیجاتے تھے اور حضرت کے ہمراہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تھے سو ان کو فرمائے اے ابوہریرہ میں تم کو بھی بٹھاؤں تو عرض کئے آپ کی مرضی۔ پھر حضرت فرمائے سوار ہو سو ابوہریرہ اچھل کے سوار ہونا چاہے سوار نہ ہو سکے اور حضرت کو پکڑ لیے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انھوں دونوں ملکے زمین پر گر گئے۔ بعد حضرت آپ سوار ہو کے ابوہریرہ کو فرمائے میں تم کو بھی بٹھاؤں تو ابوہریرہ عرض کئے آپ کی مرضی۔ حضرت فرمائے سوار ہو سو اچھلے بھی حضرت کو لیکے گر گئے۔ بعد حضرت سوار ہو کے ابوہریرہ کو فرمائے تم کو بھی سوار کروں تو ابوہریرہ عرض کئے یا رسول اللہ میں آپ کو تیسرے بار واللہ نہ گراؤں گا۔ اور ایک بار حضرت مسافرت میں تھے صحابہ کو فرمائے اس بکری کو کاٹ کر پکانا سو ایک نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کو ذبح کرنا میرا کام ہے دوسرا کہا میں اس کو چھیل دیتا ہوں ایک کہا میں پکاتا ہوں حضرت فرمائے میں لکڑیاں جمع کرکر لاتا ہوں۔ صحابہ عرض کئے یا رسول اللہ وہ بھی ہمیں دیکھ لیتے ہیں۔ حضرت فرمائے مجھے معلوم ہے کہ تم اس کو بھی کروگے مگر مجھے خوب نہیں دستا کہ تم سب کام کریں اور میں جدا ہو کے رہوں

اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے مکروہ رکھتا ہے کہ اپنے ساتھ والوں میں آپ جدا رہے۔ اور
ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نجاشی کے یہاں سے لوگ آئے تو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم آپ اُٹھ کے اُنکی خدمت کرنے لگے صحابہ عرض کئے یا رسول اللہ آپ کیا واسطے
تصدیع اٹھاتے ہیں ہم اُنکی خدمت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ لوگ
ہمارے لوگوں کی خدمت کرتے تھے سو میں اس کا بدلا کرتا ہوں اور ایک عورت اس کے
عقل میں کچھ قصور بھی تھا سو حضرت سے کہی میں آپ سے کچھ عرض کرنا ہے۔ حضرت راستے
میں تھے سو فرمائے تو جہاں بیٹھی ہے بیٹھ میں بھی بیٹھتا ہوں۔ غرض بیٹھکر اس کا احوال سنے
اور اس کی حاجت روا کئے۔ اور ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم بیوہ اور مسکین کے ساتھ چلنے سے کچھ ننگ نہیں کرتے اگر باندی بھی آکے بلاتی تو اس
کے ساتھ چلے جاتے۔ اور گھر میں آپ کام کرتے پانی سیندھتے بکری کا دودھ نچوڑتے۔ اور
ابن ابی الحمسا سے روایت ہے کہ انھوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت آنیکے قبل حضرت پاس
کچھ بیچے اور کچھ جنس باقی رہ گیا سو اسکو وعدہ کئے کہ آپ اسی جگہ رہنا میں وہ جو باقی رہا ہے
لا دیتا ہوں۔ غرض اس نے جاکے بھول گیا بعد تیسرے روز یاد کر کر آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اسی جگہ ہیں اور اس کو فرمائے تو مجھے نہایت تصدیع دیا میں تین روز سے یہاں ہوں
اور ابی مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز ایک شخص حضرت کے حضور میں
آکے سخن کیا حضرت کی ہیبت سے اسکے بدن پر لرزہ پڑا حضرت اسکو فرمائے گھبرامت میں
بھی تو قریش میں کی ایک عورت کا فرزند ہوں جو سوکھا کباب کھاتی تھی اور حضرت صبح
کی نماز پڑھے بعد مدینے کے لوگ حضرت پاس پانی کے باسن لے آتے حضرت اس میں
اپنا دست مبارک ڈبا کے دیتے اور بعضے اوقات میں سرما نہایت رہتا با ایں بھی دست
مبارک ڈباتے۔ از جملہ تواضع سے حضرت کے تھا کہ کھانے کی چیز کا عیب نہ کرتے۔ اگر خوب
رہا تو کھاتے نہیں تو چھوڑ دیتے کھارہ پھیکا کھٹا بدمزہ کچا گل گیا ہے کر کر نہ فرماتے اور تمام لوگ

جو دنیا کی مذمت کرتے ہیں آپ تواضع سے مذمت نہ کرتے اور فرماتے دنیا کو بد مت کہو کیونکہ وہ مومن کی بہتر سواری ہے اسی سے خوبی کو پہنچتا ہے اور اسی سے نجات پاتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیبیاں کے ساتھ جو حسن معاشرت کرتے تھے سو بیان۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیبیاں کو بہت خوش رکھتے اور ان کے ساتھ ایک ہی بچھونے پر سوتے۔ اور بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا کم عمر رہنے کے سبب سے انصار کی لڑکیوں کو بلوا کے ان کے ساتھ کھیلنے چھوڑتے اور بی بی عایشہ کٹورے پر جہاں منھ لگا کر پانی پیتے آپ بھی اسی جگہ منھ لگا کے پیتے اور گوشت منھ لگا کر جہاں کہیں سے توڑے ہیں آپ بھی اپنا منھ اسی جگہ رکھ کے توڑتے۔ اور انکی مانڈی پر سر مبارک رکھ کے آرام فرماتے اور ان کو بوسے دیا کرتے۔ اور ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ دوڑے سو بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا حضرت سے بڑھ گئے۔ دوسرے دفعہ ایک بار بھی دوڑے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑھ گئے اور فرمائے گئے دفعہ کا بدلہ ہوا۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بی بی عایشہ کے گھر میں تھے سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں سے روٹی اور گوشت آیا سو حضرت کے روبرو رکھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگ اس کو کھانے لگے اس عرصے میں بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا کھانا جو تیار کرتے تھے جلدی سے پکا کر حضرت کے روبرو لا رکھے اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں کا باسن اٹھا کے پھوڑ دئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو فرمائے تمھاری ماں غیرت سے پھوڑ دی ہے سو اس کھانے کے درعوض اسکو کھاؤ۔ بعد کھانا کھائیکے پھوٹا باسن عایشہ کے یہاں اور ان کا گھٹ باسن ام سلمہ کے یہاں بھیجدئے۔ اور ایک بار بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تئیں باسن میں کھانا رکھ کے بھیجے اور انھوں کھانا بہت درست پکاتے تھے سو بی بی عایشہ اسکو چاک کر اس باسن کو اٹھا کے پھوڑ دئے سو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کھانے کو اٹھانے لگے اور فرمائے تمھاری ماں کو غیرت آئی پھر بعد بی بی عایشہ کا گھٹ باسن اٹھا کے صفیہ کو بھجوا دئے

اور بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں ایک بار آٹے میں گوشت ڈالکے
خزیرہ پکائے اور حضرت کے روبرو رکھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بی بی سودہ اور عایشہ کے
بیچ میں تشریف رکھے تھے سو سودہؓ کو کہے کھاؤ انھوں نہیں کھائے۔ عایشہ کہے دیکھو اگر تم
نہ کھائیں گے تو میں تمھارے منھ کو لگڑوں گی اس پر بھی انھوں نے نہ کھائے پھر بی بی عایشہ
وہ خزیرہ لے کر بی بی سودہ کے منھ کو لگڑے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم کر کر اپنی مانڈی سلائے
اور سودہ کو کہے تم بھی ان کے منھ کو لگڑو سو سودہ نے عایشہ کے منھ کو خزیرہ لیکر لگڑے حضرت
کی خوش طبعی کا بیان۔ خوش طبعی اتنی جو اللہ تعالی کے ذکر سے باز رکھے اور دین کی مہمات
میں فکر کرنے سے مانع ہووے تو درست نہیں اگر اس طور سے نہیں ہے تو جائز ہے اگر اسکے
ساتھ کچھ مصلحت دینی بھی ہووے جیسا مسلمانوں کو اس سے خوشی حاصل ہوتی ہے تو وہ مستحب
ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوش طبعی جو کیا کرتے تھے اسی قبیل کی تھی۔ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ صحابہ عرض کئے یا رسول اللہ آپ ہم سے خوش طبعی کرتے ہیں تو حضرت فرمائے
میں خوش طبعی میں کہتا نہیں ہوں مگر حق بات۔ اس حدیث سے اور ایک فائدہ حاصل ہوا کہ
خوش طبعی جو حق ہے وہی جائز ہے جو خوش طبعی کہ اس میں جھوٹ بات رہی تو وہ جائز نہیں
انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہایت خوش اخلاق تھے اور ہمارے
ساتھ بہت ملنساری سے رہتے یہاں تک کہ میرا ایک چھوٹا بھائی تھا اور وہ لال پالتا تھا
سو مر گیا تو حضرت اسکو دیکھے تو فرمایا کرتے یَا اَبَا عُمَیْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ یعنی اے ابا عمیر لال کیا
کیا۔ اور بھی انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو یَا ذَا الْاُذُنَیْنِ
کر کر کہتے یعنی اے دو کان والے۔ اور بھی انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص تھا
اسکی مزاج میں بھولا پن بہت تھا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری مانگا۔ حضرت فرمائے
تجھے اونٹنی کا بچہ سواری کو دوں گا اُنے کہا یا رسول اللہ اونٹنی کا بچہ لیکر میں کیا کروں حضرت
فرمائے اونٹ کو کون جنتی ہے اونٹنی ہی تو جنتی ہے۔ اور بھی انس رضی اللہ عنہ سے روایت

خوش طبعی

ہے کہ ایک شخص جنگل کا رہنے والا اس کا نام زاہر تھا بہت بدشکل اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو دوست رکھتے اور وہ جنگل کے چیزاں حضرت کو ہدیہ لاکے گذرانتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسکو جاتے وقت ہدیہ اور اسکے خرچ کو کچھ پیسہ دیا کرتے اور فرماتے زاہر ہمارے لئے جنگل ہے اور ہم اسکے شہر ہیں۔ غرض ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم بازار طرف تشریف لیجاتے تھے زاہر بازار میں کھڑا ہوا تھا سو حضرت آہستہ جاکر اسکو پیچھے سے پکڑ لئے بولا کون ہے مجھے چھوڑ۔ پھر کر دیکھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اپنی پشت حضرت کے سینۂ مبارک سے لگانے لگا۔ حضرت فرمائے اس غلام کو کون خرید کرتا ہے۔ زاہر عرض کیا یارسول اللہ اگر آپ مجھے بیچے تو میں ارزاں بکوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لیکن تو اللہ تعالی کے یہاں گراں قیمت ہے اور ایک بار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا بہت بوڈھے تھے آکر عرض کئے یارسول اللہ دعا کرو تا میں بہشت میں جاؤں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے بہشت میں بوڈیاں نہ جائینگے وہ بی بی روتے ہوئے پھرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ان کو کہو بوڈھے رہ کے نہ جائینگے بلکہ بہشت میں جاتے وقت جوان ہوکے جائینگے۔ اور محمود بن الربیع لڑکا تھا پانچ برس کا ہنسی کو اسکے منہ پر حضرت پانی لیکر کلی کئے اور ام سلمہ کی لڑکی زینب کم عمر تھی حضرت ہنسی کو اسکے منہ پر پانی مارے اسکی برکت سے انھوں بوڈھے ہوئے پر انکے منہ سے جوانی کا رونق نہ گیا۔ غرض نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے ملاپ کرتے اور ان کو انست ہونا کر کر خوش طبعی کے باتاں کیا کرتے اور انکے بچوں سے ہنسی کرتے۔ **حیا و شرم کا بیان** شرع میں حیا اسکو کہتے ہیں کہ انسان کی مزاج میں ایک صفت ہے کہ اسکے سبب سے اپنے تئیں بدکاموں سے بچا رکھتا ہے اور حقدار کا حق ادا کرنے میں کچھ قصور نہیں کرتا۔ پھر جس کا دل جتنا زندہ رہتا ہے اسکو حیا بھی اس مقدار پر زاید ہوتی ہے اور جس کسی کا دل جتنا مردہ رہتا ہے اسکو حیا بھی اتنا کم ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دل شریف کس قدر زندہ تھا سو حضرت کی حیا بھی اتنی

حکایت شرم

ہی زاید تھی۔ قاضی عیاض روایت کئے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کمال حیا سے کسی کے منھ پر آنکھ گڑھا کے نہیں دیکھتے اور کوئی بیجا کام کیا تو اس کا نام لیکر نہیں فرماتے کہ فلانا ایسا کیا ایسا کیا بلکہ ایسا ارشاد کرتے کہ بعضے لوگ ایسا کیا واسطے کرتے ہیں۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حیا کنواری عورت سے جو پردے میں رہتی ہے بڑھکر تھی اور کسی چیز کو پسند نہ کرتے تو ہم اسکو چہرۂ مبارک کے تئیں دیکھکر سمجھ جاتے۔ اور بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہے کہ میں کبھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرمگاہ کو نہیں دیکھی اور میری شرمگاہ کو بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نہیں دیکھے۔ اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے روبرو کچھ بات جو اس میں اسکی دل شکنی ہو سو نہیں فرمائے۔ ایک بار ایک شخص آیا اور اسکی بدن پر کچھ زرد رنگ لگا تھا سو اس نے حضرت کے نزدیک سے گیا بعد لوگوں کو فرمائے تم اسکو کہدو کہ یہ زردی ترک کرے تو بہتر ہے۔ یہ جو کہے سو مکروہ چیزوں کا حکم ہے اگر حرام فعل کسی سے صادر ہوتا تو اسی وقت اس فعل سے منع کرنا حضرت پر فرض تھا۔ **حضرت خدا یتعالیٰ سے خوف رکھتے تھے سو بیان۔** پادشاہ سے جس کسی کو مصاحبت زیادہ رہتی ہے تو اس کو خوف بھی زیادہ رہتا ہے مبادا کیا حرکت اپنے سے صادر ہو جاتی ہے کہ سبب ناخوشی کا بجاوے اس پادشاہ علی الاطلاق سے جو مالک زمین و آسمان کا اور حاکم ملک و ملکوت کا ہے جس کسی کو قربت زیادہ ہے اسکو خوف بھی زیادہ ہے اور تمام مخلوقات کی بہ نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرب زیادہ تھا اسلئے حضرت کو خوفِ الٰہی بھی زیادہ تھا۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہیں تم سبھوں سے زیادہ پرہیز گار ہوں اور خدا یتعالیٰ سے زیادہ ڈرتا ہوں۔ اور بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالیٰ کو میں تم سے زیادہ دانا ہوں اور تم سے زیادہ اُس کو ڈرتا ہوں اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قسم ہے اسکی کہ محمد کا جیو

خوف خدا

اس کے دست قدرت میں ہے اگر ہیں دیکھا سو تم دیکھتے تو البتہ ہنستے تھوڑا اور روتے بہت صحابہ عرض کیئے یا رسول اللہ آپ کیا دیکھے تو فرمائے بہشت اور دوزخ کو دیکھا **حضرت کی شجاعت و قوت کا بیان**۔ یہ وصف بھی حضرت کی ذات شریف میں درجہ کمال کو پہنچا تھا جس مقام میں بڑے جوانمرداں اور پہلوانان ٹھہر نہیں سکتے تھے حضرت کمال ثبات سے قایم رہتے تھے۔ جنگاں جو سابق مذکور ہوئے انکے دیکھنے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت کا احوال معلوم ہوگا۔ چنانچہ حنین کے جنگ میں اکثر لوگ بھاگے پر حضرت خچر پر سوار تھے سو اسکو دشمن کے روبروہی بڑھاتے تھے اور فرماتے تھے اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِب اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِب یعنی میں نبی ہوں جھوٹا نہیں میں فرزند ہوں عبد المطلب کا۔ یہ بڑی شجاعت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ ایسے وقت میں جو اپنے ہمراہ چند متعدد اشخاص کے سوا کوئی نہ تھا خچر سا سست جانور پر جو دوڑانے کدانے کا لایق نہیں سوار ہوکر ہزاروں کے دنگل میں دشمن کے سامنے کرنا اور واقف نہیں سو لوگوں میں فلانا آپ ہی ہوں کرکر کہنا کمال شجاعت کی دلیل ہے۔ بڑے بڑے رستموں کے پاؤں ایسے وقت اکھڑ جاتے ہیں۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوبصورت اور بہت سخی اور بڑے شجیع تھے اور ایک بار شب کو مدینے میں کچھ گڑبڑ پڑی اور لوگ جس جانب میں آوازہ پڑا تھا غنیم آیا ہے کرکر گئے دیکھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اول ابی طلحہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار ہوکر جاکے تشریف لاتے ہیں سو لوگوں کو کہے کچھ نہیں تم گھبراؤ مت اور فرمائے ہم اس گھوڑے کو دریا کی سا دوڑنیوالا پائے اور وہ گھوڑا نہایت سست تھا سو اسقدر چالاک ہوا کہ کوئی گھوڑا اسکی برابری نہیں کرسکتا تھا۔ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہے کہ میں کسی کو شجیع اور سخی زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ دیکھا اور امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہے کہ جب جنگ گرم ہوتا اور دشمن بکھ بھڑ ہوتا تو ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پناہ لیتے اور

شجاعت قوت

دشمن کے نزدیک حضرت کے سوا دوسرا کوئی نہیں نکتا اور جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
نزدیک رہتا تو ہم اس کو سمجھتے کہ یہ بڑا جوانمرد ہے۔ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ جب مخالف کا لشکر بہت رہتا تو ہم سبھوں کے اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رہتے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت اسقدر تھی کہ زور آور اں حضرت کے روبرو کمزور بنتے
اور کشتی والے حضرت سے عاجز آتے۔ مکے میں ایک حبشی تھا کشتی کے ہنر میں یکتا اور قوت
وزورمندی میں یکّا اس کا نام رکانہ۔ ایک روز پہاڑوں پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے ملا حضرت اسکو فرمائے رکانہ تو کیا خدا سے نہیں ڈرتا اور میرے پر ایمان نہیں لاتا۔ رکانہ
بولا آپ کچھ معجزہ مجھے بتاؤ گے تو میں ایمان لاتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
تو تو کشتی کے فن میں استاد ہے اگر میں تجھے پٹکوں تو تو ایمان لاتا ہے رکانہ بولا بہتر اور
حضرت سے کشتی کرنے لگا حضرت اسکو پٹکے رکانہ بولا یہ منظور نہیں دوسرے بار کشتی کرنا بھی
کشتی کئے سو حضرت اسکو پٹکے بھی تیسرے بار کئے سو اس دفعہ بھی حضرت اسکو پٹکے۔ رکانہ
کو نہایت تعجب ہوا بولا تمھارا حال نادر ہے۔ اور بعضے روایات میں آیا ہے کہ وہ اسلام
لایا۔ اور ایک شخص تھا اس کا نام ابوالاسد جمحی بڑی قوت والا تھا۔ گائے کے چمڑے پر
کھڑے ہو کے زور آور دس آدمی کو کہتا کہ اسکو اپنے پانوں کے نیچے سے کھینچ لیو۔ پھر جب
کھینچیں تو چمڑا پھٹ جاتا پر اسکے پانوں نہ سرکتے۔ غرض ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے عرض کیا اگر تم مجھے گراؤ گے تو میں ایمان لاؤں گا پھر حضرت اسکو گرادئے۔ اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم غذا بہت ہی قلیل تناول فرماتے تھے اور اکثر روزہ رکھکے وصال فرماتے
اور فاقے بہت کھینچا کرتے بااینہمہ اللہ تعالیٰ آنحضرت کو اتنی قوت عطا فرمایا تھا کہ وہ
قوت بشری سے خارج تھی۔ چنانچہ طبرانی انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمام لوگوں سے میں چار چیز میں بڑھکے ہوں سخاوت اور شجاعت
اور جماع کرنا بکثرت اور پکڑ میں شدت اور بھی انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی ساعت میں اپنی عورتوں سے صحبت کرتے اور وہ گیارہ عورت
تھیں پھر انس سے کوئی پوچھا کیا حضرت کو اتنی قوت تھی تو کہے ہم سنتے تھے کہ آنحضرت کو
تیس مرد کی قوت دی گئی تھی۔ طاوس اور مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت کو جماع میں
چالیس مرد کی قوت بخشش ہوئی تھی۔ اور صفوان بن سلیم سے روایت ہے کہ کہے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے کہ جبرئیل علیہ السلام دیگ میں کچھ پکا کر لائے سو میں کھایا پھر اس دن سے
مجھے جماع میں چالیس مرد کی قوت عطا ہوئی اور بعضے روایتوں میں آیا ہے کہ وہ چالیس
مرد بہشت کے ہیں کہ وہاں کے ایک ایک مرد کو دنیا کے سو مرد کی قوت دی جائے گی۔

سخاوت
بخشش

حضرت کی سخاوت و بخشش کا بیان۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بڑے سخی تھے۔ اور بھی انسؓ سے روایت ہے کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے کوئی چیز مانگیں تو دیڈالتے تھے۔ ایک بار ایک شخص آیا سو اس کو حضرت بکریاں
کا منده جو دو پہاڑ کے درمیان بھر کے تھا دئے اس نے اپنی قوم میں جا کر کہا تم ایمان
لاؤ کیونکہ محمد ایسا دیا کرتے ہیں کہ جس کو اندیشہ فقیری کا نہیں۔ اور صفوان بن امیہ سے
روایت ہے کہے کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت عداوت رکھتا تھا سو میرے
تئیں اونٹاں اور بکریاں ایک جنگل بھر کے تھے سو دئے پھر میں ایمان لایا اور صفوان کہے
اتنا دینے واسطے سوائے نبی کے کسی کا دل خوش نہ ہوگا۔ اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت

سائل سے کبھی نہیں نہ کہتے

ہے کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ بڑا سخی تھا۔ اور جابر رضی اللہ عنہ کہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے کوئی کچھ مانگیں تو نہیں کر کر کبھی نہ فرمائے۔ بعضے روایتوں میں آیا ہے اگر حضرت
پاس کچھ رہتا تو مانگنے والے کو دیتے نہیں تو خاموش رہتے اور ترمذی روایت کئے ہیں کہ
ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس نود ہزار درم آئے سو اسکو حضرت حصیر پر ڈالے اور
جو آکر مانگا سو اسکو دیئے یہاں تک کچھ باقی نہ رہا۔ اور امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ ایک شخص حضور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہو کر کچھ مانگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

فرمائے میرے پاس اس وقت کچھ نہیں لیکن تجھے کیا لینا ہے سو خرید کریں اسکو ادا کرونگا
حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض کئے یارسول اللہ آپ کو جو دینے کی مقدور نہووے تو اسکو
دینا کر کر اللہ تعالیٰ تکلیف دیا نہیں سو قرض اپنے ذمے پر لینا کیا واسطہ۔ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک اس بات سے منغض ہوا وہاں ایک انصاری حاضر تھے سو عرض
کئے یارسول اللہ آپ خرچ کیا کرو اور اللہ تعالیٰ جو مالک عرش کا ہے آپ کو کچھ نہ دیگا
کر کر اندیشہ مت فرماؤ۔ یہ سننے سے چہرۂ مبارک پر خوشی کے آثار ظاہر ہوئے اور تبسم کر کر
فرمائے مجھے ایسا ہی حکم ہے۔ اور حضرت نومسلموں کو انعامات حنین کے جنگ میں دئے
سو آٹھویں سال کے اخبار میں گذرا بعضے روایات میں آیا ہے کہ اس روز نبی صلی اللہ علیہ
وسلم انعام دئے سو اس کا حساب کئے تو پانچ کروڑ درم ہوئے۔ اور انس رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ جب بحرین کا جزیہ حضرت پاس آیا تو فرمائے اسکو لیجا کر مسجد کے کونے
میں ڈالو اور اتنا مال نقد حضرت پاس کبھی نہ آیا تھا جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز
واسطے نکلے تو اس مال طرف آنکھ اٹھا کر نظر نہ کئے بعد نماز سے فراغت پا نکلے تشریف رکھے
اور جو آیا سو اسکو دینے لگے۔ عباس رضی اللہ عنہ آکر کہے یارسول اللہ میں اور میرا بھتیجا
عقیل کو چھڑانیکے لئے جو پیسہ دیا تھا سو فقیر ہو گیا ہوں میرے تئیں بہت عنایت ہونا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے آپ جسقدر اٹھا سکتے ہیں اتنا لینا۔ عباس چادر بچھا کر بہت
سا اس میں باندھکر اٹھانا چاہے تو اٹھا نہ سکے اور فرمائے اسکو اٹھانے واسطے کسی کو حکم
فرماؤ حضرت فرمائے نہ۔ پھر کچھ نکال دے کر اپنے کاندھے پر اٹھا لیگئے پھر آکر ویسا ہی
کہکر اور لے گئے بعد تیسرے مرتبہ بھی آکے ویسا ہی لیگئے۔ غرض نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہاں
سے اٹھے تو اس مال میں ایک دمڑی باقی نہ رہی۔ بعضے روایتوں میں آیا ہے کہ وہ مال
سب لاکھ درم تھا۔ اور ایکبار جابر رضی اللہ عنہ پاس سے اونٹ مول لئے پھر قیمت
اور اونٹ دونوں انھوں کو دئے۔ الحاصل سخاوت و بخشش سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

بیان انعام درم و دینار بقسم

کے ابر نیساں شرمندہ تھا اور دریائے کرم ہاتھوں میں موج مارتی تھی۔ اسکے لکھنے کے میدان میں قلم کا گھوڑا عاجز ہے۔ **حضرت کی شفقت وغیرہ چند اوصاف کا بیان** شفقت ورحمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخلوقات پر نہایت تھی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ یعنی ہم نے تجھ کو نہیں بھیجا مگر مہربان کر کر جہان کے لوگوں پر۔ اور بھی اللہ تعالی فرماتا ہے لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ عَزِيۡزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِيۡصٌ عَلَيۡكُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ یعنی آیا ہے تم پاس رسول تم میں کا بھاری ہوتی ہے اس پر جو تم تکلیف پاؤ تلاش رکھتا ہے تمھاری۔ ایمان والوں پر شفقت رکھتا ہے مہربان۔ بموجب اس آیہ کریمہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں پر نہایت رحم فرماتے۔ اور امت پر احکام میں تخفیف اور آسانی دوست رکھتے اور عبادت شاقہ جس کا نبھاؤ آئندہ دشوار ہو منع فرماتے اور اللہ تعالی کی جناب کبریائی میں دعا کرتے کہ اگر میں بشریت کے تقاضے سے کسی مسلمان پر لعنت کروں تو وہ اسکے حق میں رحمت کر اور اسکے گناہوں کا کفارہ۔ اور اگر نماز جماعت میں رہتے اور بچے کے رونے کا آواز سنتے تو اسکی ماں جو نماز میں ہے اسکو تشویش نہ ہو نا کر نماز میں تخفیف کرتے اور فرماتے تم کوئی اگر میرے سے کسی کی کچھ ناپسند بات جو کہا ہے ظاہر مت کرو کیونکہ میں دوست رکھتا ہوں کہ جب تمھارے پاس آؤں تو میرا سینہ تم سے صاف رہے اور جب قریش ایمان نہ لا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا بہت دئے اور اللہ تعالے پہاڑوں کے فرشتے کو حضرت پاس بھیجا فرشتہ آکر کہا اے محمد اللہ تعالی مجھے بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ آپ جو کہیں سو بجا لاؤں اگر آپ امر کریں تو مکے کے دونوں پہاڑ جن کا نام اخشبین ہے ٹکرا دیوں تا سب لوگ ہلاک ہو جاویں۔ حضرت فرمائے وہ ہلاک ہونا میں نہیں چاہتا شاید اللہ تعالی انکی اولاد میں مسلمان پیدا کرے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قرابت والوں کے ساتھ صلہ رحم کرتے اور امامہ کو جو حضرت کی نواسی تھی نماز میں

اٹھا لیتے۔ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو گود میں بٹھاتے اور پیار کرتے اور بعضے اوقات میں
دونوں صاحبزادے آکر حضرت کی پشت مبارک پر بیٹھ جاتے اور حضرت نماز میں رہتے
تو شفقت سے انکو نہ اتار کے سجدے میں ہی رہتے۔ اور حنین میں شیما نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی رضاعی بہن ہوازن کے بندیوانوں میں آئے تو حضرت ان کو پہچانکر اپنی چادر انکے
واسطے بچھائے اور ابوالطفیل سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جعرانے میں گوشت
کی تقسیم کرتے تھے سو بی بی حلیمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضعہ آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اپنے بدن پر کی چادر بچھا کر ان کو بٹھائے۔ اور ثویبہ ابی لہب کی باندی حضرتؐ کو
دودھ پلائی تھی سو اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کھانا کپڑا بھیجا کرتے تھے جب اسکا انتقال
ہوا تو پوچھے اس کا کوئی قرابت دار ہے یا نہیں تا اسکو دیا کرے لوگ عرض کئے اسکا
کوئی نہیں۔ الحاصل نبی صلی اللہ علیہ وسلم صلہ رحم کی بہت رعایت کرتے لیکن اپنے سے
قرابت ہے کرکر انکو بڑے بڑے اصحاب و یاراں پر مقدم نہیں رکھتے اور ان کو انھوں پر
ترجیح نہ دیتے چنانچہ بخاری عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے فلانے کی اولاد میری رفیق نہیں میرا رفیق اللہ تعالیٰ ہے اور نیک
مومناں مگر ان کو قرابت ہے کہ اسکی تری سے انکو تر رکھتا ہوں۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی عفت اور راستی دوست و دشمن تمام پاس ثابت تھی چنانچہ پیش از نبوت کے حضرتؐ
کو محمد الامین کہا کرتے تھے اور جاہلیت میں کعبے کی تیاری ہوئی بعد حجر الاسود کو کون رکھنا
کرکر قریش آپس میں نزاع کئے آخر یہ ٹھہرائے کہ اول جو شخص آتا ہے اسکو حکم کرنا ناگاہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو سب کہنے لگے واللہ محمد امین آیا ہے وہ جو حکم کرے تو
ہم سب کو قبول ہے۔ پھر آپ فرمائے حجر الاسود چادر میں رکھکر ہر قبیلے کا بڑا ایک شخص
اسکو پکڑکر لیجانا سب راضی ہو کر خوشی سے ویسا ہی لیگئے اور حضرت وہاں سے اٹھا کر اپنے
دستِ مبارک سے اسکو نصب کئے۔ روایت ہے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہے کہ ابوجہل

حضرت کی راستی کی گواہی مخالفوں نے

نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تئیں کہا ہم تم کو جھٹلاتے نہیں اور ہم نہیں سمجھتے کہ تم جھوٹے ہو
لیکن نیا دین جو لائے ہو ہم اسکی تکذیب کرتے ہیں۔ دیکھئے اس شقی کا کیا اندھا پن تھا
کہ باوجود حضرت کی سچوٹی اس پاس ثابت رہتے پر بھی جھٹلاتا تھا اسی پر یہ آیت نازل
ہوئی فَاِنَّھُمْ لَا یُکَذِّبُوْنَکَ وَلٰکِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ یَجْحَدُوْنَ یعنے وے
لوگ تجھکو نہیں جھٹلاتے لیکن بے انصاف اللہ کے حکموں سے منکر ہو جاتے ہیں۔ اہل سیر
نے روایت کئے ہیں کہ اخنس ابن شریق بدر میں جنگ کے روز ابوجہل سے کہا اے
ابا الحکم یہاں میرے اور تیرے سوائے کوئی نہیں اور تو میرے سے سچ کہہ کہ محمد سچے ہیں
یا جھوٹے وہ شقی نے کہا واللہ محمد مقرر سچے ہیں اور جھوٹ بات ہرگز نہیں کہے ہیں اسی پر
اخنس نے اپنی قوم بنی زہرہ کو لیکر الٹ گیا اور جنگ میں شریک نہ رہا۔ اور ابوسفیان
ہنوز ایمان سے مشرف ہوئے نہ تھے اور انکو روم کا بادشاہ ہرقل نے پوچھا کہ محمد نبوت کا
دعوے کرنیکے قبل جھوٹ بات کبھی کرتے تھے تو جواب میں کہے کہ محمد جھوٹ بات ہرگز
کبھی نہ کہے اس پر بادشاہ نے بولا لوگوں پر جھوٹ بات نہ بولنے والا اللہ تعالی پر جھوٹ
کاہے کو بولیگا۔ اور نضر بن الحارث بہت سخت کافر تھا قریش کو کہا کہ محمد نوجوان کم
عمر تھا تو تم اسکے کاموں کو پسند کرتے تھے اور تمام سے اسکو سچوٹی میں بڑھکر جانتے تھے
اور سب سے زیادہ اسکو امین سمجھتے تھے جب اسکے بناگوش میں بوڑھے بال نکلے تو
اسکو جھوٹا اور ساحر کہتے ہیں واللہ وہ جھوٹا اور ساحر نہیں۔ اور حارث بن عامر باوجود
مشرک رہتے اور لوگوں میں حضرت کی تکذیب کرتے جب اپنے گھر میں جاتا تو بولتا
واللہ محمد جھوٹا نہیں۔ اور ایک بار ابوجہل آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا جب کفا
اس سے اس کا تعرض کئے تو کہا واللہ میں یقین جانتا ہوں محمد پیغمبر ہیں لیکن ہم سابق
میں عبد المطلب کی اولاد کی تابعداری کب کرتے تھے سو اب کریں۔ اور عفت و پارسائی
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت مرتبے کو پہنچی تھی اور سب کا اتفاق ہے کہ وہ صلی اللہ

عفت و پارسائی

علیہ وسلم تمام بدکاموں سے معصوم تھے۔ احادیثوں میں آیا ہے کہ حضرتؐ اپنی عورت اور لونڈی کے سوائے کسی بیگانی عورت کو نہ چھوئے اور بخاری میں بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عورتوں سے بیعت لئے تو زبانی ان سے اقرار لیتے اور مردوں کو جیسا ہاتھ پکڑ کر بیعت لیا کرتے ویسا اُن سے نہیں لیتے واللہ حضرتؐ کا دست مبارک کسی بیگانی عورت کے ہاتھ سے نہ لگا۔ اور ابو سفیان سے ہرقل نے جب حضرت کی عفت کا حال پوچھا تو باوجود کافر رہنے حضرتؐ کی عفت کا اقرار کیا۔ الغرض تمام اوصاف حمیدہ اور خصال پسندیدہ اس عنصر لطیف اور جوہر شریف میں درجہ کمال کو پہنچے تھے سوا رزبان کو طاقت نہیں کہ احوال میں اس مقال کے بیان کی باگ موڑے اور کمیت قلم کو قدرت نہیں کہ اس اوصاف کے ذکر کرنے میں اوراق کے میدان میں دوڑے۔ **فصل تیسرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے پینے کے بیان میں**

تیسری فصل خوراکی کا عام بیان

اللہ تعالیٰ انسان کے تئیں اپنی عبادت اور بندگی کرنے واسطے پیدا کیا آدمی کو ضرور ہے کہ اپنے اوقات عبادتِ الٰہی میں صرف کرے اور علم و عمل کی برکت سے ذاتِ حق کو پاوے لیکن عبادت کرنا قوت اور تندرستی پر موقوف ہے بدن درست نہو تو عبادت ہو نہیں سکتی۔ قوت اور تندرستی کھانے پینے پر موقوف ہے تو دین کا مدار کھانا پینا ہوا اب ہر شخص کو ضرور ہے اپنا کھانا پینا درست کرے اور جانوروں کے مثال جو ملا سو نہ کھاوے اور شرع کی لگام منھ میں ڈال کر شارع جو حکم کیا ہے اس پر قناعت کرے اور صحابہ رضی اللہ عنہم فیضِ صحبت سے سرور انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کھانے میں اپنے تئیں بہت کستے تھے اور کوئی پیٹ بھر کے کھاتا نہیں تھا انکے بعد جو لوگ آئے پیٹ بھر کر کھانا شروع کئے رفتہ رفتہ اقسام کی نعمتاں اور طرح طرح کے کھانے سالنے اختراع کر کر عیش و عشرت شروع کئے اور سلاطین و امرا مزیدار کھانوں کی خمار سے دولت کھوئے۔ مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

فرمائے کہ آدم کی اولاد اپنے پیٹ سے زیادہ بدکوئی ظرف ہو سو بھرتا نہیں آدمی کو چھوٹے چھوٹے چند لقمے کھانا جو اسکی پشت کو مضبوط کرے بس ہے پھر اگر کسی کا نفس غالب ہووے تو پیٹ کے تین حصے کر کر ایک حصہ کھانے واسطے اور ایک حصہ پانی واسطے اور ایک حصہ دم واسطے رکھے۔ غرض نبی صلی اللہ علیہ وسلم محض عبادت پر قوت ہونا کر کر کچھ لقمے کھایا کرتے اور اکثر بھوکے رہتے بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی پیٹ بھر کے تناول نہ فرمائے اور اپنے گھر میں رہے تو کھانا نہیں مانگتے اور خواہش نہیں کرتے اگر دیویں تو کھاتے اور جو لاکر رکھیں تو وہ کھاتے اور جو پلائیں سو پیتے۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے لوگ حضرت کا وفات ہوئے تک پے درپے تین روز پیٹ بھر کر نہیں کھائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت کے گھر کے لوگ پے درپے راتاں بھوکے رہتے کھانے کو کچھ نہ پاتے اور جو کی روٹی کھایا کرتے اور بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے اٹھے تک ایک روز میں دو طرح کی غذا فراغت سے تناول نہ فرمائے اگر خرما کھائے تو جو نہیں جو کھائے تو خرما نہیں۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہے کہ دل جو مانگا سو تم کھاتے اور پیتے ہو میں دیکھا ہوں تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تئیں کہ ردی خرما پیٹ بھر کھانے کو نہیں پاتے تھے۔ اور بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں مہینہ مہینہ چولھا نہیں سلگتا تھا۔ خرمے کے کچھ دانے کھاکر پانی پیتے تھے اور عتبہ بن غزوان سے روایت ہے کہے کہ میں ساتواں آدمی ہوں کہ ایمان لایا اور ہم کو سوائے بیر کے پتوں کے کھانیکو کچھ نہیں ملتا تھا اسکو کھاتے کھاتے کلو نمیں زخماں ہوئے۔ اور بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات پائے تو حضرت کا بکتر ایک یہودی کے یہاں تیس صاع اناج پر گرد تھا۔

الغرض نبی صلی اللہ علیہ وسلم فقر و فاقے کی حالت میں رہنا اختیار کئے تھے اور کچھ مال آوے تو لوگوں پہ تقسیم کر دیتے تھے وگرنہ جو چاہیے سو انکو اللہ تعالیٰ عطا کرتا چنانچہ ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالیٰ مجھے کہا کہ مکے کے پتھر تیرے لئے سونا کر دیتا ہوں میں عرض کیا نہ لیکن ایک روز کھاؤں گا اور ایک روز بھوکا رہوں گا جب بھوکا رہا تو تیرا یاد کرونگا اور تیرے پاس عاجزی کرونگا اور جب کھایا تو تیرا حمد و شکر کرونگا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا کیا چیزاں کھائے سو بیان

عادت شریف ایک ہی چیز کھانے کی نہیں تھی اپنے شہر کے طور پر روٹی گوشت سالن میوہ وغیرہ کھایا کرتے تھے۔ بخاری روایت کئے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حلوا اور شہد کو دوست رکھتے بعضے روایتوں میں اس حلوے کا بیان آیا ہے کہ وہ خرما تھا انہیں دودھ ڈالکر پکاتے اور حضرت خبیص تناول کئے ہیں خبیص حلوا ہے کہ آٹا اور گھی اور شہد ملا کر پکاتے ہیں۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو کی روٹی اکثر کھایا کرتے تھے لیکن آٹا نہ چھانتے تھے اور بھونسا نہ نکالتے۔ جو کو پیس کر پھونکتے اس میں جو بھونسا نکلا سو نکلا باقی رہا سو وہ نہیں روٹی پکاتے اور حضرت کے واسطے روٹیوں کے قرص چھوٹے بناتے یا بڑے سو احادیث میں مذکور نہیں اور بعضوں نے جو بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم روٹیاں چھوٹے چھوٹے بناؤ بہت برکت ہوگی سو یہ حدیث جھوٹ ہے چنانچہ ابن جوزی وغیرہ اس حدیث کو موضوعات میں داخل کئے ہیں۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بکرے کا گوشت کھایا کرتے اور اسکے دست کا گوشت بہت پیار سے تناول فرماتے اور بکرے کی گردن کا گوشت بھی پیار سے کھاتے اور ہاڑوں پر کے گوشت کو دانتوں سے توڑ کر کھاتے اور بعضے وقت چاکو سے بھی کاٹکر کھاتے اور بکری کا دست بھونکر تناول فرمائے اور گوشت کے کباب سکھا کر بھونکے کھائے اور مرغ کا گوشت کھائے اور گورخر کا گو کھائے اور اونٹ کا گوشت اکثر کھائے اور خرگوش کا گوشت کھائے اور حبارا یعنی چکئی

اور چکوا کا گوشت کھائے اور مچھلی کا گوشت کھائے اور ثرید یعنی روٹی شوربے میں بھگائے
سو کھائے اور روٹی کو گھی لگا کے کھائے۔ اور روٹی زیتون کے تیل میں ڈبو کے کھائے
اور روٹی سرکے میں ڈبو کے کھائے اور فرمائے سرکہ بہتر سالن ہے اور کدو کو پیار سے
تناول فرماتے۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک درزی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی دعوت کیا اور روٹی اور کدو کا شوربا حاضر کیا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کٹورے کے
اطراف سے کدو کے ٹکڑے لینے لگے۔ انسؓ کہتے ہیں میں اس روز سے کدو کو بہت پیار
سے کھانے لگا۔ اور جو میں چقندر ڈال کے پکائے سو بھی حضرت تناول فرمائے ہیں۔
روایت ہے سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے کہے کہ ایک بار حسن بن علی اور عبداللہ بن عباس اور
عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم میرے گھر آئے اور کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھانا جو پیار
سے تناول فرماتے تھے سو ہمارے لئے تیار کرو وہ بی بی کہے بیٹا اب وہ کھانا تم نہ
کھاؤ گے کہے خواہ نخواہ پکانا پھر تھوڑے جو لیکر پیسے اور اسکو دیگ میں ڈالکر جوش دئے اور
کچھ زیتون کا تیل اس میں ڈالے اور کالی مرچ اور گرم مصالح کوٹ کر اس میں ملائے اور
اسکو لاکر کہے اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت پیار سے کھاتے تھے اور خزیرہ بھی تناول
فرمائے ہیں وہ گوشت کو کاٹکر ڈلیاں پانی میں جوش دیتے ہیں خوب گلے بعد اس میں
آٹا ڈالتے ہیں سو اسکو خزیرہ کہتے ہیں اور اقط بھی کھائے ہیں دودھ سے مسکہ نکال لیکر
اسکو پنیر کی طرح جماتے ہیں سو اسکو اقط کہتے ہیں۔ اور تبوک کو تشریف لے گئے تو
وہاں پنیر آئی سو اسکو بسم اللہ بولکر چاکو سے کاٹے اور تناول کئے اور خرمے کے درخت کا
گابا پیار سے تناول فرمائے اور رطب یعنی خرما تر و تازہ اور تمر یعنے خشک خرما اور بسر یعنی
ادگدرا تناول فرمائے ہیں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مدینے کا خرما جسکا نام عجوہ ہے سات دانے اسکے صبح کو جو کھاوے
تو اسکو سحر اور زہر تاثیر نہیں کرتا۔ اور انگور کھائے ہیں اور پیلو کے پکے سو بینڈ بھی تناول

کئے۔ ایکبار صحابہ پیلو کے پنڈو توڑنے لگے تو حضرت فرمائے جو کالے ہیں اسکو کھاؤ۔ صحابہ عرض کئے کیا آپ بکریاں چراتے تھے سو آپ کو جنگل کے پھلوں کا احوال معلوم ہے حضرت فرمائے ہاں چرایا ہوں اور جو نبی ہوا سو وہ بکریاں چرایا ہے۔ اور خربزے کو خرمے کے ساتھ تناول فرمائے اور کہے اسکی سردی کو اسکی گرمی توڑتی ہے۔ اور ککڑیوں کو خرمے کے ساتھ تناول کئے اور خرمے کو مسکہ لگا کے پیار سے تناول کئے اور خرما دودھ کے ساتھ کھائے اور روٹی کبھی گوشت کے ساتھ اور کبھی خربزے کے ساتھ اور کبھی خرمے کے ساتھ اور کبھی سرکے کے ساتھ کھائے ہیں۔ اور عادت شریف ایسی تھی کہ اپنے شہر کا میوہ جس موسم میں نکلتا تو اسکو کھایا کرتے اور پیاز لہسن وغیرہ بدبو چیز نہیں کھاتے۔ اور عادت شریف یہ تھی کہ تین انگلیاں یعنی انگوٹھا اور اسکے بازو کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے کھاتے اور کھانا تناول فرمائے بعد انگلیوں کو چوستے اول بیچ کی انگلی بعد اسکے بازو کی انگلی بعد انگوٹھا۔ اور تناول کے وقت اکڑو بیٹھتے اور تکیہ لگا کر یا ہاتھ ٹیک کر یا پالکھٹ بیٹھکر نہیں کھاتے اور فرماتے ہیں اللہ کا بندہ اور غلام ہوں غلاماں جیسا کھاتے ہیں ویسا کھاتا ہوں اور سیدھے ہاتھ سے تناول فرماتے اور بائیں ہاتھ سے اگر کوئی کھاوے تو اسکو زجر کرتے اور جب کھانے میں ہاتھ ڈالے تو بسم اللہ کہتے اور کھانا تناول فرمائے بعد اللہ کا شکر کرتے اور کھانا کھانے کے قبل اور کھانا کھائے بعد ہاتھ دھوتے اور کلی کرتے۔ اور گرم گرم کھانا نہیں کھاتے اور حضرت کو لکڑی کا قدح تھا اس میں پانی اور نبیذ اور شہد اور دودھ وغیرہ پیا کرتے اور کھانا بلند چیز پر رکھکر کبھی نہیں کھائے اور سوزی کی روٹی بھی کبھی نہ کھائے اور کھانا کھائے سو معاً پانی نہیں پیتے۔ اور حضرت کے واسطے میٹھا پانی بیوت سقیا سے جو مدینے سے دو روز کے فاصلے پر چشمہ تھا منگواتے۔ اور شہد میں ٹھنڈا پانی ملا کے پیتے۔ بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہے کہ میٹھا پانی جو سرد ہو اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے اور پانی میں خرما یا کشمش ڈالکے شب کو رکھتے اور صبح ہی سکو پیتے اور کبھی پچھل

دودھ پیتے اور کبھی اس میں پانی ملاکر اور پانی بیٹھ کے پیتے کھڑے رہکر پانی پینے سے منع فرماتے
اور بعضے اوقات میں کھڑے ہوکر پانی پینا جائز ہے سو معلوم ہونے واسطے کھڑے ہوکر پانی
پئے ہیں۔ اور پانی پئے تو کٹورے میں دم نہیں چھوڑتے بلکہ باسن سے منھ جدا کرکر دم چھوڑتے
اور پانی پیتے وقت تین بار ظرف کے باہر دم چھوڑتے اور کٹورہ منھ کو لگائے تو بسم اللہ بولتے
اور منھ سے چھوڑے بعد الحمد للہ کہتے۔ اور لوگوں کے ساتھ کھاوے تو سب کے آخر آپ
اٹھتے۔ اور کسی کے یہاں دعوت کو گئے تو اسکو دعا دیتے اور ایکبار عمرو بن الحمق رضی اللہ عنہ
حضرت کو دودھ پلائے سو حضرت انکو یہ دعا دئے کہ یا اللہ تو اس کو جوانی کے ساتھ برخوردار
کر سو انکی عمر اسی برس کی ہوئی تو بھی جوان ہی دستے تھے اور انکو سفید ایک بال بھی نہ نکلا۔

فصل چوتھا حضرت کے لباس وغیرہ کے بیان میں۔ عادت شریف یہہ
تھی کہ جو لباس میسر ہو سو پہنتے نفیس کپڑا یا خسیس پہننا لازم نہیں کرتے اور اکثر چادر اور لنگ
موٹی پہنتے اور چادر پھٹی تو اسکو تھگلے جوڑتے اور فرماتے میں بندہ ہوں بندہ لباس جو پہنتا
ہے ویسا لباس پہنتا ہوں۔ اور کبھی عجم کے پادشاہوں کے یہاں سے نفیس لباس آتا تو
انکی خاطر سے اسکو پہن کر جلد نکال کر لوگوں کو دیدیتے۔ اور لباس پاک پہنتے اور فرماتے اللہ
پاک ہے کپڑے پاک رہنا دوست رکھتا ہے۔ اور حضرت سر پر پگڑی باندھتے پگڑی بہت
بڑی بھی نہیں باندھتے اور نہ بہت چھوٹی۔ بعضی روایتوں میں آیا ہے دستار شریف نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی چودہ ہاتھ سے زیادہ بڑی نہیں رہتی تھی اور کبھی سات ہاتھ کی باندھتے
تھے اور بائیں طرف سے ٹھڈی کے نیچے سے اس کا پھیر لیکر سیدھے طرف اٹکاتے ایسا
باندھنے کو عربی میں تحنیک کہتے ہیں اور دونوں شانوں کے بیچ کبھی شملہ چھوڑتے اور کبھی
نہیں چھوڑتے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پگڑی گول باندھتے اور پیچوں کو سر پر پھراتے
اور پلو کو پیچھے سے اٹکاتے۔ فتح مکہ کے روز سر مبارک پر سیاہ رنگ کی پگڑی تھی اور عمرو بن
حریث سے روایت ہے کہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا اور سر مبارک پر پگڑی

سیاہ رنگ تھی۔ اور حضرت کو ایک پگڑی تھی اس کا نام صحاب تھا۔ اور عادت شریف تھی
پگڑی کے نیچے ٹوپی پہنتے۔ ٹوپی دبی ہوئی رہتی اور بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے
کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹوپی سفید تھی۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قمیص کو دوست رکھتے
اور اسکی آستین منگٹے سے زیادہ دراز نہیں رکھتے اور قمیص کا طول آدھی پنڈلی تک رہتا
اور لنگ اور چادر وغیرہ بھی اتنی ہی دراز رہتی۔ لڑتا کپڑا پہننے سے منع فرماتے اور آستین
بہت کشادہ نہیں رکھتے اور قمیص میں گریبان کی چاک سینے پر رکھتے۔ انس رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہے کہ حضرت کی قمیص روئی کے کپڑے کی تھی اور اس کا دامن اور آستین
کوتاہ تھی اور اسکو گونڈیاں تھے۔ اور قرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مزنیہ کے قبیلے
کے چند لوگ حضرت پاس حاضر ہوئے تھے دیکھے تو حضرت کی قمیص کے گنڈیاں کھلے ہوئے تھے
سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کے گریبان میں اپنا ہاتھ ڈال کر مہر نبوت پر پھیرا اور
نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسافرت میں رومی جبہ پہنتے تھے اسکے آستین نہایت تنگ تھے یہاں
تک کہ وضو کے وقت آستین سے دست مبارک نکال کر وضو کئے اور عبداللہ سے مولی اسما
کے روایت ہے کہے کہ بی بی اسما بیٹی ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک جبہ طیالسی کسروانی
انکو دکھلا کر کہے یہ جبہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تھا سو
انکے وفات کے بعد میں اسکو لی اور اسکی گریبان اور فرجان پاس حریر لگا تھا اور کوئی بیمار ہو تو
اسکو دھو کر پانی پلاتے تو اس بیمار کو شفا حاصل ہوتی۔ اور ایک بار حضرت حریر کا قبا پہن کر پھر
کراہت سے اسکو نکال دے شاید کہ وہ حریر کا تھا اس لئے نکالے یا عجم کا لباس تھا کر اس کو
پہننا دوست نہ جانتے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر چادر اوڑھا کرتے۔ چادر کا طول چار
ہاتھ کا اور عرض اڑھائی ہاتھ کا تھا اور لنگ جو باندھتے تو روبرو چھوڑتے اور پیچھے سے اٹھاتے
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لنگ ناف کے نیچے
باندھتے ناف دبتی اور عمر رضی اللہ عنہ ناف کے اوپر باندھتے اور ابو بردہ بن ابو موسیٰ سے

قمیص کا بیان

جبہ و قبا

چادر و لنگ

روایت ہے کہے کہ ام المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک چادر اور لنگ موٹی پیوندار
بڑی ہوئی لے آئے اور کہے یہ کپڑے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ روح شریف حضرت کا
اسی کپڑوں میں قبض ہوا۔ بہت احادیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن میں
حلہ تھا سو اس سے مراد دو کپڑے ہیں مثلاً چادر اور لنگ یا قمیص اور لنگ۔ اور نبی صلی اللہ
علیہ وسلم پایجامہ خرید فرمائے اور کہے یہ بہتر ستر ہے لیکن اسکو پہنے یا نہیں سو کچھ ثابت نہیں ہے
اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہے کہ پہننے سو کپڑوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس
حبرہ دوست تھا۔ حبرہ ایک کپڑا یمن میں بنتا ہے چادر کی طرح بنتے اور اسمیں خطوط سرخ
اور بیل بوٹے رہتے ہیں اور ابی رمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہے کہ میں ایکبار نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا دو برد سبز پہنے تھے۔ برد ایک کپڑا ہوتا ہے یمن میں کہ اسمیں خطوط
رہتے ہیں اور ابی یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہے کہ میں دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
سبز برد کی حمایل ڈال کے کعبے کا طواف کرتے تھے اور بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
ہے کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز صبح کو سیاہ کمل اوڑھ کے نکلے۔ اور انس رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صوف کا کپڑا پہنتے تھے۔ اور براء رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حلہ سرخ رنگ پہنے۔ اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عیدین اور جمعہ کو سرخ برد پہنتے۔ یہ برد صرف سرخ تھی یا
اسمیں سرخ اور سیاہ خطوط تھے سو اختلاف ہے۔ اور جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہے کہ میں ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو شملہ یعنی دوپٹہ اوڑھے تھے اور اس کے
پلوؤں کے کرے حضرت کے پانوں پر پڑتے تھے۔ اور حضرت پاس جب وفود آویں تو انکی
ملاقات کے وقت سبز چادر اوڑھتے۔ محمد بن ہلال کہتا ہے کہ خلیفہ ہشام بن عبدالملک نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برد حبرہ اوڑھا تھا تو اسکو دو حاشیے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم چادر
کاندھوں پر سے اوڑھتے اور بعضے اوقات میں سر پر سے اوڑھ کر اسکے پلو کاندھوں پر ڈالتے

مہر کا بیان

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سلاطین کو نامے بھیجنا چاہے تو بعضے لوگ جاننے والے عرض کیے کہ وہ خط پر جب تک مہر نہ ہووے تو اسکو قبول نہیں کرتے پھر حضرت مہر کندہ کرنے کا حکم فرمائے نگین اس کا عقیق کا تھا اور انگوٹھی روپے کی تھی اور نقش " محمد رسول اللہ" تھا محمد ایک سطر رسول ایک سطر اللہ ایک سطر اور اسکو حضرت سیدھے ہاتھ کی کڑانگلی میں پہنتے تھے بعضے اوقات بائیں ہاتھ میں بھی پہنے ہیں اور حضرت مہر پہنتے تو نگین ہتیلی طرف رکھتے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے بعد اس مہر کو ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ پہنتے تھے اور اسی سے مہر کرتے تھے۔ بعد عمر رضی اللہ عنہ پہنتے تھے بعد عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھی سو ان کے ہاتھ سے اریس کے کنوئیں میں پڑی بہت تلاش کیئے اور پانی کھنچوائے پر نہ ملی۔ ابن عساکر روایت کیئے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو امر کیئے کہ مہر میں محمد بن عبد اللہ کندہ کرو اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ مہر کند کے تئیں تاکید کیئے اس نے مہر کا نقش جب کھودا تو اس کا ہاتھ پھر کے محمد رسول اللہ کا نقش ہوا علی مرتضیٰ دیکھکے اسے تعرض کیئے تو کہا میں نقش کھودتے وقت غافل نہ تھا لیکن ہاتھ پھر جا کے یہ نقش ہو گیا۔ پھر حضرت سے عرض کیئے تو حضرت تبسم کر کر فرمائے میں رسول اللہ ہوں۔

نعلین

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاؤں میں نعل یعنی چپل پہنتے اور بعضے اوقات ننگے پانوں چلتے اور کبھی موزے پہنتے۔ اور حضرت کی نعلین میں دو تاتھی رہتے تھے۔ بزرگاں سے منقول ہے کہ حضرت کی نعال شریف کی مثال بنا کر رکھنے میں بہت برکات ہیں۔ درد کی جگہ اسکو رکھیں تو درد جاتا رہتا ہے اور وہ مثال رہنے سے دشمن اور چور سے پناہ ہوتی ہے اور درد زہ کے وقت اسکو عورت سیدھے ہاتھ میں پکڑے تو تولد جلد آسانی کے ساتھ ہوتا ہے اور اس کا رکھنا نظر اور سحر سے امان ہے اور لشکر میں رہے تو اس لشکر کو ہزیمت نہیں ہوتی اور جہاز میں رہے تو غرق سے امن رہتا ہے۔ غرض اسکے رکھنے میں بہت سے فوائد اور برکات ہیں مگر تاثیر ظاہر ہونے اعتقاد ضرور ہے۔ اسکے اشکال مختلف ہیں اور اکثر نامور علما دیہ شکل پر اعتماد کر کر اسکو لکھے ہیں سو یہ عاصی بھی اسکی وہ شکل یہاں کھینچا۔
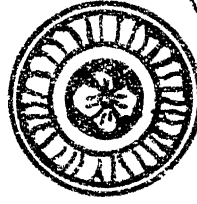
صاحب فتح المتعال لکھا ہے کہ اس مثال کو میں نے خط سے
بعض اکابر علماء متقدمین کے جو مغرب کے اعلام معتبرین سے ہیں نقل
کیا اور اسکے وسط میں لکھا ہوا تھا هذه صفة نعل نبینا
صلی اللہ علیہ وسلم اور اسکے پیچھے لکھا ہوا تھا انشدنی
الفقیہ ابو عبد اللہ بن سلمة قال انشدنی
الکلاعی رحمہ اللہ تعالی یا ناظرا تمثال
نعل نبیہ قبل مثال النعل لا متکبرا
واعکف علیہ بطالما عکفت بہ قدم
النبی مروحا ومبکرا۔ آخر ابیات تک اور یہ کلاعی
جوندکو ہوا وہ شہر اندلس کا حافظ حدیث اور وہاں کا محدث اور
بلیغ اور مولف کبیر شہید شہیر ابو الربیع سلیمان بن سالم الکلاعی ہے جو
کتاب الاکتفا فی مغازی المصطفیٰ والثلاثۃ الخلفا کو تصنیف کیا اور کتاب
سیر میں لست مستعد ہے اور ایک طویل قصیدہ
مدح میں نعل شریف کی مثال کے
کہا ہے

فصل پانچواں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سونیکے بیان میں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلث شب کے بعد آرام فرماتے اور آدھی رات کو اٹھکر مسواک کرتے اور وضو سے فراغت پاکر نماز پڑھتے اور نماز میں قرأت دراز پڑھتے اور رکوع سجود میں بہت دیر تک رہتے بعد پھر کچھ آرام فرماکر صبح کی نماز واسطے باہر تشریف لاتے غرض شب کو آرام بہت کم فرماتے اور اکثر اوقات شب کے عبادت الٰہی میں کاٹتے اور باوضو آرام کرتے اور سیدھی کروٹ لیٹتے اور ہتیلی کو رخسارے کے نیچے رکھتے اور منھ قبلے طرف کرتے اور پچھلی شب آرام کرے تو کوہنی ٹیک کر ہاتھ اٹھاتے اور سر مبارک اس پر رکھکر آرام کرتے اور حضرت سونے کیوقت معدے کو امتلا سے خالی رکھتے حضرت سووے تو فقط آنکھ سوتے تھے اور دل ہوشیار رہتا پھر اگر کوئی کچھ بات کریں تو حضرت سنتے تھے حضرت کے سونے کا بچھونا بی بی عایشہ کے یہاں چمڑے کا تھا اسمیں خرمے کے درخت کا نار بھرے تھے اور بی بی حفصہ کے یہاں کمل تھی اسکو دہری کرکے بچھاتے تھے اور کبھی زمین پر اور کبھی حصیر پر آرام فرماتے۔ اور بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک پلنگ تھا اس کو بروی کے پتوں سے بنے تھے الغرض عیش تنگی سے کرنا اختیار فرماتے تھے اور کچھ آوے تو اسی وقت اسکو محتاجوں پر تقسیم کیا کرتے۔

باب تیسرا حضرت کی نبوت کے دلایل اور معجزات کے بیان میں

اس باب میں دو فصل ہیں۔ **فصل پہلا نبوت کے دلائل جو اہل کتاب وغیرہ** خبر دئے ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل آفتاب سے زیادہ روشن و تابان اور ہر شعور مند پر ظاہر و عیاں ہیں اور اگلے پیغمبروں کی کتابوں میں مسطور اور علما پاس مشہور ہے۔ عاصی کچھ ایک یہاں بطور نمونہ کے گذارش کرتا ہے۔ **اگلے انبیا کی کتابوں میں جو بشارتاں مذکور ہیں سو یہاں**۔ بخاری عطا ابن یسار سے روایت کئے ہیں

کہ میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مل کر پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف توریت میں کیا لکھا ہے۔ انھوں نے توریت پڑھے تھے سو کہے قرآن میں جو اوصاف مذکور ہیں انہی اوصاف سے بعضے توریت میں بھی ہیں اے نبی ہم نے تجھکو بھیجا گواہ بناکر خوشی کی باتاں سناویں اور ڈراویں اور محافظ نادانوں کا۔ تو میرا بندہ ہے اور پیغمبر تیرا نام رکھا میں نے متوکل نہیں بداخلاق اور نہ سخت اور نہ پکارنیوالا بازاروں میں بدی کا بدلا بدی نہیں کرتا لیکن معاف کرتا اور درگذرتا اور اللہ تعالی اسکو موت نہ دیگا جب تک کہ لنگڑی ملت سیدھی نہ کرے یہانتک کہ کہے لا الٰہ الا اللہ اور کھولیگا اسکے سبب اندھی آنکھ اور بہرے کان اور غلاف میں کے دل۔ اور ابن عساکر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے جو یہودیوں کے بڑے عالم اور اسلام سے مشرف ہوئے تھے سو روایت کئے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکے سے روانہ ہوئے کر انھوں سنے تو حضرت کی ملاقات واسطے گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکو دیکھکر فرمائے ابن سلام یثرب کا عالم توہی ہے کہے ہو۔ حضرت فرمائے میں تجھے قسم دیتا ہوں اسکی جو موسیٰ پر توریت نازل کیا میری صفت کتاب الہی میں کیا ہے۔ ابن سلام کہے یا محمد تم اپنے پروردگار کا وصف کہو۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم مضطرب ہوگئے کہ اتنے میں جبریل آکے کہے کہہ اے محمد وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے نہ کسی کو جنا نہ کسی سے جنا اور نہیں اس کے جوڑ کا کوئی۔ یہ سن کر عبداللہ بن سلام کہے میں گواہی دیتا ہوں تم بیشک اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالی تم کو اور تمھارے دین کو سب پر غالب کریگا۔ اور میں تمھاری صفت اللہ کی کتاب میں ایسا پاتا ہوں اے نبی ہم نے بھیجے تم کو گواہ بناکر اور خوشی کی باتیں سناویں اور ڈراویں تو میرا بندہ ہے اور رسول تیرا نام میں نے متوکل رکھا۔ نہیں ہے بداخلاق اور نہ سخت اور نہ پکارنیوالا بازاروں میں اور بدی کا بدلا بدی نہیں کرتا لیکن عفو کرتا اور درگذرتا ہے۔ اسکو اللہ تعالی وفات نہ دیگا جب تک کہ ٹیڑھی ملت کو راست نہ کرے یہانتک کہ بولے لا الٰہ الا اللہ اور کھولیگا

اس سے اندھی آنکھ اور بہرے کان اور غلاف ہیں کے دل ۔ اور دارمی اور ابن سعد اور ابن عساکر کعب الاحبار سے روایت کئے ہیں کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت توریت میں یوں ہے کہ محمد فرزند عبد اللہ کے پیدا ہوگئے کے ہیں اور ہجرت کریگے طیبہ طرف اور ہوگی انکی مملکت شام میں نہیں ہے فحش گو اور نہ پکارنے والا بازاروں میں اور بدلہ نہیں لیگا بدی کا بدی لیکن معاف کرے گا ۔ اسکی امت ثنا خواں ہوگی اللہ کی ثنا اور حمد کریگی ہر حضرت میں اور اللہ کی تکبیر بولینگے ہر بلندی پر اور دھویا کریگے اپنے ہاتھ پاؤں اور لنگ باندھیں گے اپنی کمروں پر صفوف کھڑے ہونگے اپنی نماز میں جیسا صف کھڑے ہوتے ہیں جنگ میں ۔ آواز انھوں کے گونجے گا مساجد میں جیسا شہد کی مکھی گونجتی ہے اور انکی ندا سنی جائے گی آسمان کے درمیان ۔ اور روایت کئے ہیں ابونعیم وغیرہ کہ کعب الاحبار سے پوچھے تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایمان نہ لاکر اب عمر رض کے وقت ایمان لائے سو کیا سبب کہے میرا باپ بڑا عالم تھا اور جو کچھ موسی علیہ السلام پر نازل ہوا تھا اس سے خوب واقف تھا اور مجھے بھی تمام کتب کی تعلیم کیا جب اسکی موت کا وقت قریب پہنچا مجھے کہا میں جو کچھ جانتا تھا سو تجھکو سکھایا مگر دو ورق اسمیں ایک نبی کا احوال مذکور ہے اور اس نبی کے نکلنے کا وقت قریب ہے اور میں انکو مہر کر کر فلانے مقام میں رکھا ہوں اور اس کا منھ مٹی لگا کر بند کیا ہوں تو اسکو کھول کر ہرگز نہ دیکھ شاید کوئی جھوٹا نکلے اور نبوت کا دعوے کرے اور تو نادانی سے اس کا تابع ہو جائے ۔ غرض اسکے موئے بعد مجھے اسکے کھولے بغیر چین نہ ہوئی دیکھا اس میں لکھا ہے محمد نے رسول اللہ ہے اور خاتم النبیین اسکے بعد کوئی نبی نہیں پیدائش اسکی مکے میں اور ہجرتگاہ اس کا طیبہ بداخلاق نہیں اور نہ سخت اور نہ پکارنے والا بازاروں میں ۔ بدی کا بدلہ بدی نہیں کرتا لیکن عفو کرتا اور درگزرتا ۔ اسکی امت اللہ کی ثنا خواں ہے ثنا کریگی اللہ کی ہر حال میں اور ان کی زبان پھرا کرے گی اللہ کی تکبیر میں اور اپنے نبی کی مدد کریگے اسکے دشمنوں پر ۔ دھویا کرینگے

اسلام در کعب احبار کی تصدیق

اپنی شرمگاہ اور لنگ باندھیں گے اپنی کمروں پر انکی انجیل رہیگی انکے سینوں میں اور ایکدوسرے سے سگے بھائی سا دوستی رکھینگے اور وہی لوگ بہشت میں اول جائینگے۔ القصہ چند روز نہیں گذرے کہ سماعت میں پہنچا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں دعویٰ نبوت کا کرتے ہیں پھر میں احوال کی دریافت میں تھا یہانتک کہ عمر رضی اللہ عنہ کے عاملاں آئے اور ان کی راست بازی اور وعدہ وفائی میرے پاس خوب ظاہر ہوئی اور ان کو ان کے دشمنوں پر جو فتوح ہوئے سو بغور ملاحظہ کیا تو مجھے یقین ہوا کہ وہ نبی یہی ہیں۔ غرض ایک روز میں بالاخانے پر تھا کوئی مسلمان یہ آیت پڑھا یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓی اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ کَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ وَکَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا۔ اے کتاب والو ایمان لاؤ اسپر جو ہم نے نازل کیا سچ بتاتا تمھارے پاس والیکو پہلے اس سے کہ ہم مٹا ڈالیں کتنے منھ پھر الٹ دیں انکو پیٹھ کے طرف یا ان کو لعنت کریں جیسی لعنت کی ہفتے والوں کو اور اللہ نے حکم کیا سو ہوا۔ یہ آیت سنتے ہی مجھے اندیشہ ہوا کہ میرا منھ پیٹھ طرف کہاں پھر جاتا ہے اور یہی انتظار لگی کہ صبح کب ہوگی پھر صبح ہوتے ہی میں مسلمانوں پاس جا کر اسلام سے مشرف ہوا۔

روایت کئے ہیں بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہے جارود بن المعلّی آ کے اسلام لایا اور کہا قسم ہے اسکی جو تم کو رسول برحق کیا میں انجیل میں تمھاری صفت دیکھا اور بتول کا فرزند یعنی عیسیٰ علیہ السلام تمھارے آنیکی خوشخبری دیا۔ اور بیہقی روایت کئے ہیں وہب بن منبہ سے اور انھوں اگلے انبیا کی کتابوں سے خوب واقف تھے کہے کہ اللہ تعالیٰ داؤد علیہ السلام کو وحی کیا کہ تیرے بعد ایک نبی آئے گا اس کا نام احمد و محمد ہے۔ روایت کئے ہیں طبرانی اور بیہقی اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے فلتان بن عاصم سے کہے کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس تھے ایک یہودی آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پوچھے تو توریت پڑھا ہے تو بولا پڑھا ہوں پوچھے انجیل پڑھا ہے تو بولا ہو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو قسم دیکے پوچھے

میری صفت توریت اور انجیل میں ہے یا نہیں تو بولا ایک ہی آنیوالا ہے سو اسکی نعت تمھاری
نعت سا ہے اور ہیئت تمھاری ہیئت سا اور نکلنا تمھی نکلے سا اور ہم کو آرزو تھی کہ وہ ہمارے
میں ہو گا پھر تم نکلنے سے ہم اندیشمند ہوکے دیکھے تو تم وہ نہیں کیونکہ اس کے ساتھ ستر ہزار
آدمی اسکی امت سے ہونگے کہ ان پر حساب اور عذاب نہیں اور تمھارے تو چند آدمی ہیں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قسم ہے اسکی کہ میرا جی اسکے حکم میں ہے میں وہی ہوں اور
وہ میری ہی امت ہے اور وہ ستر ہزار اور پھر ستر ہزار سے بڑھکر ہیں۔ روایت کیے ہیں
ابن سعد اور ابن عساکر نے سہل سے مولی عثمن کا کہا کہ ہم جاہلیت میں نصرانی مذہب اختیار
کئے تھے سو میں ایک روز انجیل لیکر پڑھتا تھا دیکھا کہ ایک ورق کو سرش لگا کر جوڑا ہے اسکو
چیر کے دیکھنے لگا اس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف یوں لکھا ہے کہ وہ نہ بہت کوتاہ قد
ہے اور نہ دراز گورا رنگ اسکے دونوں شانوں بیچ مہر نبوت ہے اکثر گوٹھ باندھ کے بیٹھا
کریگا اور صدقہ نہ لیگا اور دراز گوش اور اونٹ پر بیٹھا کرے گا اپنی بکری کا دودھ آپ ہی
نچوڑا کرے گا اور پیوند پڑی ہوئی قمیص پہنے گا ایسا جو کرے تو تکبر سے بری ہے اس نے یہ
کرے گا اور وہ اسمٰعیل کی اولاد میں ہو گا اس کا نام احمد، اتنا دیکھا کہ اس عرصہ میں میرا چچا آکر
مجھے مارا اور بولا اسکو کیا تو دیکھتا ہے میں بولا اس میں احمد کا وصف لکھا ہے تو وہ بولا احمد ابھی
آئے نہیں۔ روایت کئے ہیں ابن سعد نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہے کہ ایک روز
نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیت المدراس یعنی یہودیوں کے مدرسہ کو تشریف لیگئے اور فرمائے تمھارے
میں کا جو بڑا عالم ہے سو آوے تو میں اس سے کچھ پوچھوں گا۔ پھر سب عبداللہ بن صوریا
طرف اشارہ کئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو کنارے لیجا کر کہے تجھے تیرے دین کی اور اللہ تعالے
جو نعمتاں تم پر بخشش کیا اور من وسلوی کھلایا اور ابر کا سایہ کیا سو اسکی قسم میں اللہ کا رسول ہو
سو تو جانتا ہے بولا درست اور میں جیسا جانتا ہوں ویسا ہی ہمارے سب لوگ جانتے ہیں اور
تمھارے اوصاف توریت میں مذکور ہیں لیکن یہود حسد سے ایمان نہیں لاتے حضرت فرمائے

پھر تو کیا واسطے اسلام نہیں لاتا تو بولا قوم کا خلاف کرنا خوب نہیں سمجھتا ہوں شاید وہ
ایمان لائیں گے اس وقت میں بھی ایمان لاؤں گا۔ روایت کیے ہیں امام احمد اور ابن
سعد کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لیجاتے تھے راہ میں یہودی کا لڑکا بیمار تھا سو
اس کا باپ توریت نکال کر پڑھتا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو کہے اے یہودی تجھے قسم ہے
اس کی جو توریت موسیٰ پر نازل کیا توریت میں میری صفت اور میرا نکلنا مذکور ہے یا نہیں
پھر وہ سر سے اشارہ کیا نہیں اور وہ لڑکا جو بیمار تھا سو کہا موسیٰ پر توریت جو نازل کیا میں اس
کی قسم کر کر کہتا ہوں تمھاری صفت اور نکلنے کی جگہ اور وقت توریت میں وہ پاتا ہے اور
میں گواہی دیتا ہوں کہ معبود نہیں سوائے اللہ کے اور مقرر تم اللہ کے رسول ہیں۔ پھر حضرت
فرمائے اب یہودی کو یہاں سے سرکا دیو اور روح اس کا قبض ہوئے بعد اس پر حضرت
جنازے کی نماز ادا کئے۔ روایت کیے ہیں ابن سعد اور ابو نعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے کہے کہ قریش نے نضر بن الحارث اور عقبہ بن ابی معیط وغیرہ چند اشخاص کو مدینے کے
یہود پاس روانہ کئے تا ان سے احوال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دریافت کریں پھر وہ لوگ
مدینے کو جا کر یہود سے کہے ہماری قوم میں ایک لڑکا یتیم بہت ہی حقیر تھا سو وہ ایک بڑی بات
کرتا ہے کہتا ہے آپ رسول ہوں رحمن کا۔ یہود کہے اس کے اوصاف بیان کرو پھر اوصاف
بیان کئے پوچھے اس کے تابعدار کون ہوئے کہے چند سفلے ہوئے ہیں۔ یہ سن کر ان کا بڑا عالم جو
تھا سو ہنسکر کہا یہ وہ نبی ہے جسکی نعت ہم کتابوں میں دیکھتے تھے بعضے روایتوں میں آیا ہے
کہ یہود بعد ان کو کہے کہ اسکو پوچھو ذوالقرنین اور روح اور اصحاب کہف سے اگر نبی ہو تو دو بات
کی خبر دے گا اور ایک بات کی خبر نہ دے گا۔ پھر حضرت سے پوچھے تو سورہ کہف نازل ہوا
ذوالقرنین اور اصحاب کہف کا احوال بیان کئے اور روح کو امر رب ہے کر کر فرمائے۔
روایت کیے ہیں ابن ابی حاتم اور ابو نعیم نے وہب بن منبہ سے نقل کرتا ہے اشعیا علیہ السلام
کی کتاب سے کہ اللہ تعالیٰ اشعیا کو وحی کیا کہ میں ایک نبی امی کو بھیجنے والا ہوں۔ کھولوں گا

اس کے سبب سے بہرے کان اور غلاف میں کے دل اور اندھی آنکھ۔ اسکی پیدائش مکے میں اور ہجرت گاہ طیبہ اور مملکت اسکی شام میں وہ میرا بندہ ہے متوکل مصطفیٰ مرفوع حبیب منتجب مختار بدی کا بدلا بدی نہیں کرتا لیکن معاف کرتا اور درگذر کرتا اور بخشدیتا مہربان ہومنون پر جانور پر سنگینی دیکھ کے روئے گا اور بیوہ کے گود میں یتیم کو دیکھ کر روئے گا وہ نہیں ہے بداخلاق اور نہ سخت اور نہ پکارنے والا بازاروں میں اور نہ آراستہ فحش سے اور نہ بکنے والا بیہودہ ایسا چین سے چلے گا اگر چراغ کی بازو سے چلے تو نہ بجھے اور اگر خشک چھڑی پر چلے تو اسکے پاؤں کے نیچے آواز نہ آئے۔ اسکو میں بھیجوں گا خوشخبری دینے اور ڈرسنانے اور اس کو درست کرونگا ہر خوبی کیلئے اور دیوں گا اسکو پاکیزہ اخلاق کروں گا آہستگی اس کا لباس اور نیکی اُس کا شعار اور تقوی اس کا باطن اور حکمت اسکی عقل اور راستی اور وفاداری اسکی طبیعت اور معاف کرنا اور بخشنا اور بھلی بات کرنا اسکی اخلاق اور عدل کرنا اسکی سیرت اور حق اسکی شریعت اور ہدایت اسکی پیشوا اور ملت اسکی اسلام اور احمد اس کا نام راہ بتاؤنگا اس کے سبب گمراہی کے بعد اور سکھاؤں گا نادانی کے بعد اور نام آور کروں گا گمنامی کے بعد اور نامدار کرونگا بےنامی کے بعد اور بڑھوتی کروں گا کمی کے بعد اور غنی کروں گا محتاجی کے بعد اور اکھٹے کرونگا جدائی کے بعد اور الفت دیونگا اس کے سببسے دلوں میں جو پراگندہ تھے اور ملتوں میں جو مختلف تھے۔

روایت کیئے ہیں ابونعیم نے کعب الاحبار اور وہب بن منبہ سے کہے کہ دانیال کی کتاب میں ہے کہ بخت نصر بادشاہ ایک خواب دیکھا دہشت ناک ہوشیار ہوا تو وہ خواب یاد نرکھا پھر کاہناں اور ساحراں کو بلواکے خواب میں اپنے پر جو دہشت ہوئی سو بیان کرکر اسکی تعبیر پوچھا وہ کہے اگر تو خواب بیان کیا تو ہم اسکی تعبیر کہیں گے بولا خواب مجھے یاد نہیں۔ غرض آخر دانیال کو بلواکے اپنا اضطراب بیان کیا۔ دانیال کہے تو خواب میں دیکھا ایک بُت بہت ہی بڑا اسکے پاؤں زمین میں اور سر آسمان پر اوپر تو سونیکا اور بیچ میں روپے کا اور نیچے تانبا۔ پنڈریاں لوہے کے اور پاؤں مٹی کے اور تو اسکی خوبی اور مضبوطی کو تعجب سے دیکھتا تھا کہ اتنے میں

ایک پتھر آسمان سے اس کے بیچ سر پر پڑکر اسکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا یہانتک اس کا سونا روپا تانبا لوہا مٹی سب مخلوط ہو گئے اور تو سمجھا اگر جن اور انس تمام جمع ہو کر اسکو جدا کرنا چاہیں تو ان سے وہ نہ ہو سکے گا اور اگر بارا چلے تو وہ اسکو اڑا دیگا بعد تو دیکھا وہ پتھر بڑھنے لگا اسقدر بالیدہ ہوا کہ تمام روے زمین اس سے بھر گیا سوائے آسمان کے اور اس پتھر کے کچھ نظر نہ آنے لگا۔ بخت نصر کہا تم سچ کہے میں یہی خواب دیکھا اب کہو اسکی تعبیر کیا ہے۔ دانیال کہے بت جو ہے سو مختلف امتاں ہیں اول اور اوسط اور آخر زمانے میں اور پتھر جو گرا سو وہ ایک دین ہے کہ وہ ان امتوں پر گریگا اور سب پر غالب آئیگا اس طرح سے کہ اللہ تعالے ایک نبی امی کو عرب سے بھیجے گا اس نے تمام امتوں اور دینوں کو توڑیگا جیسا پتھر بت کو توڑا اور تمام دنیا اور امتاں پر غالب آئیگا جیسا پتھر سب پر غالب ہو کے تمام کو پوشیدہ کیا۔

الغرض اگلے انبیا کی کتب میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام صراحتاً مذکور تھا اور حضرت کے اوصاف اور نشانیاں مذکور تھے بعد حضرت ظاہر ہونیکے یہود و نصاریٰ کے علما عداوت اور دنیا کی لالچ سے اسکو نکال دیے اور بہت جگہ تغیر و تبدل کئے چنانچہ اجتک بھی وہ لوگ اپنی کتابوں میں تغیر و تبدل کر دیتے ہیں اور دو چار ہزار کتاب نئے چھاپتے ہیں اور اس کو مشہور کر کر پرانی کتابوں سے نجاست پونچھکر پھینکدیتے ہیں باوجود اتنی شرارت کے ہنوز ان کی کتابوں میں بہت سے مقام میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مذکور ہے یہاں تھوڑا بطور نمونے کے لکھتا ہوں۔ **توریت** سفر الاستثنا کے اٹھارھویں باب کے اٹھارھوں سطر سے لکھا ہے کہ میں ان کے یعنی بنی اسرائیل کیلئے ان کے بھائیوں میں تجھ سا ایک نبی قایم کروں گا اور اپنا کلام اس کے منھ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا ان سے کہیگا اور ایسا ہوگا جو کوئی میرے باتوں کو جنھیں وہ میرا نام لیکر کہیگا نہ سنے گا تو قوم سے ہلاک کیا جاوے۔ انتہی۔ دیکھئے اس نص میں کہا کہ ان کے بھائیوں سے تو معلوم ہوا وہ نبی اسرائیل سے نہیں بلکہ ان کے بھائیوں سے ہے۔ بنی اسرائیل کے بھائی نہیں مگر بنی اسمٰعیل و بنی اسمٰعیل

سے نبوت کا دعویٰ کوئی نہ کیا سوائے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اپنے دعوے کو معجزات سے ثابت کئے تو معلوم ہوا کہ نبی سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں بلکہ توریت جو یہود کے پاس ہے اس کے کئے نسخوں میں ہے کہ اے موسیٰ میں بنی اسمعیل کیلئے ایک نبی میرے گھر سے قایم کروں گا اور میری بات اس کے منہ میں ڈالونگا اور جو کچھ کہیں اسکو فرماؤں گا سوان کو کہیگا۔ چنانچہ مولنا شاہ عبدالعزیز دہلویؒ اس عبارت کو اپنی کتاب ردّ روافض میں لکھے ہیں۔ اور اس نبی سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہونے پر ایک قرینہ اور بھی ہے کیونکہ اس میں لکھا ہے کہ اس کے منہ میں اپنا کلام ڈالوں گا سو توریت انجیل زبور وغیرہ اللہ تعالیٰ کا کلام انبیا کے منہ میں ہی تھا تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے لئے کچھ بڑھکر ہونا دیسا کلام کوئی نہیں سوائے قرآن شریف کے کہ جس کو حضرت کا معجزہ کیا اور وہ کلام کو تمام اُمتیاں پڑھتے ہیں اور اس کے حافظ ہیں اور اس سے احکام کا استنباط کرتے ہیں۔ اور وہ جو کہا کہ جو کوئی نہ سنے گا تو قوم سے ہلاک کیا جاوے دلالت کرتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد ہیں اور جو حضرت کی بات نہ مانے تو اُسکو قتل کرتا ہے۔ اور نصاریٰ اس نص کو مسیح علیہ السلام کے حق میں جو لیتے ہیں سو بات بن نہیں سکتی کیونکہ خدا تعالیٰ کا کلام ان کے منہ میں جس طور پر کہ ہم کہے نہ تھا اور عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت جو قبول نہ کرے تو اسکو ہلاک کرنا آیا نہیں اور اس نص سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نبی کی دعوت علی العموم رہیگی اور مسیح علیہ السلام کی دعوت مخصوص بنی اسرائیل کو تھی۔ **توریت** کے سفر التکوین کے انچاسویں باب کی دسویں سطر میں لکھا ہے یہوذا سے ریاست کی چھڑی نہ جائیگی اور نہ ناموس وضع کرنیوالے اسکے نسل سے جائیں گے جب تک شیلوہ نہ آوے اور قومیں اسکے پاس جمع ہونگے اس نے اپنا گدھا تاک سے اور اپنی گدھی کا بچہ کرم سے باندھکر اپنے کپڑے شراب میں اور اپنی پوشاک انگور کے لہو میں دھوئے۔ اسکی آنکھیں شراب سی لال ہونگی اور اسکے دانت دودھ سے سفید ہونگے انتہیٰ۔ یعقوب علیہ السلام جس کا لقب اسرائیل تھا اپنے فرزند یہودا کو یہ بشارت دیئے

اور شیلو سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں حضرت کے آنے سے بنی اسرائیل کی عزت اور سلطنت
اور ناموس کے وضع کرنے والے یعنی انبیا جاتے رہے اور نصاریٰ جو کہتے ہیں شیلو سے مراد مسیح
علیہ السلام ہے سو یہ بات بن نہیں سکتی کیونکہ مسیح کے آنے سے نبوت بنی اسرائیل سے نہیں گئی
اس لئے کہ مسیح علیہ السلام بنی اسرائیل سے تھے اور مسیح پاس قومیں جمع نہ ہوئے اور مسیح کے
آنکھ سرخ نہ تھے بخلاف نبی صلی علیہ وسلم کے کہ حضرت کے پاس قومیں جمع ہوئے اور آنکھیں
سرخ اور دانت نہایت سفید تھے اور گدھا تاک سے اور گدھی کا بچہ کرم سے باندھنا اس سے
شاید اشارہ ہے کہ انکی سلطنت انتہائی زمین تک ہونا اور شراب میں کپڑے دھونا شاید مراد
بہا کرنا اور خون میں کپڑے رنگین ہونا ہے۔ **توریت** میں سفر الاستثنا کے تینتیسویں باب
کی دوسری سطر میں لکھا ہے کہ موسیٰ نے کہا کہ یہواہ سینا سے آیا اور ساعیر سے طلوع ہوا اور
فاران کے پہاڑ سے ان پر چمک کے ہزاروں مقدس کے ساتھ آیا اور اس کے دہنے ہاتھ
ایک آتشی شریعت ان کیلئے تھی۔ وہ قوم کے ساتھ کمال اخلاص سے محبت رکھتا ہے اس کے
سارے مقدس تیرے ہاتھ میں ہیں اور وہ تیرے قدموں سے نزدیک ہیں اور تیری تعلیموں کو
قبول کرینگے انتہیٰ۔ سینا نام پہاڑ کا ہے کہ جس پر موسیٰ علیہ السلام کو تجلی ہوئی۔ وہاں سے آنا مراد
توریت کو نازل کرنا ہے اور دین کی تعلیم شروع ہونا ہے موسیٰ علیہ السلام کے قبل بہت سے
انبیا آئے پر دین کی تعلیم اس ڈھب کی نہ تھی۔ اور ساعیر نام پہاڑ کا ہے کہ جس پر عیسیٰ علیہ السلام
بیٹھا کرتے تھے وہاں سے طلوع کرنا عیسیٰ نے توریت و انجیل کے احکام کی تعلیم کرنا ہے کہ انسے
شریعت یونان و روم میں رواج پائی۔ اور فاران نام مکہ معظمہ کا ہے اسی کے پہاڑ حرا پر نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتدا میں وحی نازل ہوئی۔ اور ہزاروں مقدس سے مراد صحابہ ہیں رضی اللہ
عنہم کہ خدا تعالیٰ کی تعلیموں کو قبول کئے۔ اور آتشی شریعت حضرت ہی کی ہے کہ شمشیر کے زور
سے لنگڑے ملتوں کو راست کیا۔ **زبور** کے بہترویں باب میں لکھا ہے کہ اے خدا بادشاہ کو اپنی
عدالتیں عطا کر اور بادشاہ کے بیٹے کو اپنی صداقت دے وہ تیرے بندوں میں صداقت سے

حکم کرے گا اور تیرے مسکینوں میں راستبازی سے پہاڑ تیری قوم کے لئے سلامتی ظاہر کرینگے
اور ٹیلے راستبازی وہ راستبازی سے خلق کے مسکینوں کا انصاف کرے گا اور محتاجونکے
فرزندوں کو بچاوے گا اور ظالموں کو ٹکڑے ٹکڑے کریگا جب تک کہ سورج اور چاند باقی رہیں
گے سارے پشتوں کے لوگ تجھسے ڈرا کرینگے وہ باراں کے مانند کاٹی ہوئی گھاس پر نازل
ہوگا اور پھوئی کے مینھ کے طرح جو زمین کو سیراب کرتا ہے اس کے عصر میں جبتک
کہ چاند باقی رہیگا راستباز پھیلیں گے اور سلامتی کامل ہوگی سمندر سے سمندر تک اور دریا
سے انتہائی زمین تک اس کا حکم ہوگا وے جو بیابان کے باشندے ہیں اسکے سامنے جھکینگے
گے اور اس کے دشمن ماٹی چاٹینگے ترسیس اور جزیروں کے سلاطین تحفے لادینگے عرب کے
اور سبا کے بادشاہ ہدیے گذرانیں گے ہاں سارے بادشاہ اس کے حضور سرنگوں ہونگے۔ ساری
گروہیں اسکی خدمت گزاری کریں گی کیونکہ وہ نالہ کرنیوالے محتاج کو اور مسکین کو اور اسکو جو بے یار
ہے بچاویگا۔ وہ دل شکستہ اور محتاج سے نرمی کرے گا اور محتاجونکی جان بچالیگا وہ ان کی جانیں
جور اور جفا سے بچالیگا اس کا نام ان کے پاس کریم ہوگا اور عرب کا سونا اسے دیا جائیگا سدا
اسپر صلوٰۃ کہا کرینگے ہر روز اسکی مبارکباد کہی جائیگی اسوقت ایک مٹھی بھر دانے جو زمین میں یا
پہاڑیوں کی چوٹیوں پر گرینگے تو ان کے پھل لبنان کے درخت کی طرح جھر جھراوینگے اور
مدینے سے گھاس کے مانند پھیلیں گے اس کا نام ابد تک باقی رہیگا جب تک کہ آفتاب رہیگا
اسکے نام کا رواج ہوگا لوگ اسکے باعث مبارک ہونگے ساری قوم اسے مبارک کہیگی۔ انتہیٰ۔
یہ نص سلیمان علیہ السلام کے حق میں ہو نہیں سکتا کیونکہ یہ اوصاف تمام ان میں پایا نہیں جاتے
چنانچہ یہود و نصاریٰ کے پادریوں کا بھی اس بات پر اتفاق ہے اور نصاریٰ جو دعوے کرتے
ہیں کہ یہ نص مسیح علیہ السلام کے حق میں ہے سو بے دلیل ہے کیونکہ کوئی ایک صفت اسکی اُن میں نہ
تھی مگر یہ تمام اوصاف محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں ا اور بادشاہ کا بیٹا گرچہ ابتدا میں آیا ہے
سو بعید نہیں کہ پادریوں نے کچھ تغیر دیکے وہ لفظ لکھیں رہیں بر تقدیر ثبوت کے اسکی تاویل یہ ہے

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داؤد علیہ السلام کے نبی الاعمام میں تھے تو بھائی کے فرزند کو اپنا بیٹا بولنا
عادت ہے شاید اس عرف کو نظر کرتے بادشاہ کا فرزند کہا۔ اشعیا کی نبوت کے اکیسویں باب
کی پہلی سطر میں لکھا ہے کہ نبوت بیابان کے لوگوں میں ہے جو قریب ہے سمندر سے' اور
ساتویں سطر میں لکھا ہے کہ میں نے خواب دیکھا دو سوار ایک گدھے کا سوار دوسرا اونٹ
کا۔ پھر نویں سطر میں لکھا ہے کہ اُن دو سواروں میں سے ایک نے آکر کہا بابل ویران ہوا
اور اس کے تمام بتاں جو ہاتھوں سے بنائے ہوئے تھے سب گر پڑے۔ اے پرہیزگار و
سنیو وہ جو میں نے لشکر کے سردار اسرائیل کے خدا سے سنا ہوں سو تم کو خبر دیتا ہوں کہ نبوت
ادوم اور ساعیر کے لوگوں میں ہے جو اولاد میں عیسو کے پکار دمجھے ساعیر سے نگاہ رکھو بزرگوں
کو پاسبانی کرو دن رات اگر تو ڈھونڈھتا ہے تو ڈھونڈھ نبوت عرب میں اور بنی قیدار میں
ہے انتہی۔ دیکھو قیدار نام ہے اسمٰعیل کے فرزند کا جسکی اولاد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور
بنی قیدار میں نبوت کا دعوے کوئی نہ کیا سوائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ یہ عبارت قدیم
ترجموں میں ہے حال کے نسخے جو انگریز اُن کا ترجمہ کئے ہیں اس سے اس فقرے کو نکالدئے
ہیں۔ **یوحنا** کی انجیل کے چودھویں باب کی سولھویں سطر میں لکھا ہے کہ مسیح کہا کہ میں اپنے
باپ سے درخواست کروں گا اور وہ تمھیں دوسرا بارقلیطا دے گا جو ابد تک تمھارے
ساتھ رہے یعنی روح صدق جسے دنیا قبول نہیں کرسکتی کیونکہ اسے دیکھتی نہیں اور نہ اُسے
جانتی ہے لیکن تم اسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمھارے ساتھ رہتا ہے اور تم میں ہووے گا۔
اور پچیسویں سطر میں لکھا ہے کہ مسیح فرمایا کہ میں نے یہ باتیں تمھارے ساتھ ہوتے ہوئے
تم سے کہیں لیکن وہ بارقلیطا روح قدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہ تمھیں سب
چیزیں سکھلاوے گا اور سب چیزیں جو کچھ کہ میں نے تمھیں کہا ہے تمھیں یاد دلائیگا۔ اور پندرھویں
باب کی چھبیسویں سطر میں لکھا ہے پر جب کہ وہ بارقلیطا جسے میں تمھارے لئے باپ کی
طرف سے بھیجوں گا یعنی روح صدق جو باپ سے نکلتا ہے آوے تو وہ میرے لئے

گواہی دیگا اور تم بھی گواہی دوگے کیونکہ تم ابتدا سے میرے ساتھ ہو۔ اور سولھویں باب کی ساتویں سطر میں لکھا ہے تمھارے لئے میرا جانا ہی سودمند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں بارقلیطا تم پاس نہ آئے گا پر اگر میں جاؤں میں اسے تم پاس بھیجدوں گا اور وہ جب آوے تو جہان کو گناہ سے اور راستی سے اور حکم سے ملزم کریگا۔ گناہ سے اس لئے کہ وے مجھ پر ایمان نہ لاے راستی سے اس لئے کہ میں اپنے باپ پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھوگے۔ حکم سے اس لئے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے۔ ہنوز بہت سے باتیں ہیں کہ میں تمھیں کہوں پر اب تم ان کی برداشت کر نہیں سکتے لیکن جب وہ یعنی روح صدق آوے وہ تمھیں ساری سچائی کی راہ بتاوے گا اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہیگا لیکن جو کچھ سنیگا سو کہیگا اور وہ تمھیں آئندہ کی خبریں دے گا اور وہ میری ستایش کرے گا اسلئے کہ وہ میری چیزوں سے پائیگا اور تمھیں دکھائے گا سب چیزوں جو باپ کے ہیں میری ہیں اسلئے میں نے کہا کہ وہ میری چیزوں سے لیگا اور تم کو دکھائے گا۔ انتہی۔ دیکھئے کہ مسیح علیہ السلام نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کیسی بشارت دے اور بارقلیطا یونانی لفظ ہے اوس کا معنے وکیل اور شفاعت کنندہ اور تسلی دہندہ اور معزی اور محمد اور خلاصی دہندہ اور پیغامبر کرکر آیا ہے اور مسیح علیہ السلام کی نبوت کی سچوٹی اور اُن کا آسمان پر جانا حضرت کے فرمانے سے جہان پر آشکارا ہوا اور مسیح علیہ السلام جو اوصاف کہ کہے سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود تھے تو معلوم ہوا کہ بارقلیطا وہی تھے اور اس نص میں جابجا مسیحؑ نے خدا تعالی کو باپ باپ کرکر جو تعبیر کئے ہیں سو اسمیں کچھ تغیر و تبدل کرنا پادریوں سے بعید نہیں۔ احتمال ہے کہ شاید اصلی زبان میں کوئی لفظ مشترک تھا اُس کو باپ کر معنے کئے رہیں چنانچہ ان کے ترجمے ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خالق کو اور اُستاد کو باپ سے تعبیر کرتے ہیں۔ یوحنا کی انجیل کے چودھویں باب کی تیسویں سطر میں لکھا ہے کہ بعد اس کے میں تم سے بہت کلام نہ کروں گا اس لئے کہ اس جہان کا ارکون آتا ہے اور اسکی مجھ میں کوئی چیز نہیں۔ انتہی۔ ارکون یونانی لفظ ہے اس کا معنی سردار سو عیسیٰ علیہ السلام

کے بعد جہان کا کوئی سردار نہ آیا سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اس نص میں مسیح علیہ السلام اشارہ کئے کہ وہ اپنے سے افضل ہے۔ **مشاہدات** کے دوسرے باب کے چھبیسویں سطر میں یوحنا لکھتا ہے کہ میں دونگا اُوورکمر کو جو یاد رکھتا ہے میرے کاموں کو سلطنت تمام امتوں پر اور وہ آہنی عصا لئے ہوئے ان پر حکمرانی کرے گا اور سفالی ماٹی کے برتنوں کے مانند انھوں کو پیسے گا۔ انتہی۔ اُوورکمر یونانی بھاکا ہے اس کا معنی مظفر اور جنگی اور غالب سو مسیح علیہ السلام کے بعد تمام امتوں کو آہنی عصا یعنی تلوار کے بل سے حکمرانی کوئی نہ کیا سوائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ غرض باوجود تغیر و تبدل کے ہنوز اگلے کتابوں میں استدلال کے مقامات باقی ہیں اور ان کے سوائے اور بھی نصوص ہیں طوالت کے اندیشے سے اس پر اکتفا کئے۔ **یہود و نصاریٰ کے علما حضرت کی رسالت کا اقرار کئے سو بیان۔**

حضرت سلمان فارسی کا قصہ

روایت کئے ہیں ابن سعد اور بیہقی اور ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہے کہ ہمکو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ خبر دئے اور کہے میں رامہرمز کا رہنے والا اور میرا باپ وہاں کا پٹیل تھا اور اس کا میرے پر پیار بہت تھا یہانتک کہ گھر کے باہر جانے دیتا نہیں تھا۔ اور مجوسی مذہب کے طریقے پر مجھ کو خوب ماہر کیا۔ غرض ایک روز مجھے کسی جگہ کا احوال دریافت کرنے بھیجا راہ میں ایک گیرجا تھا نصاریٰ اسمیں عبادت کرتے تھے ان کے دیکھنے سے مجھے نہایت تعجب ہوا انھیں کو دیکھتا ہوا رہا مغرب کو باپ مجھے ڈھونڈھنے لوگوں کو روانہ کیا اور میں شام ہونے سے اپنے گھر کو آیا پوچھا اتنا وقت کیا کرتا تھا میں کہا چند لوگ عبادت کرتے تھے سو انکی عبادت مجھے خوب دسی اور ان قوم کو نصاریٰ کہتے ہیں میں ان کے پاس تھا۔ باپ میرا بولا تیرا دین اور تیرے آبا کا دین ان کے دین سے بہتر ہے میں بولا وہ لوگ خدا کی عبادت کرتے ہیں اور ہم اپنے ہاتھ سے سلگائے سو آتش کی پرستش کرتے ہیں اگر چھوڑ دیں تو بجھ جائے۔ باپ غصہ ہو کر میرے پانوں میں بیڑیاں ڈالا اور میں کسی کو اُن نصرانیوں پاس بھیجکر دریافت کیا کہ تمھارے دین کا اصل کہاں ہے بولے شام میں پھر میں

ان کو جتا دیا کہ تمھارے کوئی لوگ شام طرف جاویں تو مجھے اطلاع کرو غرض شام سے تجار آ کر
جاتے وقت مجھے اطلاع کئے ہیں بھاگ کر ان کے ہمراہ شام کو گیا اور پوچھا تمھارے دین
والوں میں بہتر شخص کون ہے کہے فلانا اسقف بہتر ہے میں اسکی خدمت میں رہنے لگا وہ بہت
بد آدمی تھا لوگوں کو صدقہ دینے ترغیب کرتا صدقہ لا کر اس پاس دئے تو آپ ہی داب لیتا
اور فقرا کو کچھ نہ دیتا اسکی یہ حالت دیکھکر میں اس پر بہت خفا رہتا۔ غرض وہ مرگیا لوگ اسکو
دفن کرنے آئے میں کہا یہ بڑا خراب آدمی تھا صدقہ لوگوں پاس سے لیکر سب آپ ہی چٹ
کرتا تھا غربا کو کچھ نہیں دیتا تھا بولے اسکی کیا دلیل پھر میں تمام مال جو گاڑکے رکھا تھا دکھا دیا
لوگ اس کو دفن نہ کر کر سولی پر لٹکائے اور اس کو سنگسار کئے بعد دوسرے کو اس کا قایم مقام
کئے وہ بہت خوب شخص تھا شب و روز عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتا میں اس کے ساتھ محبت
بہت رکھنے لگا جب اسکی موت کا وقت قریب پہنچا تو میں اس سے پوچھا کہ اب میں کسکی خدمت
میں رہوں بولا موصل میں فلانا شخص رہتا ہے اس پاس جا پھر میں اس کے پاس گیا۔ جب
اسکی موت کا وقت پہنچا تو میں پوچھا اب میں کس کے پاس رہوں بولا نصیبین میں فلانا
ہے اسکے پاس جا پھر وہاں جا کر اس کے پاس رہا جب اسکی موت کا وقت قریب پہنچا تو
پوچھا میں کس کے پاس رہوں بولا میری دانست میں اب کوئی ایسا نہ رہا جو اس کے پاس
تجھے رہو کر کہوں لیکن اب ایک پیغمبر نکلنے کا وقت قریب پہنچا ہے حرم میں نکلے گا اور اس
کا ہجرت گاہ خرما بند ہے چو طرفہ کی زمین میں دو حروں کے بیچ اس میں نبوت کی علامات
موجود رہیں گے دیکھنے والے پر مخفی نہیں اس کے دونوں شانوں میں مہر نبوت رہیگا ہدیہ
کھاوے گا اور صدقہ نہ کھاویگا تیرے سے ہو سکے تو اپنے تئیں کسی حال سے وہاں پہنچا۔ غرض
اس کا انتقال ہوئے بعد چند روز کے چند لوگ بنی کلب کے قبیلے والے تجارت کو آئے سو
ان کے ساتھ میں عرب طرف روانہ ہوا پھر وہ مجھے اپنے ہمراہ لا کر وادی القریٰ میں ظلم سے
ایک یہودی پاس بیچے وہاں خرمے کے درختوں کو دیکھ کر مجھے گمان ہوا کہ شاید ہجرتگاہ یہی ہے

بعد ایک یہودی بنی قریظہ کا وہاں آیا سو مجھے خرید کر کر مدینے کو لایا واللہ مدینے کو دیکھتے ہی تمام
اوصاف جو اسقف کہا تھا سو پایا اور مجھے یقین ہوا کہ وہ شہر یہی ہے غرض میں اس کے
پاس تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں دعویٰ نبوت کا کرنے لگے مجھے غلامی کے بند میں
رہنے کے سبب معلوم نہ ہوا جب مدینے کو تشریف لاکر قبا میں اُترے اور اس یہودی کا چچیرا
بھائی آکر کہا ایک شخص مکے سے آیا ہے اور دعویٰ نبوت کا کرتا ہے اور قبا میں اترا ہے
اس کے پاس بنی قیلہ تمام جمے ہیں واللہ یہ سنتے ہی میرے بدن میں لرزہ ہوا اور بیقراری سے
آکر پوچھا کہ یہ کیا کہتا ہے وہ یہودی غصّے سے مجھے طبانچہ مار کر کہا تو اپنا کام کر اس باتوں سے
تجھے کیا کام پھر میں شب کو خرما کچھ لیکر حضرت پاس گیا اور عرض کیا یہ صدقہ ہے میں آپکے
واسطے لایا ہوں حضرت فرمائے لیجا میں اس کو نہیں کھاتا میں دل میں کہا یہ پہلی علامت ہی
بعد حضرت قبا سے نکل کر مدینے میں گئے پھر میں خرما کچھ جمع کر کر حضرت پاس لایا اور عرض کیا
کہ آپ تو صدقہ نہیں کھاتے اس لئے آپ کے واسطے ہدیہ لایا ہوں حضرت اسکو تناول
فرمائے اور صحابہ کو بھی کھانے امر کئے میں دل میں بولا کہ یہ دوسری علامت ہے۔ پھر میں
ایک روز حضرت پاس آیا تو آپ کسی کے جنازے کے ساتھ تشریف لیجاتے تھے میں مہر نبوت
کو دیکھنے پشت مبارک طرف گیا حضرت میرے ارادے پر واقف ہو کر چادر پشت پر سے
نکالے میں مہر نبوت کو دیکھا تو وہ راہب کے کہے موافق پایا میں اُس پر گر کے رونے لگا
حضرت فرمائے سلمان ادھر آؤ میں حضرت کے روبرو بیٹھا اور میرا احوال گذرا سو بیان کیا۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم یہود کو پیسے کچھ دینا قبول کر کر آزاد ہو سو میں تین سو درخت
خرمے کے اور چالیس اوقیے پر کتابت کیا۔ پھر صحابہ میری اعانت واسطے کوئی خرمے کے
درخت کے تیس روپ کوئی بیس روپ کوئی دس روپ اور کم زیادہ اپنے مقدور موافق
مجھے دینا قبول کئے۔ حضرت فرمائے ان روپوں کو بونے واسطے آلے بنا کر مجھے اطلاع کر و پھر
میں سب آلے کھود کر حضرت کو اطلاع کیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے

تمام روپیوں کو گاڑے واللہ تمام درخت لگے اور کوئی روپیہ ضایع نہ ہوا اور حضرت پاس کہیں سے سونے کا ایک ٹکڑا آیا کبوتر کے انڈے کے مقدار حضرت مجھے فرمائے اسکو لیکر یہود کا حق ادا کریں عرض کیا یارسول اللہ میرا دین اسمیں ادا ہونا ممکن نہیں حضرت فرمائے اسکو لے اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا پھر میں اسکو لیکر تمام حق یہود کا ادا کیا دیکھا تو بھی اتنا ہی سونا میرے پاس باقی رہا ہے۔ **روایت** کئے ہیں ابن اسحٰق اور بیہقی نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے کہے کہ انصار کے بوڑھے لوگوں سے میں سنا ہوں کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا احوال ہمارے سے زیادہ کسی عربوں کو معلوم نہ تھا۔ سبب اسکا یہ تھا کہ ہمارے شہر میں یہود رہتے تھے اور وہ اہل کتاب تھے اور ہم بت پرست پھر ہم ان سے کچھ بے اعتدالی کریں تو کہتے کہ ایک نبی آنیوالا ہے اور اس کا وقت قریب پہنچا ہم اس کے تابع ہوکر تم کو قتل کرینگے جب اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہم حضرت کے تابع ہوئے اور یہود کافر ہوئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ۔ اور پہلے سے فتح مانگتے تھے کافروں پر پھر جب پہنچا ان کو جو پہچان رکھا تھا اس سے منکر ہوئے سو لعنت ہے اللہ کی منکروں پر۔ **روایت** کئے ہیں ابن اسحٰق اور احمد وغیرہ سلمہ بن سلامہ سے کہے کہ ایک یہودی تھا جنت وغیرہ کا احوال بیان کرتا ہم اسکے کہے کو سچ نہ جان کر پوچھتے اسکی علامت کیا ہے تو اس نے کہے اور یمن طرف اشارہ کرکر بولتا کہ اس طرف سے ایک نبی ظاہر ہوگا اور میری طرف دکھا کر کہتا کہ یہ شخص اگر جوان ہوگا تو اسکو پائے گا۔ دناں راتاں ٹلے نہیں کہ ایسیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوئے اور ہم ایمان لائے اور وہ یہودی حسد اور عداوت کی راہ سے کافر ہوا۔ **روایت** کئے ہیں بیہقی اور طبرانی وغیرہ نے محمد بن عدی بن ربیعہ سے کہے کہ میں اپنے والد سے پوچھا کہ جاہلیت کے ایام میں میرا نام محمد کر کر کیسا رکھے تو کہے ہم چند لوگ بنی تمیم کے شام کے مُلک کو گئے اور ایک دیر پاس جاکر اترے وہاں کا راہب آکر پوچھا تم

کون ہیں کہے ہم مضر کے قبیلے والے ہیں بولا عنقریب تمھاری قوم سے ایک نبی پیدا ہوگا اور وہ خاتم الانبیا ہے تم اسکی اطاعت کرے تو فلاح پاؤ گے ہم پوچھے اس کا نام کیا ہوگا بولا محمدؐ ہمارے قافلے کے لوگ یہ سن کر بچے جو پیدا ہوئے سو نبوت کی طمع سے ان کا نام محمد کر کر رکھے۔ روایت کئے ہیں ابو الشیخ اپنی تفسیر میں سعید بن جبیر سے کہے کہ نجاشی کے لوگ ایمان لاے سو نجاشی کو ایسا کہے کہ ہم کو اذن دیو تا ہم جاویں اس نبی پاس کہ جس کا احوال ہم کتابوں میں پاتے تھے۔ روایت کئے ہیں ابن سعد اور ابو نعیم نے عامر بن ربیعہ سے کہے کہ زید بن عمرو بن نفیل جاہلیت میں بت پرستی اور قریش کا طریقہ چھوڑ دئے تھے کر کر ان میں اور لوگوں میں مناقشہ تھا سو مکے سے نکل کر حرا پہاڑ طرف جاتے تھے راہ میں انکی میری ملاقات ہوئی مجھے کہے اے عامر میں اپنی قوم کی مخالفت کیا اور ابراہیم کی ملت کو اختیار کیا مجھے اب انتظار ہے ایک نبی کی اسمٰعیل کی اولاد میں اور وہ عبدالمطلب کی نسل میں ہوگا نام اس کا احمد شاید میں اس کے زمانے کو نہ پاؤں گا لیکن میں اسپر ایمان لایا ہوں اور اسکی تصدیق کیا ہوں اگر تیری عمر دراز ہوگی اور تجھے انکی ملاقات ہوگی تو میرا سلام ان کو پہنچا۔ اے عامر میں تجھے انکی نعت بیان کرتا ہوں تا تجھ پر پوشیدہ نہ رہے وہ نہ بہت کوتاہ قد ہے نہ بہت دراز ان کے سر کے بال نہ بہت ہیں نہ تھوڑے اور انکے آنکھوں سے سرخی جدا نہیں ہوتی۔ ان کے دونوں شانوں میں مہر نبوت ہے ان کا نام احمد پیدایش انکی اسی مکے میں ہے بعد قوم ان سے عداوت کرگی تو یثرب کو ہجرت کرینگے اور وہاں سے ان کو ترقی ہوگی۔ اے عامر خبردار تو لوگوں کے باتاں سن کر دغا مت کھا اور انکو مت چھوڑ اور میں ابراہیم کے دین کی تلاش میں بہت سے ملکاں پھرا اور یہود و نصاریٰ اور مجوس کے علما سے ملاقات کیا جس کو پوچھا تو یہی کہا کہ تو جس دین کی تلاش میں نکلا ہے سو وہ تیرے پیچھے ہے اور میں جو اوصاف تم سے کہا سو بیان کئے اور خبر دئے کہ اس کے سوائے اب کوئی نبی آنا باقی نہیں۔ عامر کہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو میں آکر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دیا حضرت زید پر ترحم کئے اور فرمائے کہ میں اس کو دیکھا
بہشت میں اپنا دامن لڑاتا ہوا پھرتا ہے۔ **روایت** کئے ہیں ابونعیم نے عمرو بن عبسہ سے
کہے کہ جاہلیت میں ہماری قوم بت پرستی کرتی تھی میں ان سے بیزار ہوا اور سمجھا کہ پتھر کی
پرستش کرنا باطل ہے۔ پھر ایک شخص تھا اہل کتاب کا اس سے مل کر پوچھا دین بہتر کس کا
ہے وہ بولا ایک مرد مکے میں نکلے گا اور بتوں کی پرستش سے منع کرے گا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت
کا حکم کرے گا سو اس کا دین بہتر ہے وہ نبی نکلا کر تو سنیگا تو اس کا تابع ہو پھر مجھے یہی خیال
تھا کہ مکے کو جاکر احوال دریافت کرنا۔ غرض ایک روز میں اپنے ملک میں تھا راہ سے ایک قافلے
جاتا سو دیکھکر پوچھا کہاں سے آتا ہے بولے مکے سے پوچھا نئی کیا خبر ہے کہے ایک شخص نکلا ہے
بتوں کی پرستش سے منع کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے میں یہ سن کر سمجھا کہ یہ وہی ہے
جو میں اسکی تلاش میں تھا پھر میں مکے کو آیا حضرت پوشیدہ رہتے تھے میں حضرت سے ملاقات
کیا اور پوچھا آپ کون ہیں فرمائے میں نبی ہوں۔ پوچھا نبی کہے تو کیا۔ فرمائے رسول یعنی ایلچی
میں پوچھا آپ کس کے رسول ہیں فرمائے اللہ تعالیٰ کا میں پوچھا اللہ تعالیٰ آپ کو کیا حکم
دے کر بھیجا ہے فرمائے قرابتوں میں ملاپ کرنا اور خون کرنے سے منع کرنا اور راہوں میں
امان رہنا اور بتوں کو توڑنا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ
ٹھہرانا میں کہا بہت خوب چیزوں واسطے تم کو بھیجا ہے اور میں آپ پر ایمان لایا اور آپکی تصدیق
کیا اگر آپ کا حکم ہو تو آپ پاس رہتا ہوں۔ حضرت فرمائے لوگ تمام ہمارے درپے ہیں
تم جاکر اپنی قوم میں رہو میں نکلا سو جب سنینگے تو آؤ۔ پھر میں وہاں سے روانہ ہوا جب سنا
حضرت مدینے کو تشریف لائے تو میں حاضر ہوا۔ **روایت** کئے ہیں ابونعیم نے حسان بن
ثابت رضی اللہ عنہ سے کہے کہ میری عمر سات برس کی تھی دیکھا سو اسکو سمجھتا اور سنا سو اسکو
یاد رکھتا غرض ایک روز میرے باپ پاس تھا کہ ثابت بن ضحاک آیا اور بولا مجھے بنی قریظہ کے
ایک یہودی سے قضیہ ہوا وہ بولا اب ایک نبی ظاہر ہونیکا وقت قریب پہنچا ہے ہمکو جیسی

کتاب ہے ویسی ہی کتاب وہ بھی لائے گا اور تم کو عاد کی قوم سا قتل کرے گا۔ بعد میں سحر کیوقت ایک گدھی پر سوار ہوا تو دیکھا ایک یہودی ہاتھ میں مشعل لیکر بے اختیار پکارتا ہے۔ لوگ اسکے پاس جمع ہو کر پوچھے کیا واسطے پکارتا ہے تو بولا دیکھو محمد کی پیدائش کا یہ ستارہ نمودار ہوا ہی اور یہ ستارہ نمود نہیں ہوتا سوائے نبی کی پیدائش کے اور اب انبیا ہیں سوائے احمد کے کوئی باقی نہیں۔ یہ سن کر لوگ اسکی ہنسی کرے۔ روایت کئے ہیں واقدی اور ابو نعیم نے حویصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہے کہ مدینے میں یہود رہا کرتے تھے سو اکثر بولا کرتے کہ مکے میں ایک نبی پیدا ہوگا اس کا نام احمد اب اس کے سوائے کوئی نبی باقی نہیں اور اس کا احوال اور اسکی صفت و نعت تمام ہماری کتابوں میں مذکور ہے میں اس ایام میں لڑکا تھا بات سمجھتا اور یاد رکھتا سو ایک روز بنی عبد الاشہل کے گھروں طرف سے ایک آواز بہت ہی بڑا آیا کہ اس سے لوگوں کو گھبراہٹ ہوئی بعد بھی ایک آواز آیا کہ اے یثرب والو دیکھو یہ ستارہ احمد کی پیدائش کا نمودار ہوا۔ یہ سن کر ہم کو نہایت تعجب ہوا۔ غرض ایک مدت گذری اور لوگ وہ بات بھول گئے اور اکثر لوگ اس وقت کے مر گئے اور نئے لوگ پیدا ہوئے اور میں بڑا ہوا سو ایک روز بھی ویسا ہی آواز آیا کہ کہتا ہے اے یثرب والو محمد مکے میں نکل کر نبوت کا دعوے کئے اور اللہ تعالی کے یہاں سے ان پر ناموس اکبر جو موسے علیہ السلام پر آیا تھا سو آیا۔ چند روز نہیں ہوئے کہ انہیں خبر آئی کہ ایک شخص مکے میں نبوت کا دعوے کرتا ہے بعضے لوگ اس پر ایمان لائے اور بعضے نہ لائے اور ہماری قوم میں جوان لوگ جو تھے سو ایمان لائے۔ میرے مقدر میں نہ تھا سو میں اسوقت ایمان نہ لایا۔ پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کو تشریف لائے میں ایمان لایا۔ روایت کئے ہیں ابن سعد اور ابو نعیم نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدائش کے قبل قریظہ اور نضیر اور فدک اور خیبر کے یہود حضرت کی اوصاف بیان کرتے اور کہتے کہ ہجرت گاہ ان کا مدینہ ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے سو شب کو کہے آج احمد پیدا

ہوئے اور ان کی پیدائش کی علامت کا یہ ستارہ طلوع کیا ہے اور جس ایام میں حضرت
نبوت کا دعویٰ کئے تو وہ خبر دیتے کہ اب احمد نبی ہوئے۔ روایت کئے ہیں ابن سعد
اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے ابو تمیلہ رضی اللہ عنہ سے کہے کہ قریظہ کے یہود اپنی کتابوں سے
اوصاف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کرتے اور حضرت کا ہجرت گاہ مدینہ کر کر کہتے
اور اپنے بچوں کو حضرت کی صفات اور نام کی تعلیم کرتے جب حضرت ظاہر ہوئے حسد سے
انکار کرنے لگے۔ روایت کئے ہیں ابو نعیم نے مالک بن سنان خدری رضی اللہ عنہ سے کہے
میں ایک روز عبد الاشہل کی مجلس میں حاضر ہوا وہاں یوشع یہودی تھا سو کہتا تھا کہ ایک
نبی آنا قریب ہے ان کا نام احمد حرم میں نکلیں گے ہم پوچھے انکی شکل کیا ہے تو بولا نہ بہت
کوتاہ قد نہ بہت دراز۔ لنگ باندھیں گے چادر اوڑھیں گے دراز گوش پر سوار ہوگے تلوار انکی
ان کے کاندھے پر رہیگی اور ان کا ہجرت گاہ یہی شہر ہوگا۔ یہ سننے سے مجھے تعجب ہوا میری
قوم کے لوگوں کو آکر بولا کہ یوشع یہودی آج ایسا کہتا تھا وہ لوگ بولے یہ ایک یوشع کیا
کہتا یثرب کے جتنے یہود ہیں سب ایسا ہی کہتے ہیں۔ پھر میں بنی قریظہ پاس گیا تو وہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاکرہ کرتے تھے سو ان میں زبیر بن باطا بڑا عالم تھا بولا ایک ستارہ
سرخ طلوع کیا ہے وہ ستارہ بجز نبی کی پیدائش اور ظہور کے طلوع نہیں کرتا اور اب بجز
احمد کے کوئی نبی نکلنا باقی نہیں اور ان کا ہجرت گاہ یہی شہر ہے۔ روایت کئے ہیں ابن
سعد نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہے کہ یمن کا حاکم تبع نے جب مدینے میں اترا سو
وہاں کے لوگوں کو قتل کرتا اور اس کو ویران کرنا چاہا تو سامون یہودی جو اس وقت کا
بڑا عالم تھا کہا ایسا ارادہ مت کر کیونکہ یہ شہر ہجرت گاہ ہے ایک نبی کا اسمٰعیل کی اولاد
میں انکی پیدائش مکے میں ہوگی ان کا نام احمد ہے اور یہ انکی ہجرت گاہ ہے اور اس مقام
پر جو تم اترے ہو بڑا جنگ ہوگا ان کے اور ان کے دشمنوں کے۔ تبع پوچھا ان سے کون
جنگ کو آوے گا یہودی بولا اُن کی قوم آکر جنگ کریگی۔ تبع پوچھا انکی قبر کہاں ہوگی بولا

دادا ہی ہو بعد آ کر بولا میں تم کو جو خبر دیتا تھا سو وہ لڑکا آج کی شب پیدا ہوا اور ان کی پیدائش
کی علامت کا ستارہ نمود ہوا اسکی دلیل یہ ہے کہ وہ لڑکا اب بیمار ہے تین روز کے بعد درست
ہوگا۔ پھر وہ بولا یہ کیفیت تم لوگوں سے پوشیدہ رکھو کیونکہ جتنے حاسد اس لڑکے کے ہیں سو
کسی کے نہیں اور انکی عمر ساٹھ یا کیسٹھ یا تریسٹھ برس کی ہوگی۔ **روایت** کئے ہیں ابن سعد
اور ابن عساکر نے علی رضی اللہ عنہ سے کہے کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یمن طرف روانہ کئے
تھے سو ایک روز میں خطبہ پڑھتا تھا۔ یہودی ایک کتاب ہاتھ میں لیکر آیا اور بولا ابوالقاسم
کی شکل بیان کرو۔ میں کہا نہ بہت دراز قد ہیں نہ کوتاہ اور بال نہ بہت گھونگر والے ہیں نہ
سیدھے۔ سر مبارک بزرگ ہے رنگ سرخ سفید سر ہائے استخواں بڑے بڑے دست و
پا کے نیچے ستبر۔ ایک خط موئے کا باریک سینے سے ناف تک۔ بال پلکھوں کے داٹ کمان ابرو
ملے ہوئے اونچی پیشانی چوڑی تختی۔ چلے تو جھکے چلنا جیسا کوئی بلندی سے اترتا ہے کسی کو میں
ویسا نہیں دیکھا۔ اتنا کہہ کے میں خاموش ہوا وہ یہودی کہا بھی کچھ کہو میں بولا اب مجھے اتنا
ہی یاد ہے۔ یہودی کہا آنکھوں میں سرخی۔ ریش منھ نہایت خوش طرح اور کان پورے۔
دیکھیں تو پورا پھر کر دیکھیں۔ میں کہا درست بعد یہودی بولا میں انکی یہ شکل اپنے آبا اجداد کی
کتاب میں پاتا ہوں اور اس کتاب میں مذکور ہے کہ بیت اللہ کے حرم میں مبعوث ہوگے
اور ایک حرم طرف جو اسکو انھوں نے حرم کرینگے ہجرت کرینگے اور ان کے انصار ایک قوم
ہوگی اولاد میں عمرو بن عامر کے خرمے کے باغان والے۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کہے درست
ایسا ہی ہے یہودی کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ نبی ہیں مبعوث تمام خلق طرف۔ **روایت**
کئے ہیں ابونعیم نے کہ طفلی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ کے ہمراہ مدینے کو تشریف لیگئے
تھے یہودی ایک حضرت کو دیکھکر پوچھا اس کا نام کیا ہے کہے احمد بعد پشت مبارک کو دیکھکر
بولا یہ لڑکا اس امت کا نبی ہے۔ بھی **روایت** کئے ہیں ام ایمن رضی اللہ عنہا سے کہے
کہ ایک بار مدینے میں دو یہودی دوپہر کے وقت آکر کہے کہ احمد کو لے آؤ میں حضرت کو لائی

تو پھر اپھرا کر دیکھے بعد ایک دوسرے سے کہا یہ لڑکا اس امت کا نبی ہے اور یہ شہر اس کا
ہجرت گاہ ہے اور اس شہر میں قتل اور بہت ہوگی۔ روایت کئے ہیں ابونعیم نے کہ
ایک روز عبدالمطلب حجر پاس بیٹھے تھے وہاں نجران کا ایک اسقف بیٹھا تھا عبدالمطلب
سے بہت دوستی رکھتا تھا سو باتاں باتاں میں کہا اسمٰعیل کی اولاد میں ایک نبی ہونا باقی ہے
اسکی پیدائش اسی شہر میں ہوگی اس کا چہرہ ایسا تھوڑے وقت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے سو وہ اسقف حضرت کی آنکھوں کو اور پشت کو اور پاؤں کو دیکھکر کہا میں تم
سے جو بولا تھا سو نبی یہی لڑکا ہے اور عبدالمطلب سے پوچھا یہ لڑکا تم کو کیا ہونا عبدالمطلب کہے میرا
لڑکا ہے اسقف بولا ایسا نہیں ہم پاتے ہیں کہ اس کا باپ زندہ نہ رہیگا تب عبدالمطلب کہے
یہ میرا پوتا ہے اور یہ شکم میں تھا کہ اس کے باپ کا انتقال ہوا۔ اسقف بولا تم سچ کہے پھر عبدالمطلب
اپنے فرزندوں کو تاکید کئے کہ تمھارے بھتیجے کی احتیاط کرو دیکھو لوگ اسکو کیا کہتے ہیں۔ روایت
کئے ہیں بیہقی اور ابونعیم اور ابن عساکر نے کہ جب سیف بن ذی یزن حبشیوں پر غالب آکر انکو
یمن سے نکالا عرب کے قبیلے اسکی تہنیت واسطے جانے لگے سو عبدالمطلب بھی اسکی تہنیت
واسطے گئے اس وقت عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دو سال کی تھی سیف نے عبدالمطلب سے
ملاقات کرکر کہا میں تم سے بھید کے چند بات کہتا ہوں تم اسکو کسی سے ظاہر نہ کرو تم اس بھید
کے معدن ہیں اس لئے تم کو کہتا ہوں دوسرا کوئی ہوتا تو اسکو نہ کہتا مخفی کتابوں میں اور ہم چھپا
رکھے ہیں سو علم میں ایک بڑی چیز ہے کہ اس سے زندگی میں شرف اور مرے پر فضیلت ہے تمام لوگوں کو
اور تمھارے قبیلے والوں کو علی الخصوص تم کو عبدالمطلب کہے وہ کیا تو بولا ملک تہامہ میں ایک لڑکا
پیدا ہوگا اس کے دونوں شانوں میں علامت رہیگی اور اسکو سرداری اور تم کو زعامت قیامت
تک رہیگی۔ یہ وقت اسکی پیدائش کا ہے پیدا ہوا ہے یا ہوگا اس کا نام محمدؐ ماں باپ اسکے مر جائینگے
دادا اور چچا اس کے اسکو پرورش کرینگے اور اللہ تعالیٰ اسکو مشہور کرے گا اس کے انصار ہمارے
لوگ ہونگے اس کے باعث اللہ تعالیٰ اس کے دوستوں کو عزت دے گا اور دشمنونکو ذلیل و

خوار کرے گا اور وہ لوگونکی آبرو رکھے گا اور زمین کی خوبیوں کو فتح کریگا اللہ تعالیٰ کی عبادت
کروا ے گا شیطان کو بھگائے گا آتشکدے بجھائیگا بتاں توڑے گا اسکی بات ہوگی فیصلہ اور
اس کا حکم عدل نیکیوں کا حکم کرے گا اور آپ بھی ان کو کرے گا اور بدی سے منع کرے گا اور
اسکو باطل کرے گا۔ بیت اللہ کی قسم عبدالمطلب تم اسکے دادا ہیں اسمیں کچھ شک نہیں ہیں
یہ جو نشانیاں بولا ہوں اس سے کچھ ظاہر ہوا ہے یا نہیں۔ عبدالمطلب کہے ہاں میرا ایک لڑکا
تھا بہت پیارا آمنہ وہب کی بیٹی سے بیاہ کر دیا تھا اسکو لڑکا ہوا نام محمد رکھے اس کے
ماں باپ کا انتقال ہوا ہیں اور میرا دوسرا فرزند اسکی پرورش کرتے ہیں۔ سیف کہا ہیں جو
بولا سو بات سچ ہے اس کو تم یاد رکھو اور یہود اس لڑکے کے بڑے دشمن ہیں ان سے اسکو
بچاؤ اور اللہ تعالیٰ ان کو اس پر ہرگز مسلط نہ کرے گا اور میں اسکے مبعث تک زندہ رہونگا
سو مجھے معلوم ہے نہیں تو میں اپنی فوج سوار اور پیدل کے ساتھ جا کر یثرب کو اپنا دارالسلطنۃ
کرتا سچی کتاب میں پاتا ہوں کہ یثرب میں اس کا کام مستحکم ہوگا اور وہاں کے لوگ اس کے
انصار ہوگے اور اسکی قبر بھی وہیں ہوگی۔ **روایت** کئے ہیں واقدی اور ابونعیم نے کہ چند
شخص مدینے کے رہنے والے مکے کو عمرہ کرنے آئے تھے ان کے ہمراہ ایک یہودی تیما کا
تجارت واسطے آیا تھا سو عبدالمطلب کو دیکھکر بولا ہم کتاب میں جو تغیر و تبدل سے محفوظ ہے۔
پاتے ہیں کہ اسکی اولاد میں ایک نبی ہوگا یہود کو اور اپنی قوم کو قتل کریگا عاد کی قوم سا۔
روایت کئے ہیں ابن سعد اور بیہقی نے طلحہ بن عبید اللہ سے کہے کہ میں تجارت واسطے گیا
سو بصرے کے بازار میں تھا وہاں کا ایک راہب صومعہ سے نکل کر دریافت کرنے لگا کہ کوئی
شخص حرم کا اس موسم میں آیا ہے۔ طلحہ کہے میں آیا ہوں پوچھا کیا احمد مبعوث ہوئے ہیں بولا
احمد کون ہے بولا عبداللہ بن عبدالمطلب کا فرزند اور وہ اسی مہینے میں مبعوث ہونگے اور وہ
خاتم الانبیا ہیں حرم میں نکلس گے اور ان کا ہجرتگاہ خرما بند ہے پتھریلی زمین میں دو حروں
کے بیچ تم انکی متابعت کرنے میں جلدی کرو طلحہ کہتے ہیں اس راہب کی بات میرے دل میں بیٹھ

تاثیر کری میں جلد مکے کو آیا اور یہاں کا احوال دریافت کیا لوگ کہے محمد بن عبداللہ نبوت کا دعوے کرتے ہیں اور ابوبکر بن ابی قحافہ ان کا تابع ہوا ہے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ پاس جاکر راہب کی بات کی خبر دیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس حاضر ہو کے اسلام لایا۔ **روایت** کئے ہیں ابونعیم نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہے کہ میں ایک بار قافلے کے ساتھ یمن کو تجارت واسطے گیا ہمارے ساتھ ابوسفیان بھی تھا اسکو اسکے بیٹے حنظلہ کا خط آیا کہ مکے میں محمد نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں اور کہتے ہیں تم کو میں اللہ طرف بلاتا ہوں پھر اس بات کا چرچا یمن میں ہوا۔ ایک دن میں وہاں بیٹھا ہوں کہ یہودیوں کا ایک عالم آکر پوچھا کہ میں سنا ہوں کہ نبوت کا جو دعویٰ کرتا ہے ان کا چچا اس قافلے میں ہے میں بولا ہاں میں ہوں اس نے کہا تیرے بھتیجے کو نفسانی خواہشوں کی اور کھیل کی کچھ رغبت ہے میں بولا نہیں اور کا ہے جھوٹ بات نہ کہا اور کسی معاملے میں خیانت نہ کیا۔ اسکی امانت کے نظر کرتے قریش اسکو امین کہتے ہیں پوچھا اسکو نوشت و خواند سے کچھ اطلاع ہے میں سمجھا کہ وہ بہتر چیز ہے اور چاہا کہ کہوں آتا ہے لیکن ابوسفیان جھٹلانے کا اندیشہ تھا سو بولا نہیں جانتا۔ وہ یہودی اچھل پڑا اور بولا اب یہود ذبح ہوئے غرض وہ گئے بعد ابوسفیان نے عباس سے کہا اے ابوالفضل یہود تمھارے بھتیجے سے اندیشناک ہیں میں بولا وہ جو بولا سو بات تو سنے تو بہتر یہ ہے کہ تم ان پر ایمان لانا اگر حق ہو تو تم اسطرف سبقت کئے اگر باطل ہو تو تمھارے ساتھ شریک مقابلے والے اور لوگ بھی ہیں۔ ابوسفیان کہا میں ایمان نہ لاؤنگا جب تک کہ کدا میں گھوڑے نہ دیکھوں میں بولا یہ کیا بات تم کہتے ہیں ابوسفیان بولا میرے دل میں یہی بات آئی اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کدا پر گھوڑوں کو آنے نہ دے گا۔ عباس کہتے ہیں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ فتح کرنے آئے اور گھوڑوں کو دیکھا کدا طرف آتے ہیں ابوسفیان کو کہا وہ بات جو کہے تھے سو یاد ہے بولا یاد ہے۔ **روایت** کئے ہیں بیہقی اور ابونعیم نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے کہے کہ ایکبار میں اور امیہ بن ابی الصلت ملکر تجارت واسطے شام کے ملک کو گئے۔ ایک جگہ ہم پہنچے تو وہاں نصاریٰ رہتے تھے امیہ بن ابی الصلت

کی بہت تعظیم و توقیر کئے بعد امیہ کہا یہاں ایک عالم نصاری کا رہتا ہے جو اس کا مثل نہیں ہیں اسکی ملاقات واسطے جاتا ہوں تم بھی چلو میں بولا مجھے اس سے کچھ کام نہیں پھر امیہ آپ ہی جاکر اسکی ملاقات کیا اور آکر بولا میں اس عالم سے ملاقات کیا وہ بولا عربستان کے لوگونمیں ایک نبی ہونہار ہے میں پوچھا کس شہر کے لوگوں میں تو بولا تم جس گھر کا حج کرتے ہیں وہاں کے لوگونمیں قریش کے قبیلے سے ہیں بولا اسکے اوصاف بیان کرو تو بولا جب اُنکی ادھڑ ہوگی وہ ظاہر ہوگا گناہوں سے باز رہیگا اور حرام سے دور۔ دوستی جوڑے گا اور دوستی جوڑنے کا حکم کرے گا۔ اپنی ماں اور باپ دونوں کی طرف سے اشراف رہیگا۔ قوم کے تمام لوگوں میں اعلیٰ نسب ہوگا اور اسکی فوج اکثر ملائکہ کی ہوگی میں اس نصرانی سے پوچھا اس پر کیا دلیل ہے تو وہ بولا عیسیٰ علیہ السلام کے بعد شام کے ملک میں تیس بار زلزلہ ہوا لوگوں پر اس میں بڑی مصیبتاں گذرے اب ایک بڑا زلزلہ باقی ہے اس میں بہت بڑی مصیبت لوگوں پر ہے۔ ابوسفیان کہے یہ سن کر میں بولا یہ سب جھوٹ باتاں ہیں۔ امیہ بولا میں قسم کروں گا یہ جو بولا سو سچ بولا ہم شام سے نکلے بعد خبر آئی کہ وہاں ایک زلزلہ عظیم ہوا لوگ بہت مرے اور بڑی مصیبتوں میں گرفتار آئے۔ امیہ بولا نصرانی کا قول راست ہوا سو دیکھے میں بولا واللہ وہ سچ بولا۔ غرض ہم مکے کو آئے اور میں اپنے کاموں سے فراغت پاکر تجارت واسطے یمن کو روانہ ہوا وہاں پانچ مہینے رہکر مکے کو آیا لوگ ملاقات کو آئے تو اپنی تجارت کے اسباب کا دریافت کرتے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے سو فقط میری خیریت پوچھکر گئے اپنی تجارت کے اسباب کا مذکور کچھ نہ کئے مجھے اس کا نہایت تعجب ہوا میں اپنی عورت ہند سے تذکرہ کیا کہ جو لوگ میرے پاس تجارت کا اسباب دیے تھے آکر اپنے اسباب کا احوال پوچھے مگر محمد مطلق اپنے مال کا ذکر نہ کئے ہند بولی وہ دعوے کرتے ہیں کہ آپ اللہ کا رسول ہوں میں یہ سنتے ہی ملول ہوا اور اس نصرانی کا قول یاد کیا اور ہند کو بولا محمد اتنے عقلمند ہوتے ہوئے ایسا نہ بولینگے کہی واللہ وہ یہ کہتے ہیں۔ روایت کئے ہیں طبرانی نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے کہے کہ ایکبار میں غزہ میں تھا یا ایلیا میں میرے ساتھ

امیہ بن ابی الصلت بھی تھا سو پوچھا ربیعہ کا بیٹا عتبہ کیسا ہے میں بولا اس کا حال تم سے مخفی نہیں صاحب ہی فرما کیسا ہے بولا کریم الطرفین ہے اور محارم ومظالم سے اپنے تئیں بچا رکھتا ہے میں بولا درست اور قوم میں شریف ہے اور مُسن۔ امیہ بولا مسن ہونے سے اُس کو عیب لگا۔ میں بولا یہ کیا بات ہے مسن ہونے سے اسکو بزرگی زیادہ ہوئی۔ امیہ بولا جلدی مت کر کتب الٰہی میں مذکور ہے کہ ایک نبی عربستان میں ہوگا میں گمان رکھتا تھا کہ میں وہ نبی رہوں لیکن اہل علم سے دریافت کیا تو بولے وہ عبد مناف کی اولاد میں ہوگا۔ میں عبد مناف کی اولاد میں دیکھا تو سوائے عتبہ بن ربیعہ کے کوئی لایق نہ نظر آیا تم کہے وہ مسن ہے تو میرے تئیں یقین ہوا کہ وہ نہیں کیونکہ میں سنا ہوں اس نبی کی عمر چالیس برس کی ہوگی اُس وقت اس پر وحی اتریگی۔ عتبہ کی عمر چالیس برس سے زیادہ ہوئی پر اسکی طرف وحی نہ ہوئی۔ بعد میں مکے کو آیا تو سنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اتری ہے پھر میں جب تجارت واسطے نکلا تو میرا گذر امیہ پر سے ہوا اسکو ہنسی کی راہ سے بولا تم جس نبی کا احوال دریافت کیا کرتے تھے سو نکلا۔ امیہ بولا وہ بیشک نبی ہیں تم انکی متابعت کرو۔ اے ابوسفیاں میں ایسا سمجھتا ہوں کہ تم انکی مخالفت کرینگے اور تمھارے تئیں چھیلے کو لاے سا باندھکر لائینگے اور وہ جو چاہے سو تم کو کرینگے۔ روایت کئے ہیں ابن عساکر نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہے کہ میں یمن کو گیا تو عسکلان بن عواکن حمیری کے یہاں اترتا وہ بہت ضعیف تھا اور میرے سے مکے کا احوال دریافت کرتا اور پوچھا کرتا کوئی شخص تمھارے طریقے کے خلاف کر کر دین کے باتاں نئے کچھ بولتا ہے میں کہتا نہیں۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے بعد میں گیا وہ بہت ہی ضعیف بن گیا تھا اسکے بیچے پوترے میں آیا سو اطلاع کئے اور اسکے انکھوں کو پٹی باندھکر اُٹھائے اور ٹیکا لگا کر بٹھائے مجھے پوچھا اے قریش کے بھائی تیرا نام اور نسب بیان کر۔ میں بولا میں عبدالرحمن ہوں عوف کا بیٹا عبدالحارث کا بیٹا زہرہ کا بیٹا وہ بولا تا نسب بس ہے اب میں تم کو خوش خبری دیتا ہوں تمھارے حق میں وہ تجارت سے بہتر ہے میں

بولا وہ کیا۔ بولا گئے ہیں جیسے میں تیری قوم والوں سے ایک نبی کو اللہ تعالیٰ بھیجا اور ان کو اپنی محبت میں پسند کیا اور ان پر کتاب نازل کیا اور ان کے لئے ثواب مقرر کیا وہ بتوں کی پرستش سے منع کرتے ہیں اور اسلام کی دعوت کرتے ہیں خوب کام آپ کیا کرتے ہیں اور اسکو کرنے حکم فرماتے ہیں اور بد کام سے منع کرتے ہیں اور اسکو توڑتے ہیں۔ میں پوچھا وہ کس قوم سے ہیں کہا نہ ازد میں نہ ثمالہ میں اور نہ سرو میں نہ بجالہ میں مگر ہے بنی ہاشم میں اور تم انکی ماں کی قوم سے ہو۔ اے عبدالرحمن تم یہاں سے جلد روانہ ہو اور انکی تصدیق کرو اور انکی تائید میں رہو اور میرے یہ بیتاں لیجا کر گذرانو اَشْهَدُ بِاللهِ ذِی الْمَعَالِی ؕ وَفَالِقِ اللَّيْلِ وَالصَّبَاحِ میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے نام کی صاحب بزرگیوں کا اور پھوٹ نکالنے والا رات دن کا اِنَّكَ فِي الشَّرَفِ مِنْ قُرَيْشٍ ؕ يَا ابْنَ الْمُفَدّٰی مِنْ ذِبَاحٍ بیشک تو شرف میں ہے قریش سے اے ذبح سے بدلا دے گئے کے فرزند اُرْسِلْتَ تَدْعُوْا اِلَى الْيَقِيْنِ ؕ تُرْشِدُ لِلْحَقِّ وَالْفَلَاحِ ۔ تم بھیجا گئے بلوانے یقین طرف۔ راہ بتاتا ہے حق کی اور خوبی کی۔ اَشْهَدُ بِاللهِ رَبِّ مُوْسٰے ؕ اِنَّكَ اُرْسِلْتَ بِالْبِطَاحِ میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے نام کی رب موسےٰ کا بیشک تو رسول ہوا ہے بطاح یعنی مکے میں۔ فَكُنْ شَفِيْعِي اِلَى مَلِيْكٍ ؕ يَدْعُوا الْبَرَايَا اِلَى الصَّلَاحِ۔ تو ہو میر اسفارشی پادشاہ پاس جو بلاتا ہے خلق کو بہتری طرف عبدالرحمن کہتے ہیں میں ان ابیات کو یاد کیا اور اپنے کاموں سے جلد فراغت پاکر مکے کو آیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ملاقات کیا انھوں مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس لے گئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف رکھے تھے میرے تئیں دیکھکر تبسم کئے اور فرمائے اس کے چہرے پر نیکی کے نشانیاں دیکھتا ہوں اور فرمائے جو تو امانت لایا ہے اور تیری زبانی پیغام بھیجا ہے سواداکر میں وہ ابیات بولا اور اسلام لایا۔ حضرت فرمائے حمیری وہ خواص مومنوں میں ہے۔ روایت کئے ہیں ابن شاہین نے صحار بن عباس وغیرہ سے کہے کہ دارین میں ایک راہب رہتا تھا انج عبدالقیس کو اس

سے نہایت دوستی تھی ایک روز وہ راہب مل کے کہا مکے میں نبی پیدا ہوگا ہدیہ کھائے گا
اور صدقہ نہ کھائے گا اس کے دونوں شانوں میں مہر نبوت ہوگی تمام دینوں پر وہ غالب
آئے گا۔ غرض راہب موا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شہرہ ہوا اشج نے اپنے بھتیجے کو جو اُسکا
داماد بھی تھا روانہ کیا اس کا نام عمرو بن عبدالقیس جس سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت
کئے اسی سال وہ آیا اور راہب بولا تھا سو نشانیاں دیکھکر اسلام لایا اسکو نبی صلی اللہ علیہ
وسلم الحمد اور اقرا کا سورہ یاد دلائے اور کہے تو جا کر اپنے ماموں کو اسلام کی دعوت کر پھر وہ جاکر
دعوت کیا اور اشج اسلام لایا۔ **روایت** کئے ہیں بخاری اپنی تاریخ میں اور ابو نعیم وغیرہ نے
جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے کہے میں بصریٰ کو گیا اس ایام میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث
ہوئے تھے سو وہاں کے نصاریٰ کے چند شخص میرے پاس آکر پوچھے تو کہاں سے آتا ہے۔ بولا
حرم سے پوچھے تمھارے یہاں ایک نبی نکلا ہے سو تو اسکو جانتا ہے۔ میں بولا البتہ پھر مجھے
ایک دیر میں لیگئے وہاں کے تصویراں مجھے بتا کر کہے وہ جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اسکی تصویر ان
تصویروں میں ہے۔ میں بولا نہیں۔ پھر مجھے دوسرے دیر میں لیگئے وہاں بہت سی تصویراں
تھے۔ اسمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر بھی تھی بعینہ حضرت کی شکل سی ہے اور وہاں ابو بکر کی
بھی تصویر ہے حضرت کی ایڑی پکڑے ہوئے ہیں۔ میں ان لوگوں کو بتایا دیکھو یہی تصویر اُن کی
ہے وہ کہے ہم گواہی دیتے ہیں کہ وہ تحقیق نبی ہیں اور یہ شخص بعد ان کے خلیفہ ہوگا۔ **روایت**
کئے ہیں واقدی اور ابو نعیم نے عبداللہ بن وابصہ عبسی کے دادا سے کہے ہم منیٰ میں تھے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم آکر ہمکو دعوت کئے ہم قبول نہ کئے ہمارے ساتھ میسرہ بن مسروق عبسی تھا
بولا ہم اگر انکی تصدیق کریں اور ہمارے ملک کو لیجا دیں تو بہت مناسب ہے واللہ اُن کا بڑا
ظہور ہوگا۔ وہاں سے پھرے تو ہمکو میسرہ نے ان کا احوال دریافت کرنے فدک کے تئیں لیگیا
ہم وہاں کے یہودیوں سے مل کر احوال دریافت کئے۔ ایک یہودی کتاب کھول کر نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی صفت بیان کیا کہ وہ نبی امی عربی ہے۔ سوار ہوگا دراز گوش پر دل دہی کرے گا

شکستہ دل والوں کو نہ دراز قد ہے نہ کوتاہ قد بال اس کے نہ بہت پیچیدہ نہ سیدھے آنکھوں
میں اس کے سرخی ہے اور رنگ سرخ و سفید۔ یہ بول کر یہودی کہا وہ شخص جو تم کو دعوت
کرتا ہے اس صفت کا ہے تو تم اسکی دعوت قبول کرو اور اس کے دین میں داخل ہو اور ہم
یہودیوں کو اس سے حسد ہے اس لئے اس کے تابع نہ ہوگئے۔ اور ہم کو اس سے چند مقام
میں بلائے عظیم پہونچیگی اور کوئی باقی نہ رہے گا مگر اس کا تابع ہوگا یا مارے جائیگا۔ پھر اسکے
پاس سے نکلے بعد میسرہ بولا یہود بولے سو سُن چکے ہو بہتر ہے کہ اسلام لانا۔ غرض میسرہ
حجۃ الوداع میں آکر اسلام لائے ۔ روایت کئے ہیں واقدی کہ جب بنی نضیر مدینے سے
اخراج پائے عمرو بن سعدی یہودی ان کے گھروں طرف آنکلا دیکھا کہ تمام ویران ہیں۔
بنی قریظہ پاس گیا اور ان کو کہا لوگوں کا حال دیکھکر مجھے عبرت ہوئی۔ بنی نضیر باوجود عزت
اور قوت اور شرف اور عقل کے اپنے اموال چھوڑکر ذلت سے اخراج پائے۔ توریت کی قسم
اللہ کی عنایت جس قوم پر ہوان کا احوال ہرگز ایسا نہ ہوگا اب تم میرا کہا مانو اور محمد کے
تابع ہو واللہ تم جانتے ہو کہ وہ سچ نبی ہے اور ابن الہیبان اور ابن حواش جو یہود کے
بڑے عالموں سے تھے اور شام کا ملک چھوڑکر محض اس نبی کے واسطے یہاں آکر اقامت
کئے تھے سو ہم کو اس نبی کی متابعت کرنا کرکر تاکید کئے تھے اور اپنا سلام ان کو پہنچاؤ کر کر حکم
کئے تھے اور وہ مرے بعد ان کو یہیں دفن کئے ہیں سو دیکھو۔ یہ سن کر زبیر بن باطا بولا اس
نبی کی صفت میرے باپ باطا کی کتاب میں میں دیکھا ہوں وہ کتاب وہی توریت ہے جو
موسیٰؑ پر اتری اور مثانی جو ہم نئی بنائے ہیں اس میں نہیں۔ کعب بن اسد بولا ایسا ہے تو
تو اس کا تابع کیوں نہیں ہوتا۔ زبیر بولا تیرے سبب کر میں تابع نہ ہوا کعب بولا میں تیرے
بیچ آڑ نہیں۔ زبیر بولا تو ہمارا سردار ہے تو تابع ہوگا تو ہم بھی تابع ہوگے اور تو تابع نہو دیتو
ہم بھی نہ ہوگے۔ پھر عمرو بن سعدی میں اور کعب میں بہت سی باتاں ہوئے آخر کعب بولا
محمد کے تابع ہونے میرا جی قبول نہیں کرتا۔ روایت کئے ہیں بیہقی اور ابن السکن نے کہ

ایک شخص بنی قریظہ والوں سے نقل کرتا تھا کہ ابن الہیبان یہودی شام کے ملک سے آیا اور بنی قریظہ میں رہنا اختیار کیا۔ اس کے مثل نیک آدمی ہم نہیں دیکھے۔ اگر مینھ نہ برسے تو اسکو لیجاتے وہ دعا کیا تو مینھ برستا۔ جب اسکی موت کا وقت پہنچا تمام یہودیوں کو جمع کرکر بولا میں کھانے پینے کا ملک چھوڑکر اس سختی اور بھوک کے ملک میں رہنا اختیار نہیں کیا مگر ایک نبی کے واسطے جو مبعوث ہوگا۔ اور یہ شہر اس کا ہجرتگاہ ہے۔ وہ مبعوث ہوگا خون بہنے اور بندی پکڑنے تم اسکی متابعت سے نہ نکلو۔ غرض وہ مرگیا۔ اسکی بات پر ثعلبہ بن سعیہ اور اسید بن سعیہ اور اسد بن عبید بنی قریظہ کے فتح کی شب حاضر ہوکر ایمان لائے۔ ابن سعد کی روایت میں آیا ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کو محاصرہ کئے ثعلبہ اور اسد اور اسید نے اپنی قوم والوں کو کہے کہ محمد بیشک اللہ کے رسول ہیں اور تم لوگ مقرر اسکو جانتے ہیں اور بنی قریظہ اور بنی النضیر کے علماء انکی صفات جو کہتے تھے ہم پاس موجود ہے۔ اور حیی بن اخطب بھی انکی صفات کہا کرتا تھا اور ابن الہیبان جو بڑا راست گو تھا اپنی موت کے وقت انکی صفات سے ہمکو جتا دیا تھا تمھارے حق میں بہتر ہے کہ اس نبی کی متابعت کرنا۔ بنی قریظہ جواب دے کہ ہم توریت کو نہ چھوڑیں گے ان کا اصرار دیکھکر یہ تینوں شخص انکی رفاقت چھوڑے اور ایمان لائے۔ روایت کئے ابن سعد کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کے قلعے پاس اترکے ان کا محاصرہ کئے کعب بن اسد نے بنی قریظہ کو بولا تم اس شخص کی متابعت اختیار کرو واللہ وہ بیشک نبی ہے اور وہ نبی مرسل ہے سو تم کو ظاہر ہے اور کتب میں ایک نبی کی صفت پاتے تھے سو وہ یہی نبی ہے اور وہ تمام صفات جو اس میں ہیں سو تم کو خوب معلوم ہے۔ یہود کہے درست یہ وہی نبی ہے لیکن ہم توریت کے احکام ہرگز نہ چھوڑینگے۔ روایت کئے ہیں بیہقی نے حارث بن عوف سے کہے کہ ہم کو یہود بولا کرتے تھے کہ محمد مقرر اللہ کے رسول ہیں اور ابو رافع سلام بن ابی حقیق کہتا تھا محمد بیشک اللہ کے رسول ہیں لیکن نبوت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے گئی کرکر ہم کو محمد سے حسد ہے اور میں محمد کے تابع ہوکر کہتا ہوں میری بات یہود مانتے نہیں اور محمد کے ہاتھ سے ہمارا ذبح دوبار ہوگا ایک

یثرب میں دوسرا اخبار ہیں ہمیں سلام سے پوچھا کیا محمد زمین کے مالک ہوگے تو بولا توریت کی
قسم مالک ہوگے۔ روایت کیے ہیں بخاری اور مسلم نے ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے کہے کہ
میں جن ایام میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور قریش کی مصالحت ہوئی تھی شام کو تجارت واسطے
گیا تھا اور میرے ساتھ قریش کی ایک جماعت تھی وہاں روم کا بادشاہ ہرقل ہمکو طلب کیا
ہم اسکی ملاقات واسطے ایلیا کو گئے ہم کو دربار عام میں بلایا تھا اس کے گرد روم کے سرداران
تھے مترجم کے واسطے سے ہم کو پوچھا نبی ہوں کرکر جو دعوی کرتا ہے اس کے نزدیک کا قرابتی
اس قافلے میں کون ہے۔ میں بولا میں ہوں بولا اسکو میرے نزدیک لاؤ اور اس کے ساتھ
والوں کو پیچھے رکھو اور مترجم کے زبانی میرے ساتھ والوں کو کہا میں چند بات اس سے سوال
کرتا ہوں اگر جھوٹ بولا تو تم اس کی تکذیب کرو۔ ابو سفیان کہتے ہیں میں جھوٹ بات کہاکر کر
لوگوں میں چرچا ہونے کی شرم نہ ہوتی تو میں اس وقت جھوٹ بات بولتا۔ غرض پہلے یہ پوچھا
تمھارے میں نبی ہوں کرکر شخص جو دعوے کرتا ہے اسکی ذات تمھارے میں کیسی ہے میں بولا وہ
ہمارے میں بڑی ذات والا ہے۔ پوچھا وہ باتاں جو کرتا ہے سو اول بھی کوئی تم سے اس
ڈھب کی باتاں کرتا تھا میں بولا نہیں۔ پوچھا اسکے اجداد میں کوئی بادشاہ بھی ہوا ہے میں بولا
نہیں۔ پوچھا عمدہ لوگ اس کے تابع ہوتے ہیں یا ضعیفاں میں بولا ضعیفاں۔ پوچھا اس کے
تابعدار روز بروز زاید ہوتے ہیں یا کم میں بولا زاید ہوتے ہیں۔ پوچھا اس دین میں داخل ہوکے
دین کو خراب سمجھ کر کوئی پھر جاتا ہے۔ میں بولا نہیں۔ پوچھا اس نے یہ دعوی کرنیکے قبل جھوٹ
بات کی گمان تم کو اس پر تھی میں بولا نہیں۔ پوچھا کچھ دغا بازی کرتا ہے۔ میں بولا نہیں اور اب
ہمارے اور اس کے بیچ صلح ہے دیکھا چاہیے کیا کرتا ہے۔ پوچھا تمھارے اور اسکے بیچ جنگ
بھی ہوا ہے۔ میں بولا ہو ہوا ہے۔ پوچھا جنگ کیسا ہوتا ہے میں بولا جنگ برابر ہے کدھی ہم پر وہ
غالب آتے ہیں اور کبھی ہم ان پر غالب ہوتے ہیں۔ پوچھا کیا بات کا حکم کرتا ہے میں بولا کہتا ہے
اللہ کی عبادت کرو اور اس کا شریک مت ٹھہراؤ اور تمھارے بڑے جو کہتے تھے اسکو ترک کرو

نماز پڑھو زکوٰۃ دیو بات سچ کرو عفت اختیار کرو صلہ رحم کرو۔ یہ سن کر ہرقل اپنے مترجم کو بولا اسکو
بول میں تیرے سے اسکی ذات پوچھا تو بولا وہ بڑی ذات والا ہے سو انبیا اپنی قوم میں
بڑی ذات کے ہوتے ہیں اور میں پوچھا یہ بات کوئی اول بھی کیا ہے تو بولا نہیں سو اس قسم کی
باتاں کوئی اول کیا ہوتا تو میں کہتا اس کا دیکھا دیکھی کہتا ہے اور میں پوچھا اس کے اجداد میں
کوئی بادشاہ ہوا ہے تو بولا نہیں سو اس کے اجداد میں کوئی بادشاہ ہوا ہو تو میں کہتا وہ اپنے
باپ کی سلطنت طلب کرتا ہے اور میں پوچھا اس پر سابق اس دعوی کرنیکے جھوٹ بات کہنے
کا گمان کرتے تھے تو بولا نہیں سو میں کہتا ہوں جو شخص لوگوں پر جھوٹ بات نہ کہے تو خدا
پر کیا واسطے جھوٹ بولے گا اور میں پوچھا عمدہ لوگ اسکے تابع ہوتے ہیں یا غریباں تو بولا غریباں
سو ہی لوگ پیغمبروں کے تابع ہوتے ہیں اور میں پوچھا لوگ روز بروز زاید ہوتے ہیں یا کم تو
بولا زاید سو ایمان کا کام ایسا ہی ہے یہانتک کہ پورا ہووے اور میں پوچھا اس کے دین میں
داخل ہو کر بعد دین کو ناپسند ٹھہرا کر کوئی پھر جاتا ہے تو بولا نہیں سو ایمان ایسا ہی ہے جب
اسکی بشاشت دلوں میں ملتی ہے تو اسکو ترک نہیں کرتے اور میں پوچھا دغابازی کچھ کرتا ہے تو بولا
نہیں سو پیغمبراں ایسے ہی ہوتے ہیں دغا نہیں کرتے اور میں پوچھا وہ کیا حکم کرتا ہے تو بولا اللہ
کی عبادت کرنا اور اس کا شریک نہ ٹھہرانا اور منع کرتا ہے بتوں کی پرستش سے اور کہتا ہی
نماز پڑھو اور راستی و عفت اختیار کرو سو تو جو بولتا ہے اگر سچ ہو تو اس جگہ کا جو میرے قدم ہیں
وہ مالک ہوگا اور مجھکو معلوم تھا کہ ایک نبی ہونیوالا ہے لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ وہ تمھارے میں ہے
اگر مجھے یقین ہو کہ میں اس تک پہنچ سکوں تو اسکی ملاقات واسطے میں رنج اٹھاتا اور اگر میں
اسکے پاس ہوتا تو اس کے پیر دھویا کرتا۔ بعد خط نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جو دحیہ کے ہاتھ سے بھیجے
تھے اور بصرے کے حاکم کی معرفت سے آیا تھا اسکو منگوایا اور اس کو پڑھنے کا حکم کیا اس خط
میں یہ مرقوم تھا بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان
ہے رحم والا۔ مِنۡ مُحَمَّدٍ رَّسُوۡلِ اللّٰهِ اِلٰى هِرَقۡلَ عَظِيۡمِ الرُّوۡمِ محمد رسول اللہ کیطرف

سے ہرقل کو روم کا بڑا سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی سلام اس پر جو قبول کیا ہدایت کو
اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ اَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْاِسْلَامِ اس کے بعد پھر میں تجھے کرتا ہوں اسلام
کی دعوت اَسْلِمْ تَسْلَمْ تو اسلام لا بچے گا اَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ اَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ
اسلام لا دین گا تجھکو اللہ تعالیٰ دونا ثواب فَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَاِنَّ عَلَيْكَ اِثْمَ
الْاَرِيْسِيِّيْنَ پھر اگر تو منھ موڑے گا تو ہوگا تجھ پر گناہ تمام رعایا کا وَيَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا
اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ اور اے کتاب والو آؤ سیدھی
ایک بات پر ہمارے تمہارے درمیان کی کہ بندگی نہ کریں مگر اللہ کو وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا
اور شریک نہ ٹھہراویں اس کا کسی چیز کو وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ
دُوْنِ اللّٰهِ۔ اور نہ پکڑیں آپس میں ایک ایک کو رب سوائے اللہ کے فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا
اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ پھر اگر وے قبول نہ رکھیں تو کہو شاہد رہو کہ ہم تو حکم کے تابع
ہیں۔ ابوسفیانؓ کہتے ہیں خط پڑھ کے فراغت پائے بعد اس کے پاس کے لوگوں کا بہت سا
شور و پکار ہوا اور ہم کو چلا دیا۔ ہم وہاں سے نکلے بعد میں اپنے ساتھ والوں کو بولا اب تو ابی
کبشہ کے فرزند کا کام بہت نمود میں آیا بنی الاصفر کا بادشاہ اس سے ڈرتا ہے اور تب سے
مجھے یقین ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوگا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی مسلمان کیا۔ اور
ایلیا کا ناظم ابن الناطور جو ہرقل کا بہت دوست اور شام کے نصاریٰ کا اسقف تھا کہتا
تھا کہ ہرقل ایلیا کو آیا سو ایک روز نہایت دلگیر ہوا بطریقوں نے اس سے پوچھے کیا ہے
جو آج بہت دلگیر ہے ہرقل کو نجوم میں خوب راہ تھی سو بولا میں شب کو تارے دیکھا تو
ظاہر ہوا کہ ختنہ کرنیوالوں میں کا بادشاہ نکلتا ہے۔ بطریقوں نے کہے ختنہ نہیں کرتے ہیں مگر
یہود اور ان سے کچھ اندیشہ نہیں اپنے قلمرو میں حکم کر دینا جو یہودی ہے اسکو قتل کریں اسی
اندیشے میں تھے غسان کا حاکم ایک شخص کو بھیجا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر دیا۔ ہرقل بولا اسکو
دیکھو ختنہ ہوئی ہے یا نہیں لوگ دیکھکر بولے ختنہ کیا ہے پوچھا عرب کا کیا دستور ہے تو بولا وہ

ختنہ کرتے ہیں ہرقل بولا اس امت کا بادشاہ یہی ہے جو ظاہر ہوا اور ہرقل کا ایک دوست رومیہ میں رہتا تھا اور علم میں ہرقل کا نظیر تھا سو اسکو ہرقل خط لکھکر بھیجا اور آپ حمص کو روانہ ہوا اسکی تجویز بھی ہرقل کے مطابق ہوئی سو ہنوز ہرقل حمص کو نہیں پہنچا تھا کہ اس نے خط کا جواب لکھا کہ محمد تحقیق اللہ کے رسول ہیں۔ ہرقل اس خط کے مضمون پر مطلع ہوکر روم کے عمدہ لوگوں کو حمص کے دسکرے میں جمع کیا اور دسکرے کے دروازے بند کیا اور دریچے میں سے دیکھکر کہا تمکو بہتری اور اپنا ملک باقی رہنا منظور ہو تو اس نبی کی متابعت کرو۔ وہ لوگ جنگلی گدھوں کے مانند دروازوں پر حملہ کئے دروازے بند تھے۔ پھر ہرقل ان کی یہ نفرت دیکھکر ایمان لانے سے ناامید ہوا اور ان کو بولا میں تمھاری مضبوطی دین پر کیسی ہے سو آزمانے یہ بولا اب دیکھا کہ تم بہت مستقل ہو پھر سب راضی ہوکر اسکو سجدہ کئے۔ روایت کی ہیں ابونعیم نے محمد بن کعب قرظی سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ کلبی کے ساتھ خط دیکر روم کا بادشاہ قیصر[1] کو بھیجے اس نے حمص میں تھا دحیہ کو بلواکر خط پڑھوایا اسمیں تھا محمد رسول اللہ کی طرف سے قیصر کو روم کا بڑا۔ یہ سن کر قیصر کا بھائی غصہ ہوا اور بولا اس نے اپنا نام پہلے لکھا ہے اور تجھے بادشاہ کرکر نہیں لکھا اسکے خط کو مت دیکھو پھاڑ دے قیصر بولا تو احمق دیوانہ ہے اس خط کا مضمون نہ دیکھکر اسکو تو پھاڑو کہتا ہے اگر وہ اللہ کا رسول ہو تو اپنے نام کو شروع میں لکھنا سزاوار ہے اور مجھے روم کا بڑا کرکر جو لکھا ہے میں ویسا ہی ہوں میں ان کا مالک نہیں ہوں مگر اللہ تعالیٰ ان کو میرا مسخر کیا ہے اگر چاہے تو میرے پر ان کو مسلط کرسکتا ہے بعد قیصر نے لوگوں کو بولا عیسیٰ جس نبی کی بشارت دئے ہیں سو شاید یہ وہی ہے۔ اگر یہ وہی ہے سو مجھے معلوم ہو تو میں جاکر اسکی خدمت کروں گا اور اسکی وضو کا پانی گرتا سو اپنے ہاتھوں میں لیا کروں گا۔ لوگ بولے ہم اہل کتاب رہتے پر ہمکو چھوڑ کر نا وان اعراب میں اللہ تعالیٰ نبی نہ کرے گا قیصر بولا ہم کو جس کتاب کی ہدایت ہوئی اس کا اصل نسخہ میرے پاس موجود ہے اسکو

---

[1] روم و شام کا جو حاکم ہو سو اس کو قیصر کہتے تھے اور اس قیصر کا نام ہرقل تھا چنانچہ سابق کی حدیث میں مذکور ہوا۔ اس کا اصل نام انکی زبان میں ہراکلیس ہے۔ عرباں تغیر دیکے ہرقل کہتے ہیں۔ ۱۲ منہ

دیکھنا اگر یہ وہی نبی ہے کہ کر نکلے تو اسکے تابع ہونا اگر وہ نہ ہو تو پھر اس پر چہران کر دینگے کہتے
ہیں کہ انجیل کا اصل نسخہ روم کے بادشاہوں کے پاس تھا اسکو صندوق میں مقفل کر کر مہر کر دیے
تھے اور جو بادشاہ نیا تخت پر بیٹھتا تو اس پر ایک مہر کرتا اور ہرقل کی مہر سے اس پر بارہ مہر
ہوئے تھے اور یہی کہتے آتے تھے کہ اپنے مذہب میں اس انجیل کو کھولنا جایز نہیں اور جس روز
اسکو کھولیں گے تو تمہارا دین بدلجائے گا اور بادشاہ ہلاک ہوگا۔ غرض قیصر وہ انجیل منگوا کر اس
پر کے گیارہ مہر توڑا ایک مہر باقی تھی کہ شماساں اور استقفاں اور بطریقوں نے اکھٹے ہو کر اپنے
کپڑے پھاڑ لئے اور بال اکھاڑ لئے اور سروں پر مار لئے پوچھا کیا واسطے یہ کئے تو بولے آج
تیرے گھر سے یہ دولت جاتی ہے اور لوگوں کا دین بدلجاتا ہے۔ بولا ہدایت کا اصل میرے
پاس ہے دین کا ہمکو بدلجانا بولے اس امر میں جلدی نہ کرنا اس شخص کا احوال دریافت کرنا
اور خط کا جواب لکھنا اور اس کے کام میں تامل کرنا۔ پوچھا کس سے دریافت کرنا تو بولے شام
میں عرب کے لوگ بہت جمع ہوتے ہیں ان سے دریافت کرنا۔ غرض شام میں ابوسفیان
اور اسکے ساتھ والوں کو جمع کر کر قیصر پاس لے گئے قیصر نے پوچھا یہ شخص جو تمہارے بیچ مبعوث
ہوا ہے سو کیسا ہے۔ ابوسفیان نے حضرت کی تحقیر کرنے میں کچھ قصور نہ کیا اور بولا اس کا یہ شان
نہیں کہ جو پادشاہ پاس اسکو عرضہ ہووے اور ہمارے لوگ اسکو ساحر بولا کرتے ہیں اور شاعر
اور کاہن۔ قیصر بولا سابق کے انبیا کے حق میں بھی لوگ ایسا ہی کہا کرتے تھے لیکن وہ بول کہ اسکی
ذات کیسی ہے ابوسفیان بولا وہ بڑی ذات والا ہے قیصر کہا انبیا کی ذات ان کی قوم میں ایسی
ہی ہوتی ہے اور اس کے تابع کون ہوتے ہیں۔ بولا ہمارے یہاں کے غلاماں اور چھوکرے
تابع ہوتے ہیں عمدہ لوگ کوئی تابع نہیں ہوئے۔ قیصر کہا انبیا کے پیرو یہی لوگ ہوا کرتے ہیں
اور عمدگاں حمیت سے تابع نہیں ہوتے۔ پوچھا لوگ اس کے تابع ہوئے بعد کوئی پھر جاتا ہی
ہے بولا نہیں۔ قیصر بولا تیرے کہنے سے میرا یقین اور بڑھا۔ اللہ کی قسم عنقریب میرے تخت گاہ
پر بھی غالب ہوگا۔ اے رومیاں اس شخص کی دعوت قبول کرو پھر ہم اس سے شام کا ملک

مانگ لیں گے کہ کبھی کوئی اس ملک پر نہ آوے اور نبی جس بادشاہ کو دعوت کرے اور وہ اسکو قبول کرکر کچھ مانگے تو وہ دیتا ہے۔ میری اطاعت تم کرو۔ لوگ کہے اس امر میں ہم تیری اطاعت کبھی نہ کرینگے۔ ابوسفیان کہتے ہیں میں چاہتا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کچھ جھوٹ بات ایسی بنا کرکہدیوں کہ بادشاہ کی نظروں سے گرجاوے لیکن میرا جھوٹ اسکو معلوم ہووے تو میرے سے مواخذہ کرنے کا اور لوگوں میں رسوائی کا اندیشہ تھا اس لئے کچھ جھوٹ بات نہ کیا۔ پھر بعد مجھے معراج کا قصہ یاد آیا سو قیصر کو بولا اس نے ایک قصہ بیان کرتا ہے اگر وہ بیان کروں تو بادشاہ کو اس کا جھوٹ معلوم ہوگا۔ پوچھا وہ کیا میں بولا وہ کہتا ہے کہ ایک شب کو ہمارے حرم سے نکل کر یہاں ایلیا کی مسجد میں آیا اور پیش از صبح ہونیکے الٹ کر آیا۔ قیصر پاس ایک بطریق کھڑا تھا بولا وہ شب کا ماجرا مجھے معلوم ہے قیصر پوچھا وہ کیا۔ بولا میری عادت تھی شب کو مسجد کے تمام دروازے بندکرتا سو اس شب کو تمام دروازے بند کیا مگر ایک دروازہ میرے سے بند نہ ہو سکا۔ پھر میں لوگوں کو جمع کرکر اسکو بند کرنا چاہا گویا ایک پہاڑ سا جنبش نہ کیا میں بڑھائیوں کو بلوایا دیکھکر کہے اس دروازے پر براق یا کوئی بڑا پہاڑ گرا دستا ہے صبح ہوئی تک ہم اسکو ہلا نہیں سکتے۔ میں شب کو وہیں کھلا چھوڑ دیا صبح کو آکر دیکھا تو دروازے کے کونے طرف کے پتھر میں سوراخ ہے اور جانور کو باندھنے کی نشان معلوم ہوتی ہے میں لوگوں کو اس وقت بولا شب کو کسی نبی کے لئے ہمارا دروازہ بند نہ ہوا اور ہمارے مسجد میں نبی نماز پڑھا ہے۔ بعد ہرقل لوگوں کو بولا تم کو معلوم ہے عیسیٰ کے بعد قیامت ہونیکے قبل ایک نبی آتا ہے اور اسکی بشارت عیسیٰ دئے ہیں سو یہی نبی ہے اسکی دعوت قبول کرو وہ لوگ بلوا کئے قیصر انکی نفرت دیکھکر بولا میں تمہارا مضبوطی دین میں دیکھنے آزمایش کیا تو تم اسکے حضور میں سخت کہے پھر لوگ خوش ہوکر اسکو سجدہ کئے

روایت کئے ہیں بزار اور ابونعیم نے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے کہے کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنا نامہ دیکر روم کا بادشاہ قیصر پاس روانہ کئے میں وہاں پہنچا قیصر کو اطلاع کئے کہ ایک شخص آیا ہے اور کہتا ہے میں رسول اللہ کا ایلچی ہوں یہ سن کر گھبرایا اور کہا بلاؤ میں گیا اور اُس کے پاس

بطریقاں ساضر تھے ہیں روبرو جا کر نامہ حضرت کا دیا خط پڑھنے کا حکم کیا ہرقل کا بھائی لال رنگ
گاڑے دیدے اور سیدھے بال اس پاس بیٹھا تھا خط کے ابتدا میں لکھے تھے محمد رسول اللہ کی
طرف سے قیصر کو روم کا بڑا سوسن کر غصے سے ہرقل کو بولا ان نے اپنا نام ابتدا میں لکھا ہے اور
روم کا بادشاہ ہے کر کر نہ لکھا اس کا نامہ مت پڑھ ہرقل اسکی بات نہ مانکے خط پڑھا بعد لوگوں کو
برخاست کیا اور مجھے اپنے پاس بلوا کر احوال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پوچھا بعد ایک بڑے اسقف
کو جس کا کہا سب مانتے تھے بلا کر وہ خط سنایا اسقف بولا واللہ یہ وہی رسول ہے جسکی بشارت موسیٰ
اور عیسیٰ دئے تھے اور ہم ان کی انتظار کرتے تھے۔ ہرقل بولا مجھے تو کیا حکم کرتا ہے اسقف بولا میں
اسکی تصدیق کرتا ہوں اور اس کا تابع ہوتا ہوں قیصر بولا میں بھی جانتا ہوں کہ وہ وہی ہے لیکن
میں ایمان لاؤں تو میرا ملک جاتا رہیگا اور رومیاں مجھے قتل کرینگے بعد ابوسفیان کو بلا کر نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کا احوال اس سے دریافت کیا اور مجھے رخصت کرنیکے وقت بلا کر بولا تو جا کے
کہہ میں جانتا ہوں کہ تم تحقیق نبی ہیں لیکن میں اپنی سلطنت کو چھوڑ نہیں سکتا ہوں اور حضرت
کا نامہ منگوا کر بوسہ دیا اور اپنے سر پر رکھا اور حریر میں لپیٹ کر صندوق میں رکھا۔ اور وہ اسقف
مجھے ہر روز بلا کر دین و آئین کی بات دریافت کرتا تھا اور اسکی عادت تھی ہر یکشنبے کو نکل کر لوگوں کو
وعظ بولا کرتا سو نکلنا ترک کیا اور بہانہ بیماری کا لیا نصاریٰ چند تو ار انتظار کئے نکلتا نہیں۔ اسکو
کہلا بھیجے عرب کا ایلچی جس روز سے آیا اس روز سے تیرا ڈول بدل گیا تو سچ بیمار ہے یا نہیں ہم
آکر دیکھیں گے۔ پھر وہ اسقف مجھے کہلا بھیجا تم جا کر تمھارے صاحب کو میرا سلام کہو اور عرض کرو
کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ معبود نہیں سوائے اللہ کے اور تم تحقیق اللہ کے رسول ہیں۔ القصہ نصاریٰ
اس اسقف کو قتل کرے۔ ابن عساکر کی روایت میں آیا ہے اسکو مارے بعد دوسرے روز دحیہؓ کو
ہرقل نے مخفی بلوایا اور ایک عمارت تھی نہایت بڑھی اسمیں لے گیا اسمیں تصویراں تھے پیغمبرانکے
دکھا کر بولا اسمیں تمھارے پیغمبر کی تصویر کونسی ہے بتاؤ۔ میں دیکھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر
ہے گویا اب بات کرے اور حضرت کے دو طرف دو تصویر تھے میں بولا یہی تصویر ہے بولا بازو

پر یہ تصویراں کس کے ہیں ہیں بولا سیدھے طرف تصویر ایک شخص کی ہے انکی قوم سے اسکو ابوبکر کہتے
ہیں اور بائیں طرف تصویر ایک شخص کی ہے اس کا نام عمر۔ اس نے بولا ہماری کتابوں میں آیا ہے
کہ ان دونوں سے اس نبی کا دین پورا ہوگا۔ روایت کئے ہیں بیہقی اور ابونعیم نے ہشام بن
العاص سے کہے کہ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی خلافت میں مجھے اور ایک شخص کو قریش انے
روم کا بادشاہ ہرقل پاس روانہ کئے کہ اسکو اسلام کی دعوت کریں ہم نکل کر غوطہ یعنی دمشق کو
پہنچے جبلہ بن الایہم غسانی وہاں کا ناظم تھا اس کے یہاں گئے ان اپنے تخت پر تھا سو ہمارے
پاس اپنے آدمی کو بات کرنے واسطے روانہ کیا۔ ہم بولے واللہ ہم آدمی سے بات نہ کریں گے
ہم کو بادشاہ پاس بھیجے ہیں۔ بادشاہ ہم کو روبرو بلاویں تو ہم بات کرینگے۔ یہ جا کر حاکم کو اطلاع
کیا اس نے حکم بلانے کا کیا۔ ہیں روبرو ہو کر اسکو اسلام کی دعوت کیا اور وہ سیاہ کپڑے پہن کر
بیٹھا تھا ہیں پوچھا سیاہ کپڑے کیا واسطے پہنا ہے بولا قسم کھایا ہوں تم کو شام کے ملک سے
نکالے بن یہ لباس نہ اتاروں ہیں بولا ہمارے پیغمبر ایسی خبر دئے ہیں کہ تیری سلطنت کی یہ
جگہ بھی ہم لینگے اور تمھارا بڑا ملک جو ہے اسکو بھی انشاء اللہ لینگے وہ بولا اس کو لینے والے لوگ
تم نہیں وہ عجیب لوگ ہیں دن کو روزہ رکھیں گے اور شب کو افطار کرینگے۔ بعد ہمارے روزے کا
احوال دریافت کیا ہم بولے سو وہ سن کر منہ اس کا سیاہ بن گیا اور ہمارے ساتھ آدمی کر کر بادشاہ
پاس بھیجا۔ ہم ہمارے اونٹوں پر بیٹھ کر تلواروں کی حمایل ڈال کر گئے اور اسکی حویلی کے نزدیک جا کر
اونٹوں پر سے اترے بادشاہ اوپر سے ہم کو دیکھتا تھا ہم وہاں کہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ
یہ کہتے ہی اسکی حویلی ڈالی کے سا ہلنے لگی۔ ہم روبرو گئے ہمکو بولا تم لوگ آپس میں ملے تو جیسا سلام
کرتے ہیں ویسا ہی میرے سے کرو۔ پھر ہم بولے السلام علیک پوچھا تمھارے خلیفہ کو کیسا سلام
کرتے ہیں ہم بولے یہی سلام کرتے ہیں پوچھا وہ کیا کرتا ہے ہم بولے ویسا ہی جواب دیتا ہے۔
پوچھا تمھارا بڑا سخن کیا ہے بولے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ہم یہ کہتے ہی اسکی حویلی کو بھی
لرزہ ہوا یہانتک کہ اس نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا اور پوچھا تمھارے گھروں میں بھی یہ کہتے سے

ایسی حرکت ہوتی ہے کہے ہم ایسا کبھی نہیں دیکھے گر یہیں ہوا۔ بولا کاش یہ ہمیشہ ہوتا تو میں اپنی آدھی سلطنت سے نکل جاتا۔ ہم پوچھے کیا واسطے بولا اگر ہمیشہ ایسا ہوا کرتا تو وہ دلیل نبوت نہ ہو سکتی تھی۔ پھر ہماری نماز روزے کا احوال پوچھا۔ بعد ہم کو ایک مکان میں اتارا اور ضیافت بھیجا پھر شب کو ہمارے تئیں طلب کیا اور اول باتاں پوچھا تھا سو اسکو بھی اعادہ کیا۔ بعد ایک کتابخانہ منگوایا اس پر تمام کام طلا کا تھا اور اس کے خانوں پر قفل پڑے تھے۔ ان میں سے ایک خانہ کھول کر حریر کا کپڑا سیاہ رنگ نکالا اس پر ایک تصویر ہے خوش ڈول سرخ رنگ آنکھ کان بڑے بڑے گردن نہایت دراز بے ریش سر میں بال بہت دو طرف چوٹیاں چھٹے ہوئے پوچھا یہ کسکی تصویر ہے۔ ہم کہے معلوم نہیں بولا آدمؑ کی تصویر ہے۔ بعد دوسرا خانہ کھول کر ایک سیاہ کپڑا نکالا اس پر ایک تصویر تھی۔ گورا رنگ سیدھے بال آنکھ سرخ بڑا سر ڈاڑھی خوش ڈول۔ پوچھا یہ کون ہے کہے معلوم نہیں بولا یہ نوحؑ ہے۔ اور ایک خانہ کھولکر ایک سیاہ کپڑا نکالا اسپر ایک تصویر تھی۔ رنگ بہت گورا کشادہ پیشانی آنکھ بہت خوش ڈول لنبے گلے ڈاڑھی سفید گویا ہنستی ہے پوچھا یہ کون ہے کہے معلوم نہیں۔ بولا یہ ابراہیمؑ ہے۔ بعد ایک خانہ کھول کر سیاہ کپڑا نکالا اس میں تصویر تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم کہے یہ تصویر محمد رسول اللہ کی ہے۔ بادشاہ تعظیم واسطے کھڑے ہو کر بیٹھا اور پوچھا واللہ انکی تصویر ہے۔ ہم کہے حضرت ہی کی تصویر ہے۔ تھوڑا وقت خاموش رہکر بولا یہ خانہ سب کے بعد تھا لیکن میں تم سے آزمایش کرنے اسکو اول کھولا۔ بعد ایک خانہ کھولا اسمیں سیاہ حریر کا کپڑا تھا اس پر تصویر تھی گندم رنگ گھنگر والے بال آنکھاں ڈونگاں میں تیز نگاہ غصیلا منھ دانت ایک پر ایک ہونٹاں چڑھے ہوئے گویا غصہ میں ہیں۔ پوچھا یہ کون ہے کہے معلوم نہیں بولا یہ موسیٰؑ ہے۔ انکی بازو سے اور ایک تصویر ہے انھیں سے شبیہ مگر ان کے سر کو تیل لگا ہوا ہے اور ان کی پیشانی چوڑی ہے پوچھا یہ کون ہے کہے معلوم نہیں بولا یہ ہارونؑ ہے۔ بعد ایک خانہ کھول کر حریر کا سفید کپڑا نکالا اسپر تصویر ہے گندم رنگ سیدھے بال میانہ قد غصے میں بھرا ہوا پوچھا یہ کون ہے کہے معلوم نہیں بولا یہ لوطؑ ہے۔ بعد ایک خانہ کھول کر

حریر کا سفید کپڑا نکالا اس پر تصویر تھی رنگ سرخ و سفید ناک اونچی رخسارے پتلے خوش صورت
پوچھا یہ کون ہے کہے معلوم نہیں بولا یہ اسحٰق ہے۔ بعد ایک خانہ کھولکر حریر کا سفید کپڑا نکالا اس پر
تصویر تھی اسحٰق سے شبیہ مگر ہونٹ پر خال تھی پوچھا یہ کون ہے کہے معلوم نہیں بولا یہ یعقوب ہے
بعد ایک خانہ کھول کر حریر کا سیاہ کپڑا نکالا اسپر تصویر تھی گورا رنگ سرخی مایل خوش چہرہ اونچی
ناک میانہ قد چہرے پر نور برستا ہے اور منہ پر آثار خشوع کے نمایاں تھے پوچھا یہ کون ہے کہے
معلوم نہیں بولا یہ اسمٰعیل ہے تمھارے پیغمبر کے جد۔ بعد ایک خانہ کھول کر حریر کا سفید کپڑا نکالا
اس پر تصویر تھی رنگ گورا چہرہ آفتاب کے مانند چمکتا ہے آدم کی تصویر سے بہت شبیہ۔ پوچھا
یہ کون ہے کہے معلوم نہیں بولا یہ یوسف ہے۔ بعد دوسرا خانہ کھولا اور حریر کا سفید کپڑا نکالا اسپر
تصویر ہے رنگ سرخ پنڈلیاں پتلے آنکھ چھوٹے پیٹ بڑا قد میانہ تلوار باندھا ہوا پوچھا یہ کون
ہے کہے معلوم نہیں بولا یہ داؤد ہے۔ بعد دوسرا خانہ کھول کر حریر کا سفید کپڑا نکالا اسپر تصویر تھی
بھاری ڈھونپر لمبے پاؤں گھوڑے کا سوار پوچھا یہ کون ہے کہے معلوم نہیں بولا یہ سلیمان ہے
بعد دوسرا خانہ کھولکر حریر کا سیاہ کپڑا نکالا اس پر تصویر ہے جوان خوبصورت ڈاڑھی سیاہ بہت
واٹ بال پوچھا یہ کون ہے کہے معلوم نہیں بولا یہ عیسیٰ بن مریم ہے پھر ہم کہے ہمارے پیغمبر کی
تصویر بعینہ ویسی ہی ہے اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تصویراں سچے ہیں تمکو کہاں سے آئے بولا
آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے چاہے کہ اپنی اولاد میں انبیا جو ہوگے سو انکو اپنے تئیں بتانا
پھر اللہ تعالیٰ یہ تصویراں بھیجا اور یہ تصویراں آفتاب کی غروب کی جگہ آدم کے خزانے میں
تھے ذوالقرنین اسکو نکال کر دانیال کے حوالے کئے سو یہ وہی تصویریں ہیں بعد ہم کو بولا مجھے یہ
خوب دستا ہے کہ میری یہ سلطنت ترک کروں اور تمھارے بادشاہ کا غلام ہوکے مرتے تک رہوں
پھر ہمکو رخصت کرتے وقت انعامات دیکر روانہ کیا ہم آکر ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس کا
احوال بیان کئے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روئے اور فرمائے غریب کو اللہ چاہے تو ہدایت
دیوے اور کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہیں کہ یہود اور نصاریٰ اپنی کتابوں میں میری صفت

مقوقس سے متعلق احوال

پاتے ہیں۔ روایت کئے ہیں واقدی اور ابونعیم نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہیں
بنی مالک کے ساتھ مقوقس مصر کے حاکم پاس گیا پوچھا تم یہانتک کیا کیونکر آئے حالانکہ ہمارے اور
تمھارے طایف کے درمیان محمد کے لوگ حایل ہیں بولے ہم کو اس کا اندیشہ تھا پر ہم دریا
کے ساحل پر سے ہوتے آئے۔ پوچھا محمد کی دعوت کو تم کیا کہے بولے ہمارے لوگ سے
کوئی ان کا تابع نہ ہوا پوچھا کیا سبب بولے اس نے ایک تازہ دین لایا ہے نہ وہ ہمارے
آبا کا دین ہے نہ بادشاہ کا اور ہم ہمارے آبا کے دین پر ہیں پوچھا انکی قوم کیا کئی بولے چھوکرے
کم عمر لوگ ان کے تابع ہوئے اور بڑے لوگ محمد اور عرب کے دوسرے قبیلے والے اس سے
جنگ کئے بولا غلبہ کسے ہوا بولے کبھی اسکو اور کبھی انھوں کو۔ پوچھا کیا دعوت کرتا ہے۔ بولے
کہتا ہے خدا کو ایک ہی سمجھ کر اسکی عبادت کرو اور اس خدا کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور آبا تمھارے
بتوں کی جو پرستش کرتے تھے اسکو ترک کرو اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دیو پوچھا نماز اور زکوٰۃ کو کچھ وقت
اور مقدار معین ہے بولے رات دن میں پانچ نماز پڑھتے ہیں اور ان کے اوقات اور عدد
معین ہے اور بیس مثقال مال ہوا اور اونٹ پانچ رہیں تو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں پوچھا اس زکوٰۃ
کو لیکر کیا کرتا ہے بولے فقرا کو تقسیم کر دیتا ہے اور صلہ رحم کا اور وعدہ وفا کرنے کا حکم کرتا ہے
اور زنا اور شراب اور سود سے منع کرتا ہے اور جس جانور کو اللہ کے نام سے ذبح نہ کریں تو اسکو
کھاتا نہیں۔ مقوقس یہ سن کر بولا محمد بہ تحقیق خدا کے نبی ہیں تمام جہان کے لوگوں طرف مبعوث
اگر قبط میں یا روم میں مبعوث ہوتے تو وہ تمام ان کے تابع ہوتے اور عیسی بن مریم ان کو ایسا
ہی حکم کر چکے ہیں اور انبیا کے یہی اوصاف ہوتے ہیں جو تم ان کے بیان کئے اور انھیں کو آئندہ غلبہ
ہوگا اور ان سے مقابلہ کرنے والا کوئی نہ رہے گا گھوڑے اونٹ جہانتک پہنچ کرتے ہیں وہاں
تک ان کا دین ظاہر ہوگا ہم بولے یکبارگی تمام لوگ ان کے تابع ہوں لیکن ہم ان کے تابع نہ
ہوں گے مقوقس سر جھٹک کر بولا تم اسکو کھیل سمجھتے ہیں بعد پوچھا ان کا نسب انکی قوم میں کیسا ہے بولے
عالی نسب ہے کہا انبیا ایسا ہی عالی نسب ہوتے ہیں پوچھا وہ بات میں کیسے ہیں بولے نہایت

راست گو ہیں یہانتک قوم ان کو امین کہتے ہیں کہا تم انصاف کیجو جس نے آپس میں جھوٹ
بات نہ بولتا ہو اللہ پر کیا واسطے جھوٹ بولے گا۔ پوچھا ان کے تابع کون ہوتے ہیں بولے نوخیز
لوگ کہا ساہی کے انبیا کے بھی یہی لوگ تابع ہوا کرتے تھے پوچھا یثرب کے یہود کے پاس تو
توریت ہے وہ کیا کئے بولے مخالفت کئے سوان کو قتل کیا اور عورت بچوں کو ان کے پکڑ لیا۔
کہا ہم جیسا جانتے ہیں ویسا ہی یہود بھی وہ نبی ہیں سو جانتے ہیں لیکن وہ قوم بڑے حاسد ہوا
کرتے ہیں حسد سے تابع نہیں ہوئے۔ مغیرہ کہتے ہیں یہ گفتگو کر کر ہم وہاں سے نکلے اور اس کا سخن
سن کر محمد کے سرنگوں ہوئے اور بولے عجم کے سلاطین باوجود قرابت نہ رکھنے کے انکی تصدیق
کرتے ہیں اور ان سے ڈرتے ہیں اور ہم کو ان کے ساتھ قرابت اور ہمسایہ رہتے اور ہمارے
پاس گھروں کو آکے دعوت کرتے پر ان کے دین میں دخل نہ ہونا عقل کا کام نہیں پھر میں اسکندریہ
میں رہا اور وہاں کے کوئی گیرجے میں جانا نہ چھوڑا اور قبط و روم کے اسقفاں جتنے تھے سب سے
محمد کا احوال دریافت کیا اور قبط کا ایک اسقف تھا بڑا دانا بہت عبادت گذار اس سے
پوچھا کیا اب کوئی نبی آنا باقی ہے تو بولا ہے اور وہ خاتم الانبیا ہے عیسیٰ کے اور اُن کے درمیان
دوسرا نبی نہیں اور انکی متابعت کرنا کر عیسیٰ جتادئے ہیں وہ نبی ہے امی عربی احمد اس کا نام
قد نہ دراز ہے نہ کوتاہ آنکھوں میں سرخی ہے رنگ نہ اجلا ہے نہ سیاہ بولا سر میں بال چھوڑتا ہے
موٹے کپڑے پہنتا ہے کھانا جو ملے اس پر قناعت کرتا ہے تلوار اسکی اس کے کاندھے پر رہا کرتی
ہے کس سے مقابلہ کرنے پروا نہیں رکھتا اپنی ذات سے آپ جنگ میں شریک رہتا ہے اسکے
ساتھ اصحاب ہیں اپنی جان کے تئیں اس پر سے فدا کرتے ہیں اور اپنے باپ و فرزند سے اسکی
محبت زیادہ رکھتے ہیں۔ ایک حرم میں نکلے گا دوسرے حرم کو ہجرت کریگا۔ وہاں کی زمین چوڑ
کی ہے اور خرما بند اور دین ابراہیم پر ہوگا مغیرہ کہتے ہیں میں اسکو بولا اور کچھ اوصاف بیان کر
کہا لنگ باندھتا ہے اور ہاتھ پاؤں دھویا کرتا ہے اور اس کے چند خصوصیت ہیں کہ وہ کسی نبی
کو نہ تھے انبیا اپنی قوم طرف مبعوث ہوتے تھے اور وہ تمام لوگوں طرف مبعوث ہوگا تمام

زمین اس کیلئے مسجد ہے اور پاک مٹی پر تیمم کرتا ہے اور نماز کا وقت ہووے تو جہاں رہے
نماز پڑھتا ہے اگلے لوگ پر بجز کنیسے کے نماز پڑھنا روا نہ تھا مغیرہ کہتے ہیں اسقفاں کے زبانی
احوال یہ سن کر میں مدینے کو آیا اور اسلام لایا۔ روایت کئے ہیں ابن سعد نے زنل بن عمرو
جذامی سے کہ فروہ بن عمر جذامی روم کے بادشاہ کیطرف سے بلقا کے علاقہ میں عمان کا حاکم تھا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
پر ایمان لا کر حضرت کو لکھ بھیجا یہ کیفیت بادشاہ روم کو معلوم ہوئی اس نے فروہ کو طلب کیا اور
اسکو بولا تو یہ دین ترک کر اور اپنی حکومت اختیار کر فروہ نہ مانا اور بولا عیسیٰ جنکی بشارت دئے ہیں
سو تجھے بھی معلوم ہے لیکن تو اپنی سلطنت زائل ہوگی کر کر بخل کرتا ہے اور میں محمد کا دین ہرگز نہ
چھوڑوں گا۔ بادشاہ روم اسکو قید کیا اور اس کا نہ پھرنا دیکھکر آخر اسکو قتل کیا۔ روایت کئے
ہیں مسلم نے فاطمہ بنت قیس سے کہی کہ تمیم داری نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس آکر اسلام لائے اور خبر
دئے کہ ہم جہاز پر جاتے تھے راہ میں طوفان کھا کر جہاز ایک جزیرے پر جا کے لگا لوگ پانی کے
واسطے اترے اور اطراف میں ڈھونڈھنے لگے وہاں ایک عورت نظر پڑی اس کے سر کے
بال اسقدر دراز ہیں کہ زمین تک پہنچے ہیں ہم اسکو پوچھے تو کون ہے بولی میں جسّاسہ ہوں ہم
کہے تیری کیفیت بیان کر کہی میں نہ بولونگی لیکن تم فلانے مقام پر جاؤ معلوم ہوگا ہم اس جگہ گئے
وہاں ایک شخص مقید تھا ہم کو پوچھا تم کون ہیں بولے ہم عرب ہیں۔ پوچھا تمھارے میں نبی نکلا سو
کیا ہوا بولے بہت لوگ اسکی تصدیق کئے اور تابع ہوئے ہیں کہا ان کے حق میں یہی بہتر ہے
بعد پوچھا زغر کے چشمے کا کیا حال ہے پانی ہے یا نہیں بولے پانی ہے۔ پوچھا بیسان کا خرما بند پھل
دیتا ہے یا نہیں ہم کہے دیتا ہے بولا چند روز کے بعد نہ دے گا بولا میں مسیح ہوں میرے تئیں نکلنے
کا حکم ہوگا سو سوائے مکے اور طیبہ کے تمام بستیوں میں پھروں گا۔ غرض تمیم نے مدینے کو آکر اسلام
لائے اور یہ کیفیت بیان کئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ شخص دجّال ہے اور طیبہ یہی ہے
ان روایات سے ظاہر ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام اہل کتاب تحقیق نبی ہیں سو جانتے تھے
اور حسد سے ایمان نہ لائے۔ **کاہناں خبر دے سو بیان**۔ روایت کئے ہیں

عمان کے حاکم کا احوال

کاہنوں کی نبی کی خبر دینی

ابن عساکر نے کہ ربیعہ بن نصر لخمی یمن کا بادشاہ خواب ڈراونا دیکھا اور اپنے ملک کے کاہن اور
عراف اور ساحر تمام کو جمع کیا اور بولا میں خواب دیکھا ہوں اسکی تعبیر کہو وہ لوگ عرض کئے
اگر خواب بیان ہو تو ہم تعبیر کہیں گے۔ بولا میں خواب کہدیوں تو تمھاری تعبیر کا مجھے اعتماد نہیں
جس نے میرا خواب بولے تو تعبیر بھی وہی کہے۔ ایک شخص بولا ایسا جاننا منظور ہو تو دو کاہن
ہیں ان کا نام سطیح اور شق ان سے دریافت کریں تو البتہ وہ جواب دینگے۔ بادشاہ دونوں کو
طلب کیا ان میں اول سطیح آیا بادشاہ اس سے کہا میں ایک خواب دیکھا ہوں وہ کیا ہے
سطیح بولا رَأَیْتَ حُمَمَۃً خَرَجَتْ مِنْ ظُلُمَۃٍ فَوَقَعَتْ فِیْ اَرْضٍ تُھَمَۃٍ فَاَکَلَتْ
مِنْھَا کُلَّ ذَاتِ جُمْجُمَۃٍ یعنی تو دیکھا ایک کویلا نکلا تاریکی سے اور پڑا تہامہ کی زمین پر اور کھا
گیا تمام سر والوں کو۔ ربیعہ بولا تو سچ کہا میں یہی خواب دیکھا اب تو اسکی تعبیر بول۔ کہا اَحْلِفُ
بِمَا بَیْنَ الْحَرَّتَیْنِ مِنْ حَنَشٍ لَیَنْزِلَنَّ اَرْضَکُمُ الْحَبَشُ فَلَیَمْلِکُنَّ مَا بَیْنَ اَبْیَنَ اِلٰی
جُرَشَ یعنی دونوں حروں کے درمیان کے کیڑوں کی قسم تمھاری زمین پر حبشیاں اتر ینگے اور ابین سے
جرش تک مالک ہوں گے۔ ربیعہ پوچھا کیا وہ میرے وقت میں ہوگا یا بعد۔ بولا بَلْ بَعْدَہٗ
بِحِیْنٍ اَکْثَرَ مِنْ سِتِّیْنَ اَوْ سَبْعِیْنَ یَمْضِیْ مِنَ السِّنِیْنَ یعنی تیرے بعد ایک زمانے کے
ساٹ یا ستر برس سے زیادہ گذرے پیچھے۔ پوچھا کیا ان کو یہہ دایم رہے گا یا منقطع ہوگا۔ بولا
لَا بَلْ یَنْقَطِعُ لِبِضْعٍ وَّسَبْعِیْنَ مِنَ السِّنِیْنَ ثُمَّ یُقْتَلُوْنَ وَیُخْرَجُوْنَ مِنْھَا ھَارِبِیْنَ
یعنی نہیں بلکہ منقطع ہوگا ستر پر چند سال کے پیچھے پھر وہ مارے جاوینگے اور بھاگ نکلیں گے
پوچھا ان کو کون نکالیگا بولا یَلِیْہِ اِرَمُ ذِیْ یَزَنَ یَخْرُجُ عَلَیْھِمْ مِنْ عَدَنَ فَلَا
یَتْرُکُ مِنْھُمْ اَحَدًا بِالْیَمَنِ یعنی اسکو کرے گا ارم ذی یزن نکلے گا ان پر عدن سے
اور ان سے نہ چھوڑے گا کسی کو یمن میں۔ پوچھا اسکی سلطنت رہیگی یا منقطع ہوگی بولا منقطع ہوگی
پوچھا کون اسکو منقطع کرے گا بولا یَنْقَطِعُہٗ نَبِیٌّ زَکِیٌّ یَاْتِیْہِ الْوَحْیُ مِنَ الْمَلِکِ الْعَلِیِّ یعنی
منقطع کرے گا اسکو نبی پاک آتی ہے اسکو وحی بڑے بادشاہ کی پوچھا وہ نبی کس کی اولاد

میں ہوگا بولا رجل من ولد غالب بن فہر بن مالک بن النضر یکون الملک
فی قومہ الی اٰخر الدھر یعنی وہ ایک مرد ہے اولاد میں غالب کے بیٹا فہر کا بیٹا
مالک کا بیٹا نضر کا۔ رہے گا ملک اسکی قوم میں زمانہ آخر ہوئے تک پوچھا کیا زمانے کو انتہا
بھی ہے بولا نعم یوم یجمع فیہ الاولون والاٰخرون یسعد فیہ
المحسنون ویشقی فیہ المسیئون یعنی ہوا ایک روز ہے کہ لوگ اول وآخر کے تمام
اس دن جمع ہوں گے اہیں نیکی کرنیوالے نیک بخت ہوں گے اور بدی کرنے والے بدبخت ہوں گے
پوچھا کیا تو سچ کہتا ہے بولا نعم والشفق والغسق والفلق اذا اتسق ان ما
نبأتک بہ لحق یعنی درست ہے قسم ہے شام کی سرخی کی اور اندھیرے کی اور صبح کی
جب پورا ہوا ہیں جو بولا ہوں بیشک حق ہے۔ بعد دوسرا کاہن شق حاضر ہوا بادشاہ سطیح
سے چھپا نہ بولا تھا ویسا ہی اس سے بھی خواب نہ بول کے پوچھا دیکھیں دونوں برابر کہتے
ہیں یا کچھ اختلاف کرتے ہیں پھر شق بولا رأیت حممۃ خرجت من ظلمۃ فوقعت
بین روضۃ واکمۃ واکلت منہا کل ذات نسمۃ یعنی تو دیکھا ایک کویلا نکلا
تاریکی سے اور پڑا باغ کے اور پشتے کے بیچ اور کھایا اس سے ہر جی والے کو بادشاہ بولا تو
سچ بولا اسکی تعبیر کیا ہے بولا احلف بما بین الحرتین من انسان لینزلن بارضکم
السودان فلیغلبن علی کل طفلۃ البنان ولیملکن ما بین ابین الی نجران
یعنی قسم کھاتا ہوں لوگوں کی جو ہیں دونوں حروں کے بیچ البتہ اتریں گے تمہاری زمین پر حبشیاں پھر
غالب آئیں گے ہر نازک انگلی والوں پر اور ابین سے نجران تک مالک ہوں گے بادشاہ بولا
یہ کب ہوگا میرے وقت یا میرے بعد بولا لا بل بعدہ بزمان ثم یستنقذکم
منہم عظیم ذو شان ویذیقہم اشد الھوان یعنی تیرے وقت نہیں بلکہ
تیرے بعد ایک زمانہ گذریگے پھر تم کو ان کے ہاتھ سے چھڑاوے گا ایک شخص بڑی شان والا
چکھاویگا ان کو بڑی خواری۔ پوچھا وہ کون شخص ہے بولا غلام لیس بدنی ولا مدن

يخرج من بيت ذي يزن يعنی وہ لڑکا ہے نہیں ہے کم ذات اور نہ شہری نکلے گا ذی یزن
کے گھرانے سے پوچھا کیا اسکی سلطنت رہیگی یا منقطع ہوگی بولا بل ينقطع برسول مرسل
يأتي بالحق والعدل بين أهل الدين والفضل يكون الملك في قومه إلى
يوم الفصل یعنی بلکہ منقطع ہوگا ایک پیغمبر سے بھیجے گیا خدا کی طرف سے آئیگا حق اور انصاف
کے واسطے اہل دین و فضل کیلئے ہوگا ملک اسکی قوم میں فیصلے کے روز تک پوچھا فیصلے کا روز
کیا ہے بولا يوم تجزى فيه الولاة ويدعى فيه من السماء بدعوات يسمع
منها الأحياء والأموات ويجمع فيه بين الناس ليوم الميقات يكون فيه
لمن اتقى الفوز والخيرات یعنی وہ ایک دن ہے جزا دیے جائیں گے اسمیں والیان
اور پکارے جائیگا اسمیں آسمان سے پکارے سنیں گے اسکو زندے اور مردے اور جمع کیے جائینگے
اس مقرری دن میں لوگ ہوگا اسمیں اسکو جو ڈرا ہے چھٹکارا اور خوبیاں۔ پوچھا کیا تو کہتا سو
سچ ہے بولا اي رب السماء والأرض وما بينهما من رفع وخفض إنما أنبأتك
به لحق ما فيه أمض یعنی درست ہے قسم ہے رب آسمان و زمین کی اور جو اس کے بیچ
ہے بلندی اور پستی ہیں جو خبر دیا ہوں سو بیشک حق ہے اسمیں شک نہیں۔ روایت کئے
ہیں بیہقی نے براء رضی اللہ عنہ سے کہے ایکبار عمر رضی اللہ عنہ سواد بن قارب سے پوچھے تمہارے
اسلام لانے کا ابتدا کیا ہوا سواد بولے میرا ایک رئی تھا یعنی اخباری جن رات کو میں سوتا
تھا سو آکر ہوشیار کیا اور بولا اٹھ اور میں کہتا ہوں سو اسکو سمجھ اللہ کا رسول لوی بن غالب
کی اولاد میں مبعوث ہوا بعد چند بیت بولا ان کا خلاصہ یہ ہے کہ جن اونٹوں پر کجاوے باندھکر
ہدایت واسطے مکے کو جاتے ہیں تو بھی چل اس کے پاس جو خلاصہ ہے ہاشم کی اولاد کا۔ اسمیں
میں سو رہا بہت ہی گھبراہٹ سے مجھے ہوشیار کرکر بولا اللہ تعالیٰ ایک نبی مبعوث کیا اے سواد
بن قارب تو اس کے پاس جا ہدایت پائیگا پھر دوسری شب کو آکر ویسا ہی ہوشیار کیا اور وہی
ابیات کچھ عبارت کے تغیر کے ساتھ بولا بعد تیسری شب بھی آکر اسی مضمون کے ابیات بولا جب

میں یہہ اس سے نکر سنا میرے دل میں اسلام لانے کا حب پیدا ہوا سو حضور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوا مجھے دیکھتے ہی فرمائے مرحبا اے سواد بن قارب تو کیا واسطے آیا سو ہم معلوم کرے بعد میں عرض کیا یا رسول اللہ میں چند بیت بولا ہوں آپ ان کو سماعت فرمانا اور یہہ ابیات پڑھا اَتَانِیْ رَئِیِّیْ بَعْدَ لَیْلٍ وَّهَجْعَةٍ + وَلَمْ یَكُ فِیْمَا بَلُوْتُ بِكَاذِبِ میرا اخباری جن شب کو سوئے بعد آیا اور میری آزمائش سے وہ کاذب نہیں۔ ثَلٰثَ لَیَالٍ قَوْلُهٗ كُلَّ لَیْلَةٍ + اَتَاكَ رَسُوْلٌ مِّنْ لُؤَیِّ بْنِ غَالِبٍ تین شب آیا سو ہر شب یہی کہتا تھا کہ آیا ہے رسول لوی بن غالب کی اولاد میں۔ فَشَمَّرْتُ عَنْ سَاقِی الْاِزَارَ وَوَسَّطَتْ + بِیَ الذِّعْلِبُ الْوَجْنَاءُ عِنْدَ السَّبَاسِبِ پھر میں سمٹا اپنی پنڈری پر سے لنگ اور واسطہ ہوئی میرے لیے سانڈنی بیابان پاس۔ فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ لَا شَیْءَ غَیْرُهٗ + وَاَنَّكَ مَأْمُوْنٌ عَلٰی كُلِّ غَائِبٍ سو میں گواہی دیتا ہوں بیشک اللہ کوئی نہیں اس کے سوائے اور معتمد تو ہاموں ہے ہر پوشیدہ پر۔ وَاَنَّكَ اَدْنَی الْمُرْسَلِیْنَ شَفَاعَةً + اِلَی اللّٰهِ یَا ابْنَ الْاَكْرَمِیْنَ الْاَطَائِبِ اور بیشک تم پیغمبروں سے سفارش میں قریب ہیں اللہ پاس اے فرزند بزرگ پاکوں کے۔ فَمُرْنَا بِمَا یَاْتِیْكَ یَا خَیْرَ مَنْ مَّشٰی وَاِنْ كَانَ فِیْمَا جَاءَ شَیْبُ الذَّوَائِبِ سو فرما ؤ ہم کو جو تم کو آتا ہے اے بہتر چلنے والوں کے اگرچہ ہو اس میں جو آیا ہے سفید ہو جاتا سر کے بال۔ وَكُنْ لِّیْ شَفِیْعًا یَوْمَ لَا ذُوْ شَفَاعَةٍ + سِوَاكَ بِمُغْنٍ عَنْ سَوَادِ بْنِ قَارِبٍ اور ہو میرے سفارشی اس روز جو نہیں ہے صاحب سفارش تمہارے سوائے لے پڑا سواد بن قارب سے روایت کئے ہیں ابن سعد اور طبرانی اور ابونعیم وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہے کہ پہلے خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعث کی دی سو ایک عورت تھی اسکو جن رکھا تھا۔ ایکدن پرندے کی شکل میں آکر دیوار پر بیٹھا وہ عورت اسکو بلائی تو بولا کے ہیں نبی مبعوث ہوا اور یہہ پر زنا حرام کیا اور یہم کو رہنے سے منع کیا۔ روایت کئے ہیں ابونعیم نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہے

کہ پیش از نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعث کے ہم شام طرف تجارت کو گئے وہاں ایک عورت
تھی کاہنہ ہم اس کے یہاں گئے وہ بولی میرا جن آکر دروازے پر کھڑے ہوا میں اسکو بلائی بولا
ہم کو اب تمھارے سے کچھ کام نہیں احمد نکلے اور ایک امر آیا کہ اسکی طاقت نہیں جب ہم
مکے کو آئے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعوت کرتے ہیں۔ **روایت** کیے ہیں ابن شاہین
اور ابن مندہ نے ذباب بن الحارث رضی اللہ عنہ سے کہے ابن وقشہ کے پاس ایک اخباری
جن تھا اکثر ہونہار چیزوں کی خبر دیتا ایک روز میں بیٹھا تھا جن آکر اس سے کچھ بولا پھر اُسنے
میری طرف دیکھ کر بولا اے ذباب ایک نادر بات سن پوچھا وہ کیا بولا محمد کے ہیں مبعوث
ہوئے اور کتاب طرف لوگوں کو دعوت کرتے ہیں اور لوگ قبول نہیں کرتے ہیں پوچھا یہ کیا
بات ہے بولا مجھے بھی معلوم نہیں مگر جن یہی بولا چند روز گزرے نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
مبعوث ہوے سو خبر آئی پھر میں اسلام لایا۔ **روایت** کیے ہیں ابو سعد نے شرف المصطفیٰ کتاب
میں حبذل بن نضلہ سے کہے کہ مرا اخباری جن ایک روز میں سوتا تھا سو آکر اٹھایا اور بولا ھب
فَقَدْ لَاحَ سِرَاجُ الدِّيْنِ بیدار ہو روشن ہوا ہے دین کا چراغ بِصَادِقٍ مُهَذَّبٍ
اَمِيْنٍ راست گو پاک ذات امانت وار سے فَارْحَلْ عَلٰى نَاجِيَةٍ اَمُوْنٍ تو جا جلد رو
سانڈنی پر تمشی عَلَى الصَّخْرِ وَالْحُزُوْنِ چلتی ہے ہموار زمین اور دشوار پر۔ میں گھبراہٹ
سے اٹھکر پوچھا کیا ہے تو بولا وَسَاطِحِ الْاَرْضِ قسم ہے زمین ہن کرنے والے کی وَفَارِضِ
الْفَرْضِ اور فرض مقرر کرنے والے کی لَقَدْ بُعِثَ مُحَمَّدٌ فِي الطُّوْلِ وَالْعَرْضِ
تحقیق محمد مبعوث ہوئے زمین کی طول وعرض میں نَشَا فِي الْحُرُمَاتِ الْعِظَامِ وَهَاجَرَ
اِلٰى طَيْبَةَ الْاَمِيْنَةِ پیدا ہوئے بڑے حرم میں اور ہجرت کیے طیبہ امینہ طرف۔ یہ سن کر
میں حضرت پاس آنے نکلا راہ میں سا ہاتف سے آواز آیا يَا اَيُّهَا الرَّاكِبُ الْمُزْجِي مَطِيَّتَهُ
نَحْوَ الرَّسُوْلِ فَقَدْ وُفِّقْتَ لِلرَّشَدِ اے سوار وہ جو ہانکتا ہے اپنی سواری رسول
کیطرف بہ تحقیق تو توفیق پایا راہ راست کی پھر میں دیکھا کہ یہ کون کہتا ہے تو وہی میرا جن ہے

غرض ہیں مدینے کو آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا۔ **روایت** کئے ہیں ابن الکلبی نے عدی بن حاتم سے کہے کہ ایک شخص تھا میرے جانور چراتا اس کا نام حابس بن دغنہ ایک دن میرے پاس بہت گھبراہٹ سے آیا اور بولا تمھارے اونٹ لیو میں جاتا ہوں میں اس کا سبب پوچھا وہ بولا میں بیابان میں تھا ایک بوڈھا اس کا سر نہایت سفید پہاڑ پر سے اڑتا ہوا زمین پر اترا اور بولا یَا حَابِسِ بنِ دَغْنَۃَ یَا حَابِس + لَا یَعْرِضَنَّ اِلَیْكَ الْوَسَاوِس اے حابس بیٹا دغنہ کا اے حابس تجھے عارض نہ ہو وسواس هٰذَا سَنَا النُّوْرِ بِكَفِّ الْقَابِسْ + فَاجْنَحْ اِلَی الْحَقِّ وَلَا تُوَالِسْ یہ روشنی نور کی ہے ہاتھ میں فائدہ دینے والے کے پھر تو جھک حق کی طرف اور مت فریب کھا۔ یہہ کہہ کر غائب ہوا میں اونٹوں کو لیکر دوسری طرف گیا اور وہاں سو گیا ایک سوار آکر مجھے ہوشیار کیا دیکھا تو وہی بوڈھا ہے۔ کہتا ہے یَا حَابِسِ اسْمَعْ مَا اَقُوْلُ تَرْشَدِ + لَیْسَ ضَلُوْلُ حَائِرٌ کَمُهْتَدِی لَا تَتْرُکَنَّ نَهْجَ الطَّرِیْقِ الْاَقْصَدِ + قَدْ نُسِخَ الدِّیْنُ بِدِیْنِ اَحْمَدِ۔ اے حابس میں کہتا ہوں سو سن ہدایت پائے گا نہیں ہے گمراہ حیران ہدایت پائے سو شخص کے سا تو مت چھوڑ وسیع سو راہ کو جو قریب ہے تحقیق دین منسوخ ہوا احمد کے دین سے یہ سن کر مجھے غش ہو گئی کئی وقت کے بعد ہوشیار ہوا اور میرے دل میں اللہ تعالیٰ اسلام کی محبت ڈالا۔ غرض وہ شخص حضرت پاس آکر اسلام لایا۔ **روایت** کئے ہیں ابن عساکر نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہے میں ایک روز قریش کے ساتھ کعبے پاس بیٹھا تھا کسی نے آکر بولا محمد اپنی بیٹی رقیہ کو ابی لہب کا بیٹا عتبہ کو بیاہ کر دے بی بی رقیہ نہایت حسین تھے اسلئے مجھے بہت حسرت ہوئی کہ تو کیا واسطے اول ہی پیام نہ گیا۔ بعد میں گھر کو گیا میری خالہ کہانت کرتی تھی مجھے دیکھکر بولی اَبْشِرْ وَحُیِّیْتَ ثَلٰثًا تَتْرًا ثُمَّ ثَلٰثًا وَثَلٰثًا اُخْرٰی ثُمَّ بِاُخْرٰی کَیْ تَتِمَّ عَشْرًا خوشی سن اور تجھے دعا دی ہوں تین بار لگتے تار پھر تین بار اور تین بار دوسرے پھر ایک تا دس پورے ہوں اَتَاكَ خَیْرٌ وَوُقِیْتَ شَرًّا تجھے آئی خوبی اور تو بچا بدی سے اَنْکَحْتَ وَاللّٰهِ حَصَانًا زَهْرًا

تو بیاہ کیا خدا کی قسم عفیف اور خوب عورت کو وَاَنْتَ بِکْرٌ وَلَقِیْتَ بِکْرًا اور تو کنوارا ہے
اور ملی تجھ کو کنواری وَاَفِیْتَهَا بِنْتَ عَظِیْمٍ قَدْرًا تو نے حاصل کیا لڑکی بڑے مرتبہ
والے کی عثمان کہتے ہیں اس بات سے مجھے تعجب ہوا سو بولا خالہ تم کیا فرماتی ہو تو بولی
عُثْمَانَ لَكَ الْجَمَالُ وَلَكَ اللِّسَانُ اے عثمان تجھے جمال ہے اور زبان هٰذَا النَّبِیُّ
مَعَهُ الْبُرْهَانُ یہ نبی ہے اس کے ساتھ دلیل اَرْسَلَهُ بِحَقِّهِ الدَّیَّانُ بھیجا اسکو اپنی
راستی سے دیان وَجَاءَهُ التَّنْزِیْلُ وَالْفُرْقَانُ اور آیا اسکو قرآن اور چکوتی فَاتَّبِعْهُ لَا
تَغْتَالُكَ الْاَوْثَانُ سو تو اس کا تابع ہو ہلاک نکریں تجھ کو بتاں ہیں بولا خالہ تم جو کہتے
ہیں اس کا چرچا ہماری بستی میں نہیں وہ کیا بات ہے صاف بیان کرو۔ بولی مُحَمَّدُ بْنُ
عَبْدِ اللّٰهِ رَسُوْلٌ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ جَاءَ بِتَنْزِیْلِ اللّٰهِ یَدْعُوْ بِهٖ اِلَی اللّٰهِ محمد بن
عبد اللہ رسول ہے اللہ کے یہاں سے لایا اتارا ہوا اللہ کا بلاتا ہے ساتھ اس کے اللہ
کیطرف۔ بعد بولی مِصْبَاحُهٗ مِصْبَاحٌ وَدِیْنُهٗ فَلَاحٌ وَاَمْرُهٗ نَجَاحٌ وَقَرْنُهٗ نِطَاحٌ
ذَلَّتْ لَهُ الْبِطَاحُ مَا یَنْفَعُ الصِّیَاحُ لَوْ وَقَعَ الذِّبَاحُ وَسُلَّتِ الصِّفَاحُ وَ
مُدَّتِ الرِّمَاحُ۔ چراغ ان کا روشن ہے اور دین ان کا چھٹکارا اور کام ان کا بہتر اور سینگ
انکی دھستی بلکہ ان کے اختیار میں آیا نفع نہیں دیتا پکارنا ذبح آن پڑے بعد اور تلواراں کھینچے
گئے اور نیزے راست ہو چکے۔ عثمان کہے اسکی یہ بات میرے جی کو لگی اور میں اسی فکر میں لگا۔

میری عادت تھی ابی بکر صدیق کے یہاں جانا پھر میں جا کر یہ ان سے بولا ابو بکر کہے اے
عثمان تجھ سا دانا شخص حق بات کو نہ سمجھا بہت عجب ہے اور ہماری قوم یہ جو بتوں کی پرستش
کر رہے ہیں کچھ بھی ہے وہ تو پتھر ہیں نہ سنتیں نہ دیکھتیں اور نہ نفع دیتیں۔ عثمان کہے واللہ وہ
ایسے ہی ہیں۔ ابو بکر کہے تمھاری خالہ سچ کہی محمد بن عبد اللہ کو اللہ تعالیٰ اپنی رسالت دیکے بھیجا خلق
طرف تمھاری مرضی ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس چلو پھر میں حضرت پاس آیا۔ مجھے
دیکھ کر فرمائے اے عثمان اللہ تعالیٰ بہشت طرف بلاتا ہے سو تو قبول کر اور میں اللہ کا رسول

ہوں خلق طرف عثمان کہے یہ سن کر وا للہ میں بے اختیار ہوا اور اسلام لایا پھر تھوڑے روز نہیں گزرے کہ عتبہ رقیہ کو طلاق دیا اور ہیں ان کو نکاح کیا۔ **ہاتف سے آوازاں آئے سو بیان** ۔ **روایت** کئے ہیں خرائطی اور ابن عساکر نے عروہ سے کہے کہ قریش کی جماعت ایک بت پاس آیا کرتی تھی ان میں ورقہ بن نوفل اور زید بن عمرو بن نفیل اور عبید اللہ بن جحش اور عثمان بن الحویرث بھی تھے ایک روز آکر دیکھے تو بت اوندھا پڑا ہے سب مل کر اسکو اس کے مقام پر بھی رکھے تھوڑا وقت نہیں گزرا کہ بہت بد طوری کے ساتھ بھی وہ گر پڑا پھر کھڑے کرے تیسرے بار بھی اوندھا گرا عثمان بن حویرث بولا آج کوئی حادثہ نیا ہوا ہے اور اسی شب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوے تھے سو دیوکے اندر سے آواز آیا تَرَدَّىٰ لِمَوْلُوْدٍ اَنَارَتْ بِنُوْرِهٖ + جَمِيْعُ فِجَاجِ الْاَرْضِ بِالشَّرْقِ وَ الغَرْبِ۔ یہ بت گرا واسطے ایک لڑکے کے کہ روشن ہوئے اس کے نور سے زمین کے تمام راستے مشرق اور مغرب میں۔ وَخَرَّتْ لَهُ الْاَوْثَانُ طُرًّا وَارْعَدَتْ + قُلُوْبُ مُلُوْكِ الْاَرْضِ طُرًّا مِنَ الرُّعْبِ + اور اوندھے گرے اس کے واسطے بت تمام اور کانپ گئے دل زمین کے بادشاہوں کے رعب سے وَنَارُ جَمِيْعِ الْفُرْسِ بَاخَتْ وَاَظْلَمَتْ + وَقَدْ بَاتَ شَاهُ الْفُرْسِ فِيْ اَعْظَمِ الْكَرْبِ اور آتش تمام فارس کی بجھ گئی اور تاریک ہوئی اور رہا شاہ فارس کا بڑی سختی میں وَصُدَّتْ عَنِ الْكُهَّانِ بِالْغَيْبِ جِنُّهَا + فَلَا مُخْبِرٌ مِنْهُمْ بِحَقٍّ وَلَا كِذْبِ اور باز رہے کاہنوں کو غیب بولنے سے ان کے جن پھر ان سے خبر دینے والا نہ رہا نہ سچ نہ جھوٹ فَيَا لَ قُصَيٍّ ارْجِعُوْا عَنْ ضَلَالِكُمْ + وَهُبُّوْا اِلَى الْاِسْلَامِ وَالْمَنْزِلِ الرَّحْبِ سوائے آل قصی کی تم پھر جاؤ اپنی گمراہی سے اور ہوشیار ہو طرف اسلام کے اور فراغت کی ضیافتوں کے۔ **روایت** کئے ہیں خرائطی نے اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے کہے کہ ابرہہ مکے سے بھاگا بعد حبش کو نجاشی بادشاہ کے یہاں زید بن عمرو بن نفیل

اور ورقہ بن نوفل مل کر گئے اسکی ملازمت حاصل ہوئی بعد کہا اے قرشیاں میں ایک بات پوچھتا ہوں تم راست کہو کہے بہت بہتر۔ بولا تمھارے یہاں کوئی لڑکا تھا کہ اسکو اس کا باپ ذبح کرنا چاہا تھا پھر قرعہ ڈال کر اس کے درعوض بہت سے اونٹ ذبح کئے۔ کہے درست ہے۔ پوچھا وہ لڑکا کیا ہوا۔ کہے ایک بی بی تھی اس کا نام آمنہ اسکو اس سے نکاح کردئے اسکو حمل ٹھہرا اسمیں اس کا شوہر سفر گیا سو مر گیا۔ پوچھا وہ حاملہ تھی سو جنی کیا نہیں۔ کہے لڑکا پیدا ہوا پوچھا اس کی پیدائش کی شب کچھ عجائب بھی نمود ہوئے۔ ورقہ کہے میں اس شب کو بت پاس رہا تھا اسکے شکم سے آواز آیا وُلِدَ النَّبِیُّ فَذَلَّتِ الْاَمْلَاکُ وَنَاٰیَ الضَّلَالُ وَادْبَرَ الْاِشْرَاکُ

پیدا ہوا نبی اور لغزش پائے پادشاہاں اور دور ہوئی گمراہی اور بھاگا شرک۔ پھر وہ بت اوندھا گر پڑا۔ زید کہے ہیں بھی اسی شب کو ابی قبیس پہاڑ طرف گیا دیکھا ایک شخص اسکو دو سبز پکھوٹے ہیں آسمان پر سے اترا اور ابو قبیس پر کھڑے ہوا بعد مکے طرف دیکھ کر کہا شیطان ذلیل ہوا اور بت باطل ہوئے اور امین پیدا ہوا بعد ایک کپڑا اس کے ساتھ تھا سو کھولا اور مشرق و مغرب طرف جھکا اور وہ کپڑا آسمان کے نیچے ڈھانپ لیا اور ایک نور چمکا کہ اس سے آنکھ خیرہ ہوئے اور مجھے گھبراہٹ ہوئی بعد ہاتف اپنے پکھوٹے ہلا کر اڑا اور کعبے پر گرا وہاں سے ایک نور روشن ہوا کہ اس سے تہامے کا ملک روشن ہوا اور بولا زمین پاک ہوئی اور کعبے پاس کے بتوں طرف اشارہ کیا تمام بت گر گئے۔ نجاشی بولا میں اس شب کو خلوتخانہ میں تھا زمین سے ایک منڈی نکلی اور بولی اصحاب الفیل پر بلا اتری پرندے انکو کنکروں سے مارے اشرم جو حرم پر تعدی کیا تھا سو ہلاک ہوا اور پیدا ہوا نبی امی حرمی کی جس نے اس نبی کو مانا نیکبخت ہوا اور جو کوئی اسکو نہ مانا تو ہلاک ہوگا اسکو دیکھ کر میں پکارنا چاہا زبان نہ اٹھی۔ کھڑے ہونیکا قصد کیا طاقت نہ ہوئی بعد جب وہ غیب ہوا میں اپنی حالت پر آیا۔

روایت کئے ہیں بخاری نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہے ہیں ایک روز بتوں پاس سوتا تھا ایک شخص گائی لا کر ذبح کیا اسمیں سے ایک بڑی آواز آئی اتنا بڑا آواز میں کبھی نہ سنا تھا

یَا جَلِیحُ اَمْرٌ نَجِیحُ رَجُلٌ نَصِیحُ یَقُولُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ۔ اے جلیح بہتر کام ہے جو نصیحت
کرنے والا کہتا ہے کہ لا الہ الا اللہ۔ لوگ گھبراہٹ سے بھاگے ہیں آپس ہی کہا میں یہاں سے نجاؤں گا
جبتک کہ نہ جانوں کہ اسکے بعد کیا ہے پھر دوسرے بار ویساہی آواز آیا پھر تیسرے دفعہ بھی وہی آواز آیا
پھر کچھ دیر نہ ہوئی کہ محمد کہنے لگے ہیں نبی ہوں۔ **روایت** کئے بیہقی نے کہ مازن طائی عمان
میں بتوں کا پوجاری تھا ایک روز بت پاس جانور کاٹا بت میں سے آواز آیا کہ اے مازن
تو ادھر آ سن نبی مبعوث ہوا اور حق بات لایا تو ایمان لا بڑی آتش سے جسکی اندھن پتھر ہیں
بچے گا۔ مازن بولا یہ عجب بات ہے بعد چند روز کے بھی جانور کاٹا اسمیں سے بھی آواز اول
کے آواز سے صاف آیا اے مازن تو سن کر خوش ہو نیکی ظاہر ہوئی بدی پوشیدہ ہوئی مضر
میں ایک نبی مبعوث ہوا اللہ کے یہاں سے بڑا دین لایا ہاتھوں سے تراشے سو بت کو چھوڑ
اور دوزخ سے اپنے کو بچا۔ یہ سن کر میں اپنے دل میں بولا اب میری خوبی کا وقت آیا ہے
اور اسی کی دریافت میں تھا کہ ایک شخص حجاز سے آیا میں اس سے وہاں کی کیفیت دریافت
کیا وہ بولا ایک شخص نکلا ہے اس کا نام احمد لوگوں کو کہتا ہے میں اللہ کی طرف تم کو دعوت
کرتا ہوں میں بولا واللہ مجھے جو بشارت ہوئی اس کا نشا یہی ہے میں حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم پاس آیا اور اسلام لایا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں گانے بجانے میں اور شراب اور
رنڈیوں میں گرفتار ہوں میرا تمام مال انھوں میں خرچ ہوا اور مجھے اولاد نہیں آپ دعا کرو
تا اللہ تعالیٰ یہ بدیاں میرے سے دفع کرے اور مجھے شرم و حیا دیوے اور اولاد ہووے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یا اللہ اسکو در عوض راگ کے قرآن کی تلاوت نصیب کر اور حرام
کے بدلے حلال دے اور اسکو حیا و شرم بخش اور فرزند دے۔ مازن کہتا ہے میرے تمام بدخصلتاں
دفع ہوئے چار عورتوں کو نکاح کیا اور نہایت شرم مجھے حاصل ہوئی اور حیان لڑکا پیدا ہوا
روایت کئے ہیں ابو نعیم اور خرائطی اور ابن عساکر نے کہ خثعم کے قبیلے والا ایک شخص بولا ہم
بتوں کی پرستش کرتے اور قضیئے کے فیصلے واسطے ان پاس جاتے ایک روز کوئی مقدمہ فیصلہ

کرنے واسطے گئے تو ہاتف سے آواز آیا تمھاری عقل کیا ماری گئی ہے جو بتوں سے فیصلے مانگتے ہیں دیکھو تمام کا سردار بڑے عدل و انصاف کا نبی بلد حرام میں نور اسلام کا لایا ہے لوگوں کو گناہوں سے منع کرتا ہے۔ یہ سن کر لوگ گھبراہٹ سے بھاگے بعد چند روز کے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں نکلے اور مدینے کو ہجرت کئے پھر میں آکر اسلام لایا۔ روایت کئے ہیں ابن سعد اور بزار اور ابو نعیم نے جبیر بن مطعم سے کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو نکلے ایک مہینے کے آگے ہم ایک اونٹ نحر کئے دیو کے پیٹ سے آواز آیا تم نادر بات سنو مکے میں نبی احمد نام مبعوث ہوا اب یثرب کو ہجرت کرے گا اس کے باعث جن آسمان پر جانے سے منع ہوئے اگر گئیں تو انپر انگارے پڑتے ہیں ہم کو اس سے تعجب ہوا پھر بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوئے۔ روایت کئے ہیں ابو نعیم نے تمیم داری سے کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جن ایام میں مبعوث ہوئے ہیں شام کے ملک میں تھا۔ ایک کچھ کام واسطے کسی قریے کو گیا رات ہونے سے ایک بیابان میں اترا اور جاہلیت کے دستور کے موافق بولا کہ اس بیابان کے بڑے جن کی پناہ میں ہوں بعد میں لیٹا تو ہاتف سے آواز آیا کہ اب اللہ کی پناہ مانگنا جن کسکو اپنی پناہ میں نے نہیں سکتے۔ میں بولا تو کیا بات کہتا ہے وہ بولا رسول امین نکلے اور ان کے پیچھے ہم حجوں میں نماز پڑھے اور اسلام لائے اور تابع ہوئے جنوں کا فریب دینا جاتا رہا ان پر انگاروں کا مار ہوتا ہے تو محمد پاس جا وہ رب العٰلمین کے رسول ہیں اور ان پر اسلام لا۔ صبح کو میں ایک راہب سے یہ قصہ بولا وہ کہا سچ ہے کہ ایک نبی حرم میں نکلا اور دوسرے حرم کو ہجرت کرتا ہے اور وہ سب انبیا سے افضل ہے تو اس پاس جانے سستی مت کر۔ روایت کئے ہیں ابو نعیم نے خویلد نصری سے کہے کہ ہم ایک بت پاس تھے اسکے اندر سے آواز آیا جن کا بیٹھنا اخبار واسطے موقوف ہوا اگر جاویں تو ان پر انگارے پڑتے ہیں۔ سبب اس کا وحی آنے سے ہے ایک نبی پر جو مکے میں مبعوث ہوا نام ان کا احمد اور ہجرت گاہ یثرب حکم کرتے ہیں نماز روزے اور نیکی اور صلہ رحم کی ہم وہاں سے نکل کر دریافت کئے تو معلوم

ہوا کہ مکے میں ایک نبی مبعوث ہوئے ان کا نام احمد۔ روایت کئے ہیں ابونعیم اور ابن جریر وغیرہ عباس بن مرداس سے کہے ہیں ایک بت کی پرستش کرتا تھا اس کا نام ضمار ایک روز اس کے پیٹ میں سے آواز آیا قُلْ لِلْقَبَائِلِ مِنْ سُلَيْمٍ كُلِّهَا ۔ هَلَكَ الْاَنِيْسُ وَعَاشَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ تو کہہ سلیم کے تمام قبیلے والوں کو کہ انیس ہلاک ہوا اور جئے مسجد والے اَوْدٰى ضِمَارُ وَكَانَ يُعْبَدُ مُدَّةً ۔ قَبْلَ الْكِتَابِ اِلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ وصیت کیا ضمار اور تھا عبادت کئے جاتا تھا ایک مدت پیش از کتاب آئے نبی محمد پر اِنَّ الَّذِيْ وَرِثَ النُّبُوَّةَ وَالْهُدٰى ۔ بَعْدَ ابْنِ مَرْيَمَ مِنْ قُرَيْشٍ مُهْتَدِىْ بیشک وہ جو وارث ہوا نبوت اور ہدایت کا مریم کے فرزند کے پیچھے قریش سے رہنما ہے

عباس کہا یہ بات میں کسی سے ظاہر نہ کیا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ احزاب سے پھرے میں ذات عرق میں عقیق پاس اپنے اونٹ چراتا تھا ایک بڑا آواز سنا سر اٹھا کر دیکھا تو ایک شخص شتر مرغ کے پکھوں پر کھڑا ہے اور کہتا ہے دوشنبے کے روز سہ شنبے کی شب کو نور جو پیدا ہوا تھا عصبا اونٹنی کے صاحب کے ساتھ ہے۔ دوسری طرف سے ہاتف اسکو جواب دیا جن کو تحیر ہوا سو دیکھ اونٹنی اپنے اوپر کی جھول رکھی ہے اور آسمان پر چوکیبان بیٹھے ہیں میں گھبراہٹ سے اٹھا اور جانا محمد سچ رسول ہیں۔ روایت کئے ہیں ابن سعد اور ابونعیم نے عمرو بن سعد ہذلی سے کہے کہ میں سواع بت پاس ذبح کیا اسکے اندر سے آواز آیا کہ عجب ہے بنی عبد المطلب میں نبی مبعوث ہوا احمد نام۔ زنا اور بت پر ذبح حرام کیا آسمان پر نگہبان بیٹھے اور ہم پر انگارے پڑکر ہمکو متفرق کئے۔ وہاں سے نکل کر مکے کو آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا احوال کچھ معلوم نہ ہوا۔ پھر میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر کر پوچھا کہ کوئی شخص اس کا نام احمد یہاں نکلا ہے اور لوگوں کو اللہ کیطرف دعوت کرتا ہے ابوبکر کہے تم کیا واسطے دریافت کرتے ہیں۔ میں یہ قصہ بیان کیا۔ ابوبکر کہے درست محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب اللہ کی طرف دعوت کرتے ہیں اور وہ مقرر اللہ

کے رسول ہیں روایت کئے ہیں بیہقی اور ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس آکر ایمان لایا اور عرض کیا میں اپنا اونٹ بھاگا سو ڈھونڈھنے نکلا صبح کے وقت ایک آواز ہاتف سے آیا کہ اللہ تعالیٰ حرم میں ایک نبی مبعوث کیا۔ ہاشم کی اولاد میں تاریکی دفع کرنے میں اطراف میں پھر کر دیکھا کوئی نظر نہ آیا میں بولا اے ہاتف وہ کیا ہے سو بیان کر پھر آواز آیا کہ نور ظاہر ہوا اور جھوٹ باطل ہوا اور اللہ تعالیٰ محمد کو خوش خبری دینے واسطے بھیجا اللہ کا شکر کہ خلق کو عبث نہ پیدا کیا اور بہتر نبی احمد کو بھیجا۔ جب تک کہ سوار حج کیا کرے اس پر درود بھیجو۔ جب روز روشن ہوا میرا اونٹ ملا۔ روایت کئے ہیں ابوسعید نے شرف المصطفٰے کتاب میں جعد بن قیس مرادی سے کہے کہ جاہلیت میں میں اور تین شخص حج کے واسطے نکلے یمن کے ایک بیابان میں اترے اور جانوروں کو باندھے اور اس بیابان کے بڑے جن کی پناہ لیے رات ہوئی تمام لوگ سو گئے میں جاگتا تھا ہاتف سے آواز آیا اَلَا اَیُّهَا الرَّکْبُ الْمُعَرِّسُ بَلِّغُوْا ۔ اِذَا مَا وَقَفْتُمْ بِالْحَطِیْمِ وَ زَمْزَمَا اے سواراں جو شب باشی کرتے ہیں پہنچاؤ جب تم اترنے لگے حطیم اور زمزم پاس۔ مُحَمَّدَ الْمَبْعُوْثَ مِنَّا تَحِیَّةً ۔ تُشَیِّعُهٗ مِنْ حَیْثُ سَارَ وَ یَمَّمَا۔ محمد کو جو مبعوث ہوئے ہماری طرف سے تحیۃ جو ساتھ رہے ان کے جہاں جاوے اور قصد کرے۔ وَقُوْلُوْا لَهٗ اِنَّا لِدِیْنِكَ شِیْعَةٌ ۔ بِذَالِكَ اَوْصَانَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَا اور کہو ان کو کہ ہم تمہارے دین کے تابع ہیں ہم کو یہی وصیت کئے ہیں مسیح بیٹے مریم کے۔ روایت کئے ہیں ابن عساکر زل بن عمرو عذری سے کہے کہ بنی عذرہ میں ایک بت تھا اس کا نام حمام۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوئے بعد اسمیں سے آواز آیا اے بنی ہدر بن حرام ظاہر ہوا حق اور ہلاک ہوا حمام اور توڑا شرک کے تئیں اسلام ہم یہ سن کر گھبرائے۔ بعد چند روز کے بھی آواز آیا اے طارق اے طارق مبعوث ہوا نبی صادق وحی کا ناطق تہامے میں پکار ہوا لا پکارا کہ انکی تائید کرنے والوں کو

ہے سلامت اور اس کے مخالفوں کو ہے ندامت اب تیرے اور میرے جدائی ہے تا بقیامت اور بت اوندھا گرا زمیں کہے پھر ہم چند شخص بنی عذرہ کے قبیلے کے حضرت پاس آکر اسلام لائے اور یہ آواز سنے سو بیان کئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یہ بات جن بولا۔ **روایت** کئے ہیں طبرانی اور ابونعیم اور ابن عساکر نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہے کہ خریم بن فاتک کہتے تھے کہ اپنے اسلام کا سبب یہ تھا کہ میں اپنے اونٹوں کو ڈھونڈھنے نکلا اور شب ہوئی سو میں پکار کر بڑے آواز سے بولا اس بیابان کے عزیز شخص کے میں پناہ میں ہوں۔ ہاتف سے آواز آیا اس مضمون سے کہ تو خدائے ذوالجلال کی پناہ میں آ اور سورہ انفال کی آیتاں پڑھ اور خدا کی توحید کر اور کسی سے مت ڈر۔ یہ سن کر مجھے نہایت خوف ہوا اور بیحواس بن گیا۔ جب اپنے تئیں حواس آئی بولا تو مجھے سچ ارشاد کرتا ہے یا گمراہی بتاتا ہے۔ پھر آواز دیا یثرب میں اللہ کا رسول نجات کی دعوت کرتا ہے اور یس اور حم وغیرہ سورتاں لایا ہے۔ اسمیں حلال حرام کی تفصیل ہے اور نماز روزے کا حکم کرتا ہے اور بد چیزوں سے منع کرتا ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے پھر میں اسکو کہا تو کون شخص ہے سو بول کہا میں عمرو بن اثال ہوں نجد کے جنوں کا جمعدار مسلمان ہوا ہوں اور تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس جاکر آئے تک تیرے اونٹوں کی نگاہبانی کرتا ہوں۔ خریم کہتے ہیں یہ سن کر میں مدینے کو آیا اور مسجد طرف چلا راہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ملاقات کر کر کہے تمہارے اسلام کی خبر ہم کو معلوم ہوئی چلو میرے ساتھ پھر مسجد میں لیگئے۔ حضرت خطبہ پڑھتے تھے میں جاکر اسلام لایا۔ حضرت فرمائے تیرے اونٹوں کا جو شخص ضامن ہوا تھا محافظت سے ان کو تیرے لوگوں پاس پہنچا دیا۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت روایتاں اس مضمون کے ہیں لیکن سخن دراز ہونیکے اندیشے سے اسی پر اختصار کیا۔ **فصل دوسرا معجزے کے بیان میں۔** معجزے کا معنی لغت میں عاجز کر دینے والا اور یہاں مراد وہ ہے کہ جس نے آپ کے تئیں رسول قرار دیتا ہے اور اپنی راستی پر دلیل جو لاتا ہے اس کا نام معجزہ ہے

فصل دوسرا معجزے کے بیان میں

اور معجزے کے چند شرط ہیں پہلی شرط یہ کہ وہ معجزہ عادت کے برخلاف رہنا اگر عادت
کے مخالف نہ ہووے مثلاً آفتاب ہر روز نکلنا اور ٹھنڈ کالے میں ٹھنڈ زیادہ ہونا اسکو
معجزہ نہ کہیں گے۔ دوسری شرط یہ کہ لوگ اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہونا نہیں تو وہ
معجزہ نہیں۔ تیسری شرط نبوت کا دعوے کرنے والا اسکو ظاہر میں علانیہ کرنا۔ چوتھی شرط
دعوے کے موافق ہونا۔ اگر بولا میں مردے کو زندہ کرتا ہوں پھر وہ نہ کر کے پہاڑ کو گویا کر دیا
تو اسکو معجزہ نہ کہیں گے۔ پانچویں شرط اس نے جو ظاہر کیا اسکو جھٹلانے والے نہ ہونا مثلاً
بولا میں اس مرغ کی زبان سے سخن کرواتا ہوں پھر مرغ بولا کہ یہ شخص جھوٹا ہے تو وہ
معجزہ نہیں۔ چھٹویں شرط وہ معجزہ دعوے پر مقدم نہونا اگر مقدم ہو تو اسکو معجزہ نہ بولیں گے
بلکہ وہ از قبیل کرامات ہے اسکو ارہاص کہتے ہیں۔ اب سنئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبوت
کا دعوے کئے اور معجزہ ان کے ہاتھوں پر ظاہر ہوا تو ثابت ہوا کہ وہ نبی ہیں۔ حضرت
کے معجزے دو طور کے تھے حسی اور عقلی۔ حسی معجزے تین قسم پر ہیں ایک تو وہ حضرت کی
ذات کے باہر تھے جیسا چاند شق ہونا اور جانور اطاعت کرنا اور اس کے مانند۔ دوسرا
قسم وہ جو حضرت کی ذات مقدس میں احوال موجود تھے مثلاً نور جو حضرت کے آبا کے
پیشانی پر چلے آتا تھا اور دونوں شانوں میں مہر نبوت تھی اور صورت مقدس ایسی
جو فراست سے نبوت پر دلالت کرتی تھی تیسرا قسم حضرت میں چند صفات تھے اس کو
جاننے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نبی تھے چنانچہ کسی شخص کے پاکوئی حاجت کیواسطے جھوٹ
بات نہیں بولے اور بد کام پر کبھی اقدام نہ کئے نہ پیش از نبوت نہ بعد از نبوت اور اعدا کے
مقابلے سے کبھی منھ نہ پھیرے اور خلق پر کمال شفقت اور رحمت تھی اور سخاوت
نہایت مرتبے میں اور دنیا کی محبت ان کے دل میں بالکل نہ تھی یہانتک قریش بولے
تم کو جو چاہیے سو ہم مہیا کر دیتے ہیں تم اپنے دعوے سے باز آؤ تو انھوں کی بات طرف
التفات نہ کئے اور سخن حضرت کا جامع اور نہایت موثر دلوں میں تھا اور دنیا داروں

کے ساتھ نہایت بے پرواتھے اور فقرا مساکین کے ساتھ بہت تواضع کرتے تھے اور
اول عمر سے وفات تک ایک ہی پسندیدہ نیک طریقے پر تھے۔ یہ اوصاف تمام حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں مجتمع رہنا نبوت پر بڑا معجزہ ہے۔ اما عقلی معجزے ایک تو
یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نادانوں میں بڑے ہوئے اور کسی عالم یا حکیم پاس تربیت
نہ پائے اور نبوت کا دعوے کرکر اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور اسکے افعال اور احکام کو
ایسے دلایل سے ثابت کئے کہ اعدا کے تئیں مجال دم مارنے کا نہ رہا اب جس کو عقل سلیم
اور طبع مستقیم ہے وہ سمجھتا ہے کہ یہ احوال میسر نہ ہوگے جب تک تعلیم ربانی اور ہدایت الہی نہو
دوسرا یہ کہ وہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پیش از اظہار کرنے نبوت کے دعوے کے مسائل
الہیہ کا ذکر کبھی زبان پر نہ لائے اور دعوے نبوت کا بالکل زبان شریف پر جاری نہ ہوا۔
جس کی عمر چالیس برس کی گذر چکی اور اس قسم کے مسائل زبان پر جاری نہ ہوئے اور یکا یک
اسکی تعلیم دینا شروع کئے اور ایک کلام لائے کہ اس کے معارضے سے تمام جہان کے
لوگ عاجز آئے اور اب بارہ سو پچاس پر پانچ برس گذر چکے کسی کو معارضے کی طاقت
نہیں تو بداہت عقل گواہی دیتی ہے کہ یہ اللہ کے یہاں کی وحی ہے۔ تیسرا وہ سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم رسالت کے پہنچانے میں اقسام کی مشقتاں اور تعب کھینچے اور خویش
و بیگانے بلکہ تمام جہان کو اپنا دشمن گردانے لیکن حضرت کے عزم میں کچھ قصور نہ آیا۔ جب
تمام دشمنوں پر غالب آئے اور لشکر بڑا جمع ہوا اور کمال قوت و قدرت حاصل آئی
اور بنی الاصفر کا بادشاہ ڈرنے لگا لیکن وہ حضرت اپنا زہد و تقوی نہ چھوڑے اور بچھونے
کی ایک تہ کو دو تہ کرنا سوتے وقت گوارا نہ کئے۔ جو کوئی ذرا انصاف کر دیکھا تو معلوم
ہوتا ہے کہ دغا باز سے یہ بناؤ نہیں ہوسکتا اور اسکی بناوٹ چھپتی نہیں۔ دغا باز اپنی دغا
اور جھوٹ کو رواج نہیں دیتا مگر دنیا حاصل کرنے۔ دنیا ملے اور آپ اس سے کچھ منفعت
نہ حاصل کرے تو وہ اپنی دین و دنیا دونوں ضایع کیا عقلمند ایسا نہ کریگا۔ معلوم ہوا کہ یہ تمام

شقتاں اٹھانا اللہ کی وحی سے تھا۔ چوتھا حضرت کی دعایاں مقبول ہوتے تھے اگر جھوٹا ہوتا تو دعا مقبول نہ ہوتی۔ پانچواں غیب کی بہت چیزوں کی خبر دیئے بموجب حضرت کے مقولے کے وجود میں آیا۔ ان دلائل سے یقین معلوم ہوا کہ وہ حق رسول تھے اللہ کی طرف سے اور ان تمام معجزوں سے بہت چیزوں کا بیان سابق مذکور ہوا اب جو معجزے سابق میں ذکر نہ پائے ہم یہاں لکھتے ہیں۔ **قرآن شریف کا معجزہ**۔ یہ بڑا معجزہ ہے جو اب تک باقی ہے اور یہ معجزہ عیسیٰ علیہ السلام کے معجزے سے بڑھکر ہے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام مُردوں کو زندہ کرتے تھے اور ماں پیٹ کے اندھے بوڑھے کوڑھے کو درست کرتے تھے۔ دوسرے کسی کو یہ کام کرنیکی طاقت نہ تھی اور یہ درست کرنے کا علم انکو حاصل نہ تھا۔ پھر لوگ اس سے عاجز ہونا تعجب نہیں۔ بخلاف اس معجزے کے کہ قریش سخن گوئی کا لاف مارتے تھے اور فصاحت و بلاغت کا ڈنکہ بجاتے تھے۔ فی الواقع اس فن میں انکو کمال قدرت تھی باایں عاجز ہونا بڑی دلیل ہے کہ وہ مقرر اللہ کا کلام ہے اور سبھے انکے موافق و مخالف کا اتفاق ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بڑے عقلمند تھے۔ باایں عقل علانیہ کہے کہ اس کلام کے مثل کوئی ہرگز بول نہ سکے گا۔ اگر ان کو یقین نہ ہوتا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تو پیش از انکی عاجزی ظاہر ہونے کے ایسا نہ کہتے یہاں تک فرمائے قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا۔ کہہ اگر جمع ہوویں آدمی اور جن اس پر کہ لاویں ایسا قرآن نہ لاوینگے ایسا قرآن اگرچہ ہوں ایک کے ایک مددگار۔ بعد اس کے دس سوروں کے مقدار کہو کر فرمائے اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ کیا کہتے ہیں باندھ لایا ہے اسکو محمد تو کہہ تم لاؤ ایک دس سورتیں ایسی باندھ کر اور پکارو جس کو پکار سکو اللہ کے سوائے اگر ہو تم سچے۔ بعد فرمائے ایک چھوٹے سورے کے مثل کہو وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا

قرآن کا معجزہ

نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهِ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ۔ اور اگر تم شک میں ہو اس کلام سے جو اتارا ہم نے اپنے بندے پر تو لاؤ ایک سورت اس قسم کی اور بلاؤ جن کو حاضر کرتے ہو اللہ کے سوائے اگر تم سچے ہو۔ باوجود ایسا دعوے کرنے کوئی شخص جواب بن نہ آیا۔ اگر ان کو طاقت ہوئی تو البتہ کہتے اور اس وقت کے بہت کاہنوں کو شیطان تعلیم کیا کرتے تھے تو البتہ ان سے اعانت چاہتے۔ جب کوئی معارضہ نہ کر سکا تو معلوم ہوا کہ وہ کلام الٰہی ہے۔ دیکھئے بارہ سو چپن سال ہجرت سے گذرے لاکھوں علما فصحا منشی شاعر ہوئے اور ہر ایک سخن کو تازے طور کی رونق دیئے پر قرآن کے مثل کلام کسی سے بن نہ آیا معلوم ہوا کہ وہ کلام الٰہی ہے اور قریش کے دانا لوگ باوجود عداوت کے اسکو کلام الٰہی سمجھتے تھے۔

روایت کئے ہیں حاکم اور بیہقی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہے کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس ولید بن مغیرہ آیا حضرت اسکو چند آیت پڑھکے سنائے۔ اسکو بہت رقت آئی بعد یہ کیفیت ابو جہل کو معلوم ہوئی سو ولید پاس گیا اور بولا اے چچا ہماری قوم ارادہ کئے ہیں کہ تم کو کچھ مال اعانت کرنا پوچھا کس لئے بولا ہم سنتے ہیں کہ تم محمد کی طرف مائل ہوئے سو شاید تم کو کچھ مال ضرور ہے جو محمد سے طمع رکھتے ہیں۔ ولید بولا قریش سب جانتے ہیں کہ میں سب میں زیادہ مالدار ہوں مجھے کیا حاجت ہے کہ محمد پاس اس طمع سے جاؤں ابو جہل بولا اس صورت میں کچھ بات محمد کے حق میں کہدو تا لوگوں کو معلوم ہووے کہ تم اس سے منکر ہو اور محمد کی باتاں تم کو پسند نہ آئے۔ ولید بولا میں کیا کہوں واللہ تمھارے میں میرے سے کوئی زیادہ پڑھکے نہیں جانتا رجز اور قصیدہ اور جن کے اشعار اور کاہنوں کی انشا سب جانتا ہوں لیکن محمد جو کہتے ہیں کسی کے ساتھ مشابہت نہیں رکھتا اور محمد کے کلام میں ایک شیرینی اور رونق اور حسن ہے کہ کسی کے کلام میں نہیں اس کلام کا اعلی پھلدار ہے اور اسفل خوشہ دار اور وہ بلند ہی ہوتا پر گرتا نہیں اور وہ توڑتا ہے اپنے ماتحت کو۔

ابوجہل بولا ان باتوں سے قوم راضی نہ ہوگی ان کے لیے کچھ بات بناوٹ کی کرنا۔ پھر تجویز کرکر بولا اسکو سحر کہنا جو اسقدر تاثیر رکھتا ہے۔ روایت کیے ہیں بیہقی اور ابونعیم عبداللہ بن عباس سے کہے نضر بن حارث بن کلدہ بن عبدمناف بن عبدالدار بن قصی بولا اے قریش تم پر ایسا وقت کدھی نہ آیا تھا۔ محمد کم عمر تھا تو سب سے بہتر تھا اور سب سے زیادہ راست گو اور بڑا امانت دار، اب اس کے بناگوش میں بال سفید نکلے اور لایا وہ جو لایا تم اسکو کہتے ہیں ساحر ہے واللہ وہ ساحر نہیں۔ ہم ساحروں کا منتر اور انکے گنڈے دیکھے ہیں۔ کہتے ہیں وہ کاہن ہے واللہ وہ کاہن نہیں ہم کاہنوں کو دیکھے اور انکے عبارتاں سنیں۔ کہتے ہیں وہ شاعر ہے واللہ وہ شاعر نہیں۔ ہم شعر بولتے ہیں اور بہت شاعروں کا سخن سنے ہیں اور شعر کا ہزج اور رجز جانتے ہیں کہتے ہیں اس پر شیطان ہے واللہ اسپر شیطان نہیں شیطان لگا سو اسکو دیکھے ہیں اس کا گلا دابنا اور وسوسہ اور پریشانی اسمیں نہیں۔ واللہ بہت بڑا امر لایا ہے تم اسکو تامل کرو اور خوب دریافت کرو۔ روایت کیے ہیں ابن ابی شیبہ اور بیہقی جابر بن عبداللہ سے کہے ایک روز ابوجہل قریش کی مجلس میں بیٹھکر بولا محمد کا چرچا ہوتا چلا کسی کو جو سحر اور کہانت اور شعر سے خوب واقف ہو محمد پاس بھیجکر اس کا حال دریافت کرنا۔ عتبہ بن ربیعہ کہا میں شاعراں اور کاہناں اور ساحراں کا سخن سنا ہوں اور اس فنون میں مجھے خوب مہارت ہے۔ اگر محمد کا کلام اسی قبیل کا ہے تو مجھ پر مخفی نہ رہیگا۔ پھر وہاں سے نکل کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور بولا اے محمد تم بہتر ہو یا ہاشم تم بہتر ہو یا عبدالمطلب تم بہتر ہو یا عبداللہ۔ حضرت اس کا جواب کچھ نہ فرمائے۔ بعد بولا ہمارے خدایاں کو تم بد کیا واسطے بولتے ہیں اور ہمارے باپ دادوں کو گمراہی کی نسبت کیا سبب کرتے ہیں۔ اگر تم کو ریاست منظور ہو تو سب مل کر اپنا رئیس کرتے ہیں اور سب تمھاری متابعت کرتے ہیں۔ اگر تم کو عورتاں منظور ہو تو دس عورت خوبصورت تم کو نکاح کر دیتے ہیں۔ اگر مال حاصل ہونا غرض ہو تو اتنا مال جمع کر دیتے ہیں کہ تمھاری اولاد تک بھی کفایت

کرے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش تھے۔ جب ان اپنے باتوں سے فراغت پایا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم شروع کئے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ حٰمٓ۔ تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
کِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰیٰتُہٗ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ یہاں تک کہ اس آیت کو
پہنچے فَقُلْ اَنْذَرْتُکُمْ صٰعِقَۃً مِّثْلَ صٰعِقَۃِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ یعنی پھر تو کہہ میں
نے خبر سنا دی تم کو ایک کڑاکے کی جیسا کڑاکا آیا عاد اور ثمود پر۔ عتبہ یہ سنتے ہی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کا منھ پکڑکر رحم کے قسماں دیا اور بولا اب بس کرو۔ اور وہاں سے نکل کر اپنے مکان
کو گیا۔ قریش بہت دیر تک اسکی انتظاری کھینچے پر نہ آیا۔ ابوجہل بولا میں سمجھتا ہوں کہ عتبہ
صابی ہوا اور محمد کا کھانا اسکو خوب لگا شاید اسکو حاجت کچھ درپیش تھی سو یہ حیلہ کیا اور
ابوجہل اپنے ساتھ چند لوگ کو لیکر عتبہ کے گھر کو گیا اور اسکو بولا ہم سمجھتے ہیں کہ تو محمد کا تابع
ہوا۔ اگر تجھے ضرورت درپیش ہو تو کہہ ہم پیسے دیگے تا تجھے محمد کے کھانے کی احتیاج نہ ہو۔
عتبہ غصے سے قسم کھایا کہ میں محمد سے کبھی بات نہ کرونگا۔ بعد بولا میں بڑا مالدار ہوں سو تم کو
معلوم ہے لیکن میں محمد سے ایسا کہا تو وہ اس کا جواب دیا سو واللہ نہ سحر ہے نہ شعر نہ
کہانت جب اس نے بولا فَقُلْ اَنْذَرْتُکُمْ صٰعِقَۃً مِّثْلَ صٰعِقَۃِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ
میں اس کا منھ پکڑکر رحم کی قسم دیا تا وہ اسکو موقوف کیا کیونکہ محمد بات جھوٹی نہیں کہتا
مجھے اندیشہ ہوا کہ شاید عذاب اُتر جاوے۔ روایت کئے ہیں ابن اسحٰق اور بیہقی نے زہری
سے کہے کہ ایک شب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے سو سننے واسطے ابوجہل اور ابوسفیان اور
اخنس بن شریق نکلے لیکن ایک کی خبر دوسرے کو نہیں تھی اور یہ ہر ایک علیحدہ علیحدہ جگہ
پر بیٹھے صبح کو تینوں وہاں سے پھرے راہ میں تینوں کی ملاقات ہوئی سو ایکدوسرے
کو ملامت کرنے لگا اور کہنے لگا کہ اگر عوام الناس ہم کو دیکھیں تو ہم سے بدگمان ہوجائینگے
پھر سب مل کر عہد کئے کہ دوسرے بار ہم نہ جائیگے۔ دوسری شب کو ویسا ہی تینوں مخفی آکر
سنے اور صبح کو پھرے سو بھی ملاقات ہوئی ایک کو ایک ملامت کیا تیسری شب بھی ویسا

ہی اتفاق ہوا سو اس روز قسم کھائے کہ بار دیگر ہم نہ آ ئیگے۔ غرض گھروں کو گئے بعد صبح ہوئی تو اخنس نے ہاتھ میں عصا لیکر ابوسفیان کے یہاں گیا اور اس سے پوچھا اے ابوحنظلہ محمد کا کلام تو جو سنا سو کیا کہتا ہے ابوسفیان بولا میں باتاں جانتا سو ہی سنا اور اس سے غرض کیا ہے سو بھی معلوم ہے۔ اخنس بولا میں بھی یہ کہتا ہوں اور اخنس وہاں سے نکل کر ابوجہل کے گھر گیا اور اسکو بولا اے ابوالحکم محمد کا سخن تو سنا سو کیا کہتا ہے۔ ابوجہل بولا میں کیا کہوں ہم اور عبد مناف کی اولاد شرافت اور بزرگی کا جھگڑا کئے انھوں نے لوگوں کو کھلانے لگے تو ہم بھی کھلائے اور سواریاں دینے لگے ہم بھی دینا کئے اور انعامات دینا شروع کئے ہم بھی دئے یہاں تک کہ ہم ان کے گھوڑوں سے گھوڑے لگا کر بیٹھے اور شرط کے دو گھوڑوں کے سی برابر ہوئے تو کہنے لگے ہمارے میں نبی ہے آسمان پر سے اسکو وحی آتی ہے یہ بزرگی ہم کو ملنا کیا صورت واللہ ہم تو اس پر ایمان کبھی نہ لائیگے۔ روایت کئے ہیں بیہقی نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے کہے کہ میں اور ابوجہل ملکر جاتے تھے۔ راہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی حضرتؐ ابوجہل کو فرمائے اے ابوالحکم میں تجھے دعوت کرتا ہوں خدا کی اور اس کے رسول کی طرف آ۔ ابوجہل بولا اے محمد تو کیا ہمارے خداؤں کو بد بولنے سے باز نہیں آتا واللہ تو کہتا سو اسکو میں حق جانوں تو ایمان لاؤں۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لیگئے اور ابوجہل میری طرف متوجہ ہو کر بولا واللہ میں جانتا ہوں محمد کہتے سو حق ہے لیکن قصی کی اولاد بولے کعبے کی دربانی ہم کو ہے تو اسکو ہم قبول کئے۔ بولے ہمارے لوگ کو مجلس میں بڑپن ہے ہم قبول کئے۔ بولے ہمارے لوگ نشان اٹھاتا ہے ہم قبول کئے۔ بولے ہمارے لوگ کعبے کا آبدار خانہ رکھتا ہے ہم قبول کئے پھر وہ کھانا کھلانے لگے تو ہم بھی کھلائے یہاں تک کہ ہم انکی برابری کئے۔ اب کہنے لگے ہمارے میں نبی ہے واللہ ہم اسکو قبول نہیں کرتے۔ روایت کئے ہیں مسلم نے ابی ذر رضی اللہ عنہ سے کہے کہ میرا بھائی انیس مکے سے آکر بولا میں وہاں ایک شخص سے ملا وہ کہتا ہے اللہ تعالی اپنے تئیں رسالت دیکر بھیجا ہے۔ میں

اپنے بھائی سے پوچھا لوگ اسکو کیا کہتے ہیں بولا کہتے ہیں شاعر ہے ساحر ہے کاہن ہے۔
انیس بھی شاعر تھا کہا میں کاہنوں کا سخن سنا ہوں لیکن وہ ان کا قول نہیں اور اس کو شعر
کے وزنوں پر تول کے دیکھا تو برابر نہیں پڑھتا واللہ وہ نبی سچے ہے اور یہ لوگ جھوٹے ہیں ابوذر
کہتے ہیں میں مکے کو جا کر تیس روز رہا وہاں زمزم کے پانی کے سواے مجھے کھانے کو کچھ نہ ملا مگر
میں اس کے پینے سے خوب موٹا ہوا اور پیٹ پر جھلڈیاں پڑے اور بھوک کی مجھے کچھ تاثیر
نہ ہوئی اور اسلام لایا۔ روایت کئے ہیں ابونعیم نے زہری سے کہ عقبہ کی بیعت کے روز
اسعد بن زرارہ نے عباس سے کہے کہ ہم اپنے قرابتوں اور دوستوں سے مخالفت کئے اور
ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں مقرر اللہ تعالی انکو رسالت دیکے بھیجا ہے اور
انھوں جھوٹے نہیں اور کلام جو لائے ہیں بشر کے کلام سے مشابہت نہیں۔ الغرض جس کو
عربی زبان کا کچھ شعور ہو تو اسکو یقین معلوم ہوتا ہے کہ قرآن بشر کا کلام نہیں اور ویسا کلام
کہنے کی بشر کو طاقت نہیں اور قرآن معجزہ ہونے کا وجہ اسکی حسن تالیف ہے اور ایک عبارت
دوسری عبارت کے ساتھ ملی رہنا فصاحت کے ساتھ اور اقسام کی ایجاز بلاغت کی
رعایت کے ساتھ اور اس کا نظم عجیب اور اسلوب غریب جو مخالف ہے عرب کے اسلوب
کے اور اس کے آیتوں کا مقطع اور کلمات کے فواصل ان کے نظم و نثر کے طریقے کے باہر
کہ کوئی فصیح و بلیغ اس کے مثل نہ بولا اور غیب کے باتاں اور آیندہ ہونہار چیزوں کی خبر دینا
اور اس کے مطابق نمود میں آنا جیسا اس آیت میں قُلْ اِنْ کَانَتْ لَکُمُ الدَّارُ
الْاٰخِرَۃُ عِنْدَ اللّٰہِ خَالِصَۃً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ
وَلَنْ یَّتَمَنَّوْہُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْھِمْ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ بِالظّٰلِمِیْنَ۔ تو کہہ
یہودیوں کو اگر تم کو ملنا ہے گھر آخرت کا اللہ کے یہاں الگ سواے اور لوگوں کے تو تم
مرنے کی آرزو کرو اگر سچ کہتے ہو اور یہ آرزو کبھی وہ یہود نہ کرینگے جس واسطے آگے بھیج چکے ہیں ہاتھ
ان کے اور اللہ خوب جانتا ہے گنہگاروں کو سو موت کی آرزو ان کے اختیار میں رہتے پر

وہ ایسی آرزو نہ کریگے کر کر کہنا اور آج تک کوئی یہودی وہ آرزو نہ کرنا اور لوگوں کے دلوں میں جو باتاں تھیں ان سے آگہی دینا اور اگلے لوگوں کا احوال اور گذری شریعتوں کی اخبار جو یہود و نصاریٰ کے بڑے عالموں کے سواے دوسرونکو اطلاع نہ تھی اور وہ ایک مدت محنت مشقت کر کے جو حاصل کئے تھے اسکو راست بیان فرمانا حالانکہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُمّی تھے لکھنے پڑھنے نہیں جانتے تھے اور کسی عالموں کی صحبت میں رہ کر تربیت نہیں پائے تھے سو یہ وجہاں دلالت کرتے ہیں قرآن معجزہ ہونے پر شق القمر کا معجزہ۔ یہ بڑا معجزہ ہے جس کی تاثیر افلاک پر ظاہر ہوئی اور اس معجزے کو انس اور عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس اور علی مرتضیٰ اور حذیفہ اور جبیر بن مطعم اور ان کے سوائے بہت سے صحابہ روایت کئے ہیں اور ان سے بھی بہت سی تابعین نقل کئے ہیں اور ان سے ایک جماعت کثیر روایت کی۔ یہاں تک کہ ہمکو تواتر معلوم ہوا اور قرآن میں بھی اسکی طرف اشارہ ہے کہ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ یعنی نزدیک آپہنچی گھڑی اور پھٹ گیا چاند اور بعضے جو کہتے ہیں کہ اس آیت میں شق القمر کا مذکور ہوا سو اشارہ آیندہ قیامت میں ہونے کا ہے سو غلط ہے اور اسکی بعد کی آیت اس قول کو رد کرتی ہے وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ اور اگر دیکھیں کوئی نشانی ٹال دیں اور کہیں یہہ جادو ہے چلا آتا۔ کیونکہ قیامت کے دن کفار ایسا نہ کہیگے۔

شق القمر کا معجزہ

اس معجزے کا اصل قصہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیش از ہجرت کے حج کے ایام میں منیٰ میں تشریف رکھے تھے۔ ولید بن مغیرہ اور ابوجہل بن ہشام اور عاص بن وایل اور اسود بن المطلب اور نضر بن الحارث اور انکی سواے بہت سی کافراں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہے اگر تم نبوت کے دعوے میں صادق ہو تو چاند کو دو ٹکڑے کرو۔ وہ شب بدر کی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم انگشتِ مبارک سے چاند کو اشارہ کئے چاند دو ٹکڑے ہو کے ایک ٹکڑا ابوقبیس پہاڑ طرف اور ایک ٹکڑا قیقعان پہاڑ طرف گرا۔ حضرت فرمائے اسکو خوب

دیکھو بعد ایک ساعت کے وہ ٹکڑے پھر مل گئے کفار کہنے لگے ابن ابی کبیشہ تمکو سحر کیا۔
ان ہیں کے دانا لوگ کہے مسافراں آئے تو ان سے یہ دریافت کرنا اگر وہ بھی دیکھیں ہو
تو محمد سچ کیا۔ قافلے آے بعد دریافت کئے جو قافلہ آیا سو خبر دیا کہ ہم دیکھے چاند دو ٹکڑے
ہوا۔ صحیح حدیثوں میں یہ قصہ ایسا ہی مذکور ہے۔ عوام میں جو مشہور ہے کہ چاند گریبان میں
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جاکر آستین سے نکلا بے اصل اور غلط ہے مخالفاں اس معجزہ کے
انکار میں بحث کرتے ہیں کہ فلکیات کا خرق والتیام ممکن نہیں اور اس پر عقلی دلائل جو قایم
کرتے ہیں سو بیجا ہے۔ اول تو وہ دلائل ثابت نہیں متکلمان اس دلائل کو باطل کئے ہیں۔
اور چاند خدائیتعالی کا بنایا ہوا ہے وہ جو چاہے سو کرے۔ نبی کے معجزے واسطے اسکو شق کرنا
عقل پاس محال نہیں اور وہ جو کہتے ہیں اگر چاند شق ہوتا تو تمام اہل جہان پر عیاں ہوتا اور ملکوں کے لوگ اسکو دیکھتے
اور ایسے نادر حال کو منجماں اور مورخاں لکھتے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ یہ معجزہ شب کیوقت
ہوا وہ وقت اکثر لوگوں کے سونے کا ہے اور جو ہوشیار رہتے ہیں وہ بھی گھروں میں
رہتے ہیں چاند کو تکتا ہوا کوئی نہیں بیٹھا ہے اور اس کا شق اور التیام ایک لحظے میں ہوا
اسلئے کوئی اس کو نہ دیکھا۔ چاندگران اور سورج گران ہونے کی عام خبر منجم اپنے حساب دیکھکر
دیا کرتے ہیں اس لئے لوگوں کو معلوم ہوتا ہے نہیں تو کسی کو اسکی خبر نہ ہو۔ اور بعضی اوقات
شہاب نہایت روشن مہتاب سا گرتا ہے اسکو نادر کوئی شخص دیکھتا ہے تمام لوگ نہیں
دیکھتے ان کے نہ دیکھنے سے اور نہ لکھنے سے واقع میں نہ ہونا لازم نہیں آتا اس کے سوائے
آفتاب غروب ہوکر کسی شہر میں شب ہوتی ہے اور کسی شہر میں غروب نہیں ہوتا کسی ملک کی شب
بارہ گھنٹوں کی ہوتی ہے کہیں چار گھنٹے کہیں سولہ گھنٹے کہیں اس سے بھی زیادہ یا کم ہوتے ہیں
جب چندرسورج کے طلوع غروب میں اتنا تفاوت ہو تو مکے میں شق القمر ہوا سو روم والوں
کو مثلاً دسنا جو ہنوز وہاں شب نہیں ہوئی ہے کیا امکان۔ چاند سورج کو حیدرآباد دہلی
میں گہن لگتا سو دستا ہے لیکن مدراس میں دن یا رات باقی رہنے کے سبب وہ نہیں دستا

اور شق القمر ہوا سو وقت روئے زمین پر تمام کفار تھے۔ اللہ تعالیٰ کا نور بجھانا اور محمد کی نبوت کا ظہور نہ ہونا اور ان کے معجزے چرچا نہ پانا تمام کو منظور تھا۔ اگر دیکھیں یا لکھیں ہوں تو بھی یقین ہے کہ اسکو نکالدیں۔ اور ملیوار کے راجہ کے یہاں مسلمان آئے اور اس سے شق القمر کا معجزہ بیان کئے اس نے اپنے قدیم پوتیاں کو منگوا کر دیکھا اس میں لکھا تھا کہ فلانے وقت فلانی تاریخ میں چاند شق ہوا وہ راجہ اسکو دیکھکر اسلام لایا سو ملیوار کی تاریخوں میں لکھا ہوا ہے۔ **آفتاب غروب ہوئے بعد نکلا سو معجزہ۔ روایت** کئے ہیں ابن مندہ اور ابن شاہین اور طبرانی نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے کہے ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک مانڈی پر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے رکھے تھے۔ حضرت پر وحی اتر رہی تھی اتنے میں آفتاب غروب ہوا اور علی مرتضیٰ عصر کی نماز نہیں پڑھے تھے۔ جب حضرت کو افاقہ ہوا فرمائے یا اللہ علی تیری طاعت اور تیرے رسول کی طاعت میں تھا تو اس کے لئے آفتاب کو پھیر۔ سورج غروب ہوگیا تھا سو پھر نکلا۔ علی مرتضیٰ وضو کر کر نماز پڑھتے بعد غروب ہوا اور یہ قصہ صہبا میں واقع ہوا ہے۔ **مینھ برسا سو معجزہ۔ روایت** کئے ہیں حاکم اور بیہقی اور ابونعیم نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہے ہم تبوک کو گئے سو موسم نہایت تابستان کا تھا۔ ایک منزل میں پانی نہ تھا لوگ تشنگی سے بیتاب ہوئے۔ نوبت یہ ہوئی کہ اب سب مرجائینگے۔ بعضی لوگ تاب نہ لاکر اپنے اونٹوں کو نحر کر کر انکے پوٹھوں کو نچوڑ کر پئے اور باقی رہا سو اس کا پانی اپنے جگر پر ڈالے۔ یہ حال دیکھکر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عرض کئے یارسول اللہ آپ دعا کرنا اللہ تعالیٰ آپ کی دعا میں خوبیاں رکھا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھاں اٹھاکے دعا مانگے ہنوز ہاتھ نہیں چھوڑے تھے کہ ابر نمود ہو کر برسنے لگا لوگ سیراب ہوئے اور اپنے ساتھ کے ظروف بھر لئے بعد دیکھے تو مینھ لشکر میں برسا تھا اور لشکر کے باہر ایک قطرہ نہ پڑا تھا۔ **روایت** کئے ہیں ابن سعد اور بیہقی نے ابی وجرہ سعدی سے کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے تشریف لائے بعد ۹ سنہ نوں ہجری میں بنی فزارہ کی وفد دس

آفتاب غروب ہوئے بعد پھر نکلا

مینھ برسنا

پندرہ شخص آئے اور عرض کئے یا رسول اللہ ہمارے ملک میں مینھ برسا نہیں سو جانور ضائع ہوئے
اور باغات خشک ہوئے اور اہل و عیال تباہ ہو گئے خدا تعالیٰ سے دعا مانگو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم منبر پر سوار ہو کر فرمائے اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا مَرِیًّا مَرِیْعًا طَبَقًا
وَاسِعًا عَاجِلًا غَیْرَ اٰجِلٍ نَافِعًا غَیْرَ ضَارٍّ اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا سُقْیَا رَحْمَۃٍ لَا
سُقْیَا عَذَابٍ وَّلَا ھَدْمٍ وَّلَا غَرَقٍ وَّلَا مَحْقٍ اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا الْغَیْثَ وَانْصُرْنَا
عَلَی الْاَعْدَاءِ۔ حضرت یہ دعا مانگے بعد ابو لبابہ بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ اٹھکر عرض
کئے یا رسول اللہ خرما مربد و میں ہے مینھ برسے تو ضائع ہو گا حضرت فرمائے یا اللہ مینھ
برسا یہاں تک کہ ابو لبابہ برہنہ ہو کر اپنی لنگ سے مربد کی موری بند کرے۔ پھر مینھ شروع
ہوا چھے روز تک آسمان نظر نہ آیا اور ابو لبابہ اپنے مربد کی موری لنگ سے بند کئے لوگ
عرض کرنے لگے یا رسول اللہ مال ضائع ہوا اور راہ چلنا اٹک گیا دعا کرو مینھ موقوف ہوئے
حضرت دعا کئے اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا عَلَی الْاٰکَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ
الْاَوْدِیَۃِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ پھر دیہ دعا مانگتے ہی مدینے پر سے ابر سرک گیا اور اطراف
میں برسنے لگا۔ روایت کئے ہیں ابو نعیم نے کعب بن مرہ سے کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
مضر کی قوم پر مینھ نہ برسا کر دعا کئے سو قحط ہوا پھر میں حضرت سے عرض کیا یا رسول اللہ
آپ کو اللہ تعالیٰ نصرت دیا اور بخشش کیا آپ کی دعا مستجاب کیا آپ کی قوم ہلاک ہوتی
ہے ان کے لئے دعا مانگو حضرت دعا کئے پھر مینھ برسا۔ روایت کئے بخاری نے عبد اللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہے کہ لوگ ایمان نہ لاتے سو دیکھکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا کئے کہ
یا اللہ ان پر سات سال لا ایسے جو یوسف علیہ السلام کے وقت آئے تھے سو ایسا قحط آیا
تمام اناج سڑ گیا یہاں تک لوگ چمڑے اور مردار کھائے آسمان طرف دیکھیں تو بھوک
سے دھواں دستا۔ ابو سفیان آکر عرض کیا یا محمد تم حکم کرتے ہو اللہ کی طاعت اور صلۂ رحم کا
اور تمہاری قوم ہلاک ہوتی ان کے لئے اللہ سے دعا مانگو نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا کئے اور برسات

ہوئی۔ روایت کیئے ہیں ابن سعد اور ابونعیم نے کہ بنی مرہ کی وفد ای سو بارش نہیں کر کر شکایت کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیئے بعد وہ لوگ اپنے ملک کو گیئے۔ دریافت کیئے تو معلوم ہوا جس روز حضرت دعا کیئے اسی روز وہاں برسات ہوئی۔ روایت کیئے ہیں واقدی نے کہ سلامہ کی وفد آئی سو مینھ کی شکایت کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیئے پھر وہ لوگ اپنے ملک کو گیئے بعد معلوم ہوا کہ جس وقت حضرت دعا کیئے وہی وقت وہاں برسات ہوئی۔

تھوڑا کھانا بہت ہوا

تھوڑا کھانا بہت لوگوں کو کفایت کیا سو معجزہ۔ روایت کیئے ہیں ابن اسحٰق نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے امر فرمائے بکری کا ایک دست اور کھانا ایک صاع کا تیار کرو اور دودھ ایک بادیہ لے آؤ۔ بموجب حکم کے میں تیار کیا بعد عبد المطلب کی اولاد کو دعوت کیئے چالیس آدمی تھے یا ایک کم یا زیادہ ہونگا ان میں حضرت کے چچایاں ابوطالب اور حمزہ اور عباس اور ابولہب بھی تھے ہیں وہ کھانا حاضر کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسمیں کا ایک ٹکڑا لیکر اپنے دندان مبارک سے توڑ کر بھی اسمیں ڈالے اور فرمائے اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ تمام لوگ پیٹاں بھر کر فراغت سے کھائے بعد دودھ لا کر پلائے سب پیکر سیر ہوئے۔ ان میں کا ایک ایک شخص ایسا خوراکی تھا کہ وہ تمام کھانا کھا جاوے اور وہ دودھ تمام پی جاوے غرض کھانے سے فراغت ہوئی بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ فرمانا چاہے اسمیں ابولہب جلدی کر کر بولا دیکھو محمدؐ کیا سحر کر دیا۔ لوگ متفرق ہو گیئے حضرت کو کچھ فرمانے کا اتفاق نہ ہوا دوسرے روز بھی تاکید کیئے کہ کل کے موافق آج بھی تیار کرو۔ اس روز بھی تیار کر کر لوگوں کو دعوت کیئے سب جمع ہو کر فراغت سے کھائے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اے اولاد عبد المطلب کی میں ایسی بہتر چیز لایا ہوں کہ واللہ عرب کا کوئی شخص وہ نہ لایا میں دنیا اور آخرت کی خوبیاں لایا ہوں۔ روایت کیئے ہیں واقدی اور ابونعیم نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہے کہ ذات الرقاع کے غزوے میں ایک روز علیہ بن زید حارثی تین انڈے لا کر عرض

کیا یا رسول اللہ یہ انڈے شتر مرغ کے گھونسلے میں مجھے ملے سو لایا ہوں حضرت فرمائے اے جابر اسکو بریاں کر کر لاؤ میں اسکو تیار کیا اور روٹی ڈھونڈا تو نہ ملی۔ پھر حضرت صحابہ کے ساتھ مل کر اس انڈوں کو کھا کے سیر ہوئے بعد کھائے کے میں دیکھا تو انڈے جسقدر تھے سو اتنے ہی موجود ہیں۔ بعد جتنے لوگ ہمراہ تھے سبھوں کو وہ کھلایا۔ روایت کئے ہیں بخاری اور مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہے کہ خندق کے جنگ میں جب خندق کھودا کرتے ہیں میں ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو نہایت گرسنہ ہیں میں گھر کو جا کر اپنی عورت سے دریافت کیا۔ ایک صاع جو تھے اسکو پیسوایا اور ایک بکری تھی خوب فربہ اسکو ذبح کیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس حاضر ہو کر مخفی عرض کیا کہ تھوڑا کھانا تیار کروایا ہوں آپ ایک دو شخص کو ہمراہ لے کر تشریف لانا۔ حضرت تمام لشکر والوں کو پکار کر فرمائے جابر ضیافت کی مجلس جماتا ہے تم سب جلد چلو اور جابر کو فرمائے تاکید کرو میں آئے تک چولے پرسے دیگ نہ اتارے اور آٹے کے روٹیاں نہ بناوے۔ پھر حضرت تشریف لا کر آٹے پر اور دیگ میں دعا پڑھکر پھونکے۔ بعد کھانا تیار رہوا حضرت دس دس شخص کو بلا کر کھلانے لگے غرض ہزار آدمی آکر اسکو کھائے اور دیگ میں گوشت ویسا ہی جوش کھا رہا تھا اور آٹے سے روٹیاں بن رہے تھے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے پھر وہ کھائے بعد جو باقی رہا سو لوگوں کے گھروں کو بانٹے اور تمام روز کھلاتے رہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سدھارے وہ کھانا سر گیا۔ روایت کئے ہیں واقدی اور ابن عساکر نے عبد اللہ بن مغیث بن ابی بردہ انصاری سے کہے کہ جنگ خندق میں ام عامر اشہلیہ عورت تھی ایک قعب میں حیس ڈال کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے بھیجی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ڈیرے میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا پاس تشریف رکھے تھے۔ پھر ام سلمہ اس سے اپنا جی لگے اتنا کھائے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو لیکر باہر تشریف لائے اور لوگوں کو دعوت کئے کہ شب کا کھانا کھانے یہاں آؤ تمام لشکر کے لوگ حاضر ہو کر کھائے اور سب سیر ہوئے اور حیس قعب میں

جسقدر تھا سو تھا۔ روایت کئے ہیں بیہقی اور ابونعیم نے کہ بشیر بن سعد کی عورت اپنے لڑکی کے پلو میں تھوڑا خرما ڈال کر اپنے مرد کے اور بھائی کے واسطے بھیجی۔ وے لوگ خندق کے کھودنے میں مشغول تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس لڑکی کو دیکھکر بلائے اور اپنا کپڑا بچھاکر اور اس کے پاس کا خرما لیکر کپڑے میں ڈالے تو وہ دانے کپڑے کے ایک کونے میں لگے بعد لشکر کے تمام لوگوں کو بلاکر کھلائے۔ سب کھاکر چھک گئے اور خرما کپڑے میں سے سماکر باہر گرتا تھا۔ روایت کئے ہیں مسلم نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے کہے ہم ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جنگ کو نکلے کھانا سرگیا لوگوں کو نہایت تصدیع ہوئی ارادہ کئے اونٹاں نحر کرکر کھانا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی سو فرمائے لوگوں پاس جسقدر توشہ باقی ہے اسکو حاضر کرو اور ایک کنی بچھاکر جو لایا سو اسپر ڈالنے لگے سب جمع ہوا بعد میں اس کا اندازہ کیا تو بکری بیٹھی اتنی ڈھیک ہوئی۔ لوگوں کو کھانے کا حکم کئے۔ چودہ سو آدمی سب کھاکر چھک گئے اور اپنے توشہ دان تمام بھر لئے۔ بیہقی وغیرہ کی روایت میں ہے کہ یہ قصہ حدیبیہ کے غزدے میں ہوا۔ روایت کئے ہیں ابن سعد اور حاکم اور بیہقی اور ابونعیم نے ابی عمرۃ انصاری رضی اللہ عنہ سے کہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک جنگ میں تھے۔ لوگوں پر فاقہ کشی کی نوبت پہنچی بعضی لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہے کہ سواری کے اونٹوں کو ہم ذبح کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض کئے یا رسول اللہ سباں دشمن سے مقابلہ ہوا اور ہم بھوکے اور پیادہ رہیں تو کیسا ہوگا اگر مرضی شریف آوے تو لوگوں کو حکم فرمانا کہ جس کے پاس کچھ توشہ ہو اسکو حاضر کریں اور آپ دعا کرنا آپ کی دعا کی برکت سے ہم اپنے مقصد کو پہنچ گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے خوب۔ پھر کوئی توشہ اپنے پاس کا ایک لپ لایا کوئی دو لپ۔ غرض بہت کسی نے لایا سو ایک صاع لایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اٹھکر دعا کئے اور لشکر کے لوگوں کو حکم کئے اپنے باسن بھر لیں لوگ جسقدر ظروف تھے بھر لئے پھر وہاں جو جمع تھا سو وہ اتنا ہی تھا۔ روایت کئے ہیں مسلم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

سے کہے کہ تبوک کے جنگ میں لوگوں پر کھانے کی تصدیع ہوئی صحابہ عرض کئے حکم ہو تو اونٹوں کو نحر کر کر گوشت کھاتے ہیں اور چربی بدن کو لگاتے ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ عرض کئے یا رسول اللہ اونٹوں کو نحر کریں تو سواری کو اونٹ نہ رہیں گے لیکن توشے منگوا کر آپ دعا کرے تو یقین ہے اللہ تعالیٰ اس میں برکت دیگا۔ پھر حضرت حکم کئے سو چمڑا بچھا کر توشے کچھ جو باقی تھے لائے کوئی ایک مٹھی جواری لایا کوئی مٹھی خرما لایا کوئی روٹی کا ٹکڑا لایا۔ غرض چمڑے پر کچھ توشہ تھوڑا سا جمع ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا کر کر فرمائے اپنے ظرف اس سے بھر لیو لشکر میں جسقدر ظروف تھے انمیں وہ توشہ بھر لئے بعد باقی رہا سو اسکو تمام کھاتے کھاتے تھک گئے اس پر بھی وہ توشہ کچھ ابر گیا۔ روایت کئے ہیں ابو نعیم نے حمزہ بن عمر و اسلمی سے کہے تبوک کے جنگ میں گھی کا بدلا میرے ہی اختیار میں تھا سو گھی سر گیا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم واسطے کھانا پکایا اور مارے کو دھوپ میں رکھا تا بدلا گرم ہو کر کچھ اس سے نکلے اور میں سو گیا ہوشیار ہو کر دیکھا تو بدلا گھی سے بھر کر گھی باہر نکل رہا ہے میں دوڑ کر اس کا منھ ہاتھ سے بند کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دیکھکر فرمائے اگر تم اس کا منھ نہ پکڑتے تو گھی کی ندی بہتی۔ روایت کئے ہیں واقدی اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے کہے تبوک کے جنگ میں میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ ایک شب حضرت نے بلال کو فرمائے کھانا کچھ ہو تو حاضر کرو بلال عرض کئے توشہ دان تمام خالی ہو گئے ان میں کچھ نہیں حضرت فرمائے پھر دیکھو کچھ ملے گا۔ بلال ایک ایک توشہ دان کو لیکر جھٹکنے لگے کس میں سے ایک دانہ کس میں سے دو دانے خرمے کے ملے غرض سات دانے جمع ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان دانوں کو ایک بادیہ میں ڈال کر اپنا دست مبارک اس پر رکھے اور فرمائے اللہ کا نام لیکر کھاؤ۔ ہم تین شخص کھانے لگے میں کھا کر اس کے تخم بائیں ہاتھ میں جمع کرتا تھا تا شمار کروں میں کتنا کھاتا ہوں سو بعد کھانے کے شمار کیا تو چوپن دانے ہوئے اور میرے سوا دو شخص تھے سو ویسا ہی شمار کئے۔ غرض ہم تینوں شخص پیٹ بھر کر کھائے بعد میں دیکھا سا تو دانے

وو نہیں باقی ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلال کو فرمائے اسکو اٹھا لیو اسکو جو کھائیگا تو سیر ہوگا
بعد دوسرے روز بھی بلال کو فرمائے ان دانوں کو حاضر کرو۔ پھر اپنا دست مبارک اس پر رکھکر فرمائے
کھاؤ۔ ہم دس شخص تھے پیٹ بھر کر کھائے وہ دانے جتنے تھے سوا تنے ہی رہے حضرت فرمائے
اگر خدا سے شرم نہ آتی توان دانوں کو ہم سب مدینے کے تئیں گئے تک کھاتے بعد ایک لڑکے
کو بلوا کر وہ دانے دیئے وہ کھاتا چلے گیا۔ روایت کیئے ہیں امام احمد اور طبرانی اور بیہقی نے
نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ سے کہے کہ ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چارسو آدمی مزینہ
اور جہینہ کے لیکر حاضر ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو جو جو حکم کرنا تھا فرما کر رخصت کیئے اور عمر
رضی اللہ عنہ کو فرمائے یہ لوگوں کو توشہ کر دیو۔ عمر رضی اللہ عنہ عرض کیئے یا رسول اللہ میرے پاس
کچھ نہیں مگر تھوڑا خرما ہے حضرت فرمائے ابھی ہیں دیو۔ عمر جا کر خرما دیکھے تھوڑا تھا سو اونٹ
بیٹھے اتنی ڈھیک ہوگئی اس میں سے چارسو سوار کو توشہ باندھ کر دیئے بعد اس خرمے کو دیکھے
تو جسقدر رکھا اتنا ہی باقی ہے اس ڈھیک میں کا ایک دانہ بھی کم نہ ہوا۔ روایت کیئے ہیں
بخاری اور مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے کہے کہ ایکبار ابو طلحہ نے ام سلیم کو کہے آج میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا بھوک سے چہرے پر نہایت ضعف معلوم ہوتا ہے تمھارے پاس کچھ ہو
تو دیو وہ بی بی جو کی روٹی کے ٹکڑے چند اپنے پاس تھے سو انس کے حوالے کر کر نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے نزدیک بھیجے انھوں جا کر آہستہ حضرت سے عرض کیئے۔ حضرت اپنے ساتھ والوں کو فرمائے
اٹھو چلو انس کہتے ہیں میں جلد آکر ابو طلحہ سے بولا ابو طلحہ نے ام سلیم کو کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لوگوں کو لیکر تشریف لاتے ہیں ہمارے پاس ان تمام کو کھلانے اتنا نہیں ام سلیم بولے اللہ
اور اس کا رسول دانا ہے۔ غرض نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاکر فرمائے ام سلیم تمھارے پاس
کیا ہے سو لاؤ پھر وہ ٹکڑے حاضر کیئے فرمائے اسکو توڑ کر چورا کرو۔ ام سلیم ان کو چور کر سالن کے
واسطے اس پر گھی ڈالے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا پڑھکر فرمائے دس دس آدمی کو بلوا کر کھلاؤ وہ جب سب کو
کے بلوا کر کھلانے شروع کیئے ستر یا اسی شخص کھا کر تمام چھک گئے۔ روایت کیئے ہیں ابو نعیم اور

ابن عساکر نے انس رضی اللہ عنہ سے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم زینب بنت جحش کو نکاح کیے سو
روز میری والدہ ام سلیم کہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم آج نوشہ ہیں ناشتہ کو کچھ نہ ہوگا بیٹا تو جاکر ایک
مد خرما لے آ۔ میں خرما لایا اس کا حلوا بناکر پتھر کے کونڈے میں ڈال کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پاس بھیجے۔ حضرت مجھے فرمائے اسکو یہاں رکھ کر تم جاؤ اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور
فلانے فلانے کو بلواؤ ان کے سوائے مسجد میں جو لوگ رہتے ہیں اور راہ میں تم کو جو دستے
ہیں تمام کو بلاؤ۔ مجھے اچنبا لگا کھانا تھوڑا لوگ اتنے آویں تو کفایت کاہے کو کریگا۔ غرض میں
جاکر دعوت کیا لوگ گھر بھر کر جمع ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فرمائے وہ باسن یہاں لاؤ اور
اسمیں اپنے تین انگلیاں ڈالے وہ کھانا بڑھنے لگا پھر تمام لوگ پیٹاں بھر کر کھائے اور باسن
میں حلوا جتنا تھا سو اتنا ہی تھا بعد فرمائے اسکو زینب کے روبرو رکھو۔ انس سے پوچھے یہ کھائے
سو لوگ کتنے تھے بولے بہتر آدمی تھے ۔ روایت کیے ہیں طبرانی اور ابونعیم اور ابن عساکر
نے واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے کہے مسجد نبوی میں ایک صفہ تھا اسمیں محتاج لوگ رہا
کرتے۔ ایکبار وہاں کے میں شخص بھوک سے بیتاب ہوکر مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
بھیجے۔ حضرت ان کا احوال سن کر محلسرا میں جاکر دیکھے تو روٹی کے کچھ ٹکڑے اور تھوڑا دودھ ہے
سو اس ٹکڑوں کو چور کر دودھ میں ڈالے اور مجھے فرمائے ان میں سے دس شخص کو یہاں بلوا
پھر ان کو فرمائے اللہ کا نام لیکر کھائیو اور باسن کے اطراف سے لیجیو بیچ میں ہاتھ نہ ڈالو برکت
بیچ میں سے آئیگی وہ لوگ بفراغت کھاکے گئے بعد باقی کے دس شخص کو بلاکر ویسا ہی کھلائے
وہ بھی کھاکر گئے اور باسن میں کھانا ویسا ہی باقی تھا اور میں تعجب کر کر اٹھا۔ روایت کیے
ہیں دارمی اور ابن ابی شیبہ اور ترمذی اور حاکم اور بیہقی اور ابونعیم نے سمرہ بن جندب رضی اللہ
عنہ سے کہے ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک کٹورہ کھانا آیا اسکو لوگ صبح سے ظہر
تک کھاتے تھے ایک جماعت کھاکر جاتی پھر دوسری جماعت آتی۔ روایت کیے ہیں
بیہقی اور طبرانی اور ابونعیم نے ابی ایوب رضی اللہ عنہ سے کہے ایکبار میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کفایت کرے اتنا کھانا پکا کر لایا مجھے فرمائے تم جا کر انصار کے فلانے فلانے کو بلواؤ اور انصار کے عمدہ تیس شخص کا نام لیئے۔ کھانا کم رہنے سے میں تغافل کیا بھی تاکید سے فرمائے کہ ان کو بلواؤ میں لاچار انکو بلوایا وہ آکر فراغت سے کھائے اور گواہی دئے کہ آپ بیشک خدا کے رسول ہیں بعد فرمائے بھی سات شخص کو بلواؤ غرض ایک اسّی مرد انصار کے وہ کھانا کھائے۔ روایت کئے ہیں بخاری نے عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے کہے ایک بار ہم ایک سو تیس آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے حضرت پوچھے کھانے کو کسی کے پاس کچھ ہے تو ایک شخص ایک صاع کے شمار میں آٹا حاضر کیا حضرت اسکو گندنے کا حکم فرمائے اتنے میں کسی نے بکریاں ہنکالتا لایا اس کے پاس سے ایک بکری خرید فرمائے اور تیار کرنے حکم کئے اور کہے اسکی کلیجی بھون لاؤ۔ اللہ کی قسم اسکو بھونے بعد ایک سو تیس آدمی کو ایک ایک ٹکڑا اس کلیجی کا دئے جس نے حاضر تھا اسکو دئے اور جو کوئی حاضر نہ تھا اس کا حصہ رکھ چھوڑے بعد اس کھانے کو پکا کر دو کونڈوں میں بھر کر حضور میں حضرت کے لائے پھر تمام لوگ اسکو پیٹاں بھر کر کھائے اس پر بھی وہ کونڈوں میں کھانا بچ رہا اس کو اونٹ پر رکھ کرے چلے۔ روایت کئے ہیں ابن سعد نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہے ایک بار ہم شب کو بھوکے رہ گئے صبح کو میں تلاش کرنے سے ایک درہم ملا اس کا کھانا گوشت خرید کر بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا پاس لا دیا بی بی اس کے روٹیاں تیار کئے اور گوشت دیگچے میں ڈالکر چولے پر چڑھائے اور کہے میرے باپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس جاؤ تو بہتر ہے دو نخیں اٹھکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں آے اور سنے کہ حضرت یہ فرماتے ہیں اللہ کی پناہ مجھے بھوک سے اس لیئے کہ وہ بد رفیق ہے۔ حضرت بی بی رضی اللہ عنہا عرض کئے یارسول اللہ کھانا ہمارے یہاں تیار ہے آپ تشریف لاؤ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جا کر دیکھے دیگچہ چولے پر جوش کھاتا ہے۔ حضرت فرمائے اسمیں سے عائشہ کے یہاں ایک حصہ بھیجو بموجب حکم کے انکو حصہ بھیجے بعد فرمائے حفصہ کو بھیجو بعد دوسرے بیبیوں کو بھیجو۔ غرض نو دو محل میں حصے بھیجے

بعد فرمائے علی کو نکال کر دیو بعد فرمائے تم اپنے واسطے لیو اور تمام فراغت سے کھائے اور
کھانا جوں تھا سو وہیں تھا اسکو رکھ کر جب تک اللہ تعالیٰ چاہا تھا کھائے۔ روایت
کئے ہیں ابن سعد اور ابن ابی شیبہ اور طبرانی اور ابونعیم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہے
ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکل کر فرمائے ابوہریرہ صفے والوں کو بلاؤ میں جاکر ان کو بلوایا
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کٹورہ لائے اسمیں جو پکے ہوئے تھے ایک مد کے شمار حضرت اس پر
اپنا دست مبارک رکھکر فرمائے اللہ کا نام لے کر کھاؤ ہم اسی آدمی کے قریب تھے بفراغت
کھائے اور جبقدر تھا سو ویسا ہی تھا فقط انگلیوں کے نشان دستے تھے۔ روایت کئے
ہیں طبرانی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہے میری والدہ کھانا پکا کے کہے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو بلواؤ میں آکر حضرت سے آہستہ عرض کیا حضرت لوگوں کو فرمائے چلیو
پچاس آدمی حضرت کے ہمراہ ہوئے پھر حضرت دس دس شخص کو کھلا کر روانہ کئے تمام لوگ
فراغت سے کھا کر گئے اس پر بھی باسن میں جیسا تھا سو ویسا ہی تھا۔ روایت کئے ہیں
ابونعیم نے صہیب رضی اللہ عنہ سے کہے ایکبار میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے کھانا تیار کروا کر
حضرت پاس آیا حضرت ایک مجمع میں تشریف رکھے ہیں میں ٹھہر کر کھڑے رہا حضرت میری
طرف نگاہ کئے میں اشارہ سے بلایا فرمائے کیا یہ تمام لوگوں کو لاؤں میں بولا نہ حضرت
خاموش رہے اور میں اسی جگہ کھڑے رہا میری طرف دیکھے پھر اشارہ کیا فرمائے ان تمام کو بھی
لاؤں میں عرض کیا میں تھوڑا کھانا آپ کھائے اتنا تیار کیا ہوں آیندہ آپ کی مرضی۔
حضرت اس ڈنگل کو ساتھ لیکر تشریف لائے اور تمام لوگ فراغت سے کھا کر ابھر گیا۔
روایت کئے ہیں احمد اور ابن سعد اور ابونعیم نے طہنہ غفاری رضی اللہ عنہ سے کہے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم پاس مہمان جمع ہوئے تو اپنے لوگوں کو فرماتے ہر ایک آدمی ایک دو مہمان
کو اپنے یہاں لیجائے۔ غرض ایکبار شب کو مسجد میں مہمان بہت جمع آئے حضرت فرمائے
ہر شخص اپنے نزدیک کے مہمان کو لیجاؤ اور حضرت چند مہمان کو اپنے یہاں لیگئے میں بھی انھیں

میں تھا حضرت نے بی بی عایشہ کے گھر جاکر پوچھے کھانا ہے بی بی کہے تھوڑا حیس ہے آپکے
افطار واسطے رکھی ہوں اور چھوٹی رکابی میں ڈال کر لائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کچھ اس
میں سے تناول کر کر باقی ہمارے روبرو رکھے اور فرمائے اللہ کا نام لیکر کھاؤ ہم اسکو اتنا کھائے
کہ پھر اسکی طرف نہ دیکھے بعد پوچھے پینے کچھ ہے بی بی تھوڑا دودھ کٹورے میں لائے۔
حضرت اسمیں سے آپ کچھ پی کر باقی ہم کو دئے ہم بفراغت پی کر اسکی طرف نہ دیکھے۔
روایت کئے ہیں ابو یعلی نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے کہے ایک بار نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے تئیں چند روز کھانے کو کچھ نہ ملا بہت بھوکے ہو کر بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں
گئے اور پوچھے کھانے کو کچھ ہے۔ حضرت بی بی عرض کئے کچھ نہیں۔ حضرت پھر کر گئے بعد
کسی پڑوسی کے یہاں سے دو روٹیاں اور گوشت کا ایک ٹکڑا آیا بی بی اسکو ڈھانپ رکھے
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں گئے اور عرض کئے آپ تشریف نے گئے بعد کسی نے کچھ کھانا
ہم کو بھیجا سو آپ کیلئے رکھی ہوں حضرت فرمائے اسکو یہاں لاؤ بی بی فاطمہ اس کو حضرت
پاس لا کر کھولے تو باسن بھر کر روٹیاں گوشت ہے بی بی اسکو دیکھکر متعجب ہوئے اور
معلوم کرے کہ اللہ تعالی کی طرف کی برکت سے ہے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو دیکھکر پوچھے کہ
اتنا کھانا کہاں سے آیا بی بی کہے اللہ کے یہاں سے ہے اللہ جس کو چاہے اسکو بیشمار دیتا ہے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو بلوائے پھر اس کو آپ اور علی مرتضی اور فاطمہ اور
حسن اور حسین اور ازواج مطہرات اور گھر کے تمام لوگ پیٹاں بھر کے کھائے بعد باسن میں
جسقدر تھا سو اتنا ہی تھا پھر تمام ہمسائے کے لوگوں کو بھیجے۔ روایت کئے ہیں ابن سعد
نے اسما بنت یزید رضی اللہ عنہا سے کہے ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم آکر ہماری مسجد میں
مغرب کی نماز پڑھے میں اپنے گھر میں جاکر بکری کے ہاڑ کا ایک ٹکڑا اور چند روٹیاں حاضر کری
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ والوں کو فرمائے اللہ تعالی کا نام لے کر کھاؤ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اور حضرت کے ساتھ والے اور گھر میں رہنے والے تمام ملکر چالیس آدمی اسکو کھائے اور روٹیاں

اور گوشت ہنوز ویسا ہی باقی تھا۔ روایت کئے ہیں طبرانی نے مسعود بن خالد رضی اللہ عنہ سے کہے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک بکری بھیجا پھر میں کچھ کام واسطے گیا حضرت آدھی بکری آپ لیکر باقی ہم کو ہی بھیجدے۔ میں آکر گوشت گھر میں دیکھا اور میری عورت ام خناس سے پوچھا یہ گوشت کہاں کا ہے بولی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم بکری جو بھیجے تھے اس میں سے حضرت نے آدھی آپ لیکر باقی ہم کو بھیجدے۔ میں بولا بچوں کو کیا واسطے کھانے نہیں دئے بولی سب بچے کھاکر یہ باقی رہ گیا سو ہے اور ہمیشہ ایسا تھا کہ اگر دو تین بکریاں کاٹیں تو کفایت نہیں کرتے تھیں۔ روایت کئے ہیں طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز مجھے فرمائے ہمارے گھر کو جاکر جو کھانا ہو سو لے آو میں جاکر عصیدہ جس میں خرما پڑا ہوا تھا ایک پیالے میں لیکر آیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مسجد والوں کو بلاؤ میں دل میں بولا میری خرابی آئی کھانا تھوڑا اتنے لوگ آویں تو مجھے ملنے کی کیا صورت۔ غرض بلانے سے گریز نہ تھا سب کو بلایا۔ لوگ حاضر ہوئے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلیاں اس کے اطراف میں ڈالے اور فرمائے اللہ کا نام لیکر کھاؤ۔ تمام فراغت سے کھائے اور میں بھی پیٹ بھر کر کھایا۔ جب اس باسن کو اٹھایا تو اس میں جسقدر رکھا تھا اتنا ہی تھا مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیاں کا نشان تھا۔ روایت کئے ہیں بخاری اور مسلم نے عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے کہے ایکبار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں مہمان جمع ہوئے ان میں کے تین شخص کو میرے والد ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے ہمراہ ضیافت کرنے لائے اور ان کو کھانا کھلانے ہم کو تاکید کر کر آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس سدھارے ہم کھانا تیار کرکے ان صاحبوں کو کہے۔ وہ بولے گھر کا صاحب آئے تک ہم نہ کھائینگے۔ ہم ان کی فہمائش بہت کئے پر نہ مانے۔ بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ آکر پوچھے مہماناں کو کھانا کھلائے تو بولے وہ نہ کھاکے آپ کی انتظار میں ہیں ابو بکر غصے میں آکر فرمائے قسم ہے اللہ کی میں کھانا نہ کھاؤں گا۔ مہمان بولے ہم کو بھی اللہ کی قسم تم نہ کھاوے

توہم بھی نہ کھائینگے۔ ابوبکر لاچار ہوکر کھانے کو بیٹھے نوالہ اٹھاے بعد اس سے زیادہ باسن میں موجود ہوتا تھا۔ سب بفراغت کھائے بعد دیکھے اول سے زیادہ باقی ہے پھر اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس لے گئے حضرت بھی اسمیں سے تناول کئے اور جنگ کو لوگ جانے والے تھے ان کو بھی اس سے توشہ دئے دہ بارہ جمعدار تھے ہر ہر کے ساتھ کتنی جمعیت تھی اللہ ہی جانے۔ غرض وہ کھانا ان تمام کو کفایت کیا۔ روایت کئے ہیں بیہقی اور ابونعیم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہے میں اسلام لائے بعد میرے پر تین مصیبت ہوئے جو ویسی مصیبت کبھی نہ ہوئی۔ ایک وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا قتل عثمان کا تیسرا توشہ دان گم ہونا۔ لوگ پوچھے توشہ دان کیسا۔ کہے میں ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں تھا حضرت فرمائے اے ابو ہریرہ تیرے ساتھ کچھ کھانا ہے۔ میں عرض کیا یا رسول اللہ خرمے کے چند دانے ہیں فرمائے لے آ۔ میں اسکو حاضر کیا اکیس دانے تھے اس پر دعا پڑھ کر فرمائے دس شخص کو بلوا۔ میں دس شخص کو دعوت کیا وہ آکر بفراغت کھائے۔ بعد فرمائے پھی دس شخص کو دعوت کر غرض اسی طرح لشکر کے تمام لوگ کو بلاکر کھلائے اور خرما جتنا تھا سو اتنا ہی تھا اسکو توشہ دان میں ڈال کر فرمائے اے ابوہریرہ تجھے جب احتیاج ہو تو اسمیں سے ہاتھ ڈال کر لیا کر لیکن اس کو اوندھا کر کہ نہ جھٹک۔ پھر وہ توشہ دان میں رکھا تھا اور جب احتیاج ہوئی تو اس میں سے نکال لیتا اور عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت تک میرے پاس تھا دسو وسق کے شمار میں اس میں سے لیا۔ عثمان کا قتل جب ہوا اور لوگ میرا گھر لوٹے توشہ دان بھی لوٹ میں گیا۔ روایت کئے ہیں بخاری نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات پائے تب میرے پاس گھڑے میں تھوڑے جو تھے اس میں سے جو نکالکر کھایا کرتی تھی بہت روز ہوے بعد اس کو نکال کر پیمائش کی سو جلد سر گئے۔ روایت کئے ہیں بخاری اور مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہے میرے والد احد کے جنگ میں شہید ہوئے اُن پر قرض تھا۔ قرض خواہاں کو بولا میرے باغ کا خرما جسقدر ہے اس کو لیکر باقی قرض معاف

کردیو وہ نہ مانے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کیا۔ حضرت آپ تشریف لاکر خرمے کے
ڈھیگوں میں پھرے اور ایک ڈھیگ پر آپ تشریف رکھکر فرمائے تیرے باپ کے قرض
خواہوں کا قرض ادا کرمیں خرما ماپ ماپ کر دینا شروع کیا تمام قرض ادا ہوا بعد دیکھا تو
خرما جسقدر تھا سو اتنا ہی باقی ہے۔ **روایت** کئے ہیں طبرانی اور ابونعیم اور ابن عساکر
نے ابی رجا سے کہے ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی انصاری کے باغ میں تشریف لیگئے
اس نے درختوں کو پانی باندھتا تھا۔ حضرت فرمائے تیرے باغ کے سب درختوں کو میں پانی
پہنچایا تو مجھے کیا دے گا بولا میں تمام روز مشقت کرتا ہوں پر تمام درختوں کو پانی پہنچا نہیں
سکتا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مجھے خرمے کے سو دانے دے میں تمام درختوں
کو پانی بنتا ہوں۔ پھر اس نے قبول کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ڈول لیکر چند ڈول ڈالے کہ
اسمیں تمام درختوں میں پانی ہی ہوگیا اور باغ والا کہنے لگا اب ہاتھ رکھو نہیں تو میرا باغ
ڈوب جائیگا اور وہ سو دانے لاکر حاضر کیا حضرت انکو تناول کئے اور ہمراہ جو لوگ تھے
ان کو بھی کھلائے سب فراغت پائے بعد اس کے سو دانے اسکو پورے دے دئے۔
روایت کئے ہیں مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہے ام مالک ایک عورت تھی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے تئیں بدلی میں گھی بھیجا کرتی۔ اس کے بچے سالن مانگیں تو بدلی میں دیکھتی اس میں
گھی موجود ہوتا بہت روز تک ویسا ہی نکلتا تھا ایک بار اس میں کا تمام گھی نتھار لی سو وہ
سرگیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی فرمائے اگر اسکو نہ نتھارتی تو کبھی وہ نہ سرتا۔ **روایت**
کئے ہیں طبرانی اور بیہقی نے ام اوس بہزیہ رضی اللہ عنہا سے کہی میں ایکبار بدلی میں گھی ڈال کر
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجی حضرت سب گھی لے کر تھوڑا میرے لئے چھوڑ دئے اور اس پر
دعا پڑھ کر پھونکے اور میرے یہاں بھیجدئے دیکھی اس میں گھی بھر کر ہے سمجھی شاید حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم قبول نہ فرماکے پھیر دئے ہیں میں روتی حضرتؐ پاس گئی حضرت فرمائے
میں تو اس میں کا گھی لے چکا پر اللہ تعالیٰ برکت دیا ہے تو اس کو اب کھایا کر پھر میں آکر اسی

گھی کو کھایا کرتی تھی عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت تک اسی کو خرچ کرتی تھی احتیاج اور گھی لینے کی نہ ہوئی بعد علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے جنگوں میں وہ بدلی جاتی رہی روایت کئے ہیں ابو یعلی اور طبرانی اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے انس رضی اللہ عنہ سے کہے میری والدہ اپنی بکری کا مسکہ جمع کر کر اسکو پگلائی اور بدلی میں ڈال کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجی۔ حضرت گھی خالی کر لیکر بدلی دیئے میں اسکو لا کر میخ سے لگا دیا بعد ام سلیم بدلی دیکھے تو بھر کر گھی ٹپک رہا ہے حضور میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہو کر تعجب سے عرض کئے حضرت فرمائے تعجب کیا کرتے ہو تم خدا تعالی کے پیغمبر کو جیسا گھی بھیجے ویسا ہی تم کو اللہ تعالی برکت بھیجا تم اسکو کھایا کرو اور لوگوں کو بھی کھلاؤ ام سلیم آکر گھی اسمیں سے نکال نکال کر تمام اپنے دوستوں کو تقسیم کئے اور باقی رہا سو اسکو دو مہینے تک کھاتے تھے۔ روایت کئے ہیں بیہقی نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہے انصار کا کوئی شخص ایکبار اپنے گھر میں آیا دیکھا کھانے کی نہایت تنگی ہے جنگل میں جا کر دعا کیا یا اللہ ہم کو رزق دے پھر گھر میں آکر دیکھا طبق میں روٹیاں بھرے ہیں اور چکی سے آٹا گر رہا ہے۔ عورت سے پوچھا بولی اللہ تعالی ہم کو یہ رزق غیب سے بھیجا۔ چکی جھٹک کر آٹا جھاڑلئے بعد حضور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہو کر یہ کیفیت عرض کیا۔ حضرت فرمائے اگر اسکو تم نہ جھاڑتے تو قیامت تک اسمیں سے آٹا نکلتا رہتا۔ **تھوڑا پانی بہت ہوا اور پانی زمین سے نکلا سو معجزہ۔** روایت کئے ہیں مسلم اور بیہقی اور ابو نعیم نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے کہے ذات الرقاع کے غزوے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز وسیع بیابان میں اترے اور قضاء حاجت کر کر وضو کے واسطے پانی طلب کئے کسی کے پاس پانی نہ تھا جابر کو فرمائے فلانا انصاری میرے خاطر پانی رکھا کرتا ہے اس کے پاس جا کر دیکھو مشک میں کچھ ذرا پانی بھی ہو تو لے آؤ میں جا کر دیکھا اسکی مشک میں پانی کا ایک قطرہ اتنا ہے اگر انڈیلے تو مشک کی خشکی اسکو جذب کرے گی میں حاضر ہو کر اطلاع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مشک کو منگوا کر اپنے دست

پانی بہت ہوا

مبارک میں پکڑے اور کچھ آہستہ پڑھکر اسکو نچوڑنے لگے اور فرمائے کسی پاس بڑا کونڈا ہو تو لے
آؤ۔ لوگ کونڈا حاضر کئے۔ حضرت اپنا دستِ مبارک اس میں رکھے اور جابر کو حکم کئے تم
بسم اللہ بولکر پانی میرے ہاتھ پر ڈالو پھر پانی کا فوارہ حضرت کی انگلیوں سے اڑنے
لگا اور کونڈہ بھر گیا فرمائے اے جابر لوگوں کو کہدیو اگر پانی کی احتیاج ہو تو یوں لوگ پانی
لینے اور مشکاں بھرنے لگے پھر سب فراغت پائے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دستِ مبارک
نکالے کونڈا وو نہیں لبریز تھا۔ روایت کئے ہیں بخاری نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہے
حدیبیہ میں لوگوں کو تشنگی ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس جمع ہوئے۔ حضرت کے روبرو ایک
ڈولچی تھی اس سے وضو کرکر پوچھے لوگ کیا واسطے جمع ہیں عرض کئے پینے اور وضو کرنے
پانی نہیں مگر یہی ڈولچی جو حضور میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دستِ مبارک
اس میں رکھے پانی جوش کھا کر چشمے کے مانند نکلنے لگا۔ لوگ اسکو پئے اور وضو بنائے۔
جابر سے پوچھے تم لوگ کتنے تھے کہے پندرہ سو آدمی تھے اگر ہم لاکھ آدمی ہوتے تو ہمکو کفایت
کرتا۔ روایت کئے ہیں واقدی اور ابونعیم نے ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے کہے ایک بار ہم
لشکر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے تشنگی نہایت ہوئی سو یہ نوبت ہوئی آدمی اور
گھوڑے اور اونٹ تشنگی سے مرجاتیں۔ یہ حال دیکھکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک چھاگل منگوائے
اس میں پانی کچھ تھوڑا سا باقی تھا اور اپنے انگلیاں اسمیں ڈالے انگلیوں میں سے پانی
کا چشمہ نکلنے لگا لوگ آپ پئے اور تمام جانوروں کو بھی پلائے آدمی تیس ہزار تھے اور اونٹ
بارہ ہزار اور گھوڑے بارہ ہزار اور بھی ایک روز پانی نہ تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسید
بن حضیر کو پانی کے لئے روانہ کئے وہ صاحب جاکر ایک عورت کو حاضر کئے جس کے پاس
پانی کی ایک چھاگل تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگ کر لوگوں کو فرمائے اس میں سے پانی
لیو۔ لوگ تمام پئے اور اپنے گھوڑے اونٹوں کو پلائے اور مشکاں بھر لئے اور اس چھاگل
میں اتنے پر بھی پانی جوش سے ابک رہا تھا۔ روایت کئے ہیں بخاری اور مسلم نے انس

رضی اللہ عنہ سے کہے ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم پانی منگوائے وہاں پانی نہ تھا بدقت کسی
نے کٹورے میں تھوڑا پانی لایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دستِ مبارک اس باسن میں رکھے
انگلیوں سے پانی اُبلنے لگا اور جو لوگ حاضر تھے تمام اس سے وضو کئے اور میں شمار کیا تو اسّی
شخص تھے جو اس سے وضو کئے بیہقی کی روایت میں آیا ہے کہ یہ معجزہ قبا میں واقع ہوا۔
روایت کئے ہیں بخاری اور مسلم نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے کہے ایکبار ہم سفر میں
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے لوگ پانی نہیں کر کر شکایت کرنے لگے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ایک شخص کو دیکر فرمائے تم دونوں پانی کہاں ہے سو تلاش
کر کر لاؤ۔ یہ صاحباں جاتے جاتے راہ میں دیکھے ایک عورت اونٹ پر پکھال ڈال کر پانی
بھر لیجاتی ہے اس کو پوچھے پانی کہاں ہے بولی میں کل کے روز اس وقت پانی بھر کر نکلی ہوں
اس کو بولے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس چل پوچھی کیا وہ جس کو لوگ صابی کہا کہتے ہیں کہے
ہو۔ غرض اسکو حضور میں حاضر کئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس پانی کو کسی ظرف میں ڈلوا کر آپ
اس میں کلی کئے اور فرمائے اس پانی کو بھی پکھال میں بھر دیو اور لوگوں میں منادی کرو پانی
کا احتیاج جس کو ہو آکر لیں لوگ آئے اور کوئی تو آپ پیا اور کوئی جانور کو پلایا بعد تمام اپنے
ساتھ کے مشکاں بھر لئے اور وہ عورت کھڑے ہو کر دیکھ رہی تھی کہ اپنے پانی کو کیا کرتے ہیں
غرض لوگ تمام فراغت پائے بعد دیکھی کہ اول سے اب زیادہ پانی ہے بہت متعجب ہوئی۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اس کو کچھ توشہ دیو پھر خرما اور آٹا اور ستو بہت سا جمع کر کر
اس کو دئے اور اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے دیکھ تیرا پانی جسقدر تھا سوا تنا ہی ہے ہم
لینے سے کچھ تیرا نقصان نہ ہوا لیکن اللہ تعالیٰ ہم کو پلایا بعد وہ عورت اپنے گھر کو گئی اسکے
لوگ پوچھے کیا تجھے آج دیر لگی بولی آج میں ایک عجب تماشہ دیکھی دو شخص آکر میرے تئیں
فلانے پاس لے گئے میں گئی بعد پانی کا یہ قصہ ہوا اور تمام گزرا سو بیان کی اور بولی یا وہ آسمان
و زمین کے درمیان کا بڑا ساحر ہے یا مقرر اللہ کا رسول ہے القصہ صحابہ اس کی اطراف

کے قبیلے والوں کو غارت کرتے اور اس کے قبیلے کا قصد نہیں کرتے وہ عورت اپنے لوگوں
کو ایک روز بولی دیکھو وہ لوگ اس پانی لینے کا خاطر کر کر ہمارا تاخت و تاراج نہیں کرتے
ہیں ہم اُن کا دین قبول کرنا بہتر ہے۔ اسکی رہنمائی سے وہ تمام قبیلہ ایمان لایا۔ روایت
کئے ہیں مسلم نے ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر کئے سو ایکبار شب
کو چل کر آخر شب اترے اور آرام کئے لوگ بھی تمام سو گئے ہوشیار نہیں ہوئے مگر جب
آفتاب کی گرمی بدن پر لگی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم میضاۃ میرے پاس سے لیکر وضو کئے
اور فرمائے اسمیں کا پانی جتن رکھ اس کا ایک نشان ہوگا۔ غرض وہاں سے کوچ کئے اور
دن چڑا پانی میسر نہ آیا لوگ کہنے لگے ہم تشنگی سے ہلاک ہوتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
کاہیکو ہلاک ہوتے پانی پینے کا کٹورہ لاؤ اور میرے پاس سے میضاۃ لیکر پانی کٹورے
میں ڈالے اور ابو قتادہ کو کہے تمام کو پلاؤ پھر تمام لوگ فراغت سے پئے اور کوئی تشنہ نہ رہا۔
روایت کئے ہیں احمد اور بیہقی اور بزار اور طبرانی اور ابو نعیم نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ
عنہما سے کہے ایک روز صبح کو لشکر میں پانی نہ تھا سو کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
عرض کیا۔ حضرت فرمائے کچھ تھوڑا پانی بھی ہو تو لاؤ۔ غرض کسی نے تھوڑا پانی ایک ظرف میں
لایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے انگلیاں اسمیں ڈالے پھر میں دیکھا انگلیوں سے پانی کا جھرا نکلتا
تھا بلال کو فرمائے لوگوں میں منادی کر دو آکر وضو کریں۔ روایت کئے ہیں ابو نعیم نے
علی سلمی رضی اللہ عنہ سے کہے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایکبار آکر قاحہ میں جسکو سقیا کہتے ہیں
اترے وہاں پانی نہ تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو بیابان کے اپر لئے روانہ کئے اس عرصہ
میں ایک صاحب وہاں لیٹے تھے سو کنکروں کو اپنی انگلی سے کھکورتے تھے دیکھے تو مٹی میں
کچھ تراوت نمود ہوئی ابھی تھوڑی مٹی سرکائے یکا یک پانی کا جھرا نکلا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
اطلاع کئے حضرت تشریف لاکر آپ بھی پئے اور تمام لوگوں کو جو ساتھ تھے پلائے اور فرمائے
سقیاً سقاکموھا اللہ تعالیٰ یعنی یہ پانی کا حصہ ہے جو تم کو اللہ تعالیٰ پلایا اور وہ چشمہ

میضاۃ وضو
کرنے کا برتن

ہمیشہ جاری ہوا اور اس کا نام سقیا کر کر مشہور ہوا۔ **روایت** کیٔے ہیں طبرانی اور ابو نعیم نے ابی لیلیٰ انصاری رضی اللہ عنہ سے کہے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے لوگ تشنگی کی شکایت حضرت پاس لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ایک گڑا کھودو اور اس گڑے پر ایک کسنے بچھا کر اپنا دستِ مبارک اس پر رکھے اور فرمائے کسی پاس پانی کچھ ہو تو بسم اللہ بول کر میرے ہاتھ پر ڈالئے ایک صاحب ڈولچی میں پانی تھوڑا تھا سو لاکر ڈالا میں دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انگلیوں کے درمیان سے پانی کے جھرے نکلنے لگے اور لوگاں اور جانوراں تمام پانی پی کر سیراب ہوئے۔ **روایت** کیٔے ہیں ابن السکن نے ہمام بن نفید سعدی سے کہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آکر عرض کیا یارسول اللہ ہم ایک کنواں کھودے لیکن اس کا پانی نہایت شور ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم چھگل میں پانی ڈال کر میرے حوالے کیٔے اور فرمائے اس پانی کو لیجا کر اس کنویں میں ڈال پھر میں وہ پانی لیجا کر کنویں میں ڈالا پھر کنویں کا پانی نہایت شیریں ہوا اور وہ کنواں یمن میں ہے۔ **روایت** کیٔے ہیں حارث بن اثامہ اور بیہقی اور ابو نعیم نے زیاد بن حارث صدائی سے کہے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا سفر میں ایک روز صبح صادق طلوع ہونے کے وقت سواری پر سے اتر کر قضاء حاجت سے فراغت پائے اور مجھے پوچھے وضو کو پانی ہے میں بولا تھوڑا پانی ہے وضو کو بس نہ ہوگا حضرت فرمائے اس کو باسن میں ڈال کر لے آ۔ میں اسکو باسن میں ڈال کر حاضر کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دستِ مبارک اسمیں رکھے حضرت کے انگلیوں میں سے پانی کا فوارہ نکلنے لگا حضرت فرمائے لوگوں میں منادی کر پانی ضرور ہو تو آکر لیں تمام لوگ آکر اپنے مشکوں میں پانی بھر لیئے۔ بعد میں عرض کیا یارسول اللہ ہماری جگہ میں ایک کنواں ہے اس کا پانی برسات میں بہت ہوتا اور تابستان میں خشک ہو جاتا ہماری قوم پانی رہنے کے وقت جمع ہوتے ہیں جب خشک ہوتا ہے تو سب متفرق ہو کر جہاں کہیں پانی ہے جاتے ہیں اب ہم اسلام لائے اطراف کے لوگ ہمارے دشمن ہوئے آپ دعا کرو تا اسمیں

ہمیشہ پانی رہے اور ہمارا قبیلہ متفرق نہ ہووے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دس کنکر منگوا کر اپنے
دستِ شریف میں لئے اور دعا پڑھکر میرے حوالے کئے اور فرمائے ان کو لیجا کر کنوئیں میں
بسم اللہ بول کر ایک ایک کنکر ڈال۔ پھر ہم ویسا ہی ڈالے کنواں اسقدر گہرا ہوا کہ انتھ
اس کا نہیں لگتا تھا اور کبھی اس کا پانی خشک نہ ہوا۔ روایت کئے ہیں بیہقی نے انس
رضی اللہ عنہ سے کہے قبا میں ایک کنواں تھا ایک پکھال پانی اس سے سیندیں تو پانی اس
میں نہیں رہتا تھا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کا پانی ایک ڈولچی منگوا کر وضو کئے یا لعاب
شریف اسمیں ڈالے اور فرمائے اس پانی کو کنوئیں میں ڈالو پھر کبھی وہ کنواں خشک نہ ہوا۔
روایت کئے ہیں ابن سعد نے کہ ایک روز ابو طالب چچا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذوالمجاز
میں تشنگی سے بیتاب ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو اُن کے ہمراہ تھے التجا کئے۔ حضرت
اپنی ایڑی زمین پر مارے زمین سے پانی جاری ہوا اور انھوں پیئے۔ اِن حدیثوں کے
سوائے اور کئی بار پانی نکلا ہے چنانچہ سابق غزوات کے بیان میں مذکور ہوا۔ دُودھ
بہت ہوا سو اور پاٹ بکری دودھ دی سو معجزہ۔ روایت کئے ہیں
بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہے قسم ہے اسکی جو اس کے سوائے کوئی الٰہ نہیں
میں بھوک سے اپنے جگر کو زمین سے لگاتا اور پیٹ پر پتھر باندھتا ایک بار بہت بھوکا
تھا راستے پر جا بیٹھا ابوبکر رضی اللہ عنہ گئے ان سے قرآن کی آیت پوچھا شاید مجھے اپنے
ساتھ لیجا کر کھانا کھلاوے لیکن آیت پڑھکے چلے گئے۔ بعد عمر رضی اللہ عنہ گذرے ان سے
بھی پوچھا وہ بھی آیت پڑھ کر گئے۔ بعد ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور مجھے
دیکھکر تبسم کئے اور میرے دل کا مطلب سمجھ کر فرمائے میرے ساتھ آ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اپنے حجرے میں تشریف لے گئے میں بھی جا کر اذن چاہا مجھے اذن دئے اور دیکھے قدح
میں دودھ ہے پوچھے یہ کہاں سے آیا گھر کے لوگ کہے فلانا شخص ہدیہ بھیجا ہے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کہے اے ابوہر اہلِ صفہ کو بلا وہ چند مسلمان تھے محتاج کہ ان کا کوئی نہ تھا اور وہ

دودھ بہت ہونا

لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں کے مہمان تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس کچھ صدقہ آوے
تو آپ اس کو نہیں کھاتے انھیں کو دیتے اور کہیں سے ہدیہ آوے تو آپ بھی کھاتے اور
ان کو بھی کھلاتے۔ غرض ان کو بلانے کا حکم کئے سو میرے جی کو اچھا نہ لگا اور دل میں بولا صفہ
والے آویں تو یہ دودھ کہاں بس ہوتا مجھے امید تھی کہ یہ دودھ تمام میں پی جاؤں تا مجھے
قوت آوے اب وہ لوگ آویں تو مجھی کو فرماوینگے ان کو پلا پھر میرے تک پہنچنا کیا صورت
لیکن اللہ تعالیٰ کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو مانے بن گریز نہ تھی لاچار جا کر
ان کو بلوایا سب جمع ہوئے۔ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فرمائے اے ابوہریرہ قدح
لیکر لوگوں کو پلا۔ میں قدح ایک ایک پاس لیجاتا تھا وہ فراغت سے پی کر سیر ہوتا اور قدح
میرے حوالے کرتا جتنے لوگ جمع تھے تمام پیئے میں قدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
نزدیک لے گیا۔ حضرت قدح اپنے دست شریف میں لیکر میری طرف دیکھے اور تبسم کر کر
فرمائے اے ابوہریرہ اب میں اور تو پینا باقی ہے میں عرض کیا درست فرمائے بیٹھکر پی میں خوب
سیر ہو پیا فرمائے اور بھی پی سو میں پیا۔ فرمائے اور پی آخر میں عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہے اسکی
جو آپ کو رسول برحق کر کر بھیجا اب پینے جگہ نہیں۔ تد حضرت قدح میرے پاس سے لیکر
اللہ تعالیٰ کا حمد کئے اور بسم اللہ بول کر باقی جو رہا تھا آپ پیئے۔ روایت کئے ہیں ابن سعد
اور بیہقی اور ابو نعیم اور ابن السکن نے نافع بن حارث بن کلدہ سے کہے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے ہمراہ ایک مقام میں اترے اور ہم چار سو آدمی کے قریب تھے وہاں پانی نہ تھا۔
لوگ تشنگی کی شکایت کرنے لگے یکایک ایک بکری جنگل سے آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
کھڑی ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا دودھ نچوڑ کر تمام لوگوں کو پلائے۔ بعد مجھے فرمائے
اے نافع اس بکری کو تو لے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ تو اس کو نہ رکھ سکے گا۔ غرض میں میخ زمین میں
گاڑ کر اسکو مضبوط باندھا بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم آرام کئے اور لوگ بھی اپنے ٹھکانوں میں سو گئے
جب اٹھے تو دیکھے بکری کی رسی کھل گئی ہے اور بکری نہیں میں جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے عرض کیا حضرت فرمائے ہیں اول ہی کہدیا تھا کہ تم اس کو نہ رکھ سکو گے جس نے اسکو بھیجا وہی اس کو لے گیا۔ روایت کیئے ہیں طیالسی وغیرہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہے ہیں لڑکا تھا کہ میں عقبہ بن ابی معیط کے بکریاں چراتا سو ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کافروں کی اذیت سے نکل آئے اور مجھے فرمائے کچھ دودھ ہم کو پلاوے گا میں بولا میں امین ہوں غیر کا مال کیسا دیوں حضرت فرمائے پاٹ بکری جس پر نر اڑو نہیں کیا ہو تو لے آ میں ویسی بکری لا یا ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کو پکڑے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی کاس کو ہاتھ لگا کر دعا ملنگے کاس میں دودھ بھر آیا ابوبکر دیکھکر ایک ڈونگا پتھر لائے حضرت اس میں دودھ نچوڑ کر آپ بھی پیئے اور ابوبکر کو پلائے بعد مجھے بھی پلائے اور کاس کو بولے چڑھ جا سو کاس چڑھ گئی۔ روایت کیئے ہیں بیہقی نے ابی العالیہ سے سے کہے ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس لوگ جمع تھے حضرت ان کے واسطے کھانا منگوائے حضرت کے نوں محل سے کچھ نہ آیا۔ بعد گھر میں ایک پاٹ بکری تھی اس کی کاس پر دست مبارک پھرائے کاس بھر آئی کونڈا منگوا کر دودھ نچوڑے اور محلات میں ایک ایک کونڈا بھیجے بعد بھی نچوڑ کر سب کو پلائے۔ روایت کیئے ہیں احمد اور طیالسی اور ابن سعد اور بیہقی نے لڑکی سے خباب بن الارت رضی اللہ عنہا کے کہی خباب جنگ کو گئے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر کو تشریف لاکر خبر لیا کرتے اور ہمارے یہاں بکری تھی اسکو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس دودھ نچوڑنے لائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمھارے یہاں باسن کوئی بڑا ہو تو لاؤ پھر میں آٹا گندتے سو کنڈا لائی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دودھ نچوڑے سو وہ بھر گیا حضرت فرمائے تم بھی پیو اور تمھارے ہمسائے والوں کو بھی پلاؤ پھر میں ہر روز اس بکری کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس لیجاتی دو نہیں دودھ نچوڑتے بعد خباب آئے سو انھوں نچوڑے تو ویسا نہ ہوا اور سابق میں جسقدر دیا کرتی تھی اتنا ہی دئی میری والدہ کہی ہماری بکری کو تم بگاڑ دئے کہے وہ کیا۔ بولی ہر روز یہ کونڈا بھر کے دودھ دیتی تھی تم نچوڑے سو کچھ دودھ نہ

نکلا حباب پوچھے روز کون دودھ نچوڑتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خباب بولے واللہ وہ حضرت کے ہاتھ کی برکت تھی کیا مجھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برابر کرتے ہو۔ **روایت** کئے ہیں ابو نعیم نے ابی قرصافہ سے رضی اللہ عنہ کہے میرے اسلام لانے کا سبب یہ تھا میں یتیم ہوا میری والدہ اور خالہ مجھے پرورش کرتے اور میں بکریاں چراتا خالہ بولتی تو محمد پاس مت جا تجھے گمراہ کرے گا میں ان کی بات نہ مان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا اور حضرت کا سخن سنا کرتا اور شام کو بکریاں ہانک کر گھر کو لے آتا چارہ نہ ہونے کے باعث بکریاں دودھ نہیں دیتے گھر میں پوچھتے بکریاں کیا واسطے دودھ نہیں دیتے میں کہتا مجھے معلوم نہیں غرض ایک روز میں جاکر اسلام لایا اور بکریاں کا احوال عرض کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ بکریاں میرے پاس لے آ پھر میں بکریاں سب حضرت پاس لے گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے کاسوں پر اور پیٹھ پر اپنا دست مبارک پھیرے اور دعا کئے بکریاں فربہ ہوگئے اور کاسں دودھ سے بھر گئے میں گھر کو لے گیا خالہ دیکھکر بولی ہاں ایسا چرانا میں یہ قصہ جو گذرا سو بولا پھر میری خالہ اور والدہ دونوں ایمان لائے۔ **روایت** کئے ہیں مسلم نے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے کہے میں اور میرے دو آشنا تھے نہایت فاقہ کشی میں۔ قریب تھا کہ سماعت اور بصارت جاتی رہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس حاضر ہوئے حضرت ہم کو تین بکریاں دے کر فرمائے تم ان کا دودھ پیا کرو۔ پھر ہم ان کا دودھ نچوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک حصہ رکھتے باقی ہم پیا کرتے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاکر سلام ایسا کرتے ہوشیار ہو سو شخص سنتا اور سوتا سو شخص ہوشیار نہ ہوتا اور وہ دودھ تناول فرماتے۔ غرض ایک روز شیطان میرے دل میں ڈالا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو انصار کے یہاں سے تحفے آیا کرتے ہیں اور اس دودھ کی احتیاج نہیں وہ بھی پی جا پھر میں اس کو لے کر پی گیا بعد مجھے بہت ندامت ہوئی میں اپنے تئیں کہنے لگا تو یہ کیا حرکت کیا اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیگے اور

دودھ نہیں سو دیکھکر تجھے بددعا کریگے اور تو ہلاک ہوگا اسی گفتگو میں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اپنی عادت پر تشریف لائے اور نماز جو پڑھنا تھا سو ادا کئے بعد دیکھے دودھ نہیں
سو ہاتھاں اٹھائے میں سمجھا کہ اب بددعا کرتے ہیں اور میں ہلاک ہوتا ہوں اور فرمائے یا
اللہ مجھے جو کھلاوے تو اس کو کھلا اور جو پلاوے تو اس کو پلا۔ یہ سن کر میں اٹھا اور چھرا لے کر
چلا تا اُن بکریوں سے ایک اچھی بکری ذبح کرکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلاؤں دیکھا
تو سب بکریوں کے کاس بھرے ہیں میں باسن لیکر دودھ اتنا نچوڑا کہ کف اوپر آیا پھر
حضرت کو لاکر پلایا۔ **روایت** کئے بیہقی نے بنی قیس کے ایک شخص سے کہا ایک بار
ہمارے یہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہمارے یہاں ایک اونٹنی تھی بہت شریر
لوگ اس کے نزدیک نہیں جاتے سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس گئے اور اپنا دست
شریف اس کے کاس کو لگائے کاس میں دودھ اترا اس کو تھار کر پئے۔ **روایت** کئے
ہیں ابن سعد نے سالم بن ابی الجعد سے کہے دو شخص کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ کام واسطے روانہ
کئے وہ عرض کئے یا رسول اللہ ہم کو کھانے کچھ نہیں سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ایک چھگل
لاؤ اور اسمیں پانی ڈالو پھر چھگل میں پانی بھر کر اس کا منھ بند کئے اور فرمائے اسکو لیکر فلانے
مقام پر جاؤ اللہ تعالی تم کو کھانا دیگا۔ غرض وہ دونوں شخص اس مقام پر پہنچکر چھگل کھولے
تو اسمیں دودھ اور مسکہ ہے وہ دونوں اسکو کھائے۔ **حضرت کی دعا سے بھوک**
پیاس گئی سو معجزہ۔ روایت کئے ہیں بیہقی اور ابونعیم نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ
سے کہے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لاکر نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے روبرو کھڑے ہوئے حضرت ان کے چہرے طرف نظر کئے بھوک سے چہرہ زرد
ہوگیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دست شریف انکے سینے پر رکھ کر فرمائے اَللّٰھُمَّ
مُشْبِعَ الْجَاعَةِ وَرَافِعَ الْوَضِیْعَةِ اِرْفَعْ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ عمران کہتے ہیں
پھر بی بی کے چہرے پر دیکھا تو چہرے پر سے زردی دفع ہوئی۔ پھر بعد میں بی بی سے ملکر پوچھا

تو فرمائے اے عمران اس دعا کے بعد مجھے بھوک نہ لگی۔ روایت کئے ہیں قاسم بن ثابت
نے مسور بن مخرمہ سے کہے حنش بن عقیل کے تئیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ستو کھلائے سو انکو بھوک
پیاس نہ لگی۔ جمادات اور حیوانات سخن کئے سو معجزہ۔ روایت کئے ہیں ابو نعیم
نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہے بدر کے جنگ سے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پھرے تو
بھوکے تھے راہ میں ایک یہودیہ طبق سر پہ لیکے آئی اس میں گوشت بکری کا بھونا ہوا تھا اور
عرض کی یا محمد میں خدا سے نذر کی تھی کہ اگر تم جنگ سے بچ کر آ دیگے تو یہ بکری بھون کے کھلاؤنگی
حضرت اسکو کھانا چاہے اللہ تعالی گوشت کو گویا کیا سو پکار اٹھا کہ یا رسول اللہ آپ تناول
نہ فرمانا کہ اس نے زہر ملائی ہے۔ روایت کئے ہیں بزار اور طبرانی اور ابو نعیم وغیرہ جابر رضی اللہ
عنہ سے کہے غزوہ ذات الرقاع سے جب ہم پھرے ایک اونٹ آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
روبرو کودنے لگا۔ حضرت فرمائے یہ اونٹ اپنے صاحب کی شکایت کرتا ہے کہ سالہا
اپنے سے محنت لیا اب کاٹنے کا ارادہ رکھا ہے اور جابر کو فرمائے تم جاکر اس کے صاحب
کو بلواؤ جابر کہے وہ کون ہے سو میں نہیں جانتا۔ حضرت فرمائے تم اونٹ کے ساتھ جاؤ وہ
اپنے صاحب کو بتا دے گا۔ پھر اونٹ میرے روبرو چلد چلنے لگا اور اپنے صاحب پاس لیجا کر
کھڑے ہوا میں اسکو بلا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس لایا۔ حضرت پوچھے اس اونٹ کا کیا قصہ
ہے اس نے بولا اس اونٹ کی عمر بیس سال کی ہوئی اب ہم اسکو نحر کرنا چاہے۔ حضرت
فرمائے اس کو بیچو میں خرید کرتا ہوں مالک عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کو بخش دیتا ہوں۔
حضرت فرمائے ایسا ہے تو تم اس کی اجل آئی تک خبر لیا کرو۔ روایت کئے ہیں خطیب نے
جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہے ایک روز ہم راہ چلتے تھے ایک ناگ سیاہ رنگ آیا اور
اپنا سر حضرت کے کان پاس رکھ کے کچھ بولا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دہن شریف اسکے کان
پاس رکھ کر کچھ فرمائے بعد ایسا غیب ہوا گویا زمین نگل گئی میں عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو اس سے
بہت اندیشہ ہوا کہ آپ کو ایذا کچھ کہاں نہ پہنچا ہے۔ حضرت فرمائے وہ جنوں کے یہاں سے

جمادات و حیوانات کا سخن کرنا

ایلچی آیا تھا ایک سورہ بھول گئے سو پوچھنے بھیجے تھے پھر میں اس کو یاد دلوایا۔ **روایت**
کئے ہیں بزار اور ابونعیم نے بریرہ رضی اللہ عنہ سے کہے ایک اعرابی آکر عرض کیا یا رسول اللہ
میں اسلام لایا ہوں آپ کچھ معجزہ بتلاؤ تا یقین مجھے زیادہ ہووے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے تو کیا چاہتا ہے سو کہہ۔ بولا اس درخت کو آپ بلوانا حضرت فرمائے تو جا کر اس کو
بلا اعرابی اس درخت پاس جا کر کہا تیرے تئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاد فرمائے
ہیں درخت سیدھے اور بائیں طرف ہلکے اُکھڑا اور حضرت پاس آکے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اعرابی بولا اب اس کو حکم کرنا اپنے مکان پر جاوے۔ حضرت اُس درخت
کو کہے اب تو اپنے مکان پر جا وہ درخت پھر اپنے مکان پر گیا۔ **روایت** کئے ہیں
طبرانی اور ابونعیم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہے ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنگل میں
تشریف لیجاتے تھے پیچھے سے آواز آیا یا رسول اللہ حضرت پھر کر دیکھے تو کوئی نہیں مگر
ایک ہرن باندھی ہے۔ حضرت کو دیکھ کر عرض کی یا رسول اللہ یہاں تشریف لاؤ۔ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اس کے پاس جا کر بولے کیا کہتی ہے۔ ہرن فصیح زبان سے عرض کی یا رسول اللہ
اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں آپ مجھے چھوڑے تو میں ان کو دودھ پلا کر آتی ہوں حضرت
فرمائے اگر تو نہ آوے تو کیا کرنا۔ وہ عرض کی اگر میں نہ آوے تو اللہ تعالیٰ مجھے عشار کا عذاب
دیوے۔ حضرت اُس کو چھوڑ دئے وہ اپنے بچوں کو دودھ پلا کر پھر آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اسکو باندھتے تھے کہ اتنے میں ہرن کو باندھ رکھا تھا سو اعرابی ہشیار ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ
آپ کو کچھ حاجت ہے حضرت فرمائے ہاں اس کو چھوڑ دے اعرابی ہرن کو چھوڑ دیا ہرن
اڑنے اور کہنے لگی اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ **روایت**
کئے ہیں احمد اور ابن سعد اور بزار اور حاکم اور بیہقی وغیرہ ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے
کہے ایک چرویہ حرہ پاس بکریوں کو چراتا تھا سو لانڈگا ایک بکری کو پکڑا چرویہ جا کر اسکے
منہ سے چھڑائے لانڈگا بولا اللہ تعالیٰ مجھے دیا سو رزق کو تو کیا واسطے چھڑاتا ہے۔ چرویہ بولا

تعجب لانڈگا باتاں کرتا ہے۔ لانڈگا بولا اس سے زیادہ تعجب وہ ہے کہ رسول اللہ دو حروں کے بیچ لوگوں کو گذرے قصوں کی اور ہونہار چیزوں کی خبر دیتے ہیں اور تم ایمان نہیں لاتے یہ سن کر چرویہ مدینے کو آیا اور ایمان لایا اور اپنے پر بیتا سو قصہ بیان کیا روایت کئے ہیں ابن عساکر نے ابی منظور سے کہے خیبر کی غنیمت جو ہاتھ لگی اسمیں ایک سیاہ دراز گوش تھا اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو لائے حضرت اس دراز گوش کو پوچھے تیرا نام کیا ہے۔ بولا یزید بن شہاب اور بولا میرے اجداد میں ساٹھ دراز گوش ہوئے ان تمام پر انبیا ہی سوار ہوتے آئے اب میرے جد کی نسل میں میرے سوائے کوئی باقی نہیں اور انبیا میں آپ کے سوائے کوئی نہیں مجھے آرزو تھی کہ آپ مجھ پر سوار ہونا سو میں ایک یہودی کے یہاں تھا اسکو عمداً گراتا تھا اور وہ مجھے چارا پیٹ بھر کے نہیں دیتا تھا اور مجھے مارتا تھا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو اپنی سواری خاص میں رکھے اور اس کو فرمائے تیرا نام یعفور ہے۔ غرض وہ حضرت کی سواری میں تھا حضرت کے تئیں کسی کو بلوانا منظور ہوتا تو اس دراز گوش کو بھیجتے وہ جاکر اس شخص کے دروازے کو اپنے سر سے مارتا جب وہ نکلے تو اپنے سر سے اس کو اشارہ کر لیجاتا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات پائے وہ دراز گوش غم سے جاکر ابو الہیثم بن التیہان کے کنویں میں پڑا اور اس میں موا۔ روایت کئے ہیں طبرانی وغیرہ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہے ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں تشریف رکھے تھے ایک اعرابی گھوڑپھوڑ لایا اور بولا لات و عزیٰ کی قسم میں تم پر ایمان نہ لاؤں گا جب تک یہ جانور ایمان نہ لاوے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پکارے اے گھوڑپھوڑ اس نے زبان فصیح سے بولا لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ یَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ فرمائے تو کس کی بندگی کرتا ہے بولا اسکی بندگی کرتا ہوں کہ آسمان پر اس کا عرش ہے اور زمین پر اس کی سلطنت اور دریا میں اسکی راہ اور جنت میں اس کی رحمت اور دوزخ میں اسکا عذاب بعد فرمائے میں کون ہوں بولا رسول رب العٰلمین اور خاتم النبیین جس نے آپکی تصدیق کیا

فلاح پایا اور جو کوئی تکذیب کیا تو ہلاک ہوا۔ یہ سن کر اعرابی ایمان لایا۔ روایت کئے ہیں
بزار اور طبرانی اور ابونعیم اور بیہقی نے ابی ذر رضی اللہ عنہ سے کہے ایک روز نبی صلی اللہ علیہ
وسلم تشریف رکھے تھے اور حضرت تنہا تھے سو میں آکر حضرت پاس بیٹھا بعد ابوبکر آئے بعد
عمر بعد عثمان اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس سات کنکر تھے ان کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ
میں دئے وہ کنکران کے ہاتھ میں تسبیح کرنے لگے شہد کی مکھیاں کی آواز کے سا آتا تھا۔ بعد
زمین پر ان کو رکھے تو وہ آواز بند ہوا۔ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکو اٹھا کر عمر رضی اللہ عنہ کے
ہاتھ میں دئے ان کے پاس بھی ویسا ہی تسبیح کئے بعد رکھے تو چپ ہوئے پھر ان کو عثمان
رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دئے ان کے پاس بھی آواز آیا بعد رکھدئے۔ انس کی روایت میں
آیا ہے پھر بعد ان کنکروں کو دوسرے لوگوں کے ہاتھ میں دئے تو آواز نہ آیا۔ روایت
کئے ہیں ابونعیم نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہے حضر موت سے چند لوگ آئے
اشعث بن قیس بھی انھیں میں تھا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کئے ہم دل میں کچھ گاڑے
ہیں آپ نبی ہو تو بیان کرو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سبحان اللہ ایسا تو کاہن سے پوچھتے
ہیں کاہن اور کہانت دوزخ میں ہیں پھر انھوں کہے آپ نبی ہیں کر کر ہم کیا سمجھنا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم مٹھی میں کنکر اٹھا کے فرمائے یہ کنکر گواہی دیتے ہیں سو کنکر دست شریف میں تسبیح
کرنے لگے اور وہ لوگ ایمان لائے۔ روایت کئے ہیں ابوالشیخ کتاب العظمۃ میں انس
رضی اللہ عنہ سے کہے ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس ثرید لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فرمائے یہ کھانا تسبیح کرتا ہے۔ لوگ عرض کئے یا رسول اللہ کیا آپ آواز سنتے ہیں فرمائے
ہاں۔ بعد فرمائے اس باسن کو فلانے پاس لیجاؤ انھوں بھی آواز سنے۔ بعد کہے فلانے پاس
لیجاؤ وہ بھی آواز سنے وہاں سے کہے فلانے پاس لیجاؤ وہ بھی آواز سنے بعد فرمائے اب یہاں
لے آؤ۔ ایک شخص عرض کیا یا رسول اللہ اگر یہ تمام لوگوں پاس لیجادیں تو بہتر ہے۔ حضرت
فرمائے اگر کسی کے پاس آواز نہ کریں تو کہیں گے کہ اس سے کچھ گناہ صادر ہوئی ہے

جو اس پاس آواز نہ آیا اور وہ ظرف اپنے پاس منگوائے۔ روایت کئے ہیں بخاری نے
جابر رضی اللہ عنہ سے کہے مسجد نبوی میں خرمے کا ایک تنڈ تھا اس پاس کھڑے رہکر
حضرت خطبہ پڑھا کرتے۔ جب منبر تیار ہوا حضرت اس پر کھڑے ہوئے۔ وہ تنڈ رونے لگا بچہ
روے سا نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر سے اترکر اس کو اپنے گلے سے لگائے وہ سسکتا تا چپ رہا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اسکے پاس ذکر الٰہی جو موقوف ہوا اس کے فراق پر وہ رویا۔
دارمی کی روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لیجاکر
اپنا دست مبارک اس پر رکھے اور فرمائے اگر تو چاہتا ہے تو قدیم مکان پر تجھے رکھتا ہوں
سابق میں جیسا تھا ویسا ہی رہ نہیں تو تجھے بہشت میں بوونگا وہاں کے نہروں کا پانی پی کر تو
اُگے گا بارآور ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے دوستاں تیرے پھلوں کو کھائیگے پھر وہ بہشت میں
رہنا اختیار کیا۔ روایت کئے ہیں بیہقی اور ابونعیم نے ابی اُسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے
کہے ایک روز عباسؓ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مجھے تم سے کچھ کام ہے سباں تم اور
تمہارے بچے کہیں مت جاؤ۔ غرض علی الصباح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر کو
تشریف لیگئے اور اپنی چادر عباس پر اور ان کی اولاد پر اُڑھا کر فرمائے اے رب انھوں
میرے چچا ہیں اور یہ سب میرے اہل بیت ہیں ان کو تو آتش سے چھپا جیسا میں چادر سے
چھپایا ہوں پھر دہلیز اور دیواروں سے آواز آیا آمین آمین آمین۔ روایت کئے ہیں
ابن عساکر نے کہ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کوئی شخص پوچھا آپ ایمان لانیکے قبل کوئی
دلیل نبوت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھے تھے فرمائے قریش تھا اور ان کے عیب سے
کوئی شخص باقی نہ رہا مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلیل دیکھا اور میں جاہلیت میں ایک روز
درخت کے نیچے بیٹھا تھا ڈالی یکایک جھک کر میرے سر پر آئی میں تعجب سے اسکو دیکھنے لگا پھر
وہ ڈالی سے آواز آیا فلانے روز نبی نکلے گا تو تو اس کے پاس سب سے زیادہ سعادت حاصل
کر۔ جمادات اور حیوانات اطاعت کئے سو معجزہ۔ روایت کئے ہیں مسلم اور

جمادات وغیرہ کا اطاعت کرنا

بیہقی اور ابونعیم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہے ذات الرقاع کے غزوے میں ہم
ایک وسیع بیابان میں اترے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت واسطے تشریف
لیگئے ستر واسطے کچھ نہ ملا دیکھے بیابان کے آخر دو درخت ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایک درخت پاس جاکر اسکی ڈالی کھینچے اور فرمائے اللہ تعالی کے اذن سے آ۔ اونٹ کی مہار
کھینچے تو جیسا چلتا ہے درخت ویسا چلا اسکو دوسرے درخت پاس لاکر اسکی ڈالی کھینچے اور
فرمائے اللہ تعالی کے اذن سے مل جاؤ وہ دونوں درخت باہم پیوست ہوئے حضرت
ان کے آسرے بیٹھکر قضاء حاجت سے فراغت پائے جب وہاں سے نکلے پھر وہ دونوں
جدا ہوکر اپنی حالت اصلی پر آئے ۔ روایت کئے ہیں ابونعیم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ
عنہ سے کہے غزوہ خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فرمائے اے عبداللہ دیکھ قضاء
حاجت کرنے کہیں گوشے کی جگہ ہے سو میں دیکھکر عرض کیا ایک درخت ہے فرمائے اور
بھی کچھ ہے کیا دیکھ میں عرض کیا تھوڑے فاصلہ پر اور ایک درخت ہے فرمائے ان دونو
درخت کو جاکر بول رسول اللہ کہتا ہے تم دونوں مل جاؤ پھر میں بمجرد کہتے ہی دونوں درخت
اپنی جگہ سے جدا ہوئے اور بایکدیگر پیوست ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے آسرے بیٹھکر
قضاء حاجت سے فراغت پائے بعد وہ درخت اپنے مقام پر پھر آگئے۔ روایت کئے
ہیں امام احمد وغیرہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہے ایک اعرابی بنی عامر
کے قبیلے والا آیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تم اللہ کے رسول ہیں سو میں کیوں
سمجھوں حضرت فرمائے یہ درخت پر سے خرمے کا خوشہ میں بلوانے سے آوے تو تو مجھے
رسول اللہ ہوں کرکر سمجھے گا بولا البتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس خوشے کو بلوائے خوشہ جھاڑ
پر سے جدا ہوکر حضرت پاس آیا۔ حضرت فرمائے اب جا پھر درخت پر گیا۔ اعرابی بولا میں
گواہی دیتا ہوں کہ آپ بیشک اللہ کے رسول ہو۔ اور ایمان لایا۔ روایت کئے ہیں
ابویعلی اور بیہقی نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے کہے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج

کو نکلے جب روحا میں اترے حضرت مجھے فرمائے آسرے واسطے درخت یا پتھر ہو تو دیکھو
میں عرض کیا متفرق چند درخت خرمے کے اور پتھروں کی کچھ ڈھگار ہے حضرت فرمائے
ان کو جا کہو رسول اللہ فرماتے ہیں ہیں قضا حاجت واسطے آتا ہوں تم باہم ملجاؤ اور پتھروں
کو بھی ایسا ہی بول میں جا کر ان کو کہا درخت اپنی جگہ سے اکھڑ کر باہم پیچیدہ ہوئے اور پتھر
بھی مل گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لیجا کر قضا حاجت سے فراغت پائے اور مجھے فرمائے
انکو کہو اپنے مقام پر جاویں میں جا کر پیغام دیا تمام اپنے مقاموں پر گئے۔ **روایت**
کئے ہیں بخاری اور مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے کہے ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم احد پر یا
حرا پر سوار ہوئے حضرت کے ہمراہ ابوبکر اور عمر اور عثمان تھے پہاڑ حرکت کرنے لگا۔ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پانوں سے اس کو مار کر فرمائے ثابت رہ تیرے پر نبی ہے اور صدیق
اور دو شہید۔ **روایت** کئے ہیں بخاری اور مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہے ایک بار
جنگ سے فراغت پا کر آتے تھے۔ میرا اونٹ چلنے سے رہگیا میں لاچار رہوا اتنے میں نبی صلی اللہ
علیہ وسلم تشریف لائے اور میرا حال سن کر دست مبارک میں لکڑی تھی سو اس سے اونٹ
کو مارے اور مجھے فرمائے اب سوار ہو سو ایسا جلد ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری
سے بھی بڑھنے جاتا پھر میں اس کو تھامنے لگا۔ **روایت** کئے ہیں بیہقی نے جابر بن عبداللہ
رضی اللہ عنہ سے کہے خیبر میں ایک چرویہ بکریاں چراتا تھا اس کو پکڑے وہ ایمان لایا اور
عرض کیا یہ بکریاں لوگوں کی امانت ہیں اس کو میں پہنچانا ضرور ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
کنکر ایک مٹھی لیکر اس بکروں کے منہ پر مار اپنے مالکوں پاس جاویگے اس نے ایک مشت
کنکر لیکر بکریوں کے منہ پر مارا بکریاں بھاگ کر اپنے مالکوں کے یہاں چلے گئے۔ **روایت**
کئے ہیں بیہقی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہے بنی سلمہ میں کسی کا اونٹ پانی باندھتا
تھا سو بھڑک گیا لوگوں پر چلنے کرنے لگا لوگ لاچار ہو کر خدمت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے عرض کئے حضرت باغ کے دروازے پر تشریف لیگئے لوگ عرض کرنے لگے کہ آپ

اندر تشریف نہ لیجانا آپ پر چوٹ کرے گا حضرت فرمائے چلو کچھ اندیشہ نہیں سو اونٹ حضرت کو بمجرد دیکھتے ہی سر جھکا کر آیا اور حضرت کو سجدہ کیا حضرت فرمائے تمھارے اونٹ کو پکڑ لیو اور اسکو مہار ڈالو۔ ایک روایت میں آیا ہے حضرت اس کے مالک کو بلوا کر فرمائے تو چارا نہیں ڈالتا کر کرا ونٹ شکایت کرتا ہے اور تاکید کئے چارا برابر دیا کر۔ روایت کئے ہیں ابو نعیم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں تشریف فرمائے وہاں دو اونٹ پکارتے اور لوگوں پر حملہ کرتے تھے۔ سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی اپنی گردنوں کو زمین پر رکھدے۔ روایت کئے ہیں ابن حبان کتاب الصحابہ میں اور طبرانی حکم بن ایوب سلمی سے کہے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا میری ساتڑنی ماندی ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو زجر کئے پھر تمام پر بڑھ گئی۔ روایت کئے ہیں ابو نعیم نے انس رضی اللہ عنہ سے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز کسی انصاری کے باغ میں تشریف لیگئے۔ حضرت کے ہمراہ ابو بکر اور عمر اور چند انصار تھے رضی اللہ عنہم اس باغ میں بکریاں چرتے تھے سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کئے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہے یا رسول اللہ ہم آپ کو سجدہ کرنا احق ہے۔ حضرت فرمائے میری امت کو روا نہیں کوئی کسی کو سجدہ کرے۔ اگر سجدہ کرنا روا ہوتا تو میں نے حکم کرتا عورت کو کہ اپنے مرد کو سجدہ کرے۔ روایت کئے ہیں ابو نعیم اور ابن سعد وغیرہ مطلب بن عبد اللہ بن حنطب سے کہے ایکروز نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ میں بیٹھے تھے لانڈگا آیا اور حضرت کے روبرو کھڑے ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یہ درندوں کا پیغام لایا ہے کہ تم اگر سالانہ کچھ مقرر کریں تو تمھارے جانوروں کے متعرض نہ ہوں نہیں نہیں تو تمھارے جانور پکڑا کرینگے اور تم کو جانوروں کی احتیاط کرنا ضرور رہیگا لوگ پوچھے کسقدر مقرر کرنا فرمائے منڈے میں سے سال کو ایک بکری۔ لوگ عرض کئے ہم راضی نہیں۔ حضرت اسکو اشارہ سے فرمائے تمکو سالانہ مقرر کرنے کی مرضی نہیں تم کو جب قابو پڑے تو لیا کرو پھر وہ لانڈگا جھپٹتا گیا۔ روایت کئے

ہیں بیہقی نے جعیل رضی اللہ عنہ سے کہے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جنگ کو گیا میری سواری میں گھوڑا تھا بہت سست نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو کوڑا مارے اور فرماے یا اللہ اسکو گھوڑے میں برکت دے پھر وہ گھوڑا تمام سے جلد ہوا یہانتک کہ میں اسکو سنبھالنا دشوار ہوا۔ روایت کئے ہیں بخاری اور مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے کہے ایکبار مدینے میں دشمن آیا کر غل ہوا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابی طلحہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار ہوئے اور وہ غل جدھر مچا تھا ادھر جا کر آئے اور لوگوں کو فرمائے کچھ نہیں تم اندیشہ نہ کرو اور فرمائے یہ گھوڑا دریا کی سی تھا۔ وہ گھوڑا نہایت سست تھا سو پھر اتنا جلد ہوا کہ اس پر کوئی گھوڑا بڑھ نہیں سکتا تھا۔ روایت کئے ہیں ابن سعد نے کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم سعد رضی اللہ عنہ کی ملاقات واسطے تشریف فرمائے اور دوپہر کو ان کے یہاں آرام فرما کر ٹھنڈے وقت نکلنا چاہے سعد اپنے دراز گوش پر زین باندھ کے حاضر کئے وہ دراز گوش نہایت سست تھا سو حضرت سوار ہوتے ہی بہت جلد رو ہوا۔ روایت کئے ہیں ابن سعد اور ابو یعلی اور بزار اور ابن مندہ اور حاکم اور بیہقی اور ابو نعیم نے سفینہ رضی اللہ عنہ سے مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ کہے میں جہاز پر سوار تھا جہاز پھوٹ گیا میرے ہاتھ یک تختہ لگا سو اس پر بیٹھ کے ساحل کو پہنچا دیکھا وہاں گوی میں باگ ہے مجھے دیکھ کر میری طرف چلدیا میں اسکو بولا اے ابو الحارث میں سفینہ ہوں مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ باگ سر جھکا کر دم ہلاتا میری بازو سے کھڑے ہوا اور میرے ساتھ چل کر راہ پر مجھے چھوڑا اور جاتے وقت کچھ باریک آواز نکالا میں سمجھا کہ وہ میرے سے رخصت مانگا۔ **اعیان متغیر ہوئے سو معجزہ۔** روایت کئے ہیں بخاری نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہے جنگ خندق میں عین خندق کھودتے سو موقع میں پتھر سخت آیا کہ اس پر کسی کا کام نہ کر سکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اتر کر آپ پھاوڑا مارے بالو کے سا پھوٹ گیا۔ روایت کئے ہیں بیہقی وغیرہ نے کہ عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی تلوار بدر کے جنگ میں توٹ گئی رسول اللہ

اعیان متغیر ہوئے

صلی اللہ علیہ وسلم ان کو خرمے کی چھڑی دئے سو وہ بہتر براق تلوار ہوئی فتح ہوئے تک اس سے جنگ کئے۔ پھر عکاشہ مرے تک اپنے پاس وہی تلوار رکھے تھے۔ روایت کئے ہیں عبدالرزاق کہ عبداللہ بن جحش کی تلوار احد کے روز ٹوٹ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو خرمے کی چھڑی دئے سو وہ ان کے ہاتھ میں تلوار ہو گئی۔ روایت کئے ہیں زبیر بن بکار کہ ذی قرد کے غزوے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی کے چشمے پہ پہنچے لوگ عرض کئے یا رسول اللہ اس چشمے کا نام نیسان ہے لیکن پانی اس کا کھارا ہے۔ حضرت فرمائے ایسا نہیں بلکہ اس کا نام نعمان ہے اور وہ شیریں ہے۔ غرض نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نام بدل دئے اور اللہ تعالی اس پانی کو بدل دیا سو نہایت شیریں ہوا بعد اس کو طلحہ رضی اللہ عنہ خرید کر کر لوگوں کیلئے وقف کئے۔ روایت کئے ہیں بیہقی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ڈھال لائے اس پر عقاب کی تصویر تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اپنا دست مبارک پھرائے سو وہ تصویر جاتی رہی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دست شریف کی برکت کا معجزہ۔ روایت کئے ہیں بخاری اپنی تاریخ میں اور بغوی اور ابن مندہ نے کہ بشر بن معاویہ اپنے والد معاویہ بن ثور کے ہمراہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشر کے منھ پر دست شریف پھرائے اور دعا دئے پھر ان کے منھ پر وہ جگہ روشن تھا اور کسی بیمار پر بشر ہاتھ پھیرے تو وہ بیمار صحت پاتا۔ روایت کئے ہیں ابن سعد کہ خزیمہ بن ابی حارث نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے منھ پر اپنا دست شریف پھرائے پھر وہ موضع ان کے منھ پر روشن تھا۔ روایت کئے ہیں ابن سعد اور ابن مندہ اور بغوی اور بیہقی اور ابن عساکر تے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے کہے کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لیجاتے تھے اور میں بچوں کے ساتھ تھا مجھے پوچھے تو کون ہے میں عرض کیا سائب ہوں یزید کا فرزند۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے سر پر ہاتھ پھرائے اور فرمائے بَارَكَ اللہ بعد

جب سائب بوڑھے ہوئے اور ان کا سر تمام سفید ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم دست شریف لگائے سو جگہ کے بال سیاہ تھے۔ روایت کیے ہیں بخاری اپنی تاریخ میں اور بیہقی نے محمد بن انس سے رضی اللہ عنہ کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کو آئے سو وقت میں دو ہفتوں کا تھا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس لے گئے حضرت میرے سر پر ہاتھ رکھے اور دعا دئے پھر بعد بوڑھے ہوئے تو ان کا تمام سر سفید ہوا اگر دست شریف لگا سو جگہ کے بال سیاہ تھے۔ روایت کیے ہیں ابن عساکر بشر بن عقربہ جہنی رضی اللہ عنہ سے کہے میرے والد احد کے جنگ میں شہید ہوئے تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس روتا آیا فرمائے کیا واسطے روتا ہے کہ تو خوش نہیں اس سے کہ باپ تیرا میں ہوں اور ماں تیری عائشہ ہے اور میرے سر پر ہاتھ رکھے انھوں بوڑھے ہوئے بعد تمام سر سفید ہوا اگر دست شریف لگا سو جگہ کے بال سیاہ تھے اور ان کی زبان میں لکنت تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنا لعاب مبارک ڈالے سو انکی لکنت جاتی رہی اور ان سے پوچھے تیرا نام کیا ہے کہا بحیر فرمائے نہیں تیرا نام بشر ہے۔

روایت کیے ہیں بغوی اور بیہقی نے عمرو بن تغلب جہنی سے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے سر پر ہاتھ رکھے سو ان کی عمر سو برس کی ہوئی اور حضرت کا دست مبارک لگا سو جگہ کے بال سفید نہیں ہوے تھے۔ روایت کیے ہیں ترمذی اور بیہقی نے ابی زید انصاری سے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے سر پر اور منہ پر ہاتھ رکھ کر فرمائے اَللّٰھُمَّ جَمِّلْہُ سو ایک سو برس سے زیادہ ان کی عمر ہوئی اور ان کی ڈاڑھی میں سفیدی نہ آئی اور منہ پر جھلڈیاں نہیں پڑے۔ روایت کیے ہیں بیہقی نے ابی العلا سے کہے قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ کے منہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دست شریف پھرائے تھے سو ان کا منہ اتنا چکنا تھا گویا تیل لگائے ہیں میں ان کی عیادت کو ایک بار گیا تھا کسی نے راستے سے گذرا تو اس کا عکس قتادہؓ کے چہرے میں نمایاں ہوا۔ روایت کیے ہیں ابن شاہین نے خزیمہ بن عاصم عکلی سے کہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا حضرت میرے منہ پر ہاتھ پھرائے سو مرتے تک انکا

منھ تازہ تھا۔ روایت کیے ہیں ابن سعد نے اپنے طبقات میں کہ مہلب بن یزید بن عدی
کے سر میں بال نہ تھے سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سر پر اپنا دست شریف پھرائے تو انکے
سر میں بال نکلے۔ روایت کیے ہیں مدائنی نے کہ اسید بن ابی ایاس کے منھ پر اور سینے
پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دست شریف پھرائے سو ان کا منھ اتنا روشن تھا کہ اگر تاریکی
میں جاوے تو مکان روشن ہوا کرتا۔ **چیزاں روشن ہوئے سو معجزہ**۔ روایت
کیے ہیں حاکم اور بیہقی اور ابونعیم نے ابوعبس بن جبر رضی اللہ عنہ سے کہے میں بنی حارثہ میں
رہتا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ کر وہاں جاتا سو ایک شب نہایت تاریک
تھی اور مینھ برستا تھا میں نکلا میرے ہاتھ میں عصا تھا سو روشن ہوگیا اسی کی روشنائی
میں اپنے گھر کو گیا۔ روایت کیے ہیں بخاری نے انس رضی اللہ عنہ سے کہے دو صاحب
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے جب وہاں سے رخصت ہوئے تو شب تاریک تھی سو
ان کے روبرو دو چراغ کی روشنی نمود ہوئی اس کی روشنی میں چلے جب دونوں جدا ہوے
روشنی بھی جدا ہوئی اور ہر ایک کے ساتھ ایک ایک روشنی ہوئی۔ ابن سعد اور حاکم کی
روایت میں ان صاحبان کا نام عباد بن بشر اور اسید بن حضیر کر کر آیا ہے۔ روایت
کیے ہیں ابونعیم نے انس رضی اللہ عنہ سے کہے ایک شب ابی بکر رضی اللہ عنہ کے یہاں
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور عمر رضی اللہ عنہ باتاں کرتے تھے جب وہاں سے نکلے ابی بکر رضی اللہ
عنہ بھی ساتھ ہوئے شب تاریک تھی سو دونوں صاحبوں کے ہاتھ میں کے عصے روشن
ہوئے اسی روشنائی میں اپنے گھروں کو پہنچے۔ روایت کیے ہیں بخاری اپنی تاریخ میں
اور بیہقی اور ابونعیم نے حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے کہے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر
میں تھے ایک شب تمام لوگ متفرق ہوگئے شب نہایت تاریک تھی سو میرے انگلیاں
روشن ہوئے یہاں تک میرے پاس تمام لوگ جمع ہوئے۔ روایت کیے ہیں ابونعیم
نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہے ایک شب مینھ برستا تھا اور نہایت تاریکی تھی

سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز واسطے نکلتے ہی ایک نور کا چمکاٹ ہوا۔ بعد قتادہ بن نعمان کو
دیکھکر فرمائے تم نماز سے فراغت پا کر جاتے وقت مجھے اطلاع کرو پھر وو نحفیں اطلاع کئے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو خرمے کی چھڑی دے کر فرمائے تم اس کو ہمراہ لیجاؤ اسکی روشنائی
آگے دس ہاتھ پیچھے دس ہاتھ رہے گی پھر انھوں گئے تو ویسا ہی روشن ہوا۔ روایت
کئے ہیں حاکم اور بیہقی اور ابو نعیم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہے ایک شب حسن اور
حسین رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے جب دونوں صاحبزادے جانا چاہے
بجلی کی سی ایک روشنائی ہوئی اور دونوں صاحبزادے اپنے والدہ کے یہاں گئے
تک وو نحفیں باقی رہی۔ روایت کئے ہیں ابن سعد نے حمزہ بن عمر اسلمی رضی اللہ عنہ سے
کہے تبوک کی راہ میں منافقوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ کو گھاٹ پر ہشکارے
اس پر کا اسباب گر گیا وہ وقت شب کا تھا سو میرے پانچوں انگلیاں روشن ہوئے تمام
اسباب گرا سو اسی روشنائی میں اٹھایا یہانتک کوڑا اور رسّی۔ حضرت کی دعائیں
مقبول ہوئے سو معجزہ۔ روایت کئے ہیں بیہقی نے کہ طفیل بن عمر دوسی ایمان لائے
بعد اپنے شہر کو جانا چاہے سو رسول اللہ علیہ وسلم سے عرض کئے کہ مجھے کچھ نشان ہو تو میری قوم
کو ایمان کی دعوت کرتا ہوں۔ حضرت دعا کئے کہ یا اللہ اسکو کچھ نشان دے سو ان کی پیشانی
پر چراغ کے سا ایک نور چمکنے لگا۔ طفیل کہے یا اللہ یہ نور پیشانی پر نہ ہو تو بہتر ہے کیا واسطے کفار
بولینگے اس کو پیشانی پر داغ دئے ہیں پھر وہ نور ان کے کوڑے پر قندیل کے سا روشن ہوا
اور طفیل اپنی قوم کو جا کر دعوت کئے۔ انکی قوم نہ مانی۔ پھر آکر عرض کئے یا رسول اللہ دوس کی قوم
میری بات نہ مانی آپ ان پر بددعا کرو۔ حضرت فرمائے یا اللہ دوس کو نیک راہ بتا اور
طفیل کو فرمائے اب جاؤ اور دوس کو ایمان کی دعوت کرو پھر طفیل جا کر دعوت کئے ستّر
اسی گھر والے ایمان لائے۔ روایت کئے ہیں بیہقی اور ابو نعیم نے کہ ابی لہب کا لڑکا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے جناب میں بے ادبیاں کرتا تھا ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم بددعا

دعائیں مقبول ہونا

کئے کہ اَللّٰھُمَّ سَلِّطْ عَلَیْہِ کَلْباً مِنْ کِلَابِكَ یعنی یا اللہ اس پر تیرے درندوں سے ایک درندے کو مسلط کر۔ جب ان تجارت کو شام طرف نکلا تو ابولہب لوگوں کو تاکید کیا اس کی محافظت بہت کرو مجھے اندیشہ ہے محمد کی بددعا کا۔ پھر راہ میں اسکی محافظت کرتے اور سوتے وقت کپڑے اڑاکر چھپاتے۔ غرض ایک منزل میں باگ آکر لوگوں کو سو نگنے لگا اور اس کے پاس جاکر پھاڑ ڈالا۔ روایت کئے ہیں بخاری اور مسلم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہے قریش اسلام لانے میں تاخیر کئے سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا کئے کہ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلَیْھِمْ بِسَبْعٍ کَسَبْعِ یُوْسُفَ یعنی یا اللہ مجھے اعانت کر ان پر سات برس یوسف کے سات برس کی سی۔ پھر ایسا قحط ہوا کہ قریش مردار کھائے آنکھ اٹھا کر دیکھے تو دھواں دستا۔ قریش عاجز ہو کر عرض کئے اگر یہ عذاب اٹھ جاوے تو ہم ایمان لاوینگے جب قحط گیا بھی اپنے کفر پر قایم ہوئے تب اللہ تعالی یہ آیت نازل کیا یَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ یعنی جس دن پکڑینگے ہم بڑی گہہ ہم بدلا لینے والے ہیں سو یہ بدلا جنگ بدر میں لیا۔ روایت کئے ہیں عبدالرزاق نے کہ ایک یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کا دودھ نچوڑا حضرت اس کو دعا دیے کہ اَللّٰھُمَّ جَمِّلْہُ یعنی یا اللہ اسکو جمال دے سو اسکی ڈاڑھی سفید تھی سو سیاہ ہوگئی اور نود برس کا ہوا پر بوڑھا نہیں دستا تھا۔ روایت کئے ہیں بیہقی اور ابن سعد نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے جنگ کو نکلتے وقت دعا کئے کہ یا اللہ مسلمان برہنہ ہیں ان کو لباس دے بھوکے ہیں ان کو سیر کر سو بدر کا فتح ہوا ہر آدمی کو ایک اونٹ دو اونٹ کا بوجا غنیمت ملی لباس پہنے سیر ہوئے۔ روایت کئے ہیں واقدی اور بیہقی نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے روز فرمائے یا اللہ نوفل بن خویلد کو تو کافی ہو۔ بعد اس کا حال دریافت فرمائے تو علی مرتضی رضی اللہ عنہ کہے یا رسول اللہ میں اسکو قتل کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہے اور فرمائے خدا کا شکر میری بددعا اس کے حق میں مقبول

کیا۔ روایت کئے عبد الرزاق نے مقسم رضی اللہ عنہ سے کہے احد کے جنگ میں عتبہ بن ابی وقاص نے مار کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان شریف توڑا سو حضرت اسکے حق میں فرمائے یا اللہ اس کو سال گزرنیکے قبل کفر پر مار۔ پھر برس کے اندر وہ کفر پر موا۔ روایت کئے ہیں واقدی اور بیہقی اور ابن عساکر نے عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے کہے ایکروز میں بکری کا مول چکاتا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمائے یا اللہ اسکو معاملے میں برکت دے۔ اس روز سے میں جب کچھ بیچتا ہوں یا خرید کرتا ہوں تو مجھے نفع ملتا ہے۔ روایت کئے ہیں ابو نعیم نے جریر رضی اللہ عنہ سے کہے میں گھوڑے پر بیٹھ نہیں سکتا تھا سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دست مبارک میرے سینے پر ایسا مارے کہ دست مبارک کا نشان میرے سینے پر اٹھا اور حضرت فرمائے یا اللہ اس کو مضبوط کر اور اسکو راہنما بنا پھر میں گھوڑے پر سے کبھی نہ گرا۔ روایت کئے ہیں ابن عدی اور بیہقی اور ابو نعیم نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہے ایک روز میں صبح کی اذان دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے دیکھے مسجد میں لوگ جمع نہیں میرے سے پوچھے لوگ کہاں ہیں وہ ایام سرمے کے تھے سو میں عرض کیا ٹھنڈ کے لئے نہیں آئے۔ حضرت فرمائے یا اللہ انکی ٹھنڈ دور کر پھر میں دیکھا لوگ حرارت سے پنکھا کرنے لگے۔ روایت کئے ہیں امام احمد نے حنظلہ بن جذیم سے کہ ایکبار نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سر پر دست شریف پھرا کر فرمائے بُورِكَ فِيكَ یعنی تیرے میں برکت ہووے سو ان پاس کاس سُجی ہوئی بکری وغیرہ اور منہ یا ورم والا آدمی آوے تو اس پر ہاتھ پھیرتے پھر وہ درست ہوتا۔ روایت کئے ہیں ترمذی اور حاکم نے قیس بن سعد سے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز سعد کے حق میں دعا کئے یا اللہ سعد جب دعا مانگے تو اسکو تو قبول کر۔ پھر سعد جو دعا مانگے تو وہ مستجاب ہوتی تھی۔ روایت کئے ہیں ابن مندہ اور ابن عساکر نے مالک بن ربیعہ سلولی سے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دعا دے کہ یا اللہ اسکی اولاد میں برکت دے۔ پھر ان کو اسّی فرزند ہوئے۔

روایت کیئے ہیں بیہقی اور ابونعیم نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو نابغہ جعدی نے اپنی
اشعار پڑھے سو حضرت فرمائے تو خوب بولا اللہ تعالیٰ تیرے دانت نہ گراوے سو نابغہ
کی عمر سو برس کے اوپر ہوئی پر ان کا کوئی دانت نہ گرا۔ روایت کیئے ہیں ابن ابی شیبہ
اور ابونعیم اور ابن عساکر نے عمرو بن الحمق سے کہے ایک بار میں دودھ لا کر نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کو پلایا۔ حضرت فرمائے یا اللہ اس کو جوانی سے برخوردار کر سو انکی عمر اسی برس کی ہوئی
سفید بال ان کو نہ نکلے اور جوان ہی دستے تھے۔ روایت کیئے ہیں طبرانی نے کہ ضمرہ
بن ثعلبہ بہزی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیئے یا رسول اللہ آپ دعا کرو تا اللہ تعالیٰ
مجھے شہادت نصیب کرے۔ حضرت فرمائے یا اللہ اس کا خون مشرکوں پر حرام کر سو ان کی
عمر دراز ہوئی اور جنگوں میں کافروں پر حملہ کیا کرتے اور ان کے صفوں کو چیرتے دھستے پھر بچکر
نکلتے۔ روایت کیئے ہیں بخاری اور مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
مجھے دعا دیے کہ یا اللہ اس کو مال اور اولاد بہت دے اور جو دیا ہے اسمیں برکت رکھ۔
انس کہتے ہیں میرا مال بہت ہے اور بچے سو کے قریب ہیں۔ روایت کیئے ہیں مسلم نے
ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہے زمین پر مرد یا عورت جو مسلمان ہے مجھے دوست رکھتا ہے
ان سے پوچھے تم کو کیسا معلوم ہوا کہے میری والدہ کو اسلام کی دعوت کرتا وہ قبول نہیں کرتی
لاچار ہوکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ والدہ ابوہریرہ کی ایمان نہیں لاتی
ہے آپ دعا کرو۔ حضرت دعا کیئے میں گھر کو گیا تو میری والدہ اسلام لائی پھر میں خوشی سے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور خوشی سے مجھے رونا آیا جیسا غم کے وقت آتا ہے اور عرض کیا
یا رسول اللہ آپ کی دعا اللہ تعالیٰ قبول کیا اور ابوہریرہ کی والدہ اسلام لائی حضرت اب
دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور میری والدہ کو اپنے مومن بندوں پاس اور مومن بندوں کو ہمارے
پاس دوست رکھے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیئے کہ یا اللہ تیرے اس بندے کو
اور اسکی والدہ کو مومنوں پاس اور مومنوں کو ان کے پاس دوست کر سو کوئی مومن مرد یا

عورت نہیں جو مجھے دوست نہیں رکھتا۔ روایت کیے ہیں بیہقی اور ابونعیم نے عروہ بارقی رضی اللہ عنہ سے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دعا دیئے کہ اللہ تعالیٰ میری خریدی میں برکت دیوے سو انھوں اگر مٹی بھی خرید کرتے تو ان کو فائدہ ملتا۔ ایک روایت میں آیا ہے عروہ کہے ہیں اگر گھوڑ ھ پر جا کر کھڑے رہوں پھر گھر کو نہ آوں تک چالیس ہزار درم کا فائدہ ملجاتا ہے روایت کئے ہیں بخاری نے ابی عقیل سے کہے کہ اپنے دادا عبداللہ بن ہشام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے تھے اور عبداللہ کی والدہ زینب بنت حمید انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس لیجا کر کہی یا رسول اللہ اس سے بیعت لیو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ ہنوز لڑکا ہے پھر ان کے سر پر ہاتھ پھرائے اور انکو دعا دیئے ابو عقیل کہتے ہیں میں اپنے دادا عبداللہ بن ہشام کے ساتھ بازار کو جاتا پھر اناج خرید کرتے تو ان سے عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر ملاقات کر کر کہتے ہم کو بھی تمھارے ساتھ شریک رکھو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو برکت ہونا کر کر دعا فرمائے ہیں۔ پھر انھوں کو شریک کرتے سو بعضی اوقات میں ان کو فائدے میں پورا اونٹ ملجاتا تو اس کے تئیں اپنے گھر کو بھیجتے۔ روایت کئے ہیں ابن سعد نے کہ نبی صلی اللہ علیہ نے حکیم بن حزام کو اضحیہ خرید کرنے واسطے ایک دینار دیکر بھیجے انھوں ایک دینار کو بکری خرید کر کر دو دینار سے بیچے بھی جا کر ایک دینار سے ایک بکرا خرید کئے اور بکرا اور دینار لا کر حضرت کو دئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا دئے کہ اللہ تعالیٰ انکی تجارت میں برکت دیوے پھر انھوں جب کچھ خرید کرتے تو انکو فائدہ ملتا۔ روایت کئے ہیں بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہے ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس آکر اپنے مرد کی شکایت کی سو حضرت اس کا اور اس کے مرد کا سر ملا کر فرمائے یا اللہ ان دونوں میں الفت دے سو دونوں میں نہایت الفت ہوئی۔ روایت کئے ہیں مسلم نے سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے کہے ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھاتا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو فرمائے سیدھے ہاتھ سے کھا ان نے تکبر کی راہ سے بولا کہ میں سیدھے ہاتھ سے کھا نہیں سکتا۔ حضرت صلی اللہ

علیہ وسلم فرمائے تو نا ہی رکھے سو اس کا ہاتھ پھر منھ پاس کدھی نہ آیا۔ روایت کئے ہیں
مسلم اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہے مجھے ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
معاویہ کو بلوا میں بلوایا تو وہ کھانا کھاتے تھے میں آکر عرض کیا۔ بعد فرمائے ان کو بلوا پھر وہ
کھانا کھاتے تھے۔ تیسرے بار بھی بلوائے تو وہ کھانا ہی کھاتے تھے۔ حضرت فرمائے اللہ تعالےٰ
اس کا پیٹ نہ بھرا دے سو ان کا پیٹ کبھی نہ بھرا۔ روایت کئے ہیں ابو نعیم نے انس
رضی اللہ عنہ سے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کو دیکھے بالوں کو مٹی نہ لگنا کر کر سجدے
کے وقت اُٹھاتا ہے۔ حضرت فرمائے یا اللہ اس کے بالوں کو تباہ کر سو اس کے بال جھڑ گئے
روایت کئے ہیں حاکم اور بیہقی نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
مجھے یمن کو بھیجنے کا ارادہ کئے میں عرض کیا یا رسول اللہ میں ہنوز جوان ہوں قضیہ چکانا جانتا
نہیں سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دست مبارک میرے سینے پر مار کر فرمائے اَللّٰھُمَّ اھْدِ
قَلْبَہٗ وَثَبِّتْ لِسَانَہٗ پھر کبھی مجھے قضیہ چکانے میں تردد نہ ہوا۔ روایت کئے ہیں
بیہقی اور طبرانی نے اوسط میں اور ابو نعیم نے عبد الرحمن بن ابی لیلی سے کہے علی مرتضےٰ
رضی اللہ عنہ گرمے کے ایام میں قبادات پنبہ دار پہنتے اور سرمے میں اکھرا کپڑا باریک پہنتے
گرمے اور سرمے سے کچھ پروا نہیں کرتے۔ آن حضرت رضی اللہ عنہ سے اس کا سبب کسی
نے پوچھا تو فرمائے خیبر کے جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاتھ میں نشان
دیتے وقت فرمائے یا اللہ اسکو گرمی اور سردی سے بچا رکھ سو اس روز سے مجھے نہ ٹھنڈ
ہوتی ہے اور نہ گرمی۔ **حضرت کی دعا سے بیماراں درست ہوئے سو معجزہ۔**
روایت کئے ہیں ابن عدی اور بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہے ایکبار ابو طالب
بیمار ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت واسطے تشریف لیگئے۔ ابو طالب کہے میں
درست ہوتے تمہارے خدا سے جسکی تم عبادت کرتے ہیں دعا مانگو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
دعا کئے کہ یا اللہ میرے چچا کو شفا دے سو ابو طالب اسی وقت درست ہوئے گویا یا ڈ

سے بند کھول دیئے ابوطالب کہے تم جس رب کی عبادت کرتے ہیں وہ تمھاری بات سنتا ہے۔ حضرت فرمائے چچا اگر تم خدائے تعالیٰ کی اطاعت کروگے تو تمھاری بات بھی سنیگا۔ روایت کئے ہیں ابن عدی وغیرہ قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے کہے بدر کے جنگ میں میری آنکھ کا حدقہ مار لگ کے نکل پڑا لوگ چاہے اسکو قطع کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے آنکھ کو لگادئیے سواول سے بہتر آنکھ ہوئی بعضے روایتوں میں آیا ہے کہ یہ قصہ جنگ احد میں ہوا۔ روایت کئے ہیں حاکم اور بیہقی اور ابونعیم نے رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے کہے بدر کے جنگ میں تیر لگ کر میری آنکھ پھوٹ گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنا لعاب شریف لگائے آنکھ درست ہوگئی۔ روایت کئے ہیں بیہقی نے کہ کعب بن الاشرف یہودی کو قتل کرنے واسطے لوگ جو گئے تھے ان میں سے حارث بن اوس کو تلوار کی زخم لگی پھر ان کو اٹھا لیکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس لائے۔ حضرت نے زخم پر اپنا لعاب شریف لگائے۔ زخم درست ہوئی اور کبھی اسمیں درد نہ ہوا۔ روایت کئے ہیں ابویعلیٰ نے کہ احد کے جنگ میں ابوذر رضی اللہ عنہ کی آنکھ ضایع ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنا لعاب شریف لگائے آنکھ درست ہوگئی۔ روایت کئے بغوی نے معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ سے کہے خندق کے جنگ میں میرے بھائی کے پاؤں کو خندق کا گھسڑا لگ کر لہو جاری ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بسم اللہ بول کر اسکو پونچھے سو زخم درست ہوئی اور اس میں پھر کچھ درد و ایذا نہ ہوئی۔ روایت کئے ہیں بخاری نے کہ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے ابورافع یہودی کو مار کر اترتے وقت گر کر انکا پاؤں ٹوٹ گیا پھر ان کو اٹھا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس لائے حضرت ان کے پاؤں پر اپنا دست شریف پھراتے ہی پاؤں درست ہوا گویا کچھ شکایت نہ تھی۔ روایت کئے ہیں ابن سعد نے ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے کہے ذی قرد کے جنگ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دعا دئیے کہ یا اللہ اس کے بالوں میں اور پوست میں برکت دے اور میری پیشانی پر

تیر کی زخم لگی سو دیکھکر پوچھے یہ کیا ہے۔ میں عرض کیا کہ دشمن کی تیر لگی پھر مجھے اپنے نزدیک
بلوا کر اپنا لعاب شریف لگائے معاً درست ہوئی پھر نہ درد ہوا اور نہ پیپ پکڑا اور ابو قتادہؓ
مرتے وقت ستر برس کی عمر تھی دیکھنے کو پندرہ برس کے دستے تھے۔ روایت کئے ہیں
بخاری نے کہ سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈری پر زخم کا نشان تھا ان کو پوچھے
یہ کاہی کی زخم ہے۔ کہے خیبر کے جنگ میں مجھے زخم لگی لوگ کہے سلمہ مارے گیا۔ پھر میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس گیا حضرت اس پر دم کئے زخم درست ہوئی اور آجتک
اس میں کچھ شکایت نہ ہوئی۔ روایت کئے ہیں بیہقی اور ابو نعیم نے کہ جب بشر بن
رزام یہودی کو مارنے لوگ گئے تو عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو سر پر زخم لگی دماغ
کے پردے تک پہنچی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اپنا لعاب شریف لگائے
اسی وقت درست ہوئی اور مرے تک اس میں کچھ شکایت نہ ہوئی۔ روایت کئے
ہیں حاکم اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے عایذ بن عمرو سے کہے حنین کے جنگ میں میری
پیشانی پر تیر لگی اور خون جاری ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو اپنے دست مبارک
سے پوچھکر دعا کئے سو زخم درست ہوئی اور دست مبارک جو لگا تھا سو وہ جگہ روشن
تھا۔ روایت کئے ہیں ابن عساکر کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حنین کے جنگ میں
زخم لگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا لعاب شریف لگائے سو زخم درست ہوئی۔
روایت کئے ہیں بیہقی اور ابو نعیم نے عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے کہے ایک بار
میں بہت بیمار ہوا مرنے کا حال قریب پہنچا پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں گیا حضرت فرمائے تو اپنا سیدھا ہاتھ اپنے بدن پر سات بار پھیر اور ہر بار یہ دعا پڑھ
بِسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ پھر میں وہ نہیں کیا میری
شکایت دفع ہوئی۔ روایت کئے ہیں ابن سعد نے کہ ابو سبرہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ
میں رسولی اتنی بڑی ہوئی کہ اونٹ کی مہار پکڑنے سے عاجز ہوئے سو یہ شکایت حضور میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدح میں پانی منگوا کر
اس پر مارنے اور دست شریف پھرانے لگے پھر وہ گل گئی۔ **روایت** کیے ہیں ابن سعد
نے کہ حضر موت کی وفد آکر ایمان لائی سوان میں مخرس بن معدی کرب تھے عرض کیے
یا رسول اللہ میری زبان میں لکنت ہے آپ دعا کرنا تا وہ دفع ہووے۔ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم دعا کیے پھر انکی زبان درست ہوئی۔ **روایت** کیے ہیں بیہقی نے کہ ایک عورت
اپنے لڑکے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس لائی اور عرض کی یا رسول اللہ یہ لڑکا جوان ہوا
پر ہنوز بات نہیں کرتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس لڑکے کو پوچھے میں کون ہوں تو فصیح
زبان سے بولا آپ رسول اللہ ہو۔ **روایت** کیے ہیں ابن ابی شیبہ اور ابن السکن
اور بغوی اور بیہقی اور طبرانی اور ابونعیم نے حبیب بن فدیک سے کہے میرے والد مجھے لیکر
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے میرے والد کے آنکھوں کو کچھ دستا نہ تھا سفید ہوگئیں
تھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے آنکھوں کو کیا ہے عرض کیا یا رسول اللہ میرا پاؤں سانپ
کے انڈوں پر پڑا سو آنکھیں جاتے رہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکی آنکھوں میں اپنا لعاب شریف
لگائے آنکھیں درست ہوئیں اور اسی برس کی عمر ہوئی تھی سوئی میں تاگا پروتے تھے۔ **روایت**
کیے ہیں بیہقی نے محمد بن ابراہیم سے کہے ایک شخص کے پاؤں میں زخم تھی اطبا اس کے علاج
سے عاجز آئے پھر اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس لائے حضرت اپنا لعاب شریف انگلی سے
لئے اور اسے مٹی پر لگائے پھر وہ مٹی زخم پر رکھ کر فرمائے اَللّٰھُمَّ رِیْقُ بَعْضِنَا تُرْبَۃُ
اَرْضِنَا لِیُشْفٰی سَقِیْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا پھر اسکی زخم درست ہوئی۔ **روایت** کیے ہیں
بیہقی نے محمد بن حاطب سے کہے ایک بار میں دیگ پر گر کر ہاتھ جل گیا میری والدہ مجھے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم پاس لیگئی حضرت اس پر اپنا لعاب شریف لگائے اور فرمائے اَذْھِبِ
الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ پھر میں اسی وقت درست ہوگیا۔ **روایت** کیے ہیں طبرانی اور
ابن السکن اور ابن مندہ اور بیہقی نے شرحبیل جعفی سے کہے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس آکر

عرض کیا یارسول اللہ میرے ہاتھ میں مسا اتنا بڑا ہوا ہے کہ میں تلوار کپڑ نہیں سکتا ہوں۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دست شریف اسپر پھرائے پھر وہ گل گیا اور اس کا اثر کچھ باقی نہ
رہا۔ روایت کئے ہیں ابن سعد اور بیہقی نے کہ کوئی عورت اپنے لڑکے کو حضور میں نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے لاکر عرض کی یارسول اللہ اس لڑکے کی عمر اتنی ہوئی اور اس کا حال
آپ ملاحظہ کرتے ہیں۔ دعا کرو تا وہ مر بھی جاوے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے میں اللہ
تعالی سے دعا کرتا ہوں تا اسکو شفا حاصل ہووے اور نیکبخت اور جوان ہو کر راہ خدا میں شہید
ہوئے اور بہشت میں جاوے سو دعا کئے پھر وہ لڑکا شفا پایا اور جوان صالح ہو کر راہِ خدا
میں شہید ہوا۔ روایت کئے ہیں ابن عدی اور ابن ابی الدنیا اور ابونعیم نے انس رضی اللہ عنہ
سے کہے ایک جوان بیمار تھا ہم اسکو دیکھنے گئے ہم ہنوز وہاں سے اٹھے نہ تھے کہ اسکا روح
قبض ہوا ہم اس کے آنکھ بند کر کر چادر اڑھائے اور اسکی ماں بہت بوڑھی تھی آنکھ کو دستا
نہ تھا ہم اسکو تسلی دینے لگے۔ وہ پوچھی کیا وہ لڑکا مرگیا ہم بولے ہاں پھر وہ بوڑھی ہاتھاں اٹھا کر
کہی یا اللہ تو دانا ہے کہ میں تیرے اور تیرے نبی کے واسطے ہجرت کی تا سختی کے وقت تو
میری فریاد کو پہونچے اور اس مصیبت کا غم مجھے مت دکھا۔ ہنوز ہم وہاں سے نکلے تھے
کہ وہ زندہ ہو کر ہمارے ساتھ کھانا کھایا اور ایک مدت زندہ رہا۔ روایت کئے ہیں
بیہقی نے کہ ایکبار عبد اللہ بن رواحہ کو دانتوں کا درد شدت سے ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اپنا دست شریف ان کے رخسارے پر رکھ کر سات بار فرمائے اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنْهُ
سُوْءَ مَا يَجِدُ وَفُحْشَهُ بِدَعْوَةِ نَبِيِّكَ الْمُبَارَكِ الْمَكِيْنِ عِنْدَكَ پھر ان کا درد اسی
وقت رہ گیا۔ روایت کئے ہیں بیہقی اور ابونعیم نے رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے کہے
میں ایکبار چربی کا ٹکڑا کھایا سو میرے پیٹ میں درد شروع ہوا ایک برس تک وہ شکایت
رہی آخر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پیٹ پر دست
شریف پھرائے وہ ٹکڑا سبز ہو کے پیٹ سے نکلا پھر میرے پیٹ میں کبھی شکایت نہوئی

روایت کیئے ہیں واقدی اور ابونعیم نے عروہ سے کہے ملاعب الاسنہ آکر شکایت کیا
کہ اپنے تئیں ناسور ہوا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم زمین سے تھوڑی مٹی اٹھا کر اس میں
تھوکے اور فرمائے اس کو پانی میں گھول کر پی سو پیتے ہی درست ہوئے۔ روایت
کیئے ہیں ابن سعد نے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے کہے ایک بار نبی صلی اللہ
علیہ وسلم بیر بضاعہ پاس تشریف لا کر ڈول میں وضو کیئے اور وہ پانی کنویں میں ڈالے اور
کنویں میں تھوک کر بعد وہ پانی پیئے غرض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کوئی شخص
بیمار ہوتا تو حضرت فرماتے بضاعہ کے پانی سے اسکو غسل دیو پھر غسل دیتے ہی وہ درست
ہوتا گویا بند سے چھوٹا ہے۔ روایت کیئے ہیں طبرانی اور ابن مندہ اور باوردی کہ ثابت
بن یزید آکر عرض کیا یارسول اللہ میرے پاؤں میں لنگ ہے پاؤں زمین پر لگ نہیں
سکتا سو حضرت دعا کیئے پاؤں درست ہو کر زمین پر لگنے لگا۔ روایت کیئے ہیں ابن
سعد اور بیہقی نے ام طارق سے باندی سعد کی کہی ایکبار میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں
گئی دروازے پر بات کرنے کا آواز آیا لیکن کوئی نہ دسا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے تو کون
ہے کہی میں ام ملدم ہوں یعنی تپ حضرت فرمائے لَا مَرْحَبًا وَّلَا اَهْلًا بعد فرمائے
کہ قبا کے لوگوں پاس جاتی ہے تو بولی بہتر سو وہاں کے لوگوں کو تپاں لگے۔ وہ لوگ آکر
شکایت کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اگر تم چاہتے ہو تو میں دعا مانگتا ہوں اور
تم کو صحت ہوگی اگر صبر کروگے تو تمہارے حق میں پاکی ہے پھر وہ لوگ پاکی اختیار کیئے
بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ چند روز کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیئے پھر وہ لوگ صحت پائے۔
روایت کیئے ہیں بیہقی نے ابی الطفیل سے کہے ایک شخص کو بنی لیث کے اسکا نام فراس
بن عمرو درد سر تھا اس کا باپ اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس لے آیا حضرت اسکی پیشانی
کا چمڑا پکڑ کر کھینچے سو درد جاتا رہا اور حضرت کا دست شریف لگا سو جگہ بال نکلے بعد اسنے
خوارج کے ساتھ شریک ہونا چاہا اس کا باپ اسکو قید کیا اور وہ بال جھڑ گئے اور لوگ

اسکو ملامت کرنے لگے پھر وہ توبہ کیا سو بال نکلے شیاطین دفع ہوئے سو
معجزہ۔ روایت کئے ہیں بزار اور طبرانی اور ابونعیم نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہے
ذات الرقاع کے غزوے میں ہم واقم کے حرے کو پہنچے تو ایک عورت بدویہ اپنے لڑکے
کو لائی اور عرض کی یارسول اللہ اس پر سایہ ہے آپ دعا کرنا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس
لڑکے کا منھ کھول کر اپنا لعاب شریف ڈالے اور تین بار فرمائے اِخسَ عدوّ اللہِ
اَنَا رَسُولُ اللہِ بعد اس کو فرمائے اب تیرے لڑکے کو لیجا کبھی اسکو سایہ دکھائی نہ دیگا
سو اسکو کبھی وہ حالت نہ ہوئی۔ روایت کئے ہیں ابونعیم نے عثمان بن ابی العاص رضی
اللہ عنہ سے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے طایف کو روانہ کئے سو میں وہاں جاتے ہی میرا
یہ حال ہوا کہ نماز پڑھا تو معلوم نہیں ہوتا کہ کیا پڑھا ہوں پھر میں آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے اپنا احوال بیان کیا۔ حضرت فرمائے یہ شیطان ہے میرے نزدیک آ۔ پھر میں
نزدیک ہوا میرا منھ کھول کر اپنا لعاب شریف ڈالے اور میرے سینے پر مار کر فرمائے
اے عدو اللہ نکل جا تین بار یہ کہہ کر مجھے فرمائے اب تو اپنے کام پر جا پھر کبھی مجھے وہ
نہ ہوا۔ روایت کئے ہیں احمد اور طبرانی نے وارع رضی اللہ عنہ سے کہے ہیں ایک
جماعت کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور ہمراہ ہمارے ایک شخص تھا اس کو
شیطان لگا تھا سو میں اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس لایا۔ حضرت اپنی چادر کا پلو اٹھا کر
اس شخص کے پیٹ پر مارے اور فرمائے اے عدو اللہ نکل پھر اس پر کا شیطان اتر گیا
روایت کئے ہیں خطیب نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہمراہ سفر میں ایک قریے میں اترے وہاں کے لوگ ایک لڑکی لائے نہایت حسین گویا
بادل میں کا چاند اور عرض کئے یارسول اللہ اس پر آسیب ہے خدا واسطے اسکو دعا کرو
حضرت اس لڑکی کو بلا کر فرمائے میں رسول اللہ ہوں تو اسکو چھوڑ دے شیطان اسی
وقت دفع ہوا لڑکی شرم سے منھ پر چادر اوڑھی۔ روایت کئے ہیں ابویعلی اور بیہقی نے

لڑکے کی جنیت دفع ہونیکی

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے کہے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج کو نکلے جب روحا کو
پہنچے دیکھے ایک عورت حضرت پاس آتی ہے حضرت اس کیلئے اپنی سواری کھڑی کئے۔
وہ آکر عرض کی یارسول اللہ میرا لڑکا پیدا ہوا سو روز سے آج تک ہوشیار نہیں ہوا۔ حضرت
لڑکے کو اسکے پاس سے لیکر اپنی سواری پر رکھے اور اپنا لعاب شریف اس کے منھ میں ڈالے۔
اور فرمائے اے عدو اللہ نکل میں رسول اللہ ہوں اور لڑکے کو اس عورت کے حوالے کرکر
فرمائے لے اب اسکو کچھ اندیشہ نہیں پھر وہ لڑکا درست ہوا۔ **روایت** کئے ہیں حاکم
نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہے ایک روز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس تھا کوئی اعرابی
آکر عرض کیا یارسول اللہ میرا بھائی بیمار ہے حضرت پوچھے کیا بیمار ہے عرض کیا اسکو شیطان
لگا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بھائی کو بلواکر اپنے روبرو بٹھلائے اور چند آیتاں اسپہ
پڑھے۔ معاً وہ درست ہوا گویا کچھ شکایت نہ تھی۔ **آیندہ کی چیزوں کی خبر دئے سو**
معجزہ۔ **روایت** کئے ہیں بخاری اور مسلم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہے ایک روز نبی
صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھے سو قیامت تک جو جو کام ہونیوالے تھے بیان کئے کوئی
یاد رکھا اور کوئی بھول گیا۔ **روایت** کئے ہیں بیہقی اور ابونعیم نے عدی بن حاتم رضی اللہ
عنہ سے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے حیرہ کا شہر میرے روبرو مثال لیکر آیا اور تم اسکو
عنقریب فتح کروگے۔ ایک شخص کھڑے ہوکر عرض کیا یارسول اللہ اگر حیرہ فتح ہوگا تو نفیلہ
کی بیٹی مجھے دینا۔ حضرت فرمائے میں اسکو تجھے دیا۔ غرض جب فتح ہوا اس شخص کو نفیلہ کی
بیٹی دئے۔ بعد اس لڑکی کا باپ ہزار درم دیکر اپنی لڑکی خرید کیا۔ طبرانی وغیرہ کی روایت
میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے الٹے بعد فرمائے حیرہ کی سفید حویلیاں
مجھے دستے ہیں اور شہبا بیٹی نفیلہ کی سفید خچر پر بیٹھکر اور سیاہ دامنی اوڑکر جاتی ہے۔ پھر
خزیم بن اوس بن حارثہ رضی اللہ عنہ عرض کئے یارسول اللہ ہم اگر حیرہ میں داخل ہوگے
اور حضرت کے فرمائے کے موجب میں دیکھوں تو وہ عورت مجھے عنایت فرمانا۔ نبی

آیندہ کی خبر دینا

صلی اللہ علیہ وسلم کہے بہتر۔ خریم کہتے ہیں ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مسیلمہ
کے جنگ سے ہم فراغت پائے بعد پھر حیرہ کو تسخیر کرنیواسطے متوجہ ہوئے ہم جاتے ہی
اول شہبا بیٹی نفیلہ کی حضرت کے فرمائے مطابق ہم کو ملی پھر میں اسکو پکڑ لیا اور بولا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو مجھے دئے ہیں لشکر کے سردار خالد بن ولید رضی اللہ عنہ
میرے سے شاہداں مانگے۔ پھر محمد بن مسلمہ اور محمد بن بشر کی میں شاہدی گذارا سو
مجھے دئے۔ پھر اس کا بھائی آکر اسکو مانگا۔ میں بولا دس سو درہم سے کم کو میں نہ بیچونگا۔ پھر
مجھے ہزار درہم دیا اور بولا اگر لاکھ درہم کہتا تو میں دیتا۔ خریم کہتے ہیں دس سو سے بڑھکر
کوئی عدد نہ ہوگا سمجھ کر میں اتناہی بولا۔ روایت کئے ہیں حاکم اور بیہقی نے عبد بن
حوالہ سے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عنقریب تمھارے پاس فوجاں جمع ہوگے
ایک فوج شام میں اور ایک فوج عراق میں اور ایک فوج یمن میں۔ سو اسی بموجب فوجاں
جمع ہوے۔ روایت کئے ہیں مسلم نے ابی ذر رضی اللہ عنہ سے کہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے تم ایک ملک عنقریب فتح کروگے جو وہاں قیراط کی چلاونی ہے۔ ایک
روایت میں آیا ہے کہ وہ ملک کا نام مصر ہے سو تم وہاں کے لوگوں کے ساتھ خوبی
سے درپیش آؤ کیونکہ انکو ذمہ اور قرابت ہے یعنی اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ ہاجرہ انھیں
قوم سے تھی سو اس لئے قرابت ہے کرکر فرمائے۔ روایت کئے ہیں بخاری اور مسلم
نے انس رضی اللہ عنہ سے کہے ایکبار نبی صلی اللہ علیہ وسلم ام حرام کے گھر تشریف لیجاکر
آرام کئے سو ہنستے ہوشیار ہوئے ام حرام پوچھے یارسول اللہ کیا واسطے آپ تبسم کرتے ہیں۔
فرمائے مجھے دکھلائے ایک جماعت کو میری امت سے جو دریا پر جہاد واسطے سوار ہوگئے
بادشاہوں کے ساتخت پر۔ ام حرام عرض کئے یارسول اللہ دعا کرو کہ میں بھی انھونمیں
رہوں۔ حضرت فرمائے تو انھوں میں ہے۔ بعد بھی آرام فرماکر ہنستے اٹھے اور فرمائے میری
امت سے چند لوگ دریا پر جہاد واسطے سوار ہوگے بادشاہوں کے ساتخت پر۔ ام حرام

عرض کئے یارسول اللہ دعا کرو کہ میں بھی انھوں میں رہوں حضرت فرمائے تو اول کے لوگوں میں ہے عرض ام حرام اپنے شوہر عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ساتھ جہاز پر سوار ہو کر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جنگ کو گئے جنگ سے جب پھرے ام حرام کی سواری واسطے جانور لائے۔ وہ بی بی اس پر گر کر وفات پائے۔ روایت کئے ہیں بخاری نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قیامت نہ ہوگی یہاں تک تم خوز و کرمان میں عجم کی ایک قوم سے جنگ کروگے جن کے رنگ سرخ ہیں اور چپٹی ناک اور چھوٹی آنکھ موٹے منھ گویا ڈھال ہے تو بر تو اور قیامت نہ ہوگی جب تک تم جنگ نہ کروگے ایک قوم کے ساتھ جو چپل بالوں کی پہنے گی۔ دیکھئے یہ معجزہ وقوع میں آیا اور خوز و کرمان میں ترکوں سے مسلمانوں نے جہاد کئے اور بابک خرمی کر کر ایک زندیق تھا بڑی شوکت بہم پہنچایا تھا اور اس کے لوگ بالوں کی چپل پہنا کرتے تھے اس سے جنگ کرے اور معتصم باللہ خلیفے کے وقت مارگیا۔ روایت کئے ہیں بیہقی اور ابونعیم نے عبداللہ بن بسر سے کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قسم ہے اسکی کہ جی محمد کا اس کے دست قدرت میں ہے تم فارس اور روم کو فتح کروگے۔ دیکھئے فارس اور روم کا فتح ہوا اور سلاطین فارس کا نام و نشان باقی نہ رہا اور روم کا پایۂ تخت قسطنطنیہ مسلمانوں کے ہاتھ آیا اور بہت سی مملکت ان کے ہاتھ سے نکل گئی۔ روایت کئے ہیں بخاری اور مسلم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کسریٰ ہلاک ہوئے بعد بھی کسریٰ نہیں اور قیصر ہلاک ہوئے بعد بھی قیصر نہیں قسم ہے اسکی کہ جی میرا اسکی دست قدرت میں ہے انھوں کے خزانوں کو خدا کی راہ میں تم خرچ کروگے۔ سنئے فارس کے بادشاہ کو کسریٰ کہتے ہیں پھر وہ کسریٰ ہلاک ہوئے بعد کوئی بادشاہ نہ ہوا۔ اور دمشق اور قسطنطنیہ جس کے اختیار میں ہو اسکو قیصر کہتے تھے۔ پھر یہ مملکت مسلمانوں کے ہاتھ آئی بعد کوئی ان سے یہ دونوں کا مالک نہ ہوا۔ روایت کئے ہیں

بیہقی نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سراقہ بن مالک کو فرمائے تو کیسا دیکھیگا جب کسریٰ کے
کپڑے پہنے گا۔ سو جب کسریٰ کا ملک فتح ہوا کسریٰ کے کپڑے عمر رضی اللہ عنہ پاس آئے پھر
سراقہ کو بلوا کر وہ کپڑے پہنائے اور کہے الحمد للہ کسریٰ بن ہرمز کے کپڑے سراقہ بن مالک
اعرابی کے ہاتھ میں ہیں۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کسریٰ کے کپڑے اور
حمایل اور تاج سب اُن کو پہنائے۔ **روایت** کئے ہیں بیہقی اور ابونعیم نے عبد اللہ بن
عمر و رضی اللہ عنہ سے کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمھارے میں سے بارہ خلیفے ہوگے
اور ابو بکر صدیق میرے بعد تھوڑے دن رہینگے اور عربستان کی چکی کا صاحب خوبی سے جیئگا
اور شہید مرے گا کسی نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کون ہے تو فرمائے عمر بن الخطاب بعد
عثمان طرف دیکھ کے فرمائے اللہ تعالیٰ تم کو پہنایا سو پیرہن کو لوگ چاہینگے نکالنا قسم ہے
اسکی جو مجھے بھیجا برحق اگر تم اس کو نکالوگے تو بہشت میں نہ جاوگے جب تک کہ اونٹ سوئی
کے ناکے سے نکلے۔ **روایت** کئے ہیں ابویعلیٰ اور حارث بن اسامہ اور ابن حبان اور حاکم
اور بیہقی اور ابونعیم نے سفینہ رضی اللہ عنہ سے کہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد بنانا شروع کئے
تو ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک پتھر لا کر رکھے۔ ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ رکھے۔ بعد عثمان رضی اللہ
عنہ رکھے سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے میرے بعد کام کے والیاں یہی لوگ ہیں۔ ایک
روایت میں آیا ہے پہلا پتھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکھے بعد ابوبکر بعد عمر بعد عثمان سو حضرت فرمائے
میرے خلیفے یہی لوگ ہیں۔ **روایت** کئے ہیں احمد نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم معاویہ کو فرمائے تو لوگوں کے کام کا والی ہوگا تو اللہ تعالیٰ سے ڈر اور
عدل کر سو معاویہ کہے اس روز سے مجھے خیال تھا کہ میں والی ہوگا یہانتک کہ اللہ تعالیٰ مجھے
اس کام میں مبتلا کیا۔ **روایت** کئے ہیں حاکم نے ابی ذر رضی اللہ عنہ سے کہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے بنی امیہ جب چالیس ہوگے تو اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اپنا غلام سمجھینگے اور
کتاب اللہ کو دغا۔ **روایت** کئے ہیں ترمذی اور حاکم اور بیہقی نے امام حسن رضی اللہ عنہ

سے کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خواب دیکھے کہ بنی امیہ اپنے منبر پر خطبہ پڑھتے ہیں ایک کے
بعد ایک سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو برا لگا تب یہ آیت نازل ہوئی اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ
اور بھی یہ آیت اُتری اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ
لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ یعنی ہم اسکو اتارے شب قدر میں تجھکو کیا معلوم کہ
شب قدر کیا ہے شب قدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے۔ حضرت فرمائے ہزار مہینے تک بنی
امیّہ مالک رہینگے سو قاسم بن فضیل کہتے ہیں ہم بنی امیہ کی سلطنت کے ایام کا حساب کئے
تو برابر ہزار مہینے ہوئے نہ ایک مہینہ زائد نہ کم۔ **روایت** کئے ہیں احمد اور حاکم اور بیہقی اور
ابو نعیم نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہے کہ ایک شب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس تھا سو
فرمائے آسمان پر کوئی ستارے دستے ہیں تو میں کہا ثریا دستا ہے۔ حضرت فرمائے اسکے
تاروں کے موافق تمھاری اولاد میں خلیفے ہونگے۔ **روایت** کئے ہیں ابو نعیم نے عبد اللہ
بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہے میرے تئیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو الخلفا کہے اور فرمائے
انھیں میں سفاح ہوگا۔ **روایت** کئے ہیں بخاری اور مسلم نے ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ
سے کہے ایکبار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی مقام میں تشریف رکھے تھے سو عثمان رضی اللہ عنہ
آنے کا اذن چاہے سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اذن دیو اور بشارت دیو بہشت کی
بلوے پر جو ان پر ہوگا۔ **روایت** کئے ہیں حاکم نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم دونوں کنپٹی طرف اشارہ کرکر فرمائے تم ادھر ایک زخم اور ادھر ایک زخم کھاؤگے
اور تمھاری ڈاڑھی خون میں تر ہوگی۔ **روایت** کئے ہیں مسلم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے کہے ایکبار نبی صلی اللہ علیہ وسلم حرا پہاڑ پر سوار ہوئے حضرت کے ہمراہ ابو بکر اور عمر اور
عثمان اور علی اور طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم تھے۔ پتھر حرکت کرنے لگا حضرت اسکو فرمائے
ثابت رہ تیرے پر نبی ہے یا صدیق یا شہید۔ **روایت** کئے ہیں حاکم اور بیہقی اور ابو نعیم
نے ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ سے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فرمائے اے ثابت

تم کو اسکی خوشی نہیں کہ خوبی سے زندگانی کرے اور شہید مرے اور بہشت میں جاوے میں عرض کیا ہو البتہ پس ثابت خوبی سے زندگانی کئے اور مسیلمہ کذاب کے جنگ میں شہید ہوئے۔ **روایت** کئے ہیں حاکم اور بیہقی نے ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے کہے ہیں حسین کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس لائی اور حضرت کے گود میں بٹھلائی دیکھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ سے اشک جاری ہیں۔ فرمائے جبرئیل خبر دئے کہ میری امت اس کو قتل کرینگی اور قتل گاہ کی سرخ مٹی میرے تئیں دکھائے۔ بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ فرمائے اس زمین کا نام کربلا ہے۔ **روایت** کئے ہیں مسلم نے جابر بن سمرہ رضی اللہ سے کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قیامت آنیکے قبل تیس شخص ہوگے جھوٹے دغاباز ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں۔ اور اس حدیث کو بخاری بھی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں۔ اور اس حدیث کا مصداق ظاہر ہوا چند شخص نبوت کا دعوے کئے اور انکو شوکت و قوت ہوئی اور اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کیا چنانچہ اسود عنسی یمن میں دعویٰ کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے قبل مارگیا۔ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مسیلمہ کذاب یمامہ میں نکلا اور مارے گیا۔ اور طلیحہ بن خویلد بنی اسد میں نکلا پھر بعد توبہ کیا۔ اور بنی تمیم میں ایک عورت سجاح نام نکلی پھر بعد توبہ کی اور ابن الزبیر کی خلافت میں مختار بن عبید ثقفی نکلا۔ اور عبد الملک بن مروان کی خلافت میں حارث کذاب نکلا اور بنی العباس کی خلافت میں بھی چند شخص نکلے اور سب کے آخر مسیح الدجال نکلے گا اور عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر سے اتر کر اس کو قتل کرینگے۔ **روایت** کئے ہیں مسلم نے اسما بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے کہ انھوں نے حجاج بن یوسف کو کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہیں ثقیف میں دو شخص ہوگے ایک کذاب دوسرا مبیر یعنی لوگوں کو قتل کرنے والا۔ کذاب کو تو دیکھی یعنی مختار بن ابی عبید اور میں سمجھتی ہوں مبیر تو ہی ہے۔ **روایت** کئے ہیں بخاری نے ابی بکر رضی اللہ عنہ سے کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم امام حسن رضی اللہ عنہ کے تئیں لیکر فرمائے میرا یہ لڑکا سید ہے

ان کے قاتلوں کا بدلا لیئے نکلے تو بنی عامر کے گھروں پاس کتے ان کو بھونکنے لگے بی بی
عایشہ رضی اللہ عنہا پوچھے اس پانی کا نام کیا ہے۔ لوگ بولے حواب۔ عایشہ اپنے ساتھ
والوں سے کہے یہاں سے پھر جانا بہتر ہے۔ زبیر رضی اللہ عنہ کہے اور تھوڑا بڑھنا کیونکہ
تم آئے سو دیکھکر لوگ صلح کرینگے۔ بی بی عایشہ کہے پھر کر جانا بہتر ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے ہیں حواب کے کتے بھونکینگے سو وقت کیسا ہوگا۔ **روایت** کئے ہیں حاکم نے کہ
جمل کے جنگ میں علی مرتضی رضی اللہ عنہ زبیر رضی اللہ عنہ کو کہے کیا تم کو یاد نہیں ایکروز
میں اور تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس تھے سو تم کو فرمائے اے زبیر تم علی کو دوست رکھتے ہو
تو تم کہے علی کی دوستی سے مجھے کیا مانع ہے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ایک روز ہوگا
کہ تم ناحق علی پر نکلیں گے اور اس سے جنگ کروگے۔ پھر یہ سن کر زبیر نے یاد کئے اور جنگ
سے باز آئے۔ **روایت** کئے ہیں بخاری اور مسلم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے میری امت کا ہلاک قریش کے چھوکروں کے ہاتھ پر ہوگا۔ یہ سنکر
مروان نے بولا ان پر اللہ کی لعنت چھوکرے ہیں۔ ابو ہریرہ بولے اگر تو چاہتا ہے تو میں
ایک ایک کا نام لیکر بیان کرتا ہوں فلانے کی اولاد اور فلانے کی اولاد۔ **روایت** کئے ہیں
احمد اور بزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہیں
پناہ مانگو اللہ کی ساٹ سال کے شروع سے اور چھوکروں کی امارت سے بیہقی روایت
کئے ہیں کہ ابو ہریرہ دعا مانگا کرتے تھے کہ یا اللہ ساٹھ سال کے سرے پر مجھے مت رکھ۔
دیکھئے سنہ ۶۰ ساٹ ہجری شروع ہوئی بعد یزید خلیفہ ہوا اور اقسام کے فساد شروع ہوئے
اور اللہ تعالی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول کیا سو ان کا وفات سنہ ۵۸ اٹھاون
یا انسٹھ ہجری میں ہوا۔ **روایت** کئے ہیں بخاری اور مسلم نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ
سے کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمار کو فرمائے تجھے باغیوں کی جماعت قتل کریگی سو عمار
رضی اللہ عنہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے صفین کے جنگ میں مخالفوں کے ہاتھ سے

شہید ہوئے۔ روایت کیے ہیں بخاری اور مسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وفات کے ایام میں ایک شب عشا کی نماز پڑھکر فرمائے آج
کی شب جو لوگ زمین پر ہیں ان سے سو برس کے سرے پر کوئی باقی نہ رہے گا۔ دیکھئے
اس وقت کے لوگوں سے سو برس کے بعد کوئی پردہ زمین پر نہ رہا۔ **حضرت غیب کے
چیزوں سے خبر دیے سو معجزہ۔ روایت** کئے ہیں بخاری نے عبداللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ سے کہے ہجرت کے بعد ایکبار سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عمرے کے ارادہ
سے مکے کو گئے۔ سعد میں اور امیہ بن خلف میں نہایت دوستی تھی سو امیہ کے یہاں اترے
اور کعبے کے طواف کا ارادہ کئے تو امیہ بولا تھوڑا انتظار کرو دوپہر کے وقت لوگ غافل
ہوگے تو میرے ساتھ چل کر طواف کرو۔ غرض سعد طواف کرتے تھے کہ ابوجہل آیا اور بولا
تم محمد اور اس کے ساتھ والوں کو پناہ دئے ہو اور طواف کعبے کا بھر چین سے کرتے ہو۔
اس پر سعد کا اور ابوجہل کا قضیہ ہوا۔ امیہ نے سعد کو بولا ابوالحکم اس بیابان کا سردار ہے
اس سے مت لڑو۔ سعد بولے اگر تم کعبے کے طواف سے ہم کو منع کروگے تو ہم تمکو شام طرف
تجارت واسطے جاتے سو منع کریگے۔ امیہ سعد کو روکنے لگا۔ سعد اسکو بولے تو کیا کہتا ہے محمد
فرمائے ہیں تجھے ہم قتل کرینگے۔ امیہ بولا کیا مجھے قتل کرینگے۔ کہے ہاں تجھے قتل کرینگے کرکر فرمائے
ہیں۔ امیہ بولا واللہ محمد جھوٹ نہیں کہتے۔ پھر امیہ جاکر اپنی عورت سے بولا۔ اسکی عورت
بھی بولی واللہ محمد جھوٹ نہیں کہتے۔ القصہ کفار جب بدر کے جنگ کو جانیکا تہیہ کئے امیہ
کی عورت بولی تو کیا سعد بولے سو بات بھول گیا۔ امیہ نے جواب دیا میں جاتا نہیں۔
ابوجہل آکر کہا اے امیہ تو اس بیابان کا سردار ہے تو نہ نکلے گا تو لوگ کوئی نہ آئیگے ہمارے
ساتھ ایک دو منزل آ۔ پھر اسکو بھونڈ کے لے گیا اور جنگ میں مارے پڑا۔ **روایت** کئے
ہیں مسلم اور ابوداؤد اور بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بدر کا جنگ
ہونیکے قبل شب کو فرمائے اللہ چاہے تو صباح فلانا کافر اس مقام پر اور فلانا اس مقام

غیب کی باتوں کی خبر دینا

پر مرے گا اور زمین پر ہاتھ رکھ رکھ کر اشارہ کئے۔ واللہ جس جس کا جو جو مقام بتلائے تھے اسی مقام پر گرے۔ **روایت** کئے ہیں ابن اسحٰق اور بیہقی وغیرہ نے کہ بدر کے جنگ میں عباسؓ اسیر ہوئے سو چھوڑنے کے وقت اُن سے فدیہ مانگے۔ عباس کہے میرے پاس کچھ نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جنگ کو نکلتے وقت تم مال گاڑ کر ام الفضل کو کہے اگر میں جنگ میں مارے جاؤں تو یہ مال میرے بچوں کو دیو پھر وہ مال کیا ہوا۔ عباس کہے وہ مال گاڑا سو سوائے میرے اور ام الفضل کے کسی کو اطلاع نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں تم بیشک اللہ کے رسول ہیں۔ **روایت** کئے ہیں ابن سعد اور بیہقی نے کہ نوفل بن حارث بدر کے جنگ میں اسیر ہوا چھوڑنے واسطے اس سے فدیہ مانگے۔ بولا میرے پاس کچھ مال نہیں۔ حضرت فرمائے جدّے میں مال تھا سو تیرا کیا ہوا۔ اور وہ مال وہاں تھا سو کسی کو اطلاع نہیں تھی۔ پھر نوفل بولا میں گواہی دیتا ہوں تم بیشک اللہ کے رسول ہو۔ اور اسی مال سے فدیہ دیا۔ **روایت** کئے ہیں بیہقی کہ قباث بن اشیم کنانی بدر کے جنگ میں کافروں کے ساتھ تھا۔ اس کے نظروں میں مسلمان بہت کم دستے تھے اور کافروں کے سوار و پیادہ بہت۔ جب کافروں کو ہزیمت ہوئی اور کافراں چاروطرف منتشر ہوئے اور قباث بھی بھاگا اور اس وقت اپنے دل میں بولا ایسا میں نہ دیکھا کہ یوں نہیں بھاگتے مگر عورتاں۔ غرض خندق کا جنگ ہوے بعد قباث نے اسلام لانیکے ارادے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا۔ حضرت اسکو دیکھکر فرمائے اے قباث بدر کے روز تو ہی کہا تھا ایسا میں نہ دیکھا کہ یوں نہیں بھاگتے مگر عورتاں۔ قباث بولا میں گواہی دیتا ہوں کہ تم بیشک خدا کے رسول ہو یہ بات اس روز میرے دل میں گذری پر میں اسکو کسی سے نہ کہا تھا۔ اگر تم نبی نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس پر مطلع نہ کرتا۔ **روایت** کئے ہیں بیہقی اور طبرانی اور ابو نعیم نے کہ کافراں بدر میں ہزیمت پاکرکے کو گئے۔ سو ایک روز صفوان بن امیہ نے حجر میں بیٹھا تھا۔ وہاں عمیر بن وہب جمحی بھی آکر بیٹھا۔ صفوان بولا بدر میں اتنے لوگ مارے گئے

بعد زندگی میں کچھ خوبی نہیں۔ عمیر بولا میرے پر قرضداری ہے اور اسکو ادا کرنیکی طاقت
نہیں اور عیال واطفال کی پرورشی ضرور ہے نہیں تو میں جاکر محمد کو قتل کرتا اور میرا لڑکا
ان کے یہاں اسیر ہے سو اسکو چھڑانے کا بہانہ مجھے وہاں جانے بس تھا صفوان خوش
ہوکے بولا تیرا قرض میرے ذمہ پر ہے اور تیرے عیال واطفال میرے عیال واطفال کے
برابر ہیں میں انکو پرورش کرونگا تو جاکر سب کا بدلا لے۔ پھر صفوان نے اسکے لئے سفر کا اسباب
مہیا کر دیا اور عمیر کی تلوار کو باڑ پکڑا کر اسکو زہر پلایا اور تاکید کیا کہ یہ کیفیت کسی سے ظاہر نکرنا
پھر عمیر روانہ ہوا اور مدینے میں پہنچا اور مسجد کے دروازے پر اپنا اونٹ باندھا اور تلوار
لیکر حضرت کا قصد کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ اسکو دیکھکر تلوار پکڑ لئے اور حضور میں حاضر کئے۔ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے اسکو چھوڑ دیو۔ پھر اسکو پوچھے اے عمیر تو کیا واسطے آیا۔ بولا میرا لڑکا تمہارے
یہاں قید ہے سو اس کو چھڑانے آیا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سچ بول۔ کہا محض
اسیواسطے آیا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے حجر میں بیٹھکر تو صفوان سے کیا شرط کیا تھا۔
عمیر گھبرا کر بولا میں کیا شرط کیا۔ حضرت فرمائے تو یہ شرط نہیں کیا کہ محمد کو قتل کرتا ہوں اور
تیرے قرض کا اور عیال واطفال کے پرورشی کا ذمہ صفوان پر ہے اے عمیر تیرے اور تیرے
اس ارادے کے درمیان اللہ تعالیٰ حایل ہے۔ عمیر بولا میں گواہی دیتا ہوں کہ تم بیشک
رسول ہو خدا کے یہ شرط جو ہوا سو میرے اور صفوان کے سوائے کسی کو معلوم نہیں۔ یقیناً اللہ
تعالیٰ آپ کو اس پر مطلع کیا۔ پھر عمیر ایمان لایا اور مکّے کو جاکر لوگوں کو اسلام کی دعوت کیا
بہت لوگ انکی دعوت سے مسلمان ہوئے۔ **روایت** کئے ہیں بخاری نے سلیمان بن
صرد رضی اللہ عنہ سے اور ابو نعیم نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہے احزاب کے جنگ میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اب سے ہم قریش پر جنگ کو جائینگے اور وہ ہم پر نہ آئینگے سو ویسا
ہی قریش جنگ کو نہ آئے۔ **روایت** کئے ہیں بیہقی نے کہ بنی قریظہ کے بندی وانوں میں
ریحانہ کے تئیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پسند کئے اور اس کو اسلام لانے پر ترغیب دئے وہ اسلام

نہ لائی حضرت اسکو نکال دئے اور ان اسلام نہ لانے سے حضرتؐ کے دل کو بُرا لگا۔ غرض
حضرت صحابہ میں تشریف رکھے تھے پیچھے سے نعلین کا آواز آیا حضرتؐ فرمائے یہ آواز ابن
شعیہ کے نعلین کا ہے ریحانہ ایمان لائی کرکر بشارت دینے آیا ہے۔ سو اُن آکر وہی بشارت
دیا۔ **روایت** کئے ہیں مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر جاکر آتے
تھے سو مدینے کے قریب پہونچے کہ آندھی ایسی چلی کہ سوار گڑ جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
ایک منافق موا سو اسکے واسطے یہ آندھی چلی۔ جب مدینے کو پہونچے تو معلوم ہوا کہ اُسی روز
ایک بڑا منافق موا تھا۔ **روایت** کئے ہیں بیہقی اور ابو نعیم نے کہ بنی المصطلق کے جنگ سے
پھر کر آتے وقت اونٹ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گم ہوا لوگ اسکی تلاش میں نکلے۔ اس وقت
ایک منافق اپنی مجلس میں لوگوں سے بولا محمد بڑے بڑے خبراں دیا کرتے سو کیا اپنا اونٹ
کہاں ہے سو اللہ خبر نہ دیا۔ پھر یہ کہہ کر حضرت کیا فرماتے سو سننے آیا۔ اللہ تعالیٰ اسکے سخن
پر حضرت کو مطلع کیا۔ اسکو دیکھکر فرمائے اونٹ میرا گم گیا سو ایک منافق خوش ہوا اور بولا
کیا اونٹ کہاں ہے سو اللہ تعالیٰ مطلع نہیں کرتا سو سنئے غیب کی بات سوائے اللہ تعالیٰ
کے کسی کو معلوم نہیں۔ اب اللہ تعالیٰ مجھے مطلع کیا کہ وہ اونٹ فلانے مقام میں ہے اسکی
مہار درخت میں اٹکی ہے۔ لوگ وہاں جاکر اسکو لائے اور وہ منافق حضرت پاس سے جلد
اپنی مجلس میں آیا دیکھا سب لوگ بیٹھے ہیں۔ سب کو قسم دیکر پوچھا میں بولا سو بات کوئی
یہاں سے جاکر کسی سے بولا۔ کہے واللہ ہنوز کوئی یہاں سے گیا نہیں۔ وہ منافق بولا میں یہاں
بولا سو بات ان کی محمد اطلاع دئے اور مجھے ان کے احوال میں ابتک شک تھا۔ اب میں
گواہی دیتا ہوں کہ محمد بیشک اللہ کے رسول ہیں۔ **روایت** کئے ہیں ابن عساکر نے عبداللہ
بن زیاد سے کہے مریسیع کے جنگ میں جویریہ بنت حارث بند میں آئی حارث اُن کا باپ
اپنی بیٹی کو چھڑانے واسطے اونٹاں لایا اور عقیق کو پہنچا سو دو اونٹ بہتر دیکھکر پہاڑ کے درے
میں چھپا دیا باقی اونٹ لاکر حضرت سے عرض کیا اے محمد یہ اونٹ لیکر اپنی لڑکی کو دو حضرت

فرمائے وہ اونٹ جو تو فلانے مقام میں چھپایا سو کہاں ہیں۔ تب حارث بولا میں دونوں
اونٹ جو چھپایا تھا اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی کو معلوم نہ تھا۔ میں گواہی دیتا ہوں تم بیشک
اللہ کے رسول ہو۔ پھر اسلام لایا۔ روایت کئے ہیں بیہقی نے ابو شیم مزنی سے کہے کہ خیبر کے
یہود کی کمک کو عینیہ بن حصن نے اپنی قوم کے تئیں لیکر نکلا۔ اثناء راہ میں سنا کہ مخالف
اپنے مکانوں پر آیا پھر بھاگ کر اپنے ٹھکان پر گیا۔ وہاں دیکھا مخالف نہیں پھر لوگونکو جمع
کرکر آیا اور خیبر کے نزدیک پہنچا۔ ایک شب اترے عینیہ بولا اب خوش ہوا ذوالرقبہ پہاڑ
مجھے خواب میں دئے ہیں سو واللہ میں محمد کے رقبہ یعنی گردن کا مالک ہوگا۔ غرض ہم خیبر کو
عینیہ کے ساتھ پہنچے سو دیکھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کو فتح کئے ہیں عینیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے ملاقات کیا اور بولا تمھارے خاطر سے میں اپنے دوستوں کی کمک نہ کیا مجھے بھی غنیمت
سے حصہ دینا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تو جھوٹ بولتا ہے راہ میں آوازہ غنیم کا اپنے ملک
طرف سن کر تو بھاگا تھا۔ بولا کچھ سخاوت کرو۔ حضرت فرمائے تجھے ذوالرقبہ دیا۔ عینیہ بولا وہ کیا
ہے۔ حضرت فرمائے پہاڑ جو تو خواب میں دیکھا تھا تجھے دئے تھے۔ عینیہ ناامید ہو کر اپنے شہر
کو گیا۔ وہاں حارث بن عوف اسکے نزدیک آیا اور بولا میں تجھے اول ہی کہدیا تھا تیرا جانا
بیجا ہے۔ محمد مشرق سے مغرب تک جو کوئی ہے ان پر غالب آویگے۔ ہمکو یہ یہود ہمیشہ کہا کرتے
تھے۔ واللہ ابو رافع سلام بن ابی حقیق سے میں سنا ہوں کہتا تھا ہارون علیہ السلام کی اولاد
سے نبوت جاکر محمد کو آئی سو ان سے حسد کرتے ہیں۔ واللہ محمد مقرر اللہ کے رسول ہیں یہود میری
اطاعت نہیں کرتے اور ہمارا ذبح ان کے ہاتھو نپر دوبار ہوگا ایک یثرب میں دوسرا خیبر میں
حارث کہتا ہے پھر میں سلام سے پوچھا کیا محمد تمام زمین کے مالک ہوگے تو بولا توریت کی قسم
ہوگے۔ روایت کئے ہیں بخاری نے زید بن خالد جہنی سے کہے ایک شخص اصحاب سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیبر میں موا۔ پھر اس کا جنازہ حاضر کئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں
کو کہے تم اس پر نماز پڑھو۔ حضرت نماز نہیں پڑھنے سے لوگوں کے چہرے متغیر ہوے۔ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اس نے غنیمت سے کچھ داب رکھا تھا اس لئے میں نماز نہیں پڑہتا
پھر اس کا اسباب کھول کر دیکھے تو ایک قلادہ نکلا اور اسکی قیمت دو درم کی نہو گی۔ روایت
کئے ہیں ابن سعد اور بیہقی اور ابن عساکر نے کہ فتح مکے کے بعد ایک روز ابو سفیان بیٹھ کر
منصوبے کر رہا تھا کہ محمد سے جنگ کرنے واسطے بھی لوگ کو جمع کرنا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اسکی پیٹھ پر ہاتھ مار کر فرمائے ایسا ارادہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے رسوا کریگا۔ ابو سفیان
بولا میرے دل کی بات آپ فرمائے۔ اب مجھے یقین ہوا کہ آپ تحقیق نبی ہیں۔ روایت
کئے ہیں بزار اور بیہقی اور ابو نعیم نے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا
خط کسریٰ کو پہنچے بعد کسریٰ نے صنعا کے حاکم کو لکھا کہ تیری زمین طرف ایک شخص نکلکر مجھے
اپنے دین طرف بلاتا ہے تو اسکو تنبیہ کر نہیں تو میں تجھے سزا دیوں گا۔ صنعا کا حاکم کیفیت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھ بھیجا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قاصدوں کو پندرہ روز رکھکر بعد فرمائے
تمھارے صاحب کو جاکر بولو میرا رب تمھارے رب کو آج کی شب قتل کیا۔ پھر وہ لوگ گئے
بعد معلوم ہوا کہ اسی شب کسریٰ مارگیا۔ ابن سعد کی روایت میں آیا ہے کہ کسریٰ کا نائب
جو صنعا میں تھا اس کا نام باذان اور اسی ہی روایت میں آیا ہے کہ حضرت فرمائے کہ
آج کی شب کو کسریٰ کا نائب سات گھنٹے گذرے بعد کسریٰ پر اس کے فرزند شیرویہ کو مسلط
کیا سو اسکو قتل کیا۔ پھر باذان اسلام لایا۔ روایت کئے ہیں ابو یعلیٰ اور بیہقی نے کہ ایکروز
نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے سخن کرتے کرتے فرمائے اب تھوڑے عرصے میں اس
طرف سے ایک جماعت آئیگی کہ وہ بہترین اہل مشرق ہیں۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ اُٹھ کر
اس جانب میں گئے دیکھے کہ عبد القیس کی وفد آتی ہے۔ روایت کئے ہیں حاکم نے
انس رضی اللہ عنہ سے کہے عبد القیس کی وفد ہجر سے آئی سو حضرت پاس بیٹھی۔ حضرت
ان سے ان کی بستی کا احوال بیان فرمانے لگے اور کہے تمھارے ملک میں ایک قسم کا
خرما ہے اس کا یہ نام اور ایک قسم کا خرما ہے اس کا یہ نام۔ غرض ان کے ملک میں جتنے

قسم کے خرمے تھے سب کے نام بیان کئے۔ ان قوم سے ایک شخص عرض کیا یا رسول اللہ
ما نباپ میرے آپ پر سے فدا و اللہ اگر آپ ہجر میں پیدا ہوئے ہوتے تو بھی اس سے زیادہ
نہ جانتے ہیں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہو۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے تم میرے پاس بیٹھتے ہی تمھاری زمین مجھے نمود ہوئی ہیں اول سے آخر تک اسکو دیکھا
اور خرمے کے اقسام میں تمھارے یہاں برنی بہتر ہے اسکو کھاوے تو مرض دفع ہوتا ہے
اور اس میں کچھ مضرت نہیں۔ روایت کئے ہیں بیہقی نے جریر بجلی رضی اللہ عنہ سے کہے
پہلے بار میں مدینے کو آیا سو باہر رکھکر لباس دھیر ایہنا پھر مسجد میں داخل ہوتے ہی لوگ مجھے
دیکھنے لگے۔ میرے بازو سے ایک شخص تھا اسکو پوچھا لوگ مجھے دیکھ رہے ہیں سو کیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم میرا کچھ مذکور فرمائے۔ اس نے بولا نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمھارا ذکر بخوبی کئے
خطبہ پڑھتے تھے کہ اس میں وحی کے آثار ظاہر ہوئے۔ بعد فرمائے اب ایک شخص اس
دروازے سے آتا ہے یمن والوں میں بہتر ہے اور اس کے منھ پر فرشتہ ہاتھ پھیرا ہے۔
روایت کئے ہیں بیہقی اور بخاری اپنی تاریخ میں وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے کہے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا سن کر میں حاضر ہوا میرے آنیکے قبل تین روز کے حضرت
اپنے نزدیک والوں کو فرمائے کہ فلانا آتا ہے۔ روایت کئے ہیں بیہقی اور ابو نعیم نے
انس رضی اللہ عنہ سے کہے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس مسجد الخیف میں بیٹھا تھا دو شخص
ایک انصاری اور ایک ثقفی حضرت پاس آئے۔ حضرت ان کو فرمائے تم کس واسطے
آئے سو میں کہوں یا تم کہتے ہیں۔ وہ دونوں عرض کئے یا رسول اللہ آپ ہی فرمانا تا ہم کو
یقین زیادہ ہو۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثقفی کو فرمائے تم آئے ہو اپنی شب کی نماز اور اپنا
رکوع اور سجود اور روزہ اور غسل جنابت سے پوچھنے اور انصاری کو فرمائے تم آئے ہو پوچھنے
اپنا نکلنا گھر سے حج کے ارادے اور اس کا کیا ثواب ہے اور عرفات میں کھڑے ہونا
اور سر مونڈھنا اور بیت اللہ کا طواف کرنا اور جمروں پر کنکر مارنا۔ یہ سنکر وہ دونوں شخص کہے قسم

ہے اسکی جو آپ کو برحق رسول کر کر بھیجا ہم اسی چیزوں کا سوال کرنے آئے تھے۔ روایت
کئے ہیں احمد اور بیہقی نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب معاذ کو یمن طرف روانہ کئے
سو وصیت کرتے ان کے ساتھ چلے۔ وصیت تمام ہوئی بعد فرمائے اے معاذ شاید تم
مجھے سالِ آیندہ نہ دیکھو گے۔ میری قبر اور مسجد پر گذرو گے۔ یہ سن کر معاذ روئے اور حضرت
کے وفات کے بعد یمن سے آئے۔ روایت کئے ہیں بیہقی نے ام کلثوم سے کہی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے بی بی ام سلمہ کو نکاح کئے بعد فرمائے ہیں مشک اور لباس نجاشی کو بھیجا تھا اس
نے مرگیا اور وہ ہدیہ اب پھر کر آئیگا سو ویسا ہی پھر کر آیا۔ روایت کئے ہیں حاکم اور طبرانی
نے سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے کہے ایک روز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس تھا کسی
نے آکر پوچھا تم کون ہو۔ حضرتؐ فرمائے میں نبی ہوں۔ پوچھا نبی کون۔ فرمائے اللہ تعالے
کی طرف سے پیغام لانیوالا۔ پوچھا قیامت کب آویگی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے غیب کی
بات اللہ کے سوائے کوئی نہیں جانتا۔ بولا تمھاری تلوار مجھے دکھاؤ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اپنی تلوار اس کے ہاتھ میں دئے۔ اس نے تلوار کھینچ کر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کیا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تو جو ارادہ کیا ہے وہ نہ ہو سکے گا۔ بعد فرمائے یہ شخص آتے وقت
ارادہ کیا تھا تلوار میرے ہاتھ کی لیکر مجھے قتل کرنا۔ روایت کئے ہیں احمد اور بزار اور
ابو یعلی اور بیہقی اور ابو نعیم نے وابصہ اسدی رضی اللہ عنہ سے کہے میں بر اور اثم کا معنے
پوچھنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا میں سوال کرنیکے قبل فرمائے اے وابصہ تم کیا واسطے
آئے سو میں کہوں۔ میں عرض کیا فرمانا۔ کہے بر اور اثم کا معنی پوچھنے آئے ہو۔ میں عرض کیا
قسم ہے اسکی جو آپ کو رسول برحق کر کر بھیجا یہ میں اسی کا معنی پوچھنے آیا۔ بعد فرمائے بر وہ کہ
اسکے کرنے پر دل کھلے اور اثم وہ جو دل میں خلش کرے۔ روایت کئے ہیں بیہقی نے عقبہ
بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے کہے چند شخص اہل کتاب کے اپنی کتاباں لیکر نبی صلی اللہ علیہ
وسلم پاس آئے۔ میں آکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کیا۔ حضرت فرمائے کیا واسطے مجھ

سے پوچھا کرتے ہیں میں بھی ایک بندہ ہوں کچھ جانتا نہیں مگر وہ جو اللہ تعالیٰ اطلاع کیا۔
پھر وضو کر کر مسجد میں تشریف لائے اور دو رکعت نماز ادا کئے اور پھرے تو چہرہ مبارک پر خوشی
کے علامتاں ظاہر ہوئے اور مجھے فرمائے ان کو بلوا۔ پھر وہ آئے۔ حضرت فرمائے تم چاہتے
ہیں تو میں بولتا ہوں کہ تم کیا واسطے آئے کہے فرمانا۔ حضرت فرمائے تم ذوالقرنین کا قصہ
پوچھنے آئے ہیں ان کا احوال یہ ہے۔ پھر وہ لوگ حضرت کی تصدیق کئے۔ **روایت**
کئے ہیں بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہے ابر کا ایک ٹکڑا آیا سو نبی صلی اللہ علیہ
وسلم فرمائے اس ابر پر فرشتہ جو موکل ہے میرے پاس آکر سلام کیا اور کہا اس ابر کو میں
کے ایک بیابان میں جس کا نام ضریح ہے برسانے لیجاتا ہوں۔ بعد یمن سے سواراں آئے سو
ان سے دریافت کئے تو معلوم ہوا کہ اسی روز اس بیابان میں برسات ہوئی۔ **روایت**
کئے ہیں ابن سعد اور حاکم اور بیہقی نے ابی تہم سے کہے میں مدینے کے راستے میں چلتا تھا
ایک باندی کسی کی گذری میں اسکی کمر پر ہاتھ ڈال کر کھینچا۔ غرض اس کے دوسرے روز نبی
صلی اللہ علیہ وسلم پاس لوگ بیعت کرنے آئے اور میں بھی آیا۔ جب میں بیعت واسطے
ہاتھ دراز کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تو ہی نہیں جو کل اسکو کھینچا۔ سو میں عرض کیا یا
رسول اللہ میرے سے بیعت لینا اب سے ایسی حرکت نہ کرونگا۔ فرمائے بہتر اور بیعت
لئے۔ **روایت** کئے ہیں بیہقی نے کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت کی حضرت
اس کے یہاں تشریف لیگئے اور ایک لقمہ منہ میں ڈال کر فرماسے یہ گوشت ناحق لئے سو
بکری کا ہے۔ بعد دریافت کئے تو معلوم ہوا کہ وہ بکری کو اس نے اپنے ہمسایے کی عورت
کے یہاں سے بے اذن اس کے شوہر کے لی تھی۔ **مخالفوں سے بچے سو معجزہ**۔
روایت کئے ہیں ترمذی نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
ابتدا میں مخالفوں سے اپنے تئیں حفاظت کیا کرتے اور اپنی نگاہبانی واسطے لوگوں کو
بٹھلاتے جب یہ آیت نازل ہوئی وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ یعنی اللہ تعالیٰ تجھکو

مخالفوں سے بچنا

بچائے گا لوگوں سے سو لوگوں کو جو محافظت واسطے بٹھلاتے تھے کہدئے تم جاؤ اب اللہ تعالی لوگوں کے شر سے مجھے نگاہ رکھا۔ روایت کئے ہیں مسلم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہے ایک روز ابو جہل بولا محمد تمام کے روبرو آکر اپنا منھ مٹی پر رکھتا ہے۔ لات و عزیٰ کی قسم ایسا کرتا سو ہیں اب دیکھوں تو اسکی گردن کھندلوں۔ غرض نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے وقت کھندلنا کر کر چلا پھر یکایک ہاتھوں سے اپنے تئیں بچاتا ہوا الٹے پاؤں لوٹا۔ لوگ پوچھے یہ کیا ہے تو بولا میرے اور محمد کے درمیان آتش کی خندق ہے اور پکھوٹے دستے ہیں۔ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اگر وہ میرے نزدیک ہوتا تو فرشتے اسکی ایک ایک پیری جدا کرتے۔ روایت کئے ہیں ابن اسحٰق اور بیہقی نے کہ ایک شخص مکے میں آکر اپنے اونٹاں ابی جہل پاس بیچا۔ ابوجہل اسکو قیمت نہ دیکر ستانے لگا۔ وہ بیچارہ ایک مجلس میں کہ جہاں قریش جمع تھے آکر بولا ابوالحکم میرا حق نہیں دیتا اور میں غریب مسافر ہوں اس کے پاس سے کون حق دلوائے گا۔ قریش نے اشارہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم طرف کر کر کہے ان پاس جا وہ تیرا حق دلوادیگے۔ پھر وہ شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس آکر التجا کیا۔ حضرت اس کے ساتھ جاکر ابوجہل کے دروازے پر مارے پوچھا کون ہے کہے محمد ہوں۔ ابوجہل گھبرا کے نکلا اور رنگ اس کا متغیر ہوا۔ حضرت فرمائے اس کا حق دے بولا بہتر۔ سو گھر میں جا کر اس کا حق لا دیا۔ لوگ کہے اے ابا الحکم تیرے سے بہت تعجب کہ تو ڈر کر حق دیا۔ بولا میں کیا کروں دروازے پر مارتے ہی میرے دل میں اس کا رعب ہوا اور باہر نکل کر دیکھا تو انکے پاس ایک بڑا اونٹ بڑا سر اور بڑے دانتوں کا کھڑا ہے اور اتنا بڑا اونٹ میں کبھی دیکھا نہ تھا اگر میں اس کا حق نہ دیتا تو وہ مجھے کھا جاتا۔ روایت کئے ہیں بیہقی نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہے ابوجہل اور ولید بن مغیرہ وغیرہ چند شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مارنے کی تجویز کئے سو ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے۔ ولید کو مارنے بھیجے۔ حضرت نماز پڑھتے سو جگہ ولید آیا دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نظر

نہیں آتے جاکر دوسروں کو اطلاع کیا سب جمع ہو کر آئے اور حضرت جس جگہ نماز پڑھتے
تھے وہاں آئے تو آواز دوسرے جانب سے آنے لگا۔ پھر وہاں گئے تو دوسرے جہت
سے آیا۔ آخر لاچار ہو کر چلے گئے۔ **روایت** کئے ہیں ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرم میں پکار کر قرآن پڑھا کرتے قریش کو اس سے
ایذا ہوئی۔ ایک روز چاہے حضرت کو پکڑنا سو ہاتھ ان کے اکڑ گئے اور آنکھاں اندھے
ہوئے۔ پھر حضرت پاس آکر خدا کی اور رحم کی سوگند دینے لگے۔ حضرت دعا کئے سب درست
ہوئے۔ **روایت** کئے ہیں واقدی اور ابونعیم کہ نضر بن حارث نے اکثر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو ایذا دیتا اور متعرض ہوا کرتا۔ ایک روز دوپہر کا وقت تھا حضرت قضاء حاجت
واسطے تشریف لیگئے۔ عادت شریف تھی قضاء حاجت واسطے دور جاتے سو ثنیۃ الحجون
پاس پہنچے کہ نضر بن الحارث حضرت کو دیکھا۔ دل میں بولا اتنی فرصت کا وقت نہ ملیگا
کسی داؤ سے محمد کو آج مارنا۔ اسی ارادے سے حضرت کے نزدیک ہوا پھر یکایک ڈر کر
بھاگا۔ راہ میں اسکو ابوجہل ملکر پوچھا کہاں گیا تھا۔ بولا میں محمد کو داؤ سے مارنے ان کے
ساتھ ہوا دیکھا تو باگاں منھ کھول کر میرے پر حملہ کرنے لگے میں ڈر کر بھاگا۔ ابوجہل بولا محمد
کا یہ سحر ہے۔ **روایت** کئے ہیں واقدی اور بیہقی نے کہ احد کے جنگ میں نبی صلی اللہ
علیہ وسلم بیچ میں تھے چاروں طرف سے تیراں آتے تھے اور اللہ تعالیٰ انکو پھیر دیتا تھا
اور عبداللہ بن شہاب پکارتا نکلا محمد کہاں ہے مجھے بتاؤ اگر وہ بچے تو میں نہیں بچتا۔ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم اسی کے بازو سے کھڑے تھے پر وہ ملعون حضرت کو نہ دیکھا صفوان اسکو
ملامت کرنے لگا کہ محمد تیری بازو سے تھے کیوں نہ مارا۔ تو بولا واللہ میں ان کو نہیں دیکھا
میں خدا کی قسم کھا کر بولتا ہوں محمد ہم سے محفوظ ہیں۔ ہم چار شخص قسم کھا کر ان کو مارنے نکلے
پر کوئی ان تک پہنچ نہ سکا۔ **وحی کے وقت علامات ظاہر ہوتے تھے سو**
معجزہ۔ **روایت** کئے ہیں ابن ابی الدنیا نے ابی جعفر سے کہے جبرئیل نے باتاں جو نبی

وحی کے وقت علامتیں ظاہر ہوتیں

صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتے سو آواز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آتا پر انکو نہ دیکھتے۔ روایت کئے ہیں احمد اور ترمذی وغیرہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اترتی تو چہرہ شریف پاس شہد کی مکھیوں کے آواز کی سی آتا۔ روایت کئے ہیں بخاری اور مسلم نے بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہے ہیں دیکھی ہوں نہایت سردی کے ایام ہیں جب وحی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اترتی تو بدن شریف سے عرق جاری ہوتا۔ روایت کئے ہیں ابن سعد نے ابی اروی دوسی رضی اللہ عنہ سے کہے ہیں دیکھا ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر سوار رہتے اور وحی اترتی تو اونٹ کے منھ سے کف نکلنے لگتا اور پیر خم جاتے ایسا معلوم ہوتا کہ اب پاؤں ٹوٹ جاوینگے اور اکثر اوقات اونٹ بیٹھ جاتا۔ روایت کئے ہیں امام احمد اور بخاری اور طبری نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہے میرے تئیں یہ آیت لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ لکھنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اس میں ابن ام مکتوم اندھے تھے سو آکر عرض کئے یا رسول اللہ مجھے طاقت ہوتی تو البتہ جہاد کرتا۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اتری۔ اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مانڈی میری مانڈی پر تھی اسقدر میرے پر وزن ہوا کہ مجھے میرا پاؤں ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہوا۔ پھر جب افاقہ ہوا اور غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ نازل ہوا۔ **متفرق معجزوں کا بیان۔** روایت کئے ہیں بخاری اور مسلم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہے ہیں ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ سے احادیث بہت سنتا ہوں پھر بھولجاتا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمہاری چادر بچھاؤ۔ سو میں چادر بچھایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ سے کچھ ڈالے سا کئے اور فرمائے اسکو اپنے سے لگالو سو میں اسکو اپنے سے لگالیا۔ پھر بعد میں کوئی حدیث نہیں بھولا۔ روایت کئے ہیں حاکم اور بیہقی اور طبرانی نے عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے کہے

حکم بن عاص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس بیٹھتا اور حضرت باتاں کرے تو چوڑاتا۔ ایکبار نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تو ویساہی ہو۔ سو اس کا منھ ٹیڑا ہوا اور مرتے تک وو نہیں تھا۔ روایت کئے ہیں حاکم نے کہ عبداللہ بن عامر بن کرز کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس لائے۔ حضرت اس پر اپنا لعاب شریف ڈالے اور دعا پڑھے۔ وہ لڑکا لعاب شریف چاٹنے لگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یہ لڑکا سقی یعنی سیراب کرنے والا ہوگا۔ سو عبداللہ جہاں کہیں زمین کھودتے تو وہاں سے پانی نکلتا۔ روایت کئے ہیں ابن عساکر نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلواکر فرمائے اس انگوٹھی پر محمد بن عبداللہ کا نقش کندہ کرواؤ۔ وہ انگوٹھی روپے کی تھی مہرکند پاس دئے اس نے نقش محمد رسول اللہ کا کھود کر لا دیا۔ علی مرتضیٰ فرمائے ہیں تجھے یہ کھودنے کا حکم نہ کیا تھا۔ مہرکند بولا میں وہی نقش کھودتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ میرا ہاتھ پھیر دیا اور مجھے اسپر اطلاع نہ ہوئی۔ بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تبسم کرکر فرمائے میں رسول اللہ ہوں۔ روایت کئے ہیں بخاری اپنی تاریخ میں اور بیہقی اور ابونعیم اور ابن مردویہ انس رضی اللہ عنہ سے کہے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مسجد شریف میں آیا وہاں چند شخص ہاتھاں اٹھاکر دعا مانگتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ان کے ہاتوں میں میں جو دیکھتا ہوں سو تم دیکھتے ہو تو میں عرض کیا آپ کیا دیکھتے ہیں۔ فرمائے ان کے ہاتھوں میں نور ہے۔ میں عرض کیا یارسول اللہ آپ دعا مانگو تا وہ نور مجھے بھی دسے سو دعا کئے اور وہ نور مجھے دسنے لگا۔ روایت کئے ہیں امام احمد اور نسائی اور حاکم نے عبداللہ بن مغفل سے کہے حدیبیہ میں صلحنامہ لکھتے تھے کہ تیس جوان ہتیار باندھے ہوئے دغا کے ارادے سے روبرو چلدے ان کو دیکھکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا کئے سو اللہ تعالیٰ انکی آنکھ لے لیا ہم اٹھکر ان کو پکڑلئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے پوچھے تم کو کون امان دیا ہے اور کس کے امان میں آئے ہیں۔ کہے کوئی نہیں۔

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو چھوڑ دئے۔ اسی پر یہ آیت نازل آئی هُوَ الَّذِیْ کَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ الآیہ یعنی وہی ہے جس نے روک رکھا ان کے ہاتھ تم سے۔ روایت کئے ہیں بیہقی اور ابونعیم کہ بدر کے جنگ کے روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مشت بالو لیکر مشرکوں پر پھینکے۔ کافروں سے کوئی باقی نہ رہا مگر اسکی آنکھ میں بالو پڑی۔ مشرکاں آنکھیں ملنے لگے اور کدھر جانا اُن کو نہ سدھرا۔ روایت کئے ہیں بیہقی نے حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے کہے احزاب کے جنگ میں ایک شب بارا شدت سے چلا ٹھنڈ نہایت ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کون جاکر کافروں کی خبر لائیگا تو وہ قیامت میں میرے ہمراہ رہے گا۔ کوئی جواب نہ دیا۔ دوسرے بار بھی فرمائے۔ کوئی جواب نہ دیا۔ بعد حضرت نے حذیفہ کا نام لیکر پکارے۔ حذیفہ جواب دئے۔ حضرت فرمائے کیا واسطے اول ہی جواب نہ دئے۔ حذیفہ عرض کئے یا رسول اللہ ٹھنڈ کیلئے جواب نہ دیا۔ فرمائے تم جاکر کافروں کی خبر لاؤ اور وہاں جاکر آنے تک تم کو ٹھنڈ نہ ہوگی۔ پھر حذیفہ جاکر خبر لائے انکو ایسا معلوم ہوتا تھا گویا حمام میں ہیں پھر جاکر آئے بعد ٹھنڈ ہونے لگی۔ بعضی روایتوں میں آیا ہے حذیفہ جاتے وقت عرض کئے یا رسول اللہ مجھے مارے پڑنے کا اندیشہ نہیں مگر اسیر ہونے کا اندیشہ ہے۔ حضرت فرمائے تو اسیر نہ ہوگا۔ روایت کئے ہیں ابونعیم نے عمر بن عبد نعیم سے کہے حدیبیہ کے صلح میں ہم ثنیۃ الحنظل پاس پہنچے۔ وہاں کی راہ نہایت تنگ تھی گویا نعل کی دوال اکیلا گذرنا مجھے وہاں سے دشوار معلوم ہوتا تھا پھر وہ راہ اسقدر کشادہ ہوئی کہ لوگ شب کو صفاں باندھ کر گذرے اور اللہ تعالی اس شب کو ایسا روشن کیا گویا چاندنی پڑتی ہے۔ جب صبح ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے آج کی شب ہمارے ساتھ جتنے لوگ تھے سبھوں کو اللہ تعالی بخشا مگر سرخ اونٹ کے سوار کو۔ پھر وہ کون ہے سو صحابہ دریافت کرنے لگے تو معلوم ہوا کہ وہ ایک شخص بنی ضمرہ کا ہے سیف البحر میں رہنے والوں سے۔ لوگ اسکو کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پاس چل تیرے لئے مغفرت مانگیگے۔ بولا میرا اونٹ گم گیا سو ملنا میرے پاس اہم ہے مغفرت مانگنے سے۔ غرض وہ اونٹ ڈھونڈھنے گیا اور پہاڑ پر سے پھسل گر کر مرا اور جانور اسکو کھائے۔ روایت کیئے ہیں احمد اور ابن سعد اور بیہقی اور ابونعیم نے سفینہ سے مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہے میرے تئیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفینہ یعنی کشتی کر کر نام رکھے اس کا سبب یہ ہے کہ ایکبار نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ نکلے سامان کا ان پر بوجا ہوا سو حضرت مجھے فرمائے تیری چادر بچھا میں چادر بچھایا سامان تمام لوگوں کا اسمیں ڈال کر میرے سر پر دھرے اور فرمائے تو سفینہ ہے اسکو اٹھا سو اس روز سے میں اگر سات اونٹ کا بوجا اٹھاؤں تو مجھے گراں نہیں وستا۔ روایت کئے ہیں ابن ابی شیبہ نے جعفر بن عمرو بن امیہ سے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم چار شخص کو چار جہت بھیجے ایک کو کسری طرف اور ایک کو قیصر طرف اور ایک کو مقوقس طرف اور عمرو بن امیہ کو نجاشی طرف۔ یہ لوگ سوکر ہوشیار ہوئے تو جو شخص جس طرف جانے مقرر ہوا تھا سو اس ملک کی بولی اس نے بولنے لگا۔ روایت کئے ہیں بیہقی اور ابن عساکر نے معیقیب یمامی سے کہے حجۃ الوداع میں حج سے فراغت پاکر میں ایک گھر میں گیا وہاں رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھے تھے اور یمامے کے لوگوں سے ایک شخص کو بچہ اسی روز پیدا ہوا تھا سو حضور میں لایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس لڑکے سے پوچھے اے لڑکے میں کون ہوں۔ بولا آپ اللہ کے رسول ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے بارک اللہ تو سچ بولا۔ بعدہ وہ لڑکا بات نہ کیا یہاں تک کہ جوان ہوا۔ اس لڑکے کو ہم مبارک الیمامہ کہا کرتے تھے۔۔

باب چوتھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آداب اور حقوق وغیرہ میں جو امت پر لازم ہیں

اسباب حقوق و آداب

اس باب میں چار فصل ہیں۔ فصل پہلا آداب میں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کرنا اور آداب کی رعایت کرنا امت پر فرض ہے۔ جو شخص آداب میں قصور

کرے اور اس جناب شریف میں کلمہ بے ادبی کا کہے تو کافر ہوتا ہے۔ از جملہ آداب
سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ہے کہ حضرت کے حضور میں سخن پکار کر یا گھرک کر نہ کرنا
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ
وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کَجَهْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا
تَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِکَ
الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ۔ اے ایمان
والو اونچی نہ کرو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر اور اس سے نہ بولو کہک کر جیسے کہکتے ہو
ایک دوسرے پر کہیں اکارت نہ ہو جائیں تمہارے کئے اور تم کو خبر نہ ہو۔ مقرر جو لوگ دبی
آواز بولتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہی ہیں جن کے دل جانچے ہیں اللہ نے ادب کے
واسطے ان کو معافی ہے اور نیک بڑا۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ کس تاکید سے فرماتا ہے پھر اگر کوئی
اہانت کے روسے یا بے پروائی سے اس ادب کا خلاف کرے تو کافر ہوگا۔ اور یہ آیۃ
نازل ہوئی بعد صحابہ رضی اللہ عنہم بات بہت ڈر کر کرتے تھے۔ ابی بکر صدیق رضی اللہ
عنہ سخن اتنا آہستہ کرتے تھے گویا خلوت کرتے ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ اسقدر آہستہ کہتے
تھے بدوں دہرائے کے معلوم نہیں ہوتا تھا۔ اور ثابت بن قیس انصاری ہمیشہ بات
پکار کر کیا کرتے تھے سو یہ آیت نازل ہوئی بعد اپنا عمل اکارت گیا کر کر گھر میں بیٹھ گئے
پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھوں نہیں آنے کا سبب دریافت فرمائے تو معلوم
ہوا اس آیت کے نازل ہونے سے وہ گھبرائے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونکو
بلوا کر فرمائے تمہارا عمل اکارت نہ ہوا اور تم بہشت میں جاؤگے سو ثابت یمامہ کے جنگ
میں شہید ہوئے۔ اور یہ ادب جیسا حضور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتے تھے
ویسا ہی اب بھی قبر شریف پاس اور مسجد نبوی میں اور احادیث پڑھتے وقت بات
پکار کر نہ کرنا حرمت اور عزت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جیسی حالت زندگی میں

تھی وفات کے بعد بھی ویسی ہی ہے۔ ازانجملہ کسی بات میں امر یا نہی یا اجازت یا تصرف حضرت کے روبرو سبقت نہ کرنا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امر فرما دے یا نہی کرے یا اذن دیوے۔ اللہ سبحانہ فرماتا ہے یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ اے ایمان والو آگے نہ بڑھو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ سنتا ہے جانتا۔ یہ حکم جیسا حیات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا بعد وفات کے بھی وہ حکم قیامت تک باقی ہے منسوخ نہیں ہوا۔ احکام و سنن جو اس جناب سے ہے اس پر بڑھکر اپنی عقل سے نہ کہنا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی حکم خلاف عقل ہے کر کر ظاہر میں معلوم ہو اس پر اشکال نہ کرنا۔ اور قیاس سے حضرت کے قول پر اعتراض نہ کرنا اور عقل کے مطابق اس کو کرنیکی تاویل نہ کرنا۔ ازانجملہ حضرت محل سرامیں تشریف رکھے تو باہر سے نہ پکارنا آئے تک صبر کرنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّىٰ تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ جو لوگ پکارتے ہیں تجھکو حجرے کے باہر سے وے اکثر عقل نہیں رکھتے اور اگر صبر کرتے جب تک تو نکلتا ان کی طرف تو ان کو بہتر تھا اور اللہ بخشتا ہے مہربان۔ ازانجملہ حضرت کا نام شریف لیکر جیسا آپس میں پکارتے ہیں نہ پکارنا بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ ادب کے ساتھ کہنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا مت ٹھہراؤ رسول کو پکارنا اپنے اندر اسکے برابر جو پکارتے ہیں تم میں ایک کو ایک۔ ازانجملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو پکاریں تو جواب دینا فرض ہے اگرچہ نماز میں رہے اور حضرت کے جواب دینے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ اے ایمان والو مانو حکم اللہ کا اور رسول کا جس وقت

بلا دے تم کو ایک کام پر جس میں تمھاری زندگی ہے۔ از انجملہ کسی ہم کام پر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو تو بدوں اجازت لئے کے حضرت سے نجانا۔ اللہ تعالی
فرماتا ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاِذَا کَانُوْا مَعَہٗ
عَلٰٓی اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ یَذْہَبُوْا حَتّٰی یَسْتَاْذِنُوْہُ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَکَ
اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ یعنی ایمان والے وے ہیں جو یقین
لائے اللہ پر اور اس کے رسول پر اور جب ہوتے ہیں اس کے ساتھ کسی جمع ہونیکے
کام میں تو چلے نہیں جاتے جب تک اس سے پروانگی نہ لیں مقرر جو لوگ تجھ سے پروانگی
لے لیتے ہیں وہی ہیں جو مانتے ہیں اللہ کو اور اس کے رسول کو۔ از انجملہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو راعنا کہنا انظرنا بولنا۔ اللہ تعالی فرماتا ہے یَآ اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ اے
ایمان والو تم نہ کہو راعنا اور کہو انظرنا اور سنتے رہو اور کافروں کو دکھ کی مار ہے قصہ
اس کا یہ ہے کہ صحابہ مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھتے اور حضرت کا سخن
سنتے۔ جہاں کہیں انکو مطلب معلوم نہ ہوتا تو کہتے یا رسول اللہ راعنا یعنی ہماری طرف
متوجہ ہو اور مطلب سمجھاؤ۔ یہود اس لفظ کو سن کر حضرت کو کسی بات پر راعنا زبان دبا کر
کہتے اور وہ لفظ عبرانی زبان میں گالی تھی سو اللہ تعالی مسلمانوں کو ادب سکھایا کہ
راعنا مت کہو اگر کہنا ہو تو انظرنا کہو کہ اس کا معنی بھی وہی ہے۔ از انجملہ حضرت کے
گھر میں بدوں بلوا لیکے کھانے نہ جاویں اور کھائے بعد باتاں کرتے نہ بیٹھیں۔ اللہ تعالی
فرماتا ہے یَآ اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ
اِلٰی طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰہُ وَلٰکِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا
وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْکُمْ وَاللّٰہُ لَا یَسْتَحْیٖ
مِنَ الْحَقِّ یعنی اے ایمان والو مت جاؤ گھروں میں نبی کے مگر جو تم کو حکم ہو کھانے کے واسطے

نہ راہ دیکھنی اسکے پکنے کی لیکن جب بلائے تب جاؤ پھر جب کھا چکو تو آپ کو چلے جاؤ اور نہ آپس میں جی لگانا باتوں میں تمھاری اس حرکت سے تکلیف تھی پیغمبر کو پھر شرم کرتا تھا تم سے اور اللہ شرم نہیں کرتا ٹھیک بات بتانے سے۔ اس آیت کا شان نزول یہ ہی کہ چند لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے کا وقت تانک کر حضرت کے محل میں آتے اس وقت عورتاں چھپنے کا حکم نہ تھا اور کھانا تیار ہونے کا انتظار کرتے سو اللہ صاحب نے مسلمانوں کو ادب سکھایا کہ تم کھانیکا وقت تانک کر جو جایا کرتے ہیں نجانا مگر تم کو بلائے تو جاؤ اور کھانا پکنے تک انتظار کرتے نہ رہو۔ بخاری کی روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بی بی زینب کا ولیمہ کرے سو لوگوں کو دعوت کئے لوگ آکر کھانے لگے تمام لوگ کھا کر چلے گئے مگر تین شخص باتاں میں لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جا کر تشریف لائے تو بھی وو نہیں بیٹھے تھے۔ حضرت کی مزاج شریف میں شرم ولحاظ بہت تھا انکو کچھ نہ فرما کر پھیر گئے۔ پھر وہ تینوں شخص چلے گئے حضرت کو معلوم ہوا سو تشریف لائے ہنوز دہلیز میں پاؤں نہیں رکھے تھے کہ یہ اور اسکے بعد کی آیت عورتوں کو چھپانے کے حکم میں اُتری۔ ازانجملہ حدیث کی روایت تعظیم سے کرنا عبدالرحمن بن مہدی جو بڑے عالم محدث تھے حدیث روایت کرتے وقت لوگوں کو تاکید کرتے خاموش رہو اور کہتے جیسا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بات سنتے وقت آواز بلند کرنا روا نہ تھا ویسا ہی حضرت کی حدیث کہتے وقت پکار کر بات کرنا روا نہیں۔ اور ایکبار سعید بن المسیب لیٹے تھے کوئی آکر ان سے پوچھا انھوں بیٹھکر جواب دئے۔ اس نے بولا تم کاہے کو اُٹھے کہ تم کو مشقت ہوئی تو بولے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو لیٹ کر بولنا میں مکروہ جانتا ہوں۔ اور محمد بن سیرین ہنستے رہتے اس وقت ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آجاوے تو نہایت خشوع اور فروتنی کرتے اور سلف کے علما سے منقول ہے کہ بے وضو حدیث کو روایت کرنا مکروہ ہی اور ابو مصعب کہتے ہیں امام مالک حدیث جب بولتے تو با وضو بولتے۔ اور مصعب بن

عبداللہ روایت کئے ہیں کہ امام مالکؒ حدیث کی روایت کرنا چاہتے تو کپڑے پاک پہنتے
اور باوضو رہتے۔ کوئی مالکؒ سے اس کا سبب پوچھا تو کہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا سخن ہے اس کو آسان نہ سمجھا۔ اور مطرف سے روایت ہے کہ امام مالک کے یہاں
لوگ آوے تو باندی کو بھیج کر دریافت کرواتے کہ تم مسئلہ پوچھنے آئے ہو یا حدیث سننے اگر
مسئلہ پوچھنے آئے رہے تو جلد نکل کر آتے اور ان کے مسئلے کا جواب دیتے۔ اگر کہتے ہم حدیث
سننے آئے ہیں تو غسل کرتے خوشبوئی لگاتے پاک کپڑے پہنتے سبز دستار باندھتے طیلسان
سبز یا سیاہ اوڑھ کر نکلتے اور تخت تھا اس پر بیٹھتے اور بہت خشوع و خضوع سے حدیث بولتے
اور فراغت پائے تک بخور جلایا کرتے۔ اور عبداللہ بن المبارکؒ سے روایت ہے کہ ایک
روز امام مالک حدیث روایت کرتے تھے بچھوان کو سولہ بار کاٹا چہرہ متغیر ہوا اور رنگ
زرد پڑا پر حدیث کو قطع نہ کئے ہیں بولا آج آپ کی حالت دیکھ کر میں بہت تعجب کیا تو
کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و اجلال واسطے میں نے صبر کیا۔ اور امام مالک حدیث
کی روایت چلتے وقت یا کھڑے ہو کر کرنا مکروہ جانتے تھے۔ ایکبار ہشام بن عمار نے مالک
سے ایک حدیث کھڑے کھڑے پوچھے مالک ان کو بیس درے مارے پھر مہربان ہو کر
انکو بیس حدیث بولے ہشام کہے بیس دروں سے زیادہ مارتے تو بہتر تھا تا میں اس سے
زیادہ حدیثاں سنتا۔ **فصل دوسرا حضرت کے حقوق میں** حقوق اس حضرت
کے امت پر بہت ہیں۔ بڑا حق یہ ہے کہ حضرت پر ایمان لانا اور نبوت کا اقرار کرنا کہ یہ ایمان
کا جز بڑا ہے بدوں اسکے ایمان صحیح نہیں جب ایمان لانا فرض ہوا تو حضرت کی اطاعت
اور پیروی کرنا بھی فرض ہوا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ
تُرْحَمُوْنَ یعنی اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا شاید تمہیر رحم ہو اور اطاعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی عین اطاعت ہے اللہ تعالیٰ کی قرآن میں فرماتا ہے وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ
فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ یعنی جن نے حکم مانا رسول کا اس نے حکم مانا اللہ کا۔ غرض اس بیان

حقوق

میں بہت سی آیتاں آئے ہیں ان کا ذکر کرنا تطویل ہے۔ **فصل تیسرا حضرت سے محبت رکھنے کے بیان میں**۔ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرض ہے۔ صحیح حدیث میں آیا ہے ایمان نہ لائے گا کوئی جب تک نہ رہوں میں اس کے پاس دوست زیادہ اس کے باپ اور بیٹے سے۔ **روایت** کئے ہیں بخاری وغیرہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہے میں حضور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عرض کیا یا رسول اللہ آپ میرے پاس سب سے زیادہ دوست ہیں مگر میرے جی سے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ایمان نہ لائے گا کوئی جب تک میں اس کے پاس زیادہ دوست ومحبوب رہوں اس کے جی سے تب عمر رضی اللہ عنہ کہے قسم ہے اسی خدا کی جو آپ پر کتاب نازل کیا اب آپ میرے پاس زیادہ محبوب ہیں میرے جی سے۔ حضرتؐ فرمائے الآن یا عمر یعنی اب تو پہچانا حقیقت حال کو۔ معلوم کریں کہ انسان اپنے جی کو محبت رکھنا جبلی ہے سو اس لئے عمر رضی اللہ عنہ فرمائے مگر میرا جی جب انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائے میری محبت چاہیے کہ اپنے جی سے بھی زیادہ ہووے تو انکی جبلی تغیر پائی اور محبت حضرت کی ان کے پاس اپنے جی سے زیادہ ہوئی اور بعضے روایتوں میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو یہ ارشاد فرماتے وقت اپنا دست مبارک عمرؓ کے سینے پر مارے اس مار کی برکت سے ان کے دل میں محبت بڑھ گئی۔ معلوم کریں کہ محبت کا نتیجہ یہ ہے کہ محب کو محبوب کے ساتھ روحانی اتصال ہوتا ہے اگرچہ جسم کے دیکھتے جدائی رہے۔ پھر جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی رکھے گا تو حضرت کے ساتھ ہوگا جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آکر عرض کیا یا رسول اللہ قیامت کب ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تو قیامت کیلئے کیا تیاری کیا ہے۔ اس نے بولا میں کچھ بہت سی نمازاں اور روزہ اور صدقہ مہیا کیا نہیں مگر میں اللہ کو اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تو جس کو دوست رکھتا ہے اس کے ساتھ ہو رہیگا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بہت علامتاں ہیں منجملہ حضرت کی اقتدا کرنا ہے یہ محبت کی بڑی علامت ہے۔ جن نے حضرت کی اقتدا کرے گا اور حضرت کی سنت پر قایم رہے گا اور حضرت کے طریقے پر چلے گا اور ہدی اور سیرت پر مضبوط ہوگا اور شریعت کے حدود پر توقف کرے گا اور ملت کے احکام سے قدم باہر نہ ڈالے گا تو اس شخص کی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کامل ہے اور جسقدر ان چیزوں میں نقصان آوے گا اسقدر محبت کم رہے گی۔ اللہ تعالی فرماتا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ یعنی اے محمد کہہ اگر ہو گے تم دوست رکھنے والے اللہ کے تو پیروی کرو میری دوست رکھے گا تم کو اللہ۔ دیکھئے اللہ تعالی اپنی محبت کی دلیل اور علامت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کو اور اللہ تعالی کی محبت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دونوں ایک ہی ہیں اور ایک دوسری کو لازم پڑی ہے۔ منجملہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بہت کرنا علامت محبت کی ہے کیونکہ جس نے کسی چیز کو دوست رکھتا ہے تو اس کا یاد بہت کرتا ہے۔ بعضی محبت کا معنی یہی لکھتے ہیں کہ محبوب کا یاد بہت کرنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ذکر کرنیکی سعادت علم حدیث کی خدمت اور سیر کے کتب کو مطالعہ کرنے والوں کو حاصل ہے اور علم حدیث والوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک نسبت خاص اور مخصوص ایک آشنائی ہے کہ دوسروں کو نہیں اس لئے کہ احوال اور صفات شریف حضرت کے ہمیشہ ان کے ذکر زبان اور ورد جان ہے اور احوال متبرکہ کی دریافت اور صفات مقدسہ کی شناخت ان کو خوب حاصل ہے اور جمال باکمال کی مثال گویا ان کے آنکھوں کے روبرو کھڑی ہے جب وے لوگ نام شریف لیتے ہیں تو انکے باطن میں ایک لذت حاصل ہوتی ہے اور اس جناب کی عظمت ان کے دلوں میں مشاہدہ ہوتی ہے الحاصل ان کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک طور کی مشارکت ہے اگرچہ ظاہر کی محبت سے

محروم رہیں۔ منہا جب ذکر شریف آوے تو تعظیم توقیر کرنا اور خشوع وخضوع ظاہر کرنا محبت کی علامت ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم پاس جب ذکر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آتا تو روتے اور خشوع وخضوع ان سے ظاہر ہوتا اور حضرت کی ہیبت وتعظیم سے ان کے بدن پہ بال کھڑے ہوتے۔ تابعین سے اور ان کے بعد کے علماء سے بھی ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔ ابو ابراہیم تجیبی کہے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آوے تو مومن پر واجب ہے خشوع وخضوع کرنا اور حرکات سے باز رہنا اور حضور مقدس میں ہوتے تو جیسا ادب اور ہیبت اور اجلال کرتے ویسا ہی ادب اور اجلال کرنا۔ اور ابوایوب سختیانی پاس جب ذکر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آتا تو اتنا روتے کہ لوگ ان پر رحم کھاتے اور جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی مزاج میں ہنسی بہت تھی پھر جب ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آتا تو رنگ ان کا زرد ہوتا۔ اور عبدالرحمن بن قاسم کے پاس جب ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آتا تو ان کا رنگ بدل جاتا اور پیٹ خم ہوتی۔ لوگ ان سے پوچھے تمھاری یہہ حالت کیا واسطے ہوتی ہے تو بولے میں دیکھا ہوں سو تم دیکھتے تو انکار نہ کرتے۔ پوچھے وہ کیا تو کہے میں محمد بن المنکدر کو دیکھا ہوں وہ قاریوں کے پیشوا تھے ان سے ہم جب احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پوچھتے تو ان کو رونا آتا اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ان کے پاس آتا تو ہیبت سے ان کے منہ پر خون کی ایک چھٹک نہ رہتی اور زبان خشک ہوتی اس قبیل کے بہت سی احوال تابعین اور ان کے بعد کے علماسے منقول ہے۔ منہا حضرت کی لقا کا شوق کرنا بھی محبت کے علامتوں سے ہے کیونکہ محب کو سوائے اپنے حبیب کے دیکھے کے چین نہیں رہتی۔ خالد بن معدان رضی اللہ عنہ جب اپنے بچھونے پر جاتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طرف اپنا شوق بیان کرتے اور انصار و مہاجرین سے ایک ایک کا نام لیکر یاد کرتے اور کہتے میرا دل ان کے یاد میں ہے اور شوق بہت ہوا ہے یارب تو جلد مجھے انکی طرف کھینچ۔ اور نیند آتی تک یہی

بیقراری انکو رہتی۔ اور بلال رضی اللہ عنہ کو موت کا وقت پہنچا تو انکی بی بی واحزنا کرکر رونے لگے تو بلال کہے واطرباہ صباح ملینگے ہم دوستوں سے محمد اور ان کے اصحاب۔ منہا اہل بیت کی محبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی علامت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آل کو اور قرابت والوں کو اور عترت کو اور ازواج مطہرات کو دوست رکھنا فرض ہے انکی محبت میں بہت احادیث وارد ہیں حضرت فرمائے ہیں عنقریب مجھے خدائے تعالی کے یہاں سے بلاوا آوے گا تو میں جاؤں گا اور میں تمھارے پاس دو بھاری چیز چھوڑ جاتا ہوں ایک تو اللہ تعالی کی کتاب کہ وہ رسی ہے دراز آسمان سے زمین تک یعنی ہدایت واسطے وہ نور ہے کہ آسمان سے زمین تک پھیلا ہے دوسری میری عترت میرے اہل بیت اور اللہ لطیف خبیر مجھے خبر دیا کہ وہ دونوں حوض پر جدا نہ ہوگے سو دیکھے میرے بعد انکے ساتھ تم کیا سلوک کروگے۔ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمائے ہیں لوگو تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی محافظت کرو انکو ایذا مت دیو۔ مراد اہل بیت سے وہ لوگ ہیں جن پر صدقہ لینا حرام ہے۔ ان کے ناموں کی تفصیل بڑی کتابوں میں ہے مگر میں یہاں تفصیل ازواج مطہرات کی اور حضرت کی اولاد کی دو چمن میں لکھتا ہوں۔

رقم یعنی اے غمی کے
رقم یعنی اے خوشی کے

چمن پہلا ازواج مطہرات کے بیان میں۔ اللہ تعالی فرماتا ہے اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ یعنی نبی سے لگاو ہے ایمان والوں کو زیادہ اپنے جان سے اور اسکی عورتیں انکی مائیں ہیں۔ اور یہ حکم ماں ہونیکا حرمت میں ان کے نکاح کرنے اور انکی تعظیم و توقیر کرنے میں ہے اُن کو دیکھنا اور خلوت کرنا اسمیں یہ حکم نہیں۔ حضرت کے گیارہ بیبیاں میں اختلاف نہیں ہم اول جو متفق ہیں اُن کا ذکر کرتے ہیں۔ **خدیجہ** رضہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی۔ ان بی بی کا نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کے ساتھ قصی میں ملتا ہے۔ انھوں اول نکاح میں ابی ہالہ بن نباش تمیمی کے تھے۔ اسکے بعد

انکو عتیق بن عائذ مخزومی نکاح کیا اس کے بعد انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیش از نبوت کے نکاح
کیئے اس وقت خدیجہ کی عمر چالیس برس کی تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پچیسواں سال۔
وہ بی بی بہت عقلمند ہوشیار تھے۔عالی نسب بہت تونگر۔ان کے شوہر کا وفات ہوئے
بعد قریش کے اکثر اشراف پیام کئے وہ قبول نہ کئے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میں نبوت کے نشانیاں دیکھکر حضرت کے نکاح کے راغب ہوئے۔پھر ان کے باپ خویلد
بقولے ان کے چچا عمرو بن اسد بقولے خدیجہ کے بھائی عمرو بن خویلد بیس اونٹ کے مہر
سے حضرت کے نکاح میں دئے۔مروی ہے کہ بی بی خدیجہ پیش از حضرت کے نکاح
کے خواب دیکھے تھے کہ آفتاب آسمان پر سے ان کے گھر میں آیا اور اس کا نور وہاں منتشر
ہوا اور مکے کے گھر تمام اس سے روشن ہوئے۔پھر یہ خواب ورقہ بن نوفل سے کہے ورقہ
اسکی تعبیر کئے کہ پیغمبر آخرالزماں تجھے نکاح کرینگے سو ویساہی ہوا۔پھر بعثت کے بعد تمام کے
اول حضرت کی تصدیق کئے اور اپنے اموال حضرت کی رضا جوئی میں صرف کئے۔انکی
زندگی بھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوسری بی بی کو بیاہ نہ کئے اور حضرت کی اولاد تمام انھیں
سے ہوئی مگر ابراہیم کہ ماریہ قبطیہ کے بطن سے ہوئے۔بخاری نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت کئے ہیں کہ ایکبار جبرئیل علیہ السلام آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہے خدیجہ
آپ کے لئے کھانا لاتے ہیں ان کو اللہ تعالی اپنا سلام کہا ہے اور بشارت دیا ہے ایک
گھر کی بہشت میں موتی کا کہ جس میں رنج و تعب نہیں۔اور امام احمد روایت کئے ہیں ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے بہشت کے عورتوں میں
افضل خدیجہ ہے خویلد کی بیٹی اور فاطمہ محمد کی بیٹی اور مریم عمران کی بیٹی اور آسیہ فرعون کی
عورت۔اس کے سوائے بہت سی احادیث فضائل میں ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
بیبیوں میں سب سے افضل انھیں ہیں۔بعثت کے دسویں سال رمضان میں وفات ہوا
حجون میں دفن کئے پینسٹھ برس کی عمر ہوئی۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پچیس سال رہے۔

سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی بن غالب قرشیہ عامریہ۔ ان کا نسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوی میں ملتا ہے اول نکاح میں سکران بن عمر بن عبد شمس کے تھی۔ ابتداء بعثت میں ایمان لا کر اپنے شوہر کے ساتھ حبش کی دوسری ہجرت کی۔ پھر مکے کو آئے بعد ان کے شوہر کا وفات ہوا۔ بعد چند روز وہ بیوہ رہی۔ بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے وفات کے بعد بعثت کے دسویں سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم چار سو درم کے مہر سے نکاح کیئے۔ مروی ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہا حبش سے آئے بعد خواب دیکھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آکر گردن پر پاؤں رکھے۔ سو یہ خواب اپنے شوہر سے کہے اس نے بولا اگر تو راست کہتی ہے تو میں مرونگا اور پیغمبر تجھے چاہینگے۔ بھی ایک روز خواب دیکھی کہ آپ تکیہ لگا کر بیٹھی ہے اور آسمان سے چاند اس پر گرا ہے۔ یہ خواب بھی شوہر کو کہی انھوں کہے عنقریب میں مروں گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھے نکاح کرینگے۔ انھیں چند دنوں میں سکران بیمار ہو کر انتقال پائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کیئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کو ہجرت کیئے بعد حضرت سودہ وغیرہ اپنے متعلقان کو وہاں سے بلائے اور انکی عمر زیادہ ہونے سے ہجرت کے آٹھویں سال حضرت چاہے طلاق دینا سو بی بی سودہ یہ سن کر ایک شب بی بی عایشہ کے گھر کو جانے کی راہ میں بیٹھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اس راستے سے گذرے تو عرض کیئے یا رسول اللہ مجھے اب آپ سے کچھ طمع نہیں اور مرد کی خواہش اب باقی نہ رہی مگر یہ چاہتی ہوں کہ قیامت کے دن آپ کے بیبیوں میں میرا حشر ہونا میرا دن بھی میں عایشہ کو بخشتی ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے طلاق سے درگذرے اور ان کا روز بی بی عایشہ کو دیئے۔ شوال میں سنہ چوپن ہجری میں ان کا وفات ہوا۔ بقیع میں دفن کیئے۔

عایشہ صدیقہ بنت ابی بکر صدیق عبد اللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی قرشیہ تیمیہ حبیبۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرہ

میں نسب ان کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملتا ہے۔ شوال میں بعثت کے دسویں سال
نکاح کئے۔ بی بی کی عمر اس وقت چھ سال کی تھی۔ ہجرت کے دوسرے سال مدینے
میں ان کا زفاف ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے وقت انکی عمر اٹھارہ برس
کی تھی۔ ان کے سوائے کسی کنواری عورت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکاح نہ کئے۔ بخاری
وغیرہ روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے آپ پاس کون آدمی بہت
دوست ہے تو فرمائے عائشہ وہ پوچھا مردوں سے کون تو فرمائے اس کا باپ۔ بخاری
وغیرہ روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عائشہ کی فضیلت بیبیوں
پر ثرید کی فضیلت کی سی ہے کھانوں پر۔ اس کے سوائے بہت سی احادیث ان کی
فضیلت میں آئے ہیں اور انکی برات میں دس آیت اترے ہیں۔ بڑے فقیہ عالم فصیح
تھے اور قرآن کی معانی اور حلال وحرام کے احکام اور عرب کے اشعار سے خوب ماہر
تھے اور اپنے وقت میں فتویٰ دیتے تھے بسبب ذکاوت وفہم کے سخن کرنے پر حضور میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑی جرات تھی اور حضور مقدس میں انکو ناز و نیاز تھا جیسا
محبان اور محبوبان میں رہتا ہے۔ سنہ اٹھاون ہجری میں وفات ہوا۔ بقیع میں دفن کئے
چھیاسٹھ برس کی عمر ہوئی۔ حفصہؓ بنت عمرؓ بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزی بن ریاح
بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب قرشیہ عدویہ۔
بعثت کے قبل پانچ سال کے پیدا ہوئی اور خنیس بن حذافہ سہمی کے نکاح میں آئی اور اسلام
لاکر انھیں کے ساتھ مدینے کو ہجرت کی۔ بدر کے جنگ کے بعد خنیس کا وفات ہوا پھر حفصہ
کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کئے۔ بی بی کی کچھ بد خلقی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خفا ہو کر ایک
طلاق رجعی دئے۔ عمر رضی اللہ عنہ کو اس سے نہایت رنج ہوا کہ اسمیں جبرئیل وحی لائے
کہ اللہ تعالیٰ حکم کیا ہے حفصہ سے رجوع کرنا کیونکہ وہ بہت روزہ رہتی ہے اور شب کو
نماز بہت پڑھتی ہے اور وہ تمھاری عورت ہے بہشت میں پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم انسے

رجعت کئے سنہ پینتالیس ہجری میں وفات ہوا عمر ساٹھ برس کی تھی۔ زینب بنت خزیمہ
بن حارث بن عبداللہ بن عمرو بن عبدمناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ
بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن قیس عیلان ہلالیہ عامریہ۔ انھوں فقراکو بہت
کھلایا کرتے تھے سوانکو ام المساکین کہتے ہیں۔ طفیل بن حارث کے نکاح میں تھی اس نے
طلاق دیا بعد اس کا بھائی عبیدہ بن حارث نے نکاح کیا بعد بدر کے جنگ میں شہید ہوا۔
پھر اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں تیسرے سال ہجری نکاح کئے۔ بقولے وہ بی بی
عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھی۔ احد میں عبداللہ شہید ہوئے بعد حضرت نکاح کئے چند
مہینوں کے بعد وہ بی بی کا وفات ہوا بقیع میں ازواج مطہرات کے ان کو دفن کئے۔
انکی عمر تیس برس کی تھی۔ ام سلمہ ان کا نام ہند بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن
عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب قرشیہ مخزومیہ۔ نکاح میں ابوسلمہ
بن عبدالاسد کے تھی حبش کے دونوں ہجرت اپنے شوہر کے ساتھ کی۔ بعد مدینے کو ہجرت کی
ابوسلمہ احد کے جنگ میں زخم کھائے تھے سو زخم درست ہوکر جمادی الآخرہ کی آٹھویں سنہ
چار ہجری میں ٹانکے ٹوٹ کر وفات پائے۔ پھر عدے کے ایام تمام ہوئے بعد انکو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم پیام کئے۔ بی بی عرض کئے یارسول اللہ میری عمر بڑی ہوئی ہے اور سابق کے شوہر
کے بچے یتیم میرے پاس ہیں اور میری مزاج میں رشک و غیرت بہت ہے اور آپ کو
عورتاں بہت ہیں پھر کیا صورت نبھاؤ ہونے کا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جواب دئے میری
عمر تمھاری عمر سے بڑی ہے اور تمھارے بچے سو میرے بچے ہیں میں انکی پرورش کرونگا
اور رشک بہت ہے جو کہے سو میں اللہ تعالیٰ پاس دعا کرتا ہوں تا اللہ تعالیٰ اس رشک
کو تمھارے دل سے نکال دے گا سو دعا مانگے جد ان کے دل سے جاتا رہا اور شوال سنہ
چار ہجری میں حضرت ان کو نکاح کئے مہر دس درم کا اسباب دئے۔ سنہ انسٹھ یا باسٹھ
ہجری میں ان کا وفات ہوا۔ بقیع میں دفن کئے۔ عمر چوراسی برس کی تھی۔ امہات المومنین

میں سب کے بعد ہوئے۔ زینب بنت جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر
بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ اسدیہ حلیفان قریش کے انکی والدہ امیمہ پھپھی نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت نے ان کو اپنے متبنٰی زید کے لیئے خواستگاری کیئے تو زینب
اور ان کے بھائی عبد اللہ قبول نہ کیئے اور بولے آزادی غلام کو ہم نکاح نہ کردیگے۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے البتہ قبول کرنا پھر انھوں استادہ گی کیئے تب یہ آیت اُتری وَمَا
كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ
مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا یعنی کام نہیں کسی
ایمان دار مرد کا نہ عورت کا جب ٹھہرادے اللہ اور اس کا رسول کچھ کام کہ ان کو رہے
اختیار اپنے کام کا اور جو کوئی بے حکم چلا اللہ کے اور اس کے رسول کے سو راہ بھولا صریح
چوک کر۔ پھر زینب اور ان کے بھائی بولے ہم کو کیا مجال کہ خدا کے اور رسول کے حکم کو نہ مانیں
اور گنہگار ہئیں۔ غرض زید کے ساتھ ان کا نکاح کردئے ان کے نکاح میں ایک سال سے
زائد رہے۔ بعد حق تعالی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تئیں مطلع کیا کہ ہمارے علم قدیم میں ایسا مقرر
ہوچکا ہے کہ زینب تیری عورتوں میں داخل ہونا۔ پھر ایسا ہوا کہ زید میں اور زینب میں ناموافقت
ہوئی۔ زینب سے بے اعتدالیاں ظاہر ہونے لگے۔ زید تنگ ہوکر حضور میں عرض کیئے کہ
میں اسکو طلاق دیتا ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے طلاق مت دے اور خدا سے ڈر۔ زید
چند روز صبر کیئے آخر بیزار ہوکر حضور میں عرض کیئے یا رسول اللہ میں زینب کو طلاق دیچکا۔
پھر جب ان کا عدۃ تمام ہوا تو حکم الہی ہوا کہ زینب کو نکاح کرنا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم زید کے
ہی زبانی انکو پیام دئے۔ زینب کہے جناب باری سے جب تک میں اسکی مشورت نکروں
جواب نہ دیوں گی۔ پھر نماز پڑھ کر سجدے میں گئے اور مناجات کیئے کہ یا اللہ تیرا رسول
مجھے خواستگاری کرتا ہے اگر میں اس جناب کے لایق ہوں تو مجھے نکاح میں دے۔
فی الحال انکی دعا مستجاب ہوئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اُتری کہ فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ

مِنْهَا وَطَراً زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْ اَزْوَاجِ اَدْعِيَائِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَراً وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلاً یعنی پھر جب زید تمام کر چکا اس عورت سے اپنی غرض ہم نے نکاح کر دیا تجھے اسکو تا نہ رہے مومنوں کو گناہ نکاح کر لینا جوروؤں سے اپنے لیپالکوں کی جب وے تمام کریں ان سے اپنی غرض اور ہے اللہ کا حکم کرنا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم زینب کے گھر تشریف لے گئے زینب سر کھولا بیٹھے تھے سو عرض کئے یا رسول اللہ بدوں نکاح کا عقد ہوتے اور گواہ کے آپ کیسا تشریف لائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالیٰ نکاح باندھا گواہ جبرئیل ہے۔ یہ نکاح ہجرت کے چوتھے سال ہوا۔ بی بی کی عمر اس وقت پینتیس برس کی تھی۔ بی بی عایشہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عورتوں میں میرے مرتبے کی برابری بھی تو زینب کو ہی تھی۔ ان کا وفات سنہ بیس ہجری میں ہوا۔ بقیع میں دفن کئے اور عمر ترپن برس کی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ازواج مطہرات سے اول وفات انہی کا ہوا۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کو فرمائے تمھارے میں جس کے ہاتھ دراز ہیں وہ میرے سے اول ملیگی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وفات ہوئے بعد سب بیبیاں اپنے ہاتھ ماپ کر دیکھے تو بی بی سودہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ سب سے دراز تھے۔ جب زینب کا وفات ہوا تو سمجھے کہ ہاتھ دراز رہنے سے مراد سخاوت تھی کہ زینب بہت بڑے ہاتھ کی بی بی تھی صدقہ بہت دیا کرتی تھی۔ جویریہ بنت الحارث بن ابی ضرار بن حبیب بن عایذ بن مالک بن جذیمہ المصطلق بن سعد بن کعب بن عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو بن مذیقیا بن عامر ماء السماء مصطلقیہ۔ سابق نکاح میں مسافع بن صفوان مصطلقی کے تھی۔ سنہ پانچ ہجری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی مصطلق سے جنگ کئے تو جویریہ بندیوانوں میں آئی سو حصے میں ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے گئی۔ انھوں نے لکھ دئے کہ تو نو اوقیہ دی تو آزاد ہے۔

بی بی کو حسن و جمال بغایت اور منھ پر بھاگ نہایت تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس کچھ مانگنے آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غنیمت بانٹ کر پانی کے چشمے پر اترے تھے اور بی بی عایشہ پاس تشریف رکھے تھے سو بی بی عایشہ کو اس کے دیکھنے سے نہایت رشک ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو نکاح کہاں کرتے ہیں۔ غرض جویریہ آکر عرض کی یا رسول اللہ میں ایمان لائی اور میں بیٹی ہوں حارث بن ابی ضرار کی جو پیشوا ہے اپنے قبیلے کا اور میں اسیر ہو کر حصے میں ثابت بن قیس کے پڑی اس نے آزادی واسطے اتنا مال مقرر کیا کہ اسکو ادا کرنا میری مقدور نہیں۔ آپ کچھ اعانت فرماؤ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے میں تیرے ساتھ اس سے بہتر سلوک کرتا ہوں۔ کہی وہ کیا۔ فرمائے تیری کتابت کا مال میں ادا کر دیتا ہوں اور میں تجھے نکاح کرتا ہوں۔ پھر وہ ثابت کا مال دیکر آزاد ہوئی۔ حضرت اسکو نکاح کئے اور مہر چارسو درم دئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کئے سو سن کر ان بی بی کی قوم کے تمام اسیروں کو لوگ آزاد کئے۔ مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قبیلے پر تاخت لانے کے قبل جویریہ خواب دیکھے تھے چاند یثرب سے سیر کرتا ان کے گود میں آیا ہے۔ پھر یہ خواب کسی سے ظاہر نہ کر کر امیدوار تھی کہ پردۂ غیب سے اسکی تعبیر کیا ظاہر ہوتی ہے سو ان کو اللہ تعالی یہ دولت نصیب کیا۔ نکاح کیوقت انکی عمر بیس سال کی تھی۔ ان میں زہد و تقوی بڑا تھا۔ عبادت بہت کرتے تھے۔ انکا دفات سنہ پچاس ہجری میں ہوا۔ عمر پینسٹھ سال کی تھی۔ بقیع میں مدفون کئے۔ ام حبیبہ بنت ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی۔ نسب ان کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عبد مناف میں ملتا ہے۔ بعثت کے قبل سترہ برس کے پیدا ہوئی اور نکاح میں عبید اللہ بن جحش کے تھی دونوں اسلام لا کر حبش کی دوسری ہجرت کئے وہاں جا کر عبید اللہ مرتد ہوا اور دین نصرانی قبول کیا اور شراب پینا اختیار کیا۔ چند روز میں وو وہیں مر گیا۔ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی پاس بھیجے تا ام حبیبہ

کو اپنے لئے نکاح کرے۔ ام حبیبہ راضی ہوکر اپنی طرف سے خالد بن سعید بن العاص کو وکیل کری۔ نجاشی تمام مسلمانوں کو جمع کر کر چارسو دینار کے مہر سے نکاح کر دیا اور مہر بھی اسیوقت اپنے یہاں سے گن دیا اور لوگوں کو کھانا کھلایا اور شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ مدینے کو روانہ کیا۔ سنہ سات ہجری میں نکاح ہوا۔ بی بی بہت پاکیزہ ذات اور نیک صفات عالی ہمت بڑی سخاوت والی تھی۔ سنہ چونتالیس ہجری میں وفات ہوا۔ انکی عمر چوہتر برس کی تھی اور بقیع میں دفن کئے۔ صفیہ بنت حیی بن اخطب بن سعنہ بن ثعلبہ بن عبید بن کعب بن الخزرج بن ابی حبیب بن النضیر بن النّحام بن نحوم اسرائیلیہ نضریہ۔ ہارون علیہ السلام کی اولاد میں تھی۔ بنی النضیر کے قبیلے کے سردار کی بیٹی۔ سابق نکاح میں سلام بن مشکم کے تھی۔ اسکے بعد نکاح میں کنانہ بن ابی الحقیق کے تھی اتنے خیبر کے جنگ میں مارے پڑا اور صفیہ بند میں آئی سو دحیہ کلبی آکر حضرت سے ایک باندی مانگے حضرت ایک باندی لینے کا حکم کئے۔ انھوں نے جاکر صفیہ کو لئے کسی نے آکر عرض کیا یارسول اللہ صفیہ سردار ہے بنی قریظہ اور بنی النضیر کی۔ آپکے سوائے دوسرے کو دینا مناسب نہیں۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم صفیہ کو بلاکر دیکھے اور دحیہ کو درعوض اس کے دوسری باندی دئے اور صفیہ کو خیمے میں بھیجے بعد آپ تشریف لیگئے صفیہ حضرت کو دیکھکر اٹھی اور بچھونا جو اس پر بیٹھی تھی حضرت کے واسطے بچھائی اور آپ زمین پر بیٹھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اے صفیہ تیرا باپ ہمارے سے ہر وقت عداوت کرتا تھا سو اس کو اللہ تعالیٰ ہلاک کیا۔ صفیہ بولی اللہ تعالیٰ ایک بندے کو دوسرے کی گناہ واسطے پکڑتا نہیں۔ بعد فرمائے میں تجھے اختیار دیا ہوں اگر چاہتی ہے تو اپنی قوم پاس جا۔ صفیہ بولی میں اسلام لانے کی آرزو رکھی ہوں اور آپ دعوت کرنیکے قبل آپ کی تصدیق کری ہوں۔ اب میں آپکے یہاں آے بعد پھر کیا کفر میں جانے کا مجھے اختیار دیتے ہیں واللہ آزاد ہوکر میری قوم میں جانے سے میرے پاس خدا و رسول دوست زیادہ ہیں۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکو صفر میں

ہجرت کے ساتویں سال نکاح کئے اور مہر کے درعوض آزادی مقرر کئے اس وقت بی بی صفیہ کی عمر سترہ برس سے کم تھی۔ ابن عمر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دیکھے صفیہ کی آنکھ پاس نیلگوں ہوا ہے۔ پوچھے یہ کیا ہے۔ عرض کی میں کنانہ بن ابی الحقیق کی مانڈی پر سر رکھکر سوتی تھی خواب دیکھی کہ چاند میرے گود میں آیا ہے۔ میں اٹھی سو خواب کنانہ سے بولی۔ غصے سے مجھے طمانچہ مارا اور بولا کیا تو یثرب کے حاکم کی عورت ہونا آرزو کرتی ہے۔ چند روز گذرے نہیں کہ حضرت تشریف لائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس صفیہ رضی اللہ عنہا کو عزت اور مرتبہ تھا اونٹ پر سوار کرتے وقت اپنی مانڈی رکھے تو صفیہ اس پر پاؤں رکھ کر سوار ہوتے۔ منقول ہے کہ جب صفیہ مدینے کو پہنچے ان کے حسن و جمال کا آوازہ سن کر انصار کے عورتاں دیکھنے آئیں۔ بی بی عایشہ بھی اپنے تئیں کوئی نہ پہچانے سا چادر اوڑکر اور منھ پر نقاب ڈال کر آئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی عایشہ کو پہچان کر جاتے وقت ان کے پیچھے ہوئے اور چادر پکڑکر پوچھے اے شقیرا صفیہ کیسی ہے۔ عایشہ کہے کیا ایک یہودیہ ہے یہودیوں میں بیٹھی ہے۔ حضرت فرمائے ایسا مت بول وہ اسلام لائی ہے اور اس کا اسلام نیک ہوا ہے۔ مروی ہے کہ ایکبار عایشہ نے صفیہ کی مذمت کئے۔ آخر بولے وہ گڈّی ہونا مذمت کو بس ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اے عایشہ تو ایسی بات کہی اگر دریا میں ڈالیں اس کا پانی بدبو ہوگا۔ مروی ہے کہ مسافرت میں ایکبار صفیہ کے سواری کا اونٹ ماندا ہوا بی بی زینب کے پاس اونٹ افزود تھا سو مانگے۔ زینب بولے اس یہودیہ کے واسطے میرا اونٹ میں نہ دیونگی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم زینب سے بہت خفا ہوئے دو تین مہینے ان کے پاس نہیں گئے۔ مروی ہے کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم صفیہ پاس تشریف لائے تو صفیہ روتے ہیں۔ پوچھے کیا واسطے روتے ہیں۔ بی بی کہے عایشہ اور حفصہ آکر مجھے ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم والیاں ہم اشراف ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تو کیوں نہیں کہتی میرے سے تم اشراف زیادہ کہاں ہوتے میرا

باپ ہارون علیہ السلام اور میرا چچا موسی علیہ السلام ہے۔ وفات ان کا سنہ پچاس ہجری
میں ہوا بقیع میں دفن کئے۔ میمونہ بنت الحارث بن حزن بن بجیر بن اہرام بن رویبہ
بن عبد اللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ عامریہ ہلالیہ۔ اول مسعود بن عمر ثقفی کے نکاح
میں تھی۔ اس کے بعد ابو رہم کو نکاح کی۔ اسکے بعد ہجرت کے ساتویں سال ذی القعدہ
میں اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کئے۔ انھوں آخر بی بی ہیں جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نکاح کئے اور سنہ اکاون ہجری میں مکے سے دس میل پر سرف میں ان کا وفات ہوا۔ انکا
نکاح اور زفاف بھی وہیں ہوا تھا اور عمر ان کی اسی برس کی ہوئی۔ ان گیارہ بیبیوں میں
بی بی خدیجہ اور بی بی زینب بنت خزیمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حیات میں وفات
پائے۔ باقی نوں بیبیاں حضرت کے وفات کے وقت زندہ تھیں۔ ان کے سوائے چند
عورتیں تھیں کہ ان سے بعضوں کو نکاح کئے لیکن پیش از زفاف کے ان سے فرقت
ہوگئی اور بعضوں کا خطبہ یعنی منگنا کرکر چھوڑ دئے۔ انکے ناماں حروف تہجی کے ترتیب پر
یہاں اختصار کے ساتھ لکھتا ہوں۔ اسما بنت الحارث بن شراحیل کندیہ سب سیر کے
علما کا اتفاق ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو نکاح کئے بعد طلاق دئے۔ پر سبب طلاق
کا بعضے کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو اپنی دولت سرا میں طلب کئے تو بولی تم میرے
گھر آؤ حضرت خفا ہو کر طلاق دئے۔ بعضے کہتے ہیں کہ وہ حضرت سے پناہ مانگی اسلئے طلاق
دئے پھر بعد اس عورت کو بہت ندامت ہوئی۔ بولا کرتی تھی میں شقیہ ہوں۔ بعضے کہتے
ہیں وہ نہایت حسین تھی سو دوسرے عورتاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رشک سے اسکو
تعلیم کئے کہ وہ آوے تو ان سے پناہ لے تجھے پیار بہت کرینگے۔ امیمہ بنت النعمان بن
شراحیل جونیہ۔ اسکو بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کئے پھر اس کے یہاں جاکر سخن کئے تو
باتاں سخت تند کہنے لگی دست شریف اس پر رکھنا چاہے تا اسکو تسکین ہو تو بولی اللہ
کی پناہ تمھارے سے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تو پناہ لی پناہ کی جگہ اب اپنے

لوگوں پاس جا پھر اسکو طلاق دئے۔ بعضے اسکو اور اسما جو سابق مذکور ہوئی ایک ہی سمجھتے ہیں۔ **برصا** بنت یزید کلابیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو اس کے باپ سے خواستگاری کئے تو بولا اسکو کوڑھ ہے حالانکہ اسکو کوڑھ نہ تھا۔ جا کر دیکھا تو کوڑھ ہو گیا ہے۔ اور بعضے اس عورت کا نام ہند کہتے ہیں۔ **خولہ** بنت المنذر بن ہبیرہ بن ثعلبہ اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کئے تو شام میں تھی۔ لے آتے وقت راہ میں مر گئی اور اس کے باپ کا نام بعضے ہذیل کہے ہیں اور اسکی ماں کا نام خرنق بنت خلیفہ بہن دحیہ بن خلیفہ کلبی کی **سنا** بنت اسما بن الصلت سلیمہ۔ کہتے ہیں کہ ان کو بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کئے پیش از زفاف کے اس کا انتقال ہوا اور بعضے کہتے ہیں حضرت نکاح کئے سو سن کر خوشی سے شادی مرگ ہوئی اور اسکے نام کو بعضے وسنا اور بعضے سبا کہتے ہیں۔ **سنا** بنت سفیان کلابیہ۔ کہتے ہیں کہ اسکو بھی حضرت نکاح کئے تھے لیکن پیش از زفاف کے موئی۔ **شراف** بنت خلیفہ کلبیہ ہمشیرہ دحیہ کلبی کی۔ کہتے ہیں کہ خولہ جو اس بی بی کی بھنجی تھی اور حضرت اسکو نکاح کئے بعد راہ میں وفات پائی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم شراف کو نکاح کئے وہ بھی راہ میں پیش از زفاف کے وفات پائی۔ **صفیہ** بنت بشامہ تمیمیہ۔ کہتے ہیں کہ یہ عورت بند میں آئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہے اگر تیری مرضی ہو تو تجھے میں نکاح کرتا ہوں نہیں تو تو اپنے لوگوں پاس جا۔ اس نے اپنے شوہر پاس جانا اختیار کی حضرت اسکو چھوڑ دئے۔ ان جب اپنی قوم میں گئی تو تمام لوگ اسکے اس پر لعنت کئے۔ **ضباعہ** بنت عامر بن قرط۔ اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم خواستگاری کئے اس کا لڑکا سلمہ بن ہاشم پیام لے گیا ان نے راضی ہوئی سو آ کر حضرت سے عرض کیا۔ حضرت سکوت کئے۔ کہتے ہیں کہ اسکا لڑکا گئے بعد حضرت کو معلوم ہوا کہ ضباعہ بوڑھی ہوئی ہے منہ پر جھلڑیاں پڑے ہیں اور دانت گر گئے ہیں۔ حضرت اس لئے اس کا خیال چھوڑ دئے۔

عائشہ بنت ظبیا بن عمرو کلابیہ۔ کہتے ہیں کہ اسکو حضرت نکاح کئے۔ حضرت کے پاس چند روز تھی بعد طلاق دئے۔ **عمرۃ** بنت معاویۃ الکندیہ۔ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو نکاح

کئے پر زفاف نہ ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وفات ہوئے بعد وہ مدینے کو پہنچی۔ **عَمرۃ** بنت یزید کلابیہ کہتے ہیں کہ اسکو فضل بن العباس رضی اللہ عنہما نکاح کر کر طلاق دئے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کر کر پیش از زفاف کے طلاق دئے۔ **عَمرۃ** بنت یزید بن الجون۔ کہتے ہیں کہ اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کئے بعد معلوم ہوا کہ اس کو کوڑھ ہے۔ پھر اسکو طلاق دئے اور بعضے کہتے ہیں ان پناہ مانگنے سے اس کو طلاق دئے۔

فاطمہ بنت شریح کلابیہ۔ اسکو بعضوں نے ازواج مطہرات میں شمار کرتے ہیں۔ **فاطمہ** بنت الضحاک بن سفیان کلابیہ۔ کہتے ہیں کہ اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کئے۔ جب آیۃ تخییر کی اتری وہ دنیا اختیار کی۔ پھر حضرت اس سے فراق کئے۔ بعد وہ عورت جانوروں کی مینگنیاں چنا کرتی تھی اور کہتی تھی میں بدبخت ہوں جو دنیا کو اختیار کی۔ اور بعضے کہتے ہیں پناہ مانگی سو اوہی ہے۔ **قتلہ** بنت قیس بن معدی کرب ہمشیرہ اشعث بن قیس کی۔ کہتے ہیں کہ وہ یمن میں تھی حضرت اسکو نکاح کئے پیش از پہنچنے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وفات ہوا۔ بعضے کہتے ہیں حضرت مرض الموت میں اسکو نکاح کئے اور فرمائے وہ آئی بعد اسکی مرضی دریافت کرو اگر چاہے تو امہات المومنین میں داخل ہووے اور پردہ نشینی اختیار کرے نہیں تو مختار ہے جس کو چاہے اسکو نکاح کرے سو اتنے بعد عکرمہ کو نکاح کی۔ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سن کر اسکو سیاست کرنا چاہے تو عمر رضی اللہ عنہ فرمائے وہ امہات المومنین میں داخل نہیں اسکو سیاست کیا واسطے کرنا۔ **مُلیکہ** بنت کعب کنانیہ۔ کہتے ہیں کہ اس کا حسن شہرہ آفاق تھا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کئے۔ پھر بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے یہاں جا کر بولے تیرے باپ کو قتل کیا سو اسکو نکاح کرنے کو تجھے غیرت نہیں آتی۔ پھر اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ مانگی حضرت اسکو طلاق دئے اس کے قرابتیاں سن کر حضرت سے عرض کئے کہ وہ کم عقل تھی لوگوں کی تعلیم پر فریب کھائی آپ اس کو قبول کرنا۔ حضرت قبول نہ کئے۔ **اُمِّ شریک** کہتے ہیں کہ یہ عورت اپنے تئیں

نکاح کرنا کر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی حضرت قبول نہیں کئے اور وہ مری
تک کسی کو نکاح نہیں کی اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ پھر دوسرے کو بیاہ کی۔ اِس ام شریک کے
باپ کا نام کوئی جابر کر کر لکھا ہے اور اسکی نسبت میں کوئی غفاریہ اور کوئی انصاریہ اور کوئی
دوسیہ اور کوئی قرشیہ عامریہ کہتے ہیں۔ **حضرت کی حرموں کا ذکر**۔ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کو دو حرم تھے اور بعضے چار کہتے ہیں۔ ماریہ بنت شمعون قبطیہ مصریہ۔ مصر کا بادشاہ
مقوقس حضرت کو ہدیہ بھیجا تھا۔ اسکے پیٹ سے ابراہیم پیدا ہوئے۔ سنہ سولہ ہجری میں
ان کا انتقال ہوا بقیع میں دفن کئے۔ ریحانہ قرظیہ بنی قریظہ کے سبی میں آئی۔ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم چاہے آزاد کر کر اسکو نکاح کرنا۔ وہ عرض کی مجھے آپ کی باندی پنے میں رہنا بہتر
ہے سو ویسا ہی رکھے۔ بعضے کہتے ہین آزاد کر کر نکاح کئے۔ دسویں سال ہجری حجۃ الوداع
سے تشریف لائے بعد ان کا انتقال ہوا اور بقیع میں دفن کئے۔ ان کے سوائے دوسرے
دو حرم جو کہے ہیں ان کا نام معلوم نہیں ایک کو بی بی زینب بنت جحش دی تھی اور دوسری
کسی جنگ میں بندی والون میں آئی تھی۔ **چمن دوسرا حضرت کی اولاد کے
بیان میں**۔ **قاسم**۔ یہ حضرت کے بڑے فرزند ہیں۔ انھیں کے نام سے حضرت
کی کنیت ابو القاسم ہوئی۔ بعثت کے قبل ان کا انتقال ہوا۔ عمر دو برس کے قریب تھی۔
ابراہیم۔ ذی الحجہ میں سنہ آٹھ ہجری ان کا تولد ہوا اور ربیع الاول کی دسویں
سنہ دس ہجری میں انتقال پائے اور بعضے کہتے ہیں عمر سولہ مہینوں کی ہوئی تھی ان کے
انتقال کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ حضرت کے گود میں لاکر
انکو ڈالے۔ انکو دیکھکر حضرت کی آنکھ سے اشک جاری ہوئے اور فرمائے آنکھ اشک بہاتی
ہے اور دل درد کرتا ہے پر ہم ایسی بات نہیں کرتے جو ناخوش ہو رب اور تیرے فراق
میں ابراہیم ہم غمگین ہیں۔ **زینب**۔ انھوں حضرت کی بڑی لڑکی ہیں۔ اس میں کچھ خلاف
نہیں لکن قاسم بڑے تھے یا زینب اختلاف ہے۔ زینب کی ولادت بعثت کے قبل

حرم

اولاد

دس برس کے تھی۔ بی بی خدیجہ کا بھنجا ابو العاص بن الربیع کو ان سے نکاح کر دئے۔
زینب بعد بعثت کے اسلام لاکر ہجرت کئے اور ابو العاص کو شرک کے باعث ترک کئے۔
ابو العاصؓ آکر اسلام لائے بعد زینبؓ کو ان کے حوالے کئے۔ سنہ آٹھ ہجری میں زینبؓ کا
انتقال ہوا۔ ان کو ایک لڑکا تھا اس کا نام علی۔ فتح مکہ کے روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہمراہ سانڈنی پر سوار تھا اور حیات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پایا۔ بلوغیت کے
قریب پہنچا تھا اور ایک لڑکی تھی امامہ نام۔ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے وفات کے بعد
امامہ کو علی مرتضی رضی اللہ عنہ بیاہ کئے۔ علی مرتضی کے وفات کے بعد امامہ نے مغیرہ بن
نوفل بن حارث کو نکاح کئے۔ انھیں کے پاس بی بی کا انتقال ہوا اور انکو مغیرہ سے ایک
فرزند ہوا اس کا نام یحیی تھا اور بعضے کہتے ہیں دونوں سے انکو اولاد نہ ہوئی۔ رقیہ بعثت
کے قبل سات برس کے تولد ہوئے عتبہ بن ابی لہب کے نکاح میں وئے اور ام کلثوم کو
عتیبہ بن ابی لہب سے نکاح کر دئے۔ تبت کا سورہ نازل ہوئے بعد ابولہب اپنے لڑکوں
کو بجد ہوا کہ انھوں کو طلاق دیں پیش از دخول کے وہ دونوں طلاق دئے۔ پھر رقیہ کو
کئے میں عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کر دئے۔ عثمان کے ساتھ انھوں ہجرت حبش کی اور
مدینے کی گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے جنگ کو گئے سو ایام میں ان کا وفات ہوا۔ بقیع
میں دفن کئے انکو عثمان سے ایک لڑکا حبش میں پیدا ہوا عبداللہ نام اپنی والدہ کے قبل
ایک سال کے وفات پایا۔ ام کلثوم بعثت کے قبل انکی ولادت ہوئی۔ ابی لہب کے
بیٹے سے نکاح کر دئے تھے۔ ان نے طلاق دیا بعد سنہ تین ہجری میں رقیہ
کے وفات کے بعد عثمان سے بیاہ کر دئے۔ سنہ نوں ہجری میں وفات ہوا۔ ان کو اولاد
نہیں ہوئی۔ فاطمہ زہرا بتول بعثت کے قبل پانچ سال کے تولد ہوا۔ قریش اس
ایام میں کعبے کی مرمت کرتے تھے۔ اور بعضے کہتے ہیں بعثت کے قبل ایک سال کے
ولادت ہوئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیار ان پر بہت تھا۔ منبر پہ حضرت فرمائے فاطمہ

میرے گوشت میں کی ٹکڑا ہے۔ اسکو جو ایذا دیوے تو وہ مجھے ایذا دیا۔ اور بھی فرمائے فاطمہ
تو جس سے خوش رہی تو اللہ بھی اس سے خوش رہتا ہے اور تو جس پر ناخوش ہوتی تو
اللہ بھی ناخوش ہوتا ہے۔ اور فرمائے فاطمہ بہشت کے عورتوں کی سردار ہے۔ ہجرت
کے دوسرے سال بی بی کو حکم الٰہی سے علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیاہ کر دئے۔
بی بی کی عمر اس وقت پندرہ برس کی تھی اور علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کو اکیس برس تھے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے چھ مہینوں کے بعد خاتون کا وفات ہوا۔ سہ شنبہ
کی شب رمضان کی تیسری سنہ گیارہ ہجری میں۔ بی بی کی وصیت تھی کہ اپنے جنازے
پر کسی کی نگاہ نہ پڑھنے دیو۔ سو شب ہی کسی کو اطلاع نہ کر کر دفن کئے۔ انکو تین لڑکے دو لڑکیاں
ہوئے۔ حسن حسین محسن ام کلثوم زینب۔ سب سے بڑے فرزند حسن رضی اللہ عنہ۔ سنہ تین ہجری
رمضان میں تولد ہوا۔ بعد شہادت علی مرتضٰی کے رضی اللہ عنہ اہل عراق حضرت سے بیعت
کئے اور معاویہؓ کی تنبیہ کو روانہ ہوئے۔ معاویہ بھی شام کی فوج لیکر آئے۔ امام حسن دیکھے
کہ جنگ میں مسلمانوں کی تباہی ہے صلح کئے اور معاویہ سے بیعت کئے۔ امام کا وفات
سنہ انچاس ہجری میں ہوا۔ اور فرمائے مجھے زہر دئے ہیں سو میرا جگر توٹ کر گرتا ہے۔ پر
زہر کون دیا سو اس کا نام نہ بولے۔ کہتے ہیں کہ یزید نے حضرت کی عورت جعدہ کو ورغلان کر
زہر دلایا۔ اور حسین رضی اللہ عنہ کا تولد سنہ چار ہجری میں تھا۔ یزید جب خلیفہ ہوا حضرت
اسکی بیعت نہ کر کر مکے کو تشریف لے گئے۔ کوفے کے لوگ حضرت کو خطوط لکھ کر طلب کئے
حضرت اپنے چچیرے بھائی مسلم بن عقیل کو روانہ کئے۔ کوفیاں پچاس ہزار آدمی تک ان
سے بیعت کئے۔ یزید نے کوفے کا احوال سن کر عبید اللہ بن زیاد کو کوفے کے بندوبست
واسطے روانہ کیا۔ مسلم سے بیعت کئے سو لوگ تن دہی نہ کئے۔ وہ شقی نے مسلم کو شہید کیا۔
اس عرصے میں امام حسین رضی اللہ عنہ بھی کوفے کو روانہ ہوئے اور کربلا میں جب پہنچے وہ
بدبخت نے فوج بھیجا۔ پانی بند کئے اور عاشورے کے روز جمعہ کا دن سنہ اکسٹھ ہجری حضرت

کو اور حضرت کے ہمراہیوں کو شہید کیا۔ ان میں اہلِ بیت سے اٹھارہ آدمی تھے اور محسنؓ
ایامِ طفلی میں وفات پائے۔ اور ام کلثوم کو عمر رضی اللہ عنہ چالیس ہزار درم کے مہر سے نکاح
کئے۔ ان کے پیٹ سے ایک لڑکا زید اور ایک لڑکی رقیہ پیدا ہوئی پر یہ دونوں کی
نسل باقی نہ رہی۔ عمرؓ کے وفات کے بعد ام کلثوم نے عون بن جعفر بن ابی طالبؓ کو نکاح
کئے۔ ان کے بعد ان کے بھائی محمد بن جعفرؓ کو نکاح کو کئے۔ ان سے ایک لڑکی ہو کر
وفات پائی۔ پھر محمدؓ کے وفات کے بعد عبداللہ بن جعفر کو نکاح کئے۔ انھیں کے پاس
بی بی کا انتقال ہوا۔ اور یہ جو مورخاں لکھے ہیں کہ عبداللہ بن جعفر کو نکاح کئے اسمیں شک ہے
کیونکہ عبداللہ بن جعفر کے نکاح میں تو انکی بہن زینب تھے پھر ام کلثوم کو کیسا نکاح میں
لاتے اور زینب کو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن جعفر سے نکاح کئے۔ ان سے
اولاد ہوئی اور نسل باقی ہے۔ القصہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد جو لکھے ان چھیوں
میں اتفاق ہے مگر بعضے قاسم اور ابراہیم کے سوائے بھی دو فرزند ذکر کئے ہیں طیب اور
طاہر۔ اس صورت میں حضرت کو چار فرزند ہوئے۔ اور بعضے کہتے ہیں طیب اور طاہر لقب
ایک ہی فرزند کا ہے اور ان کا نام عبداللہ تھا۔ اس تقدیر میں تین فرزند ہوئے اور بعضے
کہتے ہیں عبداللہ کے سوائے دو فرزند تھے طیب اور طاہر۔ اس وقت پانچ فرزند ہوتے
ہیں اور بعضے انکے سوائے بھی دو فرزند ذکر کئے ہیں مطیب اور مطہر۔ اس بیان پر سات
فرزند ہوئے۔ اور بعضے کہتے ہیں پیشِ از بعثت کے بھی ایک فرزند ہوئے۔ ان کا نام
عبدمناف۔ اب آٹھ فرزند ہوئے۔ صحیح قول یہ ہے کہ فرزند تین ہوئے۔ قاسم عبداللہ
ابراہیم اور عبداللہ کا لقب طیب اور طاہر تھا۔ اور لڑکیاں چار تھیں۔ اسمیں سب کا اتفاق
ہے۔ مگر کسی نے حافظ عبدالغنی کی کتاب عمدۃ الاحکام کی اسامی رجال جمع کیا ہے سو
اس نے لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ایک لڑکی تھی اس کا نام برکہ۔ حافظ ابن حجر
عسقلانی اپنی کتاب اصابہ فی احوال الصحابہ میں لکھے ہیں کہ یہ جو بولا سو غلط ہے۔ غلطی کا

سبب یہ ہے کہ بُرکہ باندی تھی بی بی خدیجہ کے بچوں کو کھلایا کرتی۔ قاسم پیدا ہوئے سو اُنکی خدمت کرنے لگی۔ کاتب نے غلطی سے باندی کو بہن لکھ دیا۔ اسکو دیکھکر وہ اسماء الرجال والا غلطی کیا۔ **منہا** محبت کی علامتوں سے ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت رکھنا اور ان سے عداوت رکھنے والوں سے آپ بھی دشمنی رکھنا۔ اور انکی دوستی رکھنا کہ بہت حدیثوں میں حکم آیا ہے۔ سلف وخلف کے اکثر علماء کا اتفاق ہے کہ انبیاء اور ملائکہ مقربین کے بعد افضل صحابہ ہیں اور تمام صحابہ میں افضل ابوبکرؓ ہیں اور انکے بعد عمرؓ۔ اس بات پر سنت جماعت کے تمام علما کا اتفاق ہے۔ انکے بعد عثمانؓ اور انکے بعد علیؓ۔ اور بعضے علی کو عثمان پر مقدم رکھتے ہیں۔ انکے بعد طلحہؓ اور زبیرؓ اور سعدؓ اور سعیدؓ اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور ابوعبیدہؓ بن الجراح۔ غرض محبت اہلِ بیت کی اور صحابہ کی واجبات سے ہے۔ انکی محبت یہ ہے کہ انکی تعظیم و توقیر کرنا اور ان کے حقوق ادا کرنا اور انکی اقتدا کرنا اور انکے آداب اور اخلاق اختیار کرنا اور انکے کہے پر عمل کرنا اور ان کا ذکر خوبی کے ساتھ کرنا اور انکو اوصافِ جمیلہ سے یاد کرنا اور انکی درمیان جو جنگ ہوئے سو اسکی تاویل کرنا۔ مذہب اہلِ سنّت وجماعت کا یہی ہے چنانچہ امام نووی شرح مسلم میں لکھے ہیں کہ اہل حق اور سنت جماعت کا مذہب یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق میں نیک گمان رکھنا اور ان کے درمیان جھگڑے جو ہوئے اس سے باز رہنا اور انکے درمیان جو جنگ ہوئے سو اسکی تاویل کرنا کیونکہ وہ لوگ مجتہد تھے اور جنگ تاویل سے کرتے تھے۔ اس جنگ سے انکو معصیت کا قصد نہ تھا اور محض دنیا منظور نہ تھی بلکہ ہر فرقہ کو گمان تھا کہ ہیں حق پر ہوں اور مخالف باغی، اس سے جنگ کرنا واجب ہے تا خدا کے امر طرف رجوع لاویں۔ لیکن ان میں بعضے صواب پر تھے اور بعضے خطا پر۔ مگر وہ خطا اجتہاد کے باعث تھی۔ اس خطا میں وہ معذور ہے اور مجتہد کو اجتہاد میں خطا ہو تو اس پر گناہ نہیں۔ اور ان جنگوں میں یعنے جنگ جمل اور جنگ صفین میں علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ حق پر تھے۔ اور ہم کہے سو یہ مذہب اہل سنت کا ہے۔ تمام ہوا ترجمہ امام نووی کا۔

صحابہ سے محبت رکھنا

اور دوسرے علما مثل حافظ ابن حجر عسقلانی اور شیخ جلال الدین سیوطی اور قسطلانی اور شیخ ابن حجر ہیثمی بھی اجماع اہل سنت کا اس بات پر نقل کئے ہیں۔ بعضے بزرگاں اپنی ہندی کتاب میں اس کا خلاف لکھے ہیں۔ انکی عبارت نظم تھی سوان کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ معاویہ سے جو لغزشاں صادر ہوئے سو اسمیں اہل سنت و جماعت کو دو قول ہیں۔ اکثر لوگ صحابہ کے وقت سے اپنے زمانے تک یہ کہے ہیں کہ معاویہ جو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کئے سو باغی تھے بڑی خطا پر اور اس خطا میں اسکو کوئی صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین مجتہد نہ کہے۔ یہی کہتے تھے کہ وہ صحابی تھا اسکے حق میں زبان کو نگاہ رکھنا۔ میرا مذہب بھی یہی ہے۔ تبع تابعین کے بعد علما جو ہوئے سو کہنے لگے وہ خطا معاویہ کی اجتہادی تھی اور مجھے اس قول سے بہت حیرت ہوتی ہے کیونکہ تین قرن کے لوگ یعنی صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اسکو مجتہد تھا کر کر نہ بولے۔ جب قرون ثلاثہ والے اسکو مجتہد کر کر نہ بولے ہوں تو لوگ بعد کے اسکو مجتہد بولنا کہاں سے آیا۔ اور معاویہ کے حق میں سلف جو کہے سو میں کہتا ہوں کہ ایک روز کسی نے معاویہ کو بد بولا وہاں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ٹیکا لگا کر بیٹھے تھے سو سیدھے ہوئے اور کہے ہیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک جگہ گئے وہاں چند لوگ رہتے تھے اور ان میں ایک عورت حاملہ تھی اور ہمارے ساتھ ایک بدوی تھا سو جا کر اس عورت کو بولا میں تجھے خوشی کی ایک بات سناتا ہوں کہ تجھے بیٹا ہوگا ایک بکرا لا کر دے تا میں منتروں پھر وہ بکرا لا دی۔ غرض ان کچھ منترا اور بکرا ذبح کر کر ہمکو کھلایا ہم کھائے بعد وہ بدوی نے اپنا قصہ بولا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس پر غصہ ہوئے اور تمام کھائے سو قے کر کر نکالے۔ بعد ایک مدت کے اس بدوی کو عمر رضی اللہ عنہ پاس لائے اور کہے کہ ان نے انصار کی ہجو کیا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ فرمائے اس بدوی کو اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نہ ہوتی تو میں اسکو تعزیر سخت کرتا۔ دیکھئے ابو سعید نے اس معذرت پر فقط اکتفا کئے اور مجتہد تھا کر نہ بولے۔ اور کسی نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا کہ

آپ علی اور معاویہ کے حق میں کیا کہتے ہیں تو امام احمد کہے علی مرتضٰی کو دشمناں بہت تھے حضرت کا کوئی عیب نکالنا چاہے تو کچھ عیب نہ ملا۔ پھر ایسے شخص پاس جمع ہوئے کہ اُس نے حضرت سے جنگ کیا تھا اور علی مرتضٰی کی عداوت سے اسکو بہت سرائے۔ اور امام ابوزرعہ کو کسی نے کہا میں معاویہ سے بغض رکھتا ہوں۔ پوچھے کیا سبب۔ بولا ان نے علی مرتضٰی سے جنگ کیا۔ ابوزرعہ کہے رب معاویہ کا کریم ہے اور اس کا خصم حلیم ہے تو ان کے درمیان کیا واسطے آتا ہے۔ غرض اس ڈھب کے اقوال بہت ہیں سب کو ذکر کرنا موجب طوالت کا ہے سو کوئی نہ بولا کہ معاویہ مجتہد تھا اور اسکو کیا نسبت جو علی مرتضٰی کے ساتھ اجتہاد میں برابری کرے۔ کیا سابقین اولین میں تھا یا مہاجرین میں یا بدریوں میں یا بیعت الرضوان والوں میں۔ وہ تو طلیق ابن الطلیق تھا یعنی فتح مکے میں اسلام لائے سو لوگ۔ کیا وہ سنا نہ تھا جو عمر فاروق لوگوں کے مجمع میں فرمائے تھے۔ خلافت مہاجرین اولین میں ہے طلقا کو اسمیں کچھ حق نہیں۔ دیکھو طلحہ اور زبیر اور ام المومنین عایشہ مجتہد تھیں سو اپنے اجتہاد میں خطا ہوئی سو اس پر متنبہ ہو کر اس سے پھر گئے پھر معاویہ مجتہد تھا تو اس کا اجتہاد مسلسل کیسا رہا قطع نظر اسکے اس میں اجتہاد کے شروط کہاں تھے سو اسکو مجتہد بولیں۔ بھلا وہ مجتہد تھا ہمکو قبول۔ بتلاؤ اس اجتہاد کی صورت کیا ہے۔ مجتہد تھا تو طلحہ اور زبیر پھر گئے سا اُن کیوں نہ پھرا اور اس وقت تو اس کا اجتہاد عثمان کے قاتلوں کے لئے تھا پھر وہ جب مملکت پر دستیاب ہوا تو عثمان کے قاتلوں سے قصاص کیوں نہ لیا اور جب مدینے میں آیا اور عثمان کی لڑکی عایشہ اس سے قصاص چاہی تو اسکو پھسلا دیا اور شام کی راہ لیا اس کے سوائے اس سے لغزشاں بہت ہوئے ہیں۔ اب اسکو بھی اجتہادی بولنا پر کوئی نہ بولا کہ اُن میں وہ مجتہد تھا۔ کیا اس کا اجتہاد علی مرتضٰی کی ذات ہی کے ساتھ خاص تھا۔ اس تحقیق پر اسکو مجتہد کہنا عذر لنگ ہے دلچسپ نہیں۔ مجتہد کی بات بیچ میں نہ لاکر اسکو صحابی تھا کر معذرت کرنا بس ہے۔ علما یہ بات خوب جانتے تھے لیکن عوام کی زبان بند کرنے

واسطے مصلحتاً اسکو بولے مجتہد تھا۔ اب وہ مصلحت نظر نہیں آتی۔ اہلِ سنت کی یہ بات سن کر روافض اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اہلِ سنت کے تمام باتاں ایسے ہی ہیں۔ خلاصہ انکے نظم کا تمام ہوا۔ اس عاصی کو اس قول سے نہایت تعجب معلوم ہوتا ہے کیونکہ ہم سابق امام نووی سے نقل کر چکے کہ معاویہ کے اجتہاد پر اہلِ سنت کا اتفاق ہے اور وہ اہلِ حق کا عقیدہ ہے۔ جب امام نووی سا شخص کہ جس کے قول پر امام شافعی کے مذہب کا مدار ہے اور ان کا منصب تمام علما پاس ثابت ہے اتفاق اہلِ سنت کا نقل کرے اور دوسرے بڑے بڑے علما مثل حافظ ابن حجر عسقلانی اور شیخ جلال الدین سیوطی وغیرہ کہ ناماں تمام ذکر کرنا تطویل ہے۔ اس بات کو قبول کر کر اجماع اہلِ سنت کا نقل کریں تو اسمیں دو قول ہیں کر کر بولنا غلط اور خلاف عقیدہ ہے۔ اگر بعضے معاویہ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کا انکار کریں ہو تو ان کا قول اجماع کے مخالف رہنے کے باعث قابلِ اعتماد نہیں اور یہ اتفاق نقل کرنے سے معلوم ہوا کہ عقیدہ سلف کا یہی تھا کیونکہ نیا قول برخلاف سلف کے احداث کرنا جائز نہیں پھر ائمہ خلف ایسے خلاف کے تئیں کاہیکو روا رکھتے۔ اگر فرض کریں کہ سلف کو دو قول تھے پھر جب خلف ایک قول پر اجماع کریں تو وہ اجماع حجت اور دلیل قطعی ہوا۔ تم کو کب روا ہے کہ اجماع کے خلاف اپنا ایک عقیدہ مقرر کر کر عوام کو فریب دیں۔ علاوہ یہ کہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کوئی انکو مجتہد بولے نہیں کر کر کہنا دعوے بلا دلیل ہے مقبول نہیں اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور امام احمد اور امام ابو زرعہ رحمہم اللہ سے جو نقل کئے ہیں دعوے کی سند نہیں ہو سکتی۔ کسی کے کلام میں تصریح نہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد نہ تھے بلکہ ہر شخص سائل کے سوال کے دیکھتے ایک مناسب جواب دیا۔ اگر ان کے پاس ایک بات مقرر ہوتی تو سب ایک ہی طور کا جواب دیتے۔ اور امام احمد کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں مذاکرہ معاویہؓ کے فضائل کا تھا سو امام احمد اس پر کہے کہ معاویہ کو لوگوں نے بہت سرائے اور انھیں

اشارہ کئے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں لوگ احادیث بہت سی وضع کئے ہیں
اور تامل کرنے والے پر خوب روشن ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کا عدم اجتہاد انکے اقوال
کا نہ منطوق ہے نہ مفہوم۔ پھر ان اقوال کو سند دعوے کی بنانا اور اسکو مجتہد کوئی نہیں ہولا
کر کر استدلال پکڑنا بیجا اور مناظرے کے آداب کا خلاف ہے۔ جو لکھے کہ معاویہ کو علی
مرتضیٰ کے ساتھ برابری نہیں سو سچ لیکن اس سے رتبہ اجتہاد کا ساقط نہیں ہوتا اور
جو لکھے خطا تھی تو اس پر متنبہ کیا واسطے نہ ہوا اور اس سے کیوں نہیں پھرا سو یہ بات
بھی معقول نہیں۔ اجتہاد کے شروط میں کوئی نہ لکھا کہ مجتہد اپنی خطا پر متنبہ ہو کر اس سے
پھرتا ہے۔ اور وہ جو لکھے کہ اس میں اجتہاد کے شروط کہاں تھے سو کونسی شرط نہیں تھی
سو بیان کرنا ضرور تھا۔ اصول فقہ کے کتب میں مجتہد کے شروط جو لکھے ہیں سو یہ ہے کہ
قرآن کی آیات جو احکام میں آئے ہیں انکی معانی و احکام کے ساتھ اور ایسا ہی احکام
کے احادیث اور حدیث مشہور ہے یا متواتر یا احاد اور اسکے رواۃ کا احوال اور مواقع
اجماع کے اور قواعد علم اصول کے اور صرف نحو لغت معانی بیان جاننا۔ اور یہ تمام شروط
قرون ثلاثہ کے بعد کے مجتہدوں کے لئے ضرور ہے اور سلف کے مجتہدوں کو صرف نحو
لغت معانی بیان جاننے کی حاجت نہ تھی۔ ان کو اپنی زبان دانی کا کمال سلیقہ تھا۔
علی الخصوص معاویہ کہ جن کو کمال معرفت تھی۔ اس ہی لیاقت کے نظر کرتے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے یہاں منشی گری کرتے تھے۔ اگر ان کو علوم ادبیہ میں مہارت نہ ہوتی تو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ان کو یہ خدمت نہ فرماتے۔ اور احادیث کے اقسام اور سند کے رجال
کا احوال بھی جاننا اس وقت احتیاج نہیں رکھتا تھا کہ وہ لوگ حدیثوں کو زبان وحی بیان
سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سنتے تھے۔ ان کے پاس وہ احادیث نص قطعی تھے اور
اس عصر میں فقیہ نہیں ہوتا تھا اور فتویٰ نہیں دیتا مگر مجتہد۔ معاویہؓ کی فقہ دانی اور فتویٰ
دہی سب پر عیاں ہے۔ بخاریؒ روایت کئے ہیں کہ ابن عباس سے کہے کہ معاویہ وتر کی

ایک ہی رکعت پڑھتے ہیں تو ابن عباس کہتے کہ دَعْهُ فَاِنَّهُ فَقِیْہٌ یعنی اسکو چھوڑ دے اور انکار مت کر کیونکہ وہ فقہ جانتا ہے سو بدوں دلیل کے ایسا نہ کریگا۔ ابن حزم لکھا ہے کہ صحابہ میں سات شخص بہت فتوےٰ دیا کرتے تھے عمرؓ علیؓ ابن مسعودؓ ابن عمرؓ ابن عباسؓ زیدؓ بن ثابت عائشہؓ صدیقہ رضی اللہ عنہم۔ اگر انھوں سے ایک ایک شخص کے فتوےٰ جمع کریں تو ہر ایک کے فتووں کی بڑی ایک کتاب ہوگی۔ ان کے سوائے بیس شخص ہیں وہ بھی فتوےٰ دیا کرتے تھے۔ انھوں سے ہر ایک کے فتوے علیحدہ جمع کریں تو ہر ایک کا ایک جزو ہوگا۔ وہ لوگ یہ ہیں ابو بکرؓ صدیق۔ عثمانؓ ذی النورین۔ ابو موسیٰؓ اشعری۔ معاذؓ بن جبل سعدؓ بن ابی وقاص۔ ابو ہریرہؓ۔ انسؓ۔ عبداللہؓ بن عمرو بن العاص۔ جابرؓ۔ ابو سعیدؓ خدری طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ عبدالرحمنؓ بن عوف۔ عمرانؓ بن حصین۔ ابو بکرہؓ۔ عبادہؓ بن الصامت۔ معاویہؓ بن ابی سفیان۔ ابن الزبیرؓ۔ ام سلمہؓ۔ سودہؓ بنت زمعہ رضی اللہ عنہم۔ دیکھئے ابن عباس جس کو فقیہ ہی کہے اور صحابہ میں ان کا فتوےٰ دینی مقرر رہے اور اس وقت مجتہد کے سوائے دوسرا کوئی فتوےٰ نہیں دیتا تھا سو شخص کو مجتہد نہ کہنا باطل ہے اور ان لوگوں کے فتوے کم رہنا بسبب عدم اجتہاد کے نہیں ہے بلکہ بعضوں کا وفات جلد ہوا فتوے کی احتیاج نہیں پڑی۔ اور بعضی ملکوں کے بندوبست اور جہاد میں مشغول تھے فتوےٰ دینے کی فرصت ہوتی نہ تھی اور بعضے عبادت میں مشغول تھے دوسرے لوگ موجود ہیں کر کر اس کام طرف متوجہ نہ تھے۔ طرفہ یہ ہے کہ وہ بزرگ اپنی کتاب میں ان مفتیوں کا نام لکھے ہیں مگر بیس کو انیس لکھکر معاویہ کا نام نکال دے۔ اپنی کتاب سے نام نکالے تو کیا دوسری کتابوں سے بھی ان کا نام نکل جاتا ہے۔ خیر وہ جو لکھے معاویہ رضی اللہ عنہ عثمان کے قاتلوں سے قصاص اپنے وقت کیوں نہیں لئے سو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کام کے جو بانی تھے ان میں اکثر لوگوں کو قتل کئے۔ چنانچہ محمد بن ابی بکر وغیرہ کو قتل کرے سو تواریخ کے کتب میں مرقوم ہے جب وہ باقی نہ رہیں تو قصاص کس سے لیں۔ اور وہ جو لکھے معاویہؓ سے

اور بھی لغزشاں بہت ہوئے ہیں کیا وہ سب اجتہادی تھے سو اس کا جواب ہے کہ انبیاء کے سوائے دوسرا کوئی معصوم نہیں۔ لغزش ہونا بعید نہیں لیکن تاریخ والے بہت سی حکایات رطب و یابس لکھا کرتے ہیں سو اس باتوں کو قابل حجت کے نہ جانتا۔ اور وہ جو لکھے علماء اس بات سے آگاہ تھے پر مصلحت واسطے مجتہد بولے سو یہ بد ظنی ہے علما ربانی پر کیونکہ وہ لوگ بڑے دیندار اور خدا ترس تھے سلف کے خلاف پر ہرگز اتفاق نہ کرتے۔ اور روافض اعتراض کرنے سے اجماع کے خلاف عقیدہ کرنا کتے بھونکتے کر کر شہر سے بھاگنا ہے۔ کیا آج تک روافض نہ تھے اور ان ہی بزرگ کے وقت روافض نکلے۔ بہتر مذہب والے اور تمام ملتان والے اہل سنت و جماعت کے قولوں پر اعتراض کیا کرتے ہیں اور اس کا جواب دندان شکن پاتے ہیں۔ کیا ان کے اعتراض کے اندیشے سے دین و آئین چھوڑ دیئے ضرورت درپیش ہونے کے باعث ہم نے مطلب کے گھوڑے یہاں بہت کدائے۔ پھر اب اصل مطلب کے بیان کے درپے ہوئے۔ **منہا** محبت کی علامتوں سے ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر شفقت رکھنا اور انکو نفع پہنچانے واسطے سعی کرنا اور ان کا ضرر دفع کرنے کوشش کرنا۔ **منہا** محبت کی علامتوں سے ہے علما اور صلحا اور سنت پر چلنے والوں کو دوست رکھنا اور جہال اور فساق اور بدعتیوں سے بغض رکھنا۔ **منہا** محبت کی علامتوں سے ہے قرآن سے محبت رکھنا اور تلاوت اسکی ہمیشہ کرنا۔ فی الحقیقت خدا کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی کسوٹی قرآن و حدیث ہے۔ محبوب کا کلام بھی محبوب رہتا ہے۔ جسکو محبت راگ اور مزامیر سے ہو تو وہ نشان ہے باطن کی خرابی پر اور دل کے فساد پر۔ **منہا** محبت کی علامتوں سے ہے دنیا کو ترک کرنا اور فقر اختیار کرنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہیں جن نے مجھے دوست رکھتا ہے تو اس سے فقر بہت نزدیک ہے سیل سے زیادہ جو اوپر سے گرتی ہے۔ اور ایک شخص آکر عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کو دوست رکھتا ہوں حضرت فرمائے فقر کا لباس تیار کر۔ دوسرا کہا یا رسول اللہ میں اللہ کو دوست رکھتا ہوں تو فرمائے بلا کا لباس

تیار کرنا منجملہ محبت کی علامتوں سے ہے حدیث کا علم شوق سے پڑھنا جسکے دل میں
ایمان کی حلاوت ہوتی ہے وہ جب کوئی حدیث سنے تو اس کا دل قبول کر لیتا ہے اور اس
کی لذت اسکو حاصل ہوتی ہے۔ یا الہ العالمین ہم کو تیرے رسول کی محبت دے اور ہمکو
ایمان کی حلاوت چکا اور سنت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنا توفیق دے۔
فصل چوتھا درود کے بیان میں۔ اللہ تعالی فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ
یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا یعنے
اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں رسول پر۔ اے ایمان والو صلوۃ بھیجو اس پر
اور سلام بھیجو سلام کہہ کر۔ اللہ تعالی درود بھیجنے سے مراد اللہ تعالی حضرت کی ثنا کرتا
ہے اور رحم کرتا ہے اور بخشتا اور ان کی تعظیم کرتا ہے۔ اس سے حاصل تشریف اور
مرتبے میں حضرت کے زیادتی ہے۔ اور فرشتے درود بھیجنے سے مراد حضرت کی تعظیم کی
بڑوتی مانگنا اور دعا کرنا اور مغفرت مانگنا۔ اور مومنو کو درود بھیجو کرکر امر کیا سو اس سے
غرض ہماری تقرب ہے جناب باری میں۔ اور اسکی منفعت ہماری طرف ہی رجوع
کرتی ہے دگرنہ ہم کو کیا لیاقت جو حضور میں رب العزت کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے
سفارش کریں۔ الغرض آیت میں درود بھیجنے کا امر ہے اور امر کا صیغہ وجوب پر دلالت
کرتا ہے کرکر اکثر علما کہے ہیں کہ درود بھیجنا فرض ہے۔ اور ابن جریر طبری اور بعضے فقہا
کہے ہیں کہ درود بھیجنا مستحب ہے۔ اور جو لوگ کہے ہیں فرض ہے تو ان میں بھی خلاف
ہے۔ مذہب امام شافعی کا یہ ہے کہ ہر نماز کے تشہد اخیر میں درود بھیجنا فرض ہے درود
نہ بھیجیں تو نماز صحیح نہیں۔ اور اسی طرح جنازے کی نماز میں اور جمعہ اور عیدین وغیرہ کے
دونوں خطبوں میں درود بھیجنا فرض ہے۔ اور امام احمد بن حنبل کا مذہب بھی یہی ہے
اور مشہور حنفیہ پاس تمام عمر میں ایکبار درود بھیجنا فرض ہے۔ دوسرے اوقات میں سنت
یا مستحب ہے۔ اور حلیمی اور ایک جماعت شافعیہ کی اور طحاوی اور ایک جماعت حنفیہ

کی اور طرسوسی اور ایک جماعت مالکیہ کی اور بعضے حنابلہ کہتے ہیں کہ جب نام مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لیوے تو درود کہنا واجب ہے۔ ابن عربی مالکی کہے ہیں کہ اس قول میں احتیاط خوب ہوتا ہے۔ اور ابوبکر بن بکیر مالکی اور قاضی عیاض مالکی کہتے ہیں کہ درود بھیجنا واجب ہے اسکو کچھ تعداد نہیں۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ ہر مجلس میں ایکبار درود بھیجنا واجب ہے۔ درود کے فضائل بہت سی ہیں۔ روایت کئے ہیں مسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جن نے درود بھیجے گا میرے پر ایکبار تو درود بھیجے گا اس پر اللہ تعالیٰ دس بار۔ روایت کئے ہیں نسائی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جن نے درود بھیجیگا میرے پر ایکبار تو اللہ تعالیٰ درود بھیجے گا اس پر دس بار اور کم کرے گا اسکے دس گناہ اور بلند کرے گا اس کے دس درجے۔ روایت کئے ہیں ترمذی اور بزار نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جن نے درود جسقدر زیادہ بھیجے گا تو قیامت کے دن اتنا ہی میرے سے نزدیک رہے گا۔ روایت کئے ہیں ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمہارے افضل روزوں میں سے جمعہ کا روز ہے سو اس روز درود بہت بھیجو کیونکہ تمہارے درود کو میرے پر عرض کرتے ہیں۔ اسکے سوائے بھی بہت سی حدیث درود کے فضائل میں آئے ہیں میں نے تھوڑے بطور نمونے کے لکھا۔ اور درود کے فوائد اور خواص بھی بہت ہیں مجمل یہاں ان کا بیان کرتا ہوں۔ ۱۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کا امتثال ہے۔ ۲۔ اللہ تعالیٰ کی موافقت درود بھیجنے میں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی درود بھیجتا ہے۔ ۳۔ فرشتوں کی موافقت۔ ۴۔ ایکبار درود بھیجنے والے کو اللہ تعالیٰ دس اتنا ثواب دیتا ہے اور دس درجے بلند کرتا ہے اور دس نیکیاں اس کے لئے لکھتا ہے اور اسکے دس گناہ محو کرتا ہے۔ ۵۔ کوئی دعا کے بعد درود بھیجے تو دعا مقبول ہونے کی امید ہے۔

۶۔ سبب ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا قیامت کے دن۔ ۷۔ سبب ہے گناہوں کی بخشش کا۔ ۸۔ سبب ہے مہمات کی آسانی کا۔ ۹۔ سبب ہے قرب کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے دن۔ ۱۰۔ قایم مقام ہوتا ہے صدقے کا محتاج کو۔ ۱۱۔ سبب ہے مرادوں برآنے کا۔ ۱۲۔ سبب ہے اللہ تعالےٰ اور فرشتے اس پر درود بھیجنے کا۔ ۱۳۔ بھیجنے والے کے حق میں وہ پاکی اور بڑھوتی ہے۔ ۱۴۔ سبب ہے جنّت کی بشارت ملنے کا پیش از موت کے ۱۵۔ سبب ہے نجات کا قیامت کی سختیوں سے۔ ۱۶۔ سبب ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس پر درود بھیجنے کا۔ ۱۷۔ سبب ہے مجلس کی پاکی کا اور حسرت نہ ہونے کا قیامت کے دن۔ ۱۸۔ کچھ بھول گئے تو درود بھیجنا سبب ہے وہ یاد آنے کا۔ ۱۹۔ سبب ہے فقیری دفع ہونا اور فقیری نہ آنے کا۔ ۲۰۔ درود بھیجنا جنت کی راہ بتاتا ہے اور نہ بھیجنا راہ بھولاتا ہے۔ ۲۱۔ سبب ہے پلصراط پر گذرنے کا۔ ۲۲۔ سبب ہے برکت کا عمر میں اور ذات میں۔ ۲۳۔ سبب ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت ملنے کا۔ ۲۴۔ سبب ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا۔ ۲۵۔ سبب ہے اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیار کرنے کا۔ ۲۶۔ سبب ہے دل کی حیات کا۔ ۲۷۔ سبب ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کا۔ ۲۸۔ سبب ہے اللہ تعالیٰ کو پہنچنے کا اگر پیر کامل نہ ملے۔ ۲۹۔ سبب ہے بلا دفع ہونے کا اور بدیاں دور ہونے کا اور دنیا و آخرت کی تمام سختیاں آسان ہونے کا۔ ۳۰۔ سبب ہے توبے کی توفیق کا اور توبے پر ثابت رہنے کا۔ ۳۱۔ سبب ہے خوف سے امان کا۔ ۳۲۔ سبب ہے اللہ تعالیٰ سایہ کرنے کا قیامت کے دن جو اس کے سایے کے سوائے کسی کا سایہ نہیں۔ ۳۳۔ سبب ہے مستجاب الدعوۃ ہونے کا۔ ۳۴۔ سبب ہے دریچہ ہونے کا اسکی قبر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں۔ ۳۵۔ سبب ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مصافحہ کرنیکا بیان ان مواضع کا کہ درود بھیجنا وہاں مشروع ہے۔ جو مواضع کہ درود بھیجنا وہاں فرض تھا ہم سابق ذکر کر آئے باقی مواضع جو درود سنت و مستحب ہے اسکو یہاں لکھتے ہیں۔ ۱۔ وضو

اور غسل اور تیمم سے فراغت پائے بعد۔ ۲۔ نماز میں آیت پڑھیں بعد کہ جس میں نام مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آیا ہے قاری ہو یا سامع۔ اسکو شافعی فقہ کی کتاب انوار میں لکھا ہے لیکن امام نووی کہے ہیں اس موقع میں درود بھیجنا مندوب نہیں۔ ۳۔ پہلے تشہد میں شافعی کے پاس۔ ۴۔ دعائے قنوت کے بعد۔ ۵۔ نماز سے فراغت پائے بعد۔ ۶۔ اذان کے بعد۔ ۷۔ اقامت کے بعد۔ ۸۔ تہجد کی نماز کے قبل۔ ۹۔ تہجد کی نماز کے بعد۔ ۱۰۔ مسجد میں سے گذرتے وقت۔ ۱۱۔ مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت۔ ۱۲۔ جمعہ کی شب کو اور دن کو۔ ۱۳۔ عید کی نماز کے تکبیروں کے درمیان۔ ۱۴۔ حج میں تلبیہ کہے بعد اور صفا مروے پر اور حجر اسود کے استلام کے وقت اور طواف میں اور موقف میں اور ملتزم میں اور طواف وداع کے بعد۔ ۱۵۔ مدینہ منورہ کی راہ میں اور قبر شریف پاس اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کے نشانیوں کو اور آثار کو دیکھے تو علی الخصوص حضرت کے گھروں کو دیکھیں ۱۶۔ ذبح کے وقت امام شافعی پاس سویوں کہے بِسْمِ اللّٰهِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ لیکن ابوحنیفہؒ پاس مکروہ ہے۔ امام مالک اور امام احمد کے اصحاب بھی اسی طرف گئے ہیں ۱۷۔ خرید و فروخت کے وقت۔ ۱۸۔ وصیت نامہ لکھتے وقت۔ ۱۹۔ صبح شام اور سوتے وقت اور شب کو بیخوابی ہو تو۔ ۲۰۔ سفر جاتے وقت۔ ۲۱۔ جانور پر سوار ہوتے وقت۔ ۲۲۔ بازار طرف جاتے وقت۔ ۲۳۔ دعوت کو گئے تو۔ ۲۴۔ گھر میں جاتے وقت۔ ۲۵۔ خطوں کے شروع میں۔ ۲۶۔ شدت اور کرب اور غم کے وقت۔ ۲۷۔ طاعون ہوئی سو ایام میں۔ ۲۸۔ غرق کے اندیشے کے وقت۔ ۲۹۔ دعا کے شروع اور وسط اور آخر میں۔ ۳۰۔ مراداں برآنے واسطے۔ ۳۱۔ کان میں طنین ہوئی سو وقت۔ ۳۲۔ پاؤں میں چونٹیاں بھریں تو سو ایسا کہے یَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ۔ ۳۳۔ چھینکے بعد سویوں کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ مَّا كَانَ مِنْ حَالٍ وَّصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ۔ ۳۴۔ کچھ بھولے سے چیز کو یاد آنے واسطے۔ ۳۵۔ گناہ کے بعد اس کا کفارہ ہونے۔ ۳۶۔ اپنے دوست

سے ملے سو وقت۔ ۳۷۔ لوگ جمع تھے سو متفرق ہوتے وقت۔ ۳۸۔ قرآن کو ختم کرتے وقت ۳۹۔ کوئی کتاب یا سخن شان والا شروع کرتے وقت۔ ۴۰۔ نام مبارک جب زبان پر گذرے یا لکھے۔ ۴۱۔ فتویٰ دینے کے وقت اور فتویٰ لکھتے وقت اور سبق پڑھنے کے اول اور وعظ شروع کرتے وقت اور حدیث کا درس شروع کرتے وقت اور آخر ہوتے وقت۔ درود کی کیفیت احادیث میں اور صحابہ اور تابعین اور ان کے بعد کے لوگوں سے مختلف الفاظ سے وارد ہوئی ہے۔ ان تمام کو لکھنا موجب تطویل کا تھا اسلئے اس کو ترک کیا اور چند درود جن کے پڑھنے سے بہت برکت ہے اور رویت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی میسر ہوتی ہے سو ان کو یہاں لکھا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُوْحِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْاَرْوَاحِ وَعَلٰى جَسَدِهٖ فِي الْاَجْسَادِ وَعَلٰى قَبْرِهٖ فِي الْقُبُوْرِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ اس درود کو شب جمعہ تین سو تیرہ بار پڑھے تو رویت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشرف ہوتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا هُوَ اَهْلُهٗ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى لَهٗ جن نے اس درود کو بہت پڑھے اور عدد طاق رہے رویت سے مشرف ہوتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى لَهٗ اس درود پر مداومت کرے تو رویت سے مشرف ہوتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ شب جمعہ اسکو ہزار بار پڑھے تو رویت سے مشرف ہوتا ہے اور اگر شب جمعہ دو رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی گیارہ بار اور سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھے اور نماز سے سلام پھیرے بعد یہ درود سو بار پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تو رویت سے مشرف ہوتا ہے اور بزرگاں اسکو تجربہ کیے ہیں کہ تین جمعہ نہیں گذرتے کہ رویت حاصل ہوتی ہے۔ اسکو شیخ عبدالحق دہلوی اپنی کتاب جذب القلوب

میں لکھے ہیں اور حافظ اسعد بن محمد سعید کی انصاری محدث سے ہمارے بزرگوں کو یوں روایت پہنچی ہے کہ شب جمعہ دو رکعت پڑھا سواسمیں سورۂ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی ایکبار اور سورۂ اخلاص پندرہ بار پڑھا بعد درود ہزار بار پڑھا کوئی درود ہے۔ اور بعضے بزرگوں سے مروی ہے کہ جو کوئی شب جمعہ دو رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پچیس بار پڑھے اور سلام پھیر کر یہ درود صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ ہزار بار پڑھے توروبیت سے مشرف ہوتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ اَبَدًا وَاَنْمٰى بَرَكَاتِكَ سَرْمَدًا وَاَزْكٰى تَحِيَّاتِكَ فَضْلًا وَعَدَدًا عَلٰى اَشْرَفِ الْخَلَائِقِ الْاِنْسَانِيَّةِ وَمَجْمَعِ الْحَقَائِقِ الْاِيْمَانِيَّةِ وَطُوْرِ التَّجَلِّيَاتِ الْاِحْسَانِيَّةِ وَمَهْبَطِ الْاَسْرَارِ الرَّحْمَانِيَّةِ وَعَرُوْسِ الْمَمْلَكَةِ الرَّبَّانِيَّةِ وَاِمَامِ الْحَضْرَةِ الْقُدْسِيَّةِ وَاسِطَةِ عِقْدِ النَّبِيِّيْنَ وَمُقَدَّمِ اَجْيُشِ الْمُرْسَلِيْنَ وَقَائِدِ رَكْبِ الْاَنْبِيَاءِ الْمُكَرَّمِيْنَ وَاَفْضَلِ الْخَلْقِ اَجْمَعِيْنَ حَامِلِ لِوَاءِ الْعِزِّ الْاَعْلٰى وَمَالِكِ اَزِمَّةِ الْمَجْدِ الْاَسْنٰى شَاهِدِ اَسْرَارِ الْاَزَلِ وَتُرْجُمَانِ لِسَانِ الْقِدَمِ وَمَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِكَمِ وَمَظْهَرِ سِرِّ الْجُوْدِ الْجُزْئِيِّ وَالْكُلِّيِّ وَاِنْسَانِ عَيْنِ الْوُجُوْدِ الْعُلْوِيِّ وَالسِّفْلِيِّ رُوْحِ جَسَدِ الْكَوْنَيْنِ وَعَيْنِ حَيٰوةِ الدَّارَيْنِ الْمُتَحَقِّقِ بِاَعْلٰى رُتَبِ الْعُبُوْدِيَّةِ الْمُتَخَلِّقِ بِاَخْلَاقِ الْمَقَامَاتِ الْاِصْطِفَائِيَّةِ الْخَلِيْلِ الْاَعْظَمِ وَالْحَبِيْبِ الْاَكْرَمِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِكَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ

وَذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَكُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ
وَذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ ۔ یہ درود قطبِ ربّانی محبوبِ سبحانی سیّد
عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے ہے اور حافظ محمد العدکی سے ہمکو اجازت
پہونچی ہے کہ اس درود کو سوتے وقت سات بار پڑھے تو رویت سے جمال
مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشرف ہو بایں شرطیکہ اس روز روزہ رکھنا
اور غسل کرنا اور کپڑے پاک پہننا اور خوشبوئی استعمال کرنا ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعِتْرَتِهٖ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَكَ یہہ
درود رویت اور برآمد حاجات ومقاصد واسطے بہت مجرّب ہے۔ ظہر کی
نماز کے بعد ایک ہزار ایک سو تینتیس بار پڑھنا اور تصور یہ کرنا کہ حجرۂ شریف پاس
کھڑا ہوں اور پڑھتے وقت اگر کی لکڑی جلانا ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً
تُنْجِيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِيْ
لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ
السَّيِّاٰتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلَى الدَّرَجَاتِ
وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ
فِي الْحَيَاتِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ یہ درود پڑھنے سے مُراداں دُنیا
اور آخرت کے برآتے ہیں اور کشتی اور دریا کی آفت سے اور طوفان وغیرہ
بلا سے نجات واسطے اس کو پڑھنا بہت مجرّب ہے اقل تین سو بار پڑھنا ۔
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ السَّابِقِ لِلْخَلْقِ نُوْرُهٗ
الرَّحْمَةِ لِلْعَالَمِيْنَ ظُهُوْرُهٗ عَدَدَ مَا مَضٰى مِنْ خَلْقِكَ وَ
مَا بَقِيَ وَمَنْ سَعِدَ مِنْهُمْ وَمَنْ شَقِيَ صَلٰوةً تَسْتَغْرِقُ الْعَدَّ

وَنُحِيطُ بِالْحَدِّ صَلٰوۃً لَّاغَایَۃَ لَہَا وَلَا انْتِہَاءَ وَلَا اَمَدَ لَہَا
وَلَا انْقِضَاءَ صَلٰوۃً دَائِمَۃً بِدَوَامِکَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ کَذٰلِکَ
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔ اس کتاب کے مسودے سے ہم کو شنبے کے روز
پانچویں رجب کی ۱۲۵۵؁ ہجری میں فراغت ہوئی اور بیضے سے پانچویں کو شعبان
کے ۱۲۵۵؁ مذکورہ سے فراغت ملی۔ جناب باری سے التجا یہی ہے کہ اس کتاب
کے پڑھنے والے کو خوبی دارین کی نصیب کرے اور بارگاہ رب العزت کا مقبول
کرے اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر قایم رکھے۔
آمین آمین آمین

صحت نامہ فوائد بدریہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	سے	سے	۴۴	۱۱	خباب	خُباب
۱	۵	لوانے	لوائے	۳۹	۲۱	یزید ثعلبہ	یزید بن ثعلبہ
۲	۶	موروتی	موروثی	۳۹	۲۱	نقبلہ	نضلة
۲	۱۹	مداج	مدارج	۴۱	۱۰	یُصْبِحْ	یُصْبِحُ
۳	۱۴	عرباص	عرباض	۴۴	۱۵	جھانکے	جھانکنے
۴	۲	وَاِذِ	وَاِذْ	۵۵	حاشیہ	زہرہ	زہرا
۴	۳	مِیْثَاقَ النَّبِیِّیْنَ	مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ	۵۶	۱۴	تقلّب	تقلُّب
۴	۴	وَلَتَنْصُرَنَّہٗ	وَلَتَنْصُرُنَّہٗ	۵۸	۱۲	مدیے	مدینے
۴	۱۸	پسلی	پھسلی	۶۳	۱۰	اپ	اب
۵	۷	بھلنے	بھلائی	۶۴	۲۱	مسلمان	مسلمانوں
۵	۱۲	سراندیب	سرندیب	۶۵	۱۹	لگا	لگا
۷	۱۲	ھے	تھے	۶۴	۱۳	عظم	عظیم
۷	۱۴	شبیر	شبیر	۷۰	۸	اونٹ کی غنیمت	اونٹ غنیمت
۸	۷	پرتے	پڑتے	۷۰	۱۷	دو	وہ
۸	۱۰	عبادتگاہ	عبادت گاہ	۷۴	۷	ٹگر	ٹکر
۹	۵	عاید	عایذ	۷۴	۱۰	ٹگر	ٹکر
۱۳	۱	نصیب میں ہوا	نصیب ہوا	۷۵	۹	جیر	جبر
۱۴	۱۲	ہن مین	میں ہیں	۷۶	۱۶	شرجیل	شرحبیل
۱۹	۱۱	رسول اللہ علیہ وسلم	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۷۶	۱۷	شرجیل	شرحبیل
۲۷	۱۰	عرصی	عزیٰ	۷۶	۱۰	ٹگر	ٹکر
۳۲	۵	الضمار	الضمار	۷۸	۴	سہیل	سہل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٧٨	۴	خصیر	حضیر	١٣٨	٢١	ہیں	میں
٨١	٢١	بھتیجے	بھنجے	١٣٧	١۴	خروزہ	حزورہ
٨۴	١٨	غرتے	غُرّتے	١٣٨	١	شَہدتَّ	شَہدتِ
٨٨	١۴	علیہ	علیہ وسلم	١٣٨	٢	عِکْرَمَہ	عِکْرِمَہ
٨٩	٨	ل	بل	١٣٨	٣	لموتَمَہ	المُوتَمَہ
٩٠	٧	بشیر	بشر	١٣٨	۵	جُمُسَہ	جُمجُمَہ
٩۵	١٣	دہ	دو	١٣٨	٢٠	خَلَفْنا	خَلَفْنا
٩۵	١٨	نمابہ	رغابہ	١۴٢	١	بذیل	ہذیل
٩٨	١٩	سرے	سہرے	١۴٨	٩	عمردوسی	عمرودوسی
١٠٣	١۵	حصین	حصن	١۴٨	١١	الیمامہ	الیمانیہ
١٠۴	٨	غمرہ	غمر	١۵٠	١	حَزَمَ	ھزم
١١١	١۴	الرصوان	الرضوان	١۵٠	١	سانجہ	سانچ
١١١	١٧	ہو	ہوا	١۵٠	٢٠	بائٹے	بانٹے
١١۵	٣	گ	گو	١۵١	١۴	راھمہ	راھبہ
١١٩	١	صبا	صہبا	١۵٨	۴	ربدے	ربذے
١٢٠	٢٠	حج	بج	١۶٠	١٩	ازرج	اذرح
١٢٣	١٨	جوسئی	جورسی	١۶٢	١	جزاء	جزء
١٢۴	٧	شرجیل بن عمر	شرحبیل بن عمرو	١۶۴	٢	کثر	کُثُر
١٢۴	١۴	نگھتان	نگہبان	١٧١	١٨	سعدبن زید	سعید بن زید
١٣۴	١۶	الرحمنُ	الرحمنَ	١٧٢	٧	بیبیونمیں کے	بیبیوں کے
١٣۴	١۶	ضَرَبَۃً	ضَرْبَۃً	١٧٢	٢١	میرادوست	میرا خلیل یعنی دوست
١٣۴	١٨	یعنی زخم	یعنی یا زخم	١٧٣	٩	سبب ہوتا	سبب کر ہوتا
١٣۵	١۴	آذَیْتَنِیْ	اذیتنی	١٧۵	٢١	بعدمیں تم	بعد تم
١٣۵	٢٠	الاخفاءِ	الاخاءِ	١٧٧	٨	عبیدہ	ابو عبیدہ
١٣٨	٧	یکت	کمیت	١٨۶	١٨	وہاں	جہاں

۱۹۰	۳	بوڑھے	بوڑھے	۲۷۰	۱۱	جُرش	جُرَش
۱۹۱	۱۲	رضی اور اللہ	رضی اللہ	۲۷۰	۱۸	مِنْہُم	مِنْهُمْ
۱۹۲	۸	رَسُولُ	رَسُولِ	۲۷۰	۲۰	یَنقَطِعُہُ	یَنْقَطِعُہٗ
۱۹۲	۸	سَلِم	سَلَّمُ	۲۷۲	۱	یَخرِج	یَخْرُج
۱۹۵	۱۴	رفاقت	رفاقت	۲۷۲	۱۳	لمندی	بلندی
۲۰۷	۴	کے	کہے	۲۷۳	۴	اتانیٌ	اتانی
۲۱۵	۱	اورچکوا	چکوا	۲۷۳	۱۶	بینِ	بُنِ
۲۱۸	۱	صحاب	سحاب	۲۷۴	۱۱	مہرا	میرا
۲۱۹	۲۰	سد	اللہ	۲۷۴	۱۵	ہن	پہن
۲۲۱	۵	رکھا	رکھا ۱۲ تحفۃ اللبیب	۲۷۴	۱۶	السرض	العرض
۲۲۵	۱۸	اومحمد	اورمحمد	۲۷۴	۱۹	سا	سنا
۲۲۹	۳۱	دربنی	اوربنی	۲۷۴	۲۰	وُقِّفتَ	وُقِّفتَ
۲۳۲	۵	پہولی	پھوہی	۲۷۵	۹	دور	اور
۲۴۱	۴	انبیاہیں	انبیاءمیں	۲۷۵	۱۹	تلثا	ثلثا
۲۴۳	۱۹	حیقی	حنیفی	۲۷۵	۱۸	وَحیِیتَ	وَحُیِّیتَ
۲۴۴	۲	حیقی	حنیفی	۲۷۶	۱۱	مِصیاحۃ	مِصْباحُہٗ
۲۴۵	۱	تمیم	تیم	۲۷۶	۱۲	یَنفِعُ	یَنفَعُ
۲۴۵	۷	میں	ہیں	۲۷۶	۱۳	مَدّتِ	مُدَّتِ
۲۴۷	۳	جتنے	جتنے	۲۷۷	۱۱	وَخَرتُ	وَخَرَّتْ
۲۵۶	۱۳	رفاقت	رفاقت	۲۷۷	۱۹	الرَّحَبُ	الرَّحْبُ
۲۵۷	۱	اخیابر	خیابر	۲۷۸	۷	اَدُبَر	اَدْبَرَ
۲۵۸	۹	ہی	یہی	۲۸۱	۴	المُسْجِدِ	المَسْجِدِ
۲۵۹	۱۳	ابی کشہ	ابی کبشہ	۲۸۱	۷	ورت	ورق
۲۶۰	۶	مانند	مانند	۲۸۱	۷	بَعدِ اِبنِ	بَعْدَ ابنِ
۲۶۰	۱۰	الحرتین	الحرتین	۲۸۱	۷	مَریَم	مَریَم

۲۸۱	۹	غروہ	غزوہ	۳۴۷	۲۰	ابی بکر	ابی بکرہ
۲۸۲	۱۶	تنا	زنا	۳۴۸	۲۱	برار	بزار
۲۸۲	۱۳	تحیۃً	تحیّۃً	۳۵۴	۶	ہوا	ہو
۲۸۳	۵	حزیم	خریم	۳۶۲	۱۰	رن جوان	تیس جوان
۲۸۶	۱۴	اجمعت	اجتمعت	۳۶۶	۲۰	استجیبوا	استجیبوا
۲۸۶	۱۸	مفتریاتٍ	مفتریات	۳۶۷	۲۰	فیستحیی	فیستحیی
۲۸۶	۲۱	کنتم	کنتم	۳۶۷	۲۰	واللہ	واللہ
۲۸۷	۱	شھداء	شھداء	۳۶۷	۲۱	الحق	الحق
۲۸۹	۳	تنزیلٌ	تنزیلٌ	۳۷۷	۳	یلالیہ	للالیہ
۲۹۳	۱	کبیشہ	کبشہ	۳۷۸	۱	رُباب	رِباب
۲۹۶	۷	وانذر	وانذر	۳۷۸	۶	رسولہ	رسولہٗ
۲۹۶	۲۱	اگرقاع	الرقاع	۳۷۹	۱	لکیلاً	لکیلا
۲۹۶	۲۱	علیہ	ثعلبہ	۳۸۰	۱۷	جن حرب	بن حرب
۲۹۹	۱۴	یں	میں	۳۸۱	۳	شرجیل	شرجبیل
۳۰۰	۶	مرینہ	مزینہ	۳۸۳	۳	اہرام	الھرم
۳۰۵	۱۱	گریز	گزیر	۳۸۳	۶	سرف	سَرِف
۳۰۸	۱۱	رزق دے	روٹی دے	۳۸۴	۷	سلیمہ	سلمیہ
۳۱۲	۱۳	بن اثامہ	بن ابی اسامہ	۳۸۴	۱۰	رفاف	زفاف
۳۲۸	۱۱	تجیر	بجیر	۳۸۶	۱۹	رہم	اورہم
۳۲۸	۱۶	چھلڈیاں	جھلڈیاں	۴۰۱	۱۰	وسلّم	وسلم
۳۳۰	۱۲	عمر	عمرو	۴۰۲	۱۱	اجیش	جیش
۳۳۱	۱	کلابک	کلابک	۴۰۲	۱۴	القدَ	القدم
۳۳۷	۱۹	بعزۃ	بعزۃ	۴۰۳	۱	ذکرک	ذکرک
۳۳۸	۲۱	شرجیل	شرجبیل	۴۰۳	۱۳	جمیع الحاجات	جمیع الحاجات
۳۴۱	۳	غروے	غزوے	۴۰۳	۱۳	تطہرنا	تطہرنا

ختم

فہرست کتب

قوت الارواح شرح توشہ فلاح | تالیف قاضی بدرالدولہ مرحوم مناسک حج میں نہایت بسیط اور مفصل کتاب۔ بڑی سائز کے ۸سو صفحات قیمت صہ

ریاض النسوان | فقہ شافعی مولفہ حضرت امام العلما مولانا قاضی الملک بدرالدولہ مرحوم و مغفور مستند کتاب جس میں نماز و روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ کے مسائل صراحت سے لکھے گئے ہیں۔ کاغذ چکنا رائل حجم ۱۹۲ صفحے قیمت عہ

فوائد بدریہ | مولفہ جناب قاضی بدرالدولہ مرحوم و مغفور۔ یہ کتاب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارک میں نہایت مستند کتاب ہے اب تک اسکے کئی ایڈیشن طبع ہو چکے ہیں۔ سیرت مبارک کی نہایت ضخیم عربی کتابوں کا بہترین خلاصہ ہے علاوہ بریں ۹۵ سال پہلے کی زبان اور انشا کا بہترین نمونہ ہے۔ قیمت سے

تحفۃ الخلان | فقہ شافعی جس میں بیع وغیرہ و معاملات اور فرائض و جنایات وغیرہ کے مسائل معتبر کتب سے منتخب کر کے جدید طور سے لکھے گئے ہیں ضخامت (۱۷۶) صفحات قیمت عہ

عہد سلف | اسلام کے نشو و نما اور دکن میں اسلامی سلطنت کے قیام پر تبصرہ۔ مولفہ مولوی محمد مرتضیٰ صاحب مرحوم۔ کاغذ چکنا رائل سایز قیمت ۶

دکن میں اردو | مولفہ نصیر الدین ہاشمی صاحب جسمیں دکن میں اردو کی ابتدا اور اس کے ارتقا کی مفصل تاریخ نظم و نثر کے نمونوں کے ساتھ پیش کی گئی ہے۔ بار ثانی کی طبع کے بعد صرف چند نسخے باقی ہیں۔ قیمت ۶

یورپ میں دکھنی مخطوطات | مولفہ نصیر الدین ہاشمی صاحب جس میں تفصیل کیساتھ یورپ کے کتب خانوں کے دکھنی قلمی کتابوں کا ذکر ہے ضخیم تقریباً (۶۰۰) زیر طبع لمعات آصفیہ قیمت عہ۔

ملنے کا پتہ: (۱) حبیب کمپنی اسٹیشن روڈ حیدرآباد دکن (۲) شمس المطابع مشین پریس عثمان گنج حیدرآباد دکن (۳) مدرسہ محمدی رائے پیٹھ مدراس۔